

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی  
دلائل کی تخریج و خوالہ چات اور کچھ دیگر کتابت کیمساحہ

# کتاب کفایہ المفی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی  
محمد کفایت اللہ دہلوی

[www.ahlehaq.org](http://www.ahlehaq.org)

دارالافتاء  
مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی



دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی  
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

# کفایت المفتی

مُدَلَّل، مُکَمَّل

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی  
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد سوم

کتاب الصلوة

دارالافتاء  
اردو بازار کراچی  
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق  
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

با اہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی  
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔  
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

﴿..... ملنے کے پتے .....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ ارا العلوم کراچی  
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی ہور  
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور  
مکتبہ امدادیہ بی بی ہسپتال روڈ ملتان  
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار

بیت القرآن اردو بازار کراچی  
بیت العلوم 26 نا بھروڈ لاہور  
نقشبہ بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد  
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اور اوپنڈی  
یونیورسٹی بک اینڈ جنسی خیبر بازار پشاور

## دیباچہ

نحمد الله العلی العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم ؐ

امابعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد سوم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیت سے لیے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد سوم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۴۴۷ الجمعیت سے ۱۳۷ متفرق ۲۰۱ کل ۷۸۶

کفایت المفتی جلد اول و دوم و سوم کے کل فتاویٰ کی تعداد پندرہ سو اکٹھ ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد چہارم آئے گی جو کتاب الجنائز سے شروع ہوتی ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

احقر حفیظ الرحمان و آصف



[www.ahlehaq.org](http://www.ahlehaq.org)

## فہرست عنوانات

### کتاب الصلوٰۃ

#### پہلا باب

#### اذان و تکبیر

- ۱ نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟ ..... ۴۵
- ۲ فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے ..... ۴۶
- ۳ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا ..... ۴۶
- ۴ اقامت میں دائیں پیائیں مڑنے کا حکم ..... ۴۶
- ۵ نبالغ لڑکے کی اذان کا حکم ..... ۴۶
- ۶ اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ..... ۴۶
- ۷ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا ..... ۴۶
- ۸ اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں ..... ۴۶
- ۹ جواب دیگر ..... ۴۶
- ۱۰ اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا ..... ۴۸
- ۱۱ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا ..... ۴۸
- ۱۲ بے نماز اور غلیظ شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں ..... ۴۸
- ۱۳ اذان سے پہلے یا بعد میں نقارہ بجانا درست نہیں ..... ۴۹
- ۱۴ اذان کے بعد بیتل کی تختی بجانا بدعت ہے ..... ۴۹
- ۱۵ اذان و اقامت کے اختتام پر ”محمد رسول اللہ! کا اضافہ ..... ۴۹
- ۱۶ فوٹو گرافر کے اذان کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی ..... ۵۰
- ۱۷ اقامت میں ”حی علی الصلوٰۃ“ پر کھڑا ہونا مستحب ہے ..... ۵۰
- ۱۸ رفع وبا کے لئے اذان کہنا مباح ہے ..... ۵۱
- ۱۹ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا ..... ۵۱
- ۲۰ اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ بجانا مکروہ ہے ..... ۵۱
- ۲۱ اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے ..... ۵۲
- ۲۲ امام مصلیٰ پر کب کھڑا ہو؟ ..... ۵۲



صفحہ	مضمون
۵۳	۲۳ امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑے ہونا.....
"	۲۴ تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد.....
۵۴	۲۵ اذان کا جواب دینا سنت ہے.....
"	۲۶ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے.....
"	۲۷ اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں.....
"	۲۸ اذان کے بعد نماز کے لئے بلانا عیب میں داخل ہے.....
۵۵	۲۹ جماعت کے وقت مؤذن کا بآواز بلند درود پڑھنا.....
۵۶	۳۰ مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا.....
۵۷	۳۱ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے.....
"	۳۲ سوال مثل بالا.....
۵۸	۳۳ جواب دیگر.....
"	۳۴ اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا.....
۶۰	۳۵ ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے.....
"	۳۶ اذان کے بعد دعا میں "والد رجبہ الرفیعۃ" اور "وارز قنا شفاعۃ" کا اضافہ.....
۶۱	۳۷ رمضان المبارک میں نماز مغرب کو تاخیر سے پڑھنا.....
"	۳۸ اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثابت نہیں.....
	دوسرا باب
	اوقات نماز
۶۲	۳۹ نماز فجر ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟.....
۶۳	۴۰ ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق.....
"	۴۱ مثل اول کے نماز عصر کا حکم.....
۶۴	۴۲ نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے.....
"	۴۳ عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟.....
۶۵	۴۴ شفق ایض کے غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے.....
"	۴۵ نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنے کا حکم.....
"	۴۶ طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے.....
"	۴۷ مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا.....

صفحہ	مضمون
۶۶	۴۸ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں.....
۶۷	۴۹ نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے.....
۶۸	۵۰ جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟.....
۶۸	۵۱ مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟.....
۶۸	۵۲ طلوع آفتاب زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں.....
۶۸	۵۳ جواب دیگر.....
۶۹	۵۴ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے.....
۶۹	۵۵ وقت عصر کے بارے میں چند سوالات.....
۷۰	۵۶ نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے.....
۷۱	۵۷ دو نمازوں کو اکٹھے وقت میں پڑھنا جائز نہیں.....
۷۱	۵۸ اذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟.....
۷۱	۵۹ نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضاء کی جا سکتی ہے.....
۷۲	۶۰ غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟.....
	تیسری باب
	امامت و جماعت
۷۱	فصل اول: امامت.....
۷۱	۶۱ نابالغ کی امامت کا حکم.....
۷۱	۶۲ (۱) کشتی دیکھنے والے کی امامت.....
۷۱	(۲) حنفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلد کی امامت کا حکم.....
۷۳	۶۳ مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟.....
۷۴	۶۴ بغیر شرعی عذر کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں.....
۷۵	۶۵ غلط خواہ کی امامت.....
۷۶	۶۶ جھوٹ بولنے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم.....
۷۶	۶۷ ضالین کو ظالمین پڑھنے والے کی امامت.....
۷۷	۶۸ امامت کی اجرت لینا جائز ہے.....
۷۷	۶۹ صرف ٹوپی پہن کر امامت کرنا جائز ہے.....
۷۷	۷۰ حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم.....



صفحہ	مضمون
۷۸	۱۔ امام کا ”ور“ یا محراب کے اندر کھڑا ہونا.....
”	۲۔ خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے.....
۷۹	۳۔ ڈاڑھی کٹانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے.....
”	۴۔ تہجد باندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے.....
۸۰	۵۔ (۱) اس ٹاپینا کے پیچھے نماز بڑا کر اہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو.....
”	(۲) ٹاپینا حافظ کے پیچھے تراویح کا حکم.....
”	(۳) چونکہ پن کر نماز پڑھانا جائز ہے.....
”	۶۔ مکرر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں.....
”	۷۔ غلط پیشے سے نائب متقی اور پرہیزگار کی امامت.....
۸۱	۸۔ تراویح میں پختہ حفظ والے حافظ کو امام بنایا جائے.....
”	۹۔ عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت.....
۸۲	۱۰۔ پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے.....
”	۱۱۔ شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم.....
”	۱۲۔ بدعتی پیر کے موصد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم.....
۸۳	۱۳۔ جو امام ”قاف“ کا مخرج اوانہ کر سکے.....
”	۱۴۔ تعویذ گندے کرنے اور قال نامے دیکھنے والے کی امامت.....
۸۴	۱۵۔ ڈاڑھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت.....
”	۱۶۔ غیر متقون کی امامت کا حکم.....
”	۱۷۔ جو اکھیلنے والے اور والدین کے نافرمان کی امامت.....
۸۵	۱۸۔ غسل کے پیچھے نماز جائز ہے.....
”	۱۹۔ غلط پڑھنے والے کی اقتدا کا حکم.....
۸۶	۲۰۔ غیر شرعی فعل کے مرتکب شخص کی امامت.....
”	۲۱۔ مؤذن اور خادم کے فرائض.....
”	۲۲۔ امام مقرر کرنا متولی کا حق ہے.....
۸۷	۲۳۔ انیون اور پوست پینے والے کی امامت.....
”	۲۴۔ امام وقت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے.....
۸۸	۲۵۔ بلا وجہ شرعی امام سے اختلاف نہ کیا جائے.....

صفحہ	مضمون
۸۸	۹۶ ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے.....
"	۹۷ ذبح کرنے والے کی امامت.....
۸۹	۹۸ میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟.....
۹۰	۹۹ بد چلن بیسی والے کی امامت.....
۹۱	۱۰۰ (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟.....
"	(۲) خود کو یزید جیسا کہنے والے کی امامت.....
"	(۳) حضرت حسینؑ کی طرف منسوب ایک روایت.....
"	۱۰۱ مسائل سے واقف پیشہ ور شخص کی امامت.....
"	۱۰۲ (۱) شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی بننے والے کی اقتدا کا حکم.....
"	(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتدا.....
"	(۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قنوت پڑھیں یا نہیں؟.....
۹۲	(۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کس طرح نماز پڑھائے؟.....
"	۱۰۳ ضرورت کی بنا پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے.....
۹۴	۱۰۴ بیسی کی بد کرداری پر راضی ہونے والے کی امامت کا حکم.....
۹۵	۱۰۵ (۱) ختم قرآن کی اجرت لینے والے کی امامت.....
"	(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے.....
"	۱۰۶ امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں.....
۹۶	۱۰۷ امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں.....
"	۱۰۸ ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے.....
"	۱۰۹ ایدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم.....
۹۷	۱۱۰ نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم.....
"	۱۱۱ ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے.....
"	۱۱۲ بد کردار امام کو معزول کرنا جائز ہے.....
۹۸	۱۱۳ جو عالم حافظ و قاری ہو وہ زیادہ حق دار ہے.....
"	۱۱۴ زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے.....
۹۹	۱۱۵ اختلاف کے وقت کثرت رائے سے امام مقرر کرنا چاہیے.....
"	۱۱۶ ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہے.....



صفحہ	مضمون
۹۹	۱۱۷ زیر دست، مہلت اور دست نہیں
۱۰۰	۱۱۸ پوروں میں نماز کا نئے والے کی امامت
۱۰۱	۱۱۹ بیخبروں کی امامت کا حکم
"	۱۲۰ بدعتی کی امامت مکروہ ہے
"	۱۲۱ نامرد کی امامت جائز ہے
"	۱۲۲ (۱) مسجد کو دھرم شانہ اور امام کو پنڈت کہنے والے کی امامت
"	(۲) غیر محرم، کنواری لڑکی رکھنے والے کی امامت
"	(۳) بدوا وجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں
۱۰۳	۱۲۳ شراب پینے اور غشی ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت
"	۱۲۴ میت کو غسل دینے والے کی امامت
"	۱۲۵ سواری کا دوبارہ کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے
۱۰۴	۱۲۶ جس کی بیوی کسی اور کے پاس چلی گئی اس کی امامت
"	۱۲۷ (۱) بدمعاش بیوی رکھنے والے کی امامت
"	(۲) ولد الزنا کے پیچھے نماز کا حکم
"	۱۲۸ نیک اور صالح ولد الزنا کی اقتدا کا حکم
۱۰۵	۱۲۹ امام کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھی جائے
"	۱۳۰ مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت
"	۱۳۱ فسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم
۱۰۶	۱۳۲ (۱) دوران تقریر امام کا منبر پر گالیاں بکانا
"	(۲) بلا وجہ امام کی مخالفت نہ کی جائے
"	(۳) احکام شرعیہ سے ناواقف کے فیصلے کا حکم
"	(۴) تراویح پڑھانے والے کی دودھ سے خدمت
۱۰۷	۱۳۳ آدھی آستین والی قمیص میں نماز کا حکم
"	۱۳۴ تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز جائز ہے
۱۰۸	۱۳۵ غلط افعال والے کی امامت
۱۰۹	۱۳۶ تراویح پڑھانے والے کو روپ و پٹا دینا
"	۱۳۷ (۱) امام حافظ نہ ہو تو تراویح کے سننے کا فطر کو مقرر کیا جائے

صفحہ	مضمون
۱۰۹	(۲) صحیح کی موجودگی میں ناپائیداری امامت ..
۱۱۰	۱۳۸ کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے ..
۱۱۲	۱۳۹ (۱) امامت کے لئے کیسا شخص مناسب ہے ؟ ..
"	(۲) جس کی عورتیں پردہ نہ کریں اس کی امامت ..
"	۱۴۰ منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت ..
۱۱۳	۱۴۱ بے نکاح عورت رکھنے والے اور سینما دیکھنے والے کی امامت ..
۱۱۴	۱۴۲ (۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت ..
"	(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی ...
"	(۳) کچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا ....
"	(۴) جس میں صلاحیت نہ ہو اس کو معزول کیا جائے ..
۱۱۵	۱۴۳ (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے ..
"	(۲) تماشے اور سینما دیکھنے والے کی امامت ..
"	۱۴۴ امامت کا حق کس شخص کو ہے ..
۱۱۶	۱۴۵ (۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم ..
"	(۲) نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں ..
"	۱۴۶ غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم ..
۱۱۷	۱۴۷ یتیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت ..
"	۱۴۸ رشوت خور اور جھوٹ بولنے والے کی امامت ..
۱۱۸	۱۴۹ امام نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار ہے ..
"	۱۵۰ جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں اس کی امامت کا حکم ...
۱۱۹	۱۵۱ فعل بد کرنے والے کی اقتداء کا حکم ..
"	۱۵۲ بد کردار امام جس سے اکثر مقتدی ناراض ہوں ..
۱۲۰	۱۵۳ ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے ..
۱۲۱	۱۵۴ قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے والے کی اقتداء ..
"	۱۵۵ جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت ..
"	۱۵۶ مسائل سے ناواقف اور غلط کرنے والے کی امامت ...
۱۲۲	۱۵۷ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا ..



صفحہ	مضمون
۱۲۲	۱۵۸ حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے.....
"	۱۵۹ سوال متعلقہ صحت امامت..
۱۲۳	۱۶۰ امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟
۱۲۳	۱۶۱ اذان کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے ..
"	۱۶۲ رشوت دینے اور بلیک کرتے والے کی امامت ..
"	۱۶۳ جواب نمبر ..
"	۱۶۴ جواب نمبر ..
۱۲۵	۱۶۵ بدردہ افیون کھانے والے کی امامت ..
"	۱۶۶ جس نے سنتیں نہ پڑھیں وہ قویٰ نماز پڑھا سکتا ہے ..
"	۱۶۷ پند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے ..
۱۲۶	۱۶۸ استحقاق امامت کس کو ہے؟ ..
"	۱۶۹ (۱) مدظوظین کے والے کی اقتداء کا حکم ..
"	(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیدہ حق دار ہے ..
۱۲۷	۱۷۰ جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی امامت ..
"	۱۷۱ ناظرہ کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے ..
"	۱۷۲ ابرص والے شخص کی امامت ..
۱۲۸	۱۷۳ ابو ہے وہ امام بننا کیسا ہے؟ ..
"	۱۷۴ نماز جنازہ پڑھانے کا حق امام مسجد کو ہے ..
"	۱۷۵ ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت ..
۱۲۹	۱۷۶ (۱) تعزیہ دینے والے کی امامت ..
"	(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میعاد کرنے والے کی امامت ..
"	۱۷۷ (۱) بذر یعد مشین ذبح کئے ہوئے بکرے کا گوشت پھینچنے والے کی امامت ..
"	(۲) قصاب کا امام بننا کیسا ہے؟ ..
"	(۳) کچے چمڑے کے تاجر کی امامت ..
"	(۴) جس کی بیوی ب پر دو ہو اس کی امامت ..
"	(۵) شراب کرنے اور کان دینے والے کی امامت ..
"	(۶) امام جس سے مقتدری ناخوش ہوں ..

صفحہ	مضمون
۱۲۹	(۷) فاسق و فاجر کی اقتداء کا حکم....
"	(۸) فاسق و فاجر کا زبردستی امام ہونا
۱۳۱	۱۷۸ ایک چشم کی امامت.....
"	۱۷۹ بلا وجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک
۱۳۲	۱۸۰ بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز..
"	۱۸۱ دوسرے مذہب والے کی اقتداء کا حکم.....
۱۳۳	۱۸۲ امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا.....
"	۱۸۳ مجاور کی امامت .....
"	۱۸۴ پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت .....
۱۳۴	۱۸۵ پیش امام کی تعظیم و تکریم واجب ہے.....
	فصل دوم : جماعت
"	۱۸۶ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم.....
"	۱۸۷ جماعت سے ہٹ کر الگ نماز پڑھنا.....
۱۳۵	۱۸۸ جماعت ادا میں نئے آنے والے کی شرعاً درست نہیں.....
"	۱۸۹ جماعت میں عورتیں اور بچے کہاں کھڑے ہوں؟....
۱۳۶	۱۹۰ مرتکب کبیرہ کی امامت....
"	۱۹۱ مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے.....
۱۳۷	۱۹۲ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم.....
"	۱۹۳ مسجد میں دو جماعت کے متعلق ایک استفسار.....
"	۱۹۴ مجذوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟.....
۱۳۸	۱۹۵ دوسرے قعدہ میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے.....
"	۱۹۶ اعادہ والی نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے.....
۱۳۹	۱۹۷ امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟
"	۱۹۸ صف اول کی فضیلت .....
"	۱۹۹ مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم.....
۱۴۰	۲۰۰ (۱) سلام اول کے بعد اقتداء درست نہیں.....
"	(۲) بدعتی کی امامت مکروہ ہے.....



صفحہ	مضمون
۱۴۱	۲۰۱ عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟
۱۴۲	۲۰۲ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے
۱۴۲	۲۰۳ گھر میں نماز پڑھنے والے پر وعید
۱۴۳	۲۰۴ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے
۱۴۴	۲۰۵ اشکال بر جواب بالا
۱۴۴	۲۰۶ (۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے
۱۴۵	(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے
۱۴۵	۲۰۷ مفتدی نے زیدی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بحر تھا تو نماز نہیں ہوئی
۱۴۶	۲۰۸ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے
۱۴۶	۲۰۹ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے
۱۴۶	۲۱۰ (۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا
۱۴۶	(۲) کوروں کے درمیان صف بنانا
۱۴۶	۲۱۱ جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم
۱۴۶	۲۱۲ مسجد کے صحن میں نماز کا حکم
۱۴۶	۲۱۳ صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والا کہاں کھڑا ہو
۱۴۶	۲۱۴ جماعت ثانیہ کا حکم
۱۴۸	۲۱۵ بوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا
۱۴۸	۲۱۶ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے
۱۴۹	۲۱۷ محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم
	چوتھا باب
	مسجد اور عید گاہ کے آداب
۱۴۹	فصل اول: مسجد میں جنبی کا داخل ہونا
۱۴۹	۲۱۸ مسجد میں سوئے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا کرے؟
۱۴۹	۲۱۹ جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
۱۵۰	فصل دوم: مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استعمال کرنا یا میت کو دفن کرنا
۱۵۰	۲۲۰ مسجد کے اندر تقیم کرنا
۱۵۰	۲۲۱ مسجد کی دری کا جلسہ میں استعمال

صفحہ	مضمون
۱۵۰	۲۲۲ مسجد کے پانی کا استعمال ..
۱۵۱	۲۲۳ تلاوت کے لئے مسجد کی ہتی کا استعمال .....
۱	۲۲۴ مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا .....
۵	۲۲۵ مسجد کی دریوں کو عید گاہ میں استعمال کرنا .....
۱۵۲	فصل سوم : مسجد کے سامنے باجہ جانا .....
۶	۲۲۶ مسجد کے قریب باجہ جانا .....
۶	۲۲۷ مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا جانا .....
۱۵۳	۲۲۸ مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے .....
۱۵۴	۲۲۹ مسجد کے سامنے باجہ وغیرہ جاتے ہوئے گزرنا .....
۱	فصل چہارم زمین مغصوبہ یا غیر موقوف پر بنائی یا مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد
۱	۲۳۰ مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم .....
۱۵۵	۲۳۱ ہجڑوں کی کمائی سے بھی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم ..
۱	فصل پنجم مسجد میں یا سقف مسجد پر سونا قیام کرنا اور نماز پڑھنا ..
۵	۲۳۲ مسجد کے لوہے پر امام کے لئے کمرہ بنانا .....
۱	۲۳۳ مسجد میں سونا .....
۱۵۶	۲۳۴ خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا .....
۱	۲۳۵ مسجد میں رہائش کرنا .....
۱۵۷	۲۳۶ نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت نہ بنانا ..
۱	۲۳۷ (۱) مسجد کے برآمدے میں سونا .....
۱	(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا ..
۱	(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام ومؤذن کی تحفہ میں دینا ..
۱	(۴) مسجد میں رات کو وظیفہ پڑھنا ..
۱۵۸	۲۳۸ مسافر کا مسجد میں سونا .....
۱	۲۳۹ مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا ..
۱۵۹	۲۴۰ (۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا لوہے ؟ ..
۱	(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا .....

صفحہ	مضمون
۱۵۹	۲۴۱ (۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز.....
"	(۲) جمعہ کی سنتوں کے لئے "الصلوٰۃ قبل الجمعة" پکارنا.....
"	فصل ششم: حقوق متعلقہ مسجد
"	۲۴۲ قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا....
۱۶۰	۲۴۳ حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا.....
۱۶۱	۲۴۴ مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے..
۱۶۲	۲۴۵ محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے
۱۶۳	۲۴۶ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے
"	۲۴۷ مکان کے اندر مسجد بنانا.....
"	۲۴۸ مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی
۱۶۴	۲۴۹ "مسجد کی دیوار توڑ دی گئی" کہنا.....
"	۲۵۰ مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں
"	۲۵۱ مسجد کے بانی کو تولیت کا حق ہے
۱۶۵	۲۵۲ مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں.....
"	فصل ہفتم: مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ.....
"	۲۵۳ غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟.....
۱۶۶	فصل ہشتم مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا
"	۲۵۴ یران مسجد کے سامان کا حکم.....
"	۲۵۵ (۱) مسجد کے ملکہ کا حکم.....
"	(۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا.....
۱۶۷	۲۵۶ مسجد کی تعمیر سے محی ہوئی لکڑی کا حکم....
"	۲۵۷ تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم.....
۱۶۸	۲۵۸ فضل سامان کو فروخت کرنا.....
"	فصل نہم: مسجد میں چندہ کرنا اور سوال کرنا
"	۲۵۹ نماز کے بعد مسجد میں چندہ کرنا
۱۶۹	۲۶۰ سوال مثل بال.....



صفحہ	مضمون
۱۶۹	۲۶۱ اور ان خنبہ چندہ کا حکم
۱۷۰	۲۶۲ ایضاً
۱۷۱	۲۶۳ فرض نماز کے بعد دعائے پہلے چندہ کرنا
۱۷۲	فصل دہم: مسجد میں بدیو دار چیز کا استعمال
۱۷۳	۲۶۴ مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا
۱۷۴	۲۶۵ مسجد میں مٹی کے تیل والے لٹین کا استعمال
۱۷۵	۲۶۶ مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھا جائے
۱۷۶	۲۶۷ مسجد میں لیپ جلانا
۱۷۷	فصل یازدہم: مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا
۱۷۸	۲۶۸ مسجد میں مدرسہ جاری کرنا
۱۷۹	۲۶۹ مسجد میں دینی کتابیں پڑھانا
۱۸۰	۲۷۰ بے سمجھ بچوں کو مسجد میں نہ پڑھایا جائے
۱۸۱	فصل دوازدہم: استقبال قبلہ
۱۸۲	۲۷۱ مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے
۱۸۳	۲۷۲ استقبال قبلہ کا طریقہ
۱۸۴	۲۷۳ معمولی انحراف مقصد نماز نہیں
۱۸۵	۲۷۴ قطب ستارے کے ذریعے سمت قبلہ کا تعین
۱۸۶	۲۷۵ جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو
۱۸۷	۲۷۶ قبلہ سے معمولی انحراف
۱۸۸	۲۷۷ منحرف مسجد کا قبلہ درست کیا جائے
۱۸۹	۲۷۸ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلف ادب ہے
۱۹۰	۲۷۹ جہت مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا
۱۹۱	۲۸۰ دور والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے
۱۹۲	فصل سیزدہم: جماعت خانہ و صحن و فناء مسجد
۱۹۳	۲۸۱ مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا
۱۹۴	۲۸۲ مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ کی تعمیر

صفحہ	مضمون
۱۷۹	۲۸۳ استنجا خانوں کے اوپر امام کے لئے جگہ بنانا
۱۸۰	۲۸۴ مسجد کے دروازے کے متصل بازار لگانا
۸۳	۲۸۵ محکم مسجد میں حوض اور استنجا خانہ بنانا
۱۸۳	فصل چہارم : مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا
۱	۲۸۶ مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا
۱	۲۸۷ مسجد کی دیواروں پر رنگیں نائل لگانا
۱	۲۸۸ (۱) مسجد کی دیواروں پر آیات قرآنی یا ترجمہ لکھنا
۱	(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا
۱۸۴	۲۸۹ مسجد پر کتبہ لگانا
۱	فصل پانزدہم : مسجد میں نماز جنازہ
۱	۲۹۰ بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے
۱۸۵	فصل شانزدہم : عید گاہ کے احکام
۱	۲۹۱ (۱) کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز
۱	(۲) مسجد کو منہدم کرانے والے گناہ گار ہیں
۱	(۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا
۱	(۴) مسجد میں عید کی نماز پڑھنا
۱	۲۹۲ عید گاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے
۱۸۶	۲۹۳ عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا
۱	۲۹۴ عید گاہ میں فٹ بال کھیلنا
۱	۲۹۵ عید گاہ میں حائضہ اور جنبی داخل ہو سکتے ہیں
۱	۲۹۶ عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم
۱۸۷	۲۹۷ گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید
۱	فصل ہفدہم : مسجد میں خرید و فروخت کرنا
۱	۲۹۸ امام کا مسجد کے حجرے میں خرید و فروخت کرنا
۱	فصل ہجدهم : مسجد میں جسد یا عظام و ترجمہ
۱	۲۹۹ مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا

صفحہ	مضمون
۱۸۸	۳۰۰ مسجد میں محفل میلاد کرنا۔
۱۸۹	۳۰۱ نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یا دینی کتاب سنانا۔
۴	۳۰۲ سنتوں اور نقیوں کے وقت کتاب سنانا۔
۱۹۱	فصل نوزوہم: مسجد میں اکھاڑہ سنانا۔
۴	۳۰۳ مسجد میں اکھاڑہ کرنا جائز نہیں۔
۱۹۲	۳۰۴ مسجد میں کھیل کود ناجائز ہے۔
۴	فصل ہستم: متفرق مسائل۔
۴	۳۰۵ عباد کی وجہ سے بنی ہوئی مسجد اور اس کے امام کے پیچھے نماز کا حکم۔
۹۲	۳۰۶ مسجد میں جوتیاں رکھنا۔
۱۹۴	۳۰۷ (۱) جامع مسجد کے کتے میں۔
۴	(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا۔
۴	۳۰۸ مسجد ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟
۱۹۶	۳۰۹ صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں۔
۱۹۷	۳۱۰ مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ۔
۴	۳۱۱ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ۔
۱۹۸	۳۱۲ گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز۔
۴	۳۱۳ کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کو نہ چھوڑیں۔
۴	۳۱۴ سوال مثل بالا۔
۴	۳۱۵ ایضاً۔
۱۹۹	۳۱۶ مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا مانگنا۔
۲۰۰	۳۱۷ (۱) قادیانی مسلمان نہیں۔
۴	(۲) مسجد کسی کی ذاتی ملک نہیں ہوتی۔
۴	(۳) جھوٹے اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی امامت۔
۴	(۴) بلا وجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے۔
۴	(۵) مسجد میں بگریٹ نوشی اور چائے پارٹی۔
۴	(۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چندہ کرنا۔
۳۰۳	۳۱۸ (۱) مسجد کا احترام واجب ہے۔



صفحہ	مضمون
۲۰۲	(۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کر سکتے ہیں؟
"	(۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
"	(۴) سوال مثل بال
"	(۵) مسجد میں نعت خوانی اور منہائی کی تقسیم
"	(۶) جماعت کے بعد تہنائے نماز پڑھیں۔
"	(۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنون ہے
"	(۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم
"	(۹) تلاوت کرنا فرض نہیں اختلاف میں ہے
"	(۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاتدار کا دروازہ لگانا۔
"	(۱۱) امام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہیے۔
"	(۱۲) کھڑے ہو کر صلوٰۃ سلام پڑھنا۔
"	(۱۳) میلاد میں قیام کرنا بدعت ہے۔
"	(۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
"	(۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے روئے کو اتاراجائے
	۳۱۹ جواب نمبر
۲۰۵	۳۲۰ مسلمان حاکم پر مسجد کا انتظام لازم ہے۔
"	۳۲۱ مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد پر خرچ کی جاے
"	۳۲۲ مسجد میں بیٹھ کر حجامت کروانا مکروہ ہے۔
"	۳۲۳ مسجد کے حصے کو گود مہمانجاہ نہیں
۲۰۶	۳۲۴ مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا جائز نہیں
۲۰۷	۳۲۵ ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا۔
۲۰۸	۳۲۶ مسجد کے اندر حقہ ذکر منعقد کرنا
"	۳۲۷ نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس
۲۰۹	۳۲۸ مسجد میں افطار اور شیرینی کی تقسیم
۲	۳۲۹ صبح کی نماز کے لئے چراغ جلانا۔
"	۳۳۰ مسجد میں میوہ کے اشعار پڑھنا
	۳۳۱ سوال متعلقہ ذکر در مسجد۔

صفحہ	مضمون
۲۱۰	۳۳۲ مسجد کو پاک و صاف ستھرا رکھا جائے
۲۱۳	۳۳۳ زیر تعمیر مسجد میں جو تاپسن کر جانا
"	۳۳۴ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا
"	۳۳۵ احاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے
"	۳۳۶ (۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا
"	(۲) زیر تعمیر مسجد میں جو توں سمیت گھومنا
۲۱۳	۳۳۷ سودی رقم سے خریدی ہوئی دیوبند پر نماز مکروہ ہے
"	۳۳۸ (۱) تعمیر مسجد کے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں
"	(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے
۲۱۴	۳۳۹ مسجد کو دھونا جائز ہے
"	۳۴۰ ویران مسجد کو چار دیواری لگا کر بند کر دیا جائے
۲۱۵	۳۴۱ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے
"	<b>پانچواں باب</b>
"	<b>نماز جمعہ</b>
"	<b>فصل اول: احتیاط الظہر</b>
"	۳۴۲ جہاں جمعہ شرعاً واجب ہو احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں
۲۱۶	۳۴۳ احتیاط الظہر کے مجوزین کے جوہات
۲۱۷	۳۴۴ بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں
"	۳۴۵ عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا
۲۱۸	۳۴۶ جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر جائز نہیں
۲۱۹	۳۴۷ جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ناجائز ہے
"	۳۴۸ ایضاً
۲۲۰	۳۴۹ متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم
۲۲۲	۳۵۰ قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم
۲۲۵	<b>فصل دوم: شرائط جمعہ</b>
"	۳۵۱ قصبہ جس میں تھانہ یا تحصیل ہو جمعہ کا حکم
"	۳۵۲ دیہات میں جمعہ جائز نہیں

صفحہ	مضمون
۲۲۶	۳۵۳ تحقیق جمعہ فی القری اور مصر و قرینہ کی تعریف
۲۲۹	۳۵۴ تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھاؤنی والی جگہ میں جمعہ
"	۳۵۵ مسجد کے قریب جماعت خاندانا.....
۲۳۰	۳۵۶ فتنہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم.....
۲۳۱	۳۵۷ (۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا.....
"	(۲) فنائن مصر کی تعریف.....
۲۳۲	۳۵۸ گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سکیں جمعہ کا حکم.....
"	۳۵۹ جس گاؤں میں سو برس سے جمعہ ہوتا ہو.....
۲۳۳	۳۶۰ چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں.....
"	۳۶۱ بستی والوں کا شہر جا کر جمعہ پڑھنا.....
۲۳۴	۳۶۲ مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا.....
"	۳۶۳ جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو.....
۲۳۵	۳۶۴ ہندوستان میں جمعہ پڑھانے احتیاط الظہیر کی ضرورت نہیں.....
"	۳۶۵ جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو.....
۲۳۶	۳۶۶ ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم.....
۲۳۸	۳۶۷ تیس گھروالے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں.....
"	۳۶۸ جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب.....
۲۳۹	۳۶۹ کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں اور مصر کی منشی بہ تعریف..
۲۴۰	۳۷۰ ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت.....
"	۳۷۱ شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھانے احتیاط الظہیر کی ضرورت نہیں.....
"	۳۷۲ قرینہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم.....
۲۴۲	۳۷۳ جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات.....
"	۳۷۴ " لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع " کا مطلب.....
"	۳۷۵ شرائط جمعہ کیا ہیں؟.....
۲۴۳	۳۷۶ (۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے.....
"	(۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہیر کی ضرورت نہیں.....
"	۳۷۷ ۳۵۰ گھروالی بستی میں جمعہ کا حکم.....



صفحہ	مضمون
۲۴۴	۳۷۸ سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۴۵	۳۷۹ ہندوستان میں جمعہ جائز ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۴۶	۳۸۰ جس گاؤں میں پانچ سو سے زائد لوگ باشندے ضرورت مل جائیں جمعہ کا حکم
۲۴۷	۳۸۱ ۸۶۵۰ والی آبادی میں تھانہ بھی ہو جمعہ کا حکم
۲۴۸	۳۸۲ دو سو گھروں آبادی میں چالیس سال سے عید ہوتی ہو جاری رکھیں یا نہیں
۲۴۸	۳۸۳ تین آدمیوں میں جمعہ درست نہیں
۲۴۸	۳۸۴ چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں
۲۴۹	۳۸۵ چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں
۲۴۹	۳۸۶ (۱) شرعی تعریف کیا ہے؟
۲۴۹	(۲) چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں
۲۵۰	۳۸۷ ہندوستان میں جمعہ فرض ہے
۲۵۰	۳۸۸ دو سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟
۲۵۱	۳۸۹ ۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم
۲۵۲	۳۹۰ (۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے
۲۵۲	(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟
۲۵۲	(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم
۲۵۳	۳۹۱ ۲۵ گھروں آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۵۳	۳۹۲ اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب
۲۵۴	۳۹۳ جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے
۲۵۴	۳۹۴ (۱) شرط جمعہ پائی جائے تو جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۵۴	(۲) مصر اور فناء مصر کی حریف متعین ہے یا نہیں؟
۲۵۵	۳۹۵ جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو وہاں جمعہ کا حکم
۲۵۵	۳۹۶ (۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق
۲۵۵	(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو تو مسلمان اپنا امیر بنالیں
۲۵۵	(۳) ہندوستان میں جو جمعہ کے لئے "شرح و قیہ" سے استدلال
۲۵۵	(۴) "عمدۃ الرعاۃ" کی طرف منسوب عبارت کا مطلب
۲۵۶	۳۹۷ موضع پیر جی میں جمعہ کا حکم

صفحہ	مضمون
۲۵۷	۳۹۸ ہندوستان کی ہستیوں میں جمعہ کا حکم.....
"	۳۹۹ ۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ.....
۲۵۸	۴۰۰ مصر کی تعریف میں "مالا یسع اکبر مساجدہ" کی شرط.....
"	فصل سوم: خطبہ واذان خطبہ.....
"	۴۰۱ غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے..
۲۵۹	۴۰۲ خطبہ میں حاکم وقت کا نام لیکر دیا کرنا..
۲۶۰	۴۰۳ ہاتھ میں عصا لیکر خطبہ پڑھنا.....
"	۴۰۴ اردو زبان میں خطبہ خلاف سنت متواتر ہے.....
"	۴۰۵ اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہیے.....
"	۴۰۶ ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم.....
۲۶۲	۴۰۷ جمعہ وعیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے.....
"	۴۰۸ (۱) مسجد میں آتے ہی سنتیں پڑھیں جائیں.....
"	(۲) اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے.....
"	(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا.....
"	(۴) دوران خطبہ منبر سے یہ زینہ تر پھر چڑھنا بدعت ہے..
۲۶۳	۴۰۹ (۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے.....
"	(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا.....
"	(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا....
۲۶۴	۴۱۰ پہلے وعظ کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے...
"	۴۱۱ خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ.....
"	۴۱۲ غیر عربی میں خطبہ درست نہیں.....
۲۶۵	۴۱۳ ایضاً.....
"	۴۱۴ ایضاً.....
"	۴۱۵ ایضاً.....
۲۶۶	۴۱۶ اذان ثانی کے بعد دعا زبان سے نہ پڑھی جائے....
"	۴۱۷ بوقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے؟
۲۶۷	۴۱۸ سوال مثل بالا.....

صفحہ	مضمون
۲۶۷	۴۱۵ خطبہ میں بادشاہ وقت اور خادم الحرمین کے لئے دعا.....
۲۶۸	۴۲۰ خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہئے اور منبر پر پڑھا جائے
"	۴۲۱ (۱) خطبہ میں لٹوڈا سپیکر کا استعمال مباح ہے
"	(۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہئے
۲۶۹	۴۲۲ (۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟.....
"	(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟.....
"	(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں.....
"	(۴) نماز کے بعد اعتشار فی الارض کا حکم لحدت کے لئے ہے.....
۲۷۰	۴۲۳ غیر عربی میں خطبہ متواتر سنت کے خلاف ہے.....
"	۴۲۴ اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم.....
۲۷۱	۴۲۵ خطبہ سے پہلے وعظ کرنا جائز ہے.....
"	۴۲۶ اذان ثانی خطیب کے سامنے دی جائے.....
۲۷۲	۴۲۷ غیہ عربی میں خطبہ سنت متواتر کے خلاف ہے.....
"	۴۲۸ حضرت شاہ سائیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟.....
"	۴۲۹ اذان ثانی کا جواب اور دعا زبان سے نہ پڑھی جائے.....
۲۷۳	۴۳۰ خطبہ جمعہ زیادہ صول نہ ہو.....
۲۷۴	۴۳۱ (۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟.....
"	(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟.....
"	۴۳۲ (۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے.....
"	(۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا.....
"	(۳) ابتداء خطبہ میں تعوذ و تسبیح آہستہ پڑھی جاوے.....
"	(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے.....
"	(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثابت نہیں.....
"	(۶) خطبہ سنتے وقت درود دل میں پڑھا جائے.....
"	(۷) خطبہ کے دوران غلتیں پڑھنا جائز نہیں.....
"	(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے.....
۲۷۶	۴۳۳ خطبہ عربی نثر میں پڑھا جائے.....



صفحہ	مضمون
۲۷۶	۴۳۴ عربی میں خطبہ مسنون ہے.....
۲۷۸	۴۳۵ (۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے.....
۲۷۹	(۲) خطبہ میں روڈ اسپیکر کا استعمال.....
۲۸۰	۴۳۶ خطبہ سے پہلے یا بعد میں اس کا ترجمہ کرنا.....
۲۸۱	۴۳۷ خطبہ غیر عربی میں سنت متواترہ کے خلاف ہے.....
۲۸۲	۴۳۸ خطبہ غیر عربی میں مکروہ ہے.....
۲۸۳	۴۳۹ اذان ثانی ختیب کے سامنے کہی جائے.....
۲۸۴	۴۴۰ خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا جائز نہیں.....
۲۸۵	۴۴۱ خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے.....
۲۸۶	۴۴۲ خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا.....
۲۸۷	۴۴۳ خطبہ سے پہلے وعظ کہنا درست ہے.....
۲۸۸	۴۴۴ یوقت خطبہ درود اول میں پڑھا جائے.....
۲۸۹	۴۴۵ (۱) خطبہ میں ”اللہم اید الإسلام“ دعا پڑھنا.....
۲۹۰	(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا.....
۲۹۱	(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں، نہ بیان کی جائیں.....
۲۹۲	(۴) غیر متبع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا.....
۲۹۳	(۵) بادشاہ کو خوشی کرنے کے لئے نعرے لگانا.....
۲۹۴	(۶) خطبہ میں دعا کے لئے کیسے لفاظ ہونے چاہئیں.....
۲۹۵	۴۴۶ خطبوں کے درمیان میں ہاتھ اٹھ کر دعا مانگنا.....
۲۹۶	فصل چہارم: تعطیل یوم جمعہ.....
۲۹۷	۴۴۷ جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں.....
۲۹۸	۴۴۸ اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے.....
۲۹۹	۴۴۹ اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے.....
۳۰۰	۴۵۰ اذان جمعہ سے پہلے زیروستی بازاری نہ کرانا.....
۳۰۱	فصل پنجم: مصافحہ بعد جمعہ و عیدین.....
۳۰۲	۴۵۱ بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں.....
۳۰۳	فصل ششم: اہمیت جمعہ.....

صفحہ	مضمون
۲۸۶	۳۵۲ ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام.....
۲۸۷	۳۵۳ نماز جمعہ میں سجدہ سو کا حکم.....
	فصل ہفتم: تعدد جمعہ.....
*	۳۵۴ متعدد مساجد میں نماز جمعہ.....
۲۸۸	۳۵۵ متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلہ افضل ہے.....
۲۸۹	۳۵۶ شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے.....
*	۳۵۷ نماز جمعہ محلہ کی مسجد میں افضل ہے.....
۲۹۰	۳۵۸ قریب قریب مساجد میں جمعہ کا حکم.....
*	۳۵۹ ایک جگہ نماز جمعہ کا اجتماع افضل ہے.....
۲۹۱	۳۶۰ دہلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم.....
*	فصل ہشتم: جمعہ کے نوافل مسنونہ.....
*	۳۶۱ سنت جمعہ کے لئے "الصلوٰۃ قبل الجمعہ" پکارنا.....
*	۳۶۲ بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم.....
۲۹۲	فصل نہم: مسافر کا جمعہ.....
*	۳۶۳ سفر میں جمعہ وعیدین واجب نہیں.....
*	فصل دہم: عورتوں کے لئے جمعہ وعیدین.....
*	۳۶۴ عورتوں کے جمعہ میں شریک ہونے کا حکم.....
*	۳۶۵ سوال مثل بالا.....
	چھٹا باب
	نماز عیدین
۲۹۳	۳۶۶ شافعی امام کے پیچھے حنفی کے لئے تکبیرات زوائد کا حکم.....
*	۳۶۷ نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے.....
۲۹۴	۳۶۸ عورتوں پر نماز عید واجب نہیں.....
*	۳۶۹ نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم.....
۲۹۵	۳۷۰ عید گاہ میں بلند آواز سے ذکر کرنا.....
۲۹۶	۳۷۱ نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت ہے.....
*	۳۷۲ (۱) مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟.....

صفحہ	مضمون
۲۹۶	(۲) ..... (۱) ..... (۳) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے
"	(۵) حدود شہر سے کیا مراد ہے؟
"	(۶) شہر کے اندر عید گاہ میں نماز عید کا حکم
"	(۷) "فتاویٰ عبدالحی" کی عبارت کی تحقیق
۲۹۸	۳۷۳ عورتوں کا عید گاہ میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے؟
"	۳۷۴ دوران خطبہ چندہ کا حکم
"	۳۷۵ خطبہ کے وقت تکبیر کے بارے میں "النگیری" کی عبارت کا مطلب
۲۹۹	۳۷۶ عیدین کی نماز کے بعد کما ..
۳۰۰	۳۷۷ (۱) کو عید نماز عید کے بعد نبویا خطبہ کے بعد ..
"	(۲) جمعہ و عید کے دن تقارہ جانا ..
"	(۳) ہندوؤں سے مٹھائی خرید کر کھانا یا ہے
"	۳۷۹ جمعہ و عیدین میں سہا کا حکم
"	۳۷۹ (۱) عورتوں کا عیدین میں حاضر ہونا جائز ہے؟
"	(۲) ہندو نبوی کے لئے اور مسلمانوں میں عید گاہ میں جاتی تھیں یا نہیں؟
"	(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے؟
۳۰۲	۳۸۰ عید کے دن گلے ملنا مسمیٰ ہے ..
"	۳۸۱ عید الاضحی جلد پڑھنا بہتر ہے ..
۳۰۳	۳۸۲ عید گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا
"	۳۸۳ عید گاہ میں نماز عید پڑھنا فضیلت ہے
"	۳۸۴ صحیح لفظ "عید الاضحی" ہے ..
۳۰۴	۳۸۵ (۱) نماز عید آبادی سے باہر میدان میں پڑھنا سنت ہے ..
"	(۲) نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت متواترہ ہے ..
"	۳۸۶ سنت زندہ کرنے کا ثواب
"	۳۸۷ شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع
۳۰۵	۳۸۸ نماز عید میں سجدہ سو کا حکم

صفحہ	مضمون
۳۰۵	۳۸۹ تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جاے
"	۳۹۰ نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم
۳۰۶	۳۹۱ شافعی امام کا دومرتبہ نماز عید پڑھانا
"	۳۹۲ نماز عیدین کے لئے اذان مسنون نہیں
"	۳۹۳ نماز عید کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم
۳۰۷	۳۹۴ عورتوں کا نماز عید کے لئے جانا جائز نہیں
"	۳۹۵ نماز عید شہر سے باہر پڑھنا سنت ہے
"	۳۹۶ عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے
"	۳۹۷ عید اور نکاح پڑھانے کی اجرت لینے والے کی لہاست
۳۰۸	۳۹۸ نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے
	ساتواں باب
	سنن و نوافل
۳۰۸	فصل اول : سنت فجر
"	۳۹۹ جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم
۳۱۰	۵۰۰ جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں کہاں پڑھی جائیں
۳۱۱	۵۰۱ جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم
"	۵۰۲ سنت فجر رو جائیں تو کب پڑھی جائیں؟
"	۵۰۳ بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم
۳۱۲	۵۰۴ فجر کی سنتیں رو جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں
"	فصل دوم : احکام سنن و نوافل
"	۵۰۵ بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم
۳۱۳	۵۰۶ سلام کے بعد امام کے لئے محراب سے منبر پر ہونا مستحب ہے
"	۵۰۷ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے
۳۱۴	۵۰۸ نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں
۳۱۵	۵۰۹ (۱) وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
"	(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل ثابت ہیں یا نہیں؟
"	۵۱۰ سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟



صفحہ	مضمون
۳۱۶	۵۱۱ وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر
"	۵۱۲ سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں
"	۵۱۳ سنتیں گھر میں پڑھ کر آتے اب کے تہیۃ المسجد کا حکم
۳۱۷	۵۱۴ فرضوں سے پہلے اور بعد میں سنتوں کی کیا حکمت ہے؟
"	۵۱۵ (۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو سب پڑھیں؟
"	(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کس وقت پڑھیں؟
"	(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں۔
۳۱۸	۵۱۶ وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت۔
"	۵۱۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثلاث ہیں؟
"	۵۱۸ وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔
۳۱۹	۵۱۹ سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم۔
"	۵۲۰ نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔
"	۵۲۱ نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں۔
"	۵۲۲ چند احادیث کا مصعب۔
۳۲۱	۵۲۳ جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟
"	۵۲۴ ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟
"	۵۲۵ سنت پڑھے بغیر امامت کرا سکتا ہے۔
۳۲۲	۵۲۶ سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتے ہیں؟
"	۵۲۷ سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا۔
"	۵۲۸ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔
۳۲۳	۵۲۹ ظہر کی سنتیں رہ جائیں تو پہلے دو پڑھے یا چار؟
"	۵۳۰ جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے۔
۳۲۴	فصل سوم: تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد
"	۵۳۱ نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کا حکم۔
"	فصل چہارم: نماز استسقاء۔
"	۵۳۲ استسقاء نماز ہے یا صرف دعاء و استغفار۔
"	۵۳۳ نماز استسقاء کا طریقہ۔

صفحہ	مضمون
۳۲۵	۵۳۴ نماز استسقاء پرانے کپڑوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے۔
۳۲۶	۵۳۵ (۱) نماز سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے۔
۴	(۲) نماز استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں؟
۴	(۳) نماز استسقاء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں؟
۳۲۸	فصل پنجم، صلوٰۃ الحاجۃ
۴	۵۳۶ صلوٰۃ الحاجۃ کا طریقہ
۴	فصل ششم، تحیۃ الوتر
۴	۵۳۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہے
	آٹھواں باب
	دعا بعد نماز
۳۲۹	۵۳۸ سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعائیں
۴	۵۳۹ ایضاً
۴	۵۴۰ سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی وجہ ہے؟
۳۳۰	۵۴۱ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم
۴	۵۴۲ نماز فجر و جمعہ کے بعد فاتحہ پڑھنے اور مصافحہ کا حکم
۴	۵۴۳ نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کرنا بدعت ہے
۳۳۱	۵۴۴ ہر نماز کے بعد فاتحہ و اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرنا
۴	۵۴۵ ایضاً
۴	۵۴۶ دعا بعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد؟
۳۳۲	۵۴۷ دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے؟
۳۳۳	۵۴۸ فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟
۴	۵۴۹ مغرب کی نماز کے بعد مختصر اوعاما گئی جائے
۳۳۴	۵۵۰ نماز کے بعد با آواز بلند کلمہ کا ورد
۴	۵۵۱ بعد نماز عید دعا ثابت ہے یا نہیں؟
۴	۵۵۲ دعائیں "حینا ربنا بالسلام" کا اضافہ
۳۳۵	۵۵۳ امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

صفحہ	مضمون
۳۳۵	۵۵۴ نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے
۳۳۶	۵۵۵ بعد نماز دعا میں ”ربا و تعالیت“ کی زیادت
۳۳۷	۵۵۶ فرض نماز کے بعد کتنی دیر دعا مانگی جائے
۳۳۸	۵۵۷ ”اللہم یا واجب الوجود“ کہہ کر دعا کرنا
۳۳۹	۵۵۸ سنن و نوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث
	نواں باب
	مسافر کی نماز
۳۴۰	۵۵۹ وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے؟
۳۴۱	۵۶۰ (۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم
۳۴۲	(۲) کارڈرائیور کے لئے نماز کا حکم
۳۴۳	۵۶۱ قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم
۳۴۴	۵۶۲ متمم مقتدی مسافر کے پیچھے قیہ نماز میں طرح پڑھتے
۳۴۵	۵۶۳ ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم
۳۴۶	۵۶۴ انگریزی میل کے حساب سے مسافت سفر
۳۴۷	۵۶۵ (۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں؟
۳۴۸	(۲) جس راستہ پر چھے اس کا استبار ہوگا
۳۴۹	(۳) وطن اقامت سے دورے کرنے والے کا حکم
۳۵۰	۵۶۶ سفر کے ارادے سے اسٹیشن پر پہنچنے والے نماز پوری پڑھے
۳۵۱	۵۶۷ ہمیشہ سفر پر رہنے والے کے لئے نماز کا حکم
۳۵۲	۵۶۸ (۱) متمم کے پیچھے مسبوق مسافر قیہ نماز کس طرح پڑھے؟
۳۵۳	(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں
۳۵۴	۵۶۹ (۱) متمم مقتدی مسافر کے ساتھ ساتھ قیہ نماز کیسے پڑھے؟
۳۵۵	(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟
۳۵۶	(۳) سفر میں سنتوں کا حکم
۳۵۷	۵۷۰ ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے
۳۵۸	۵۷۱ (۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے
۳۵۹	(۲) متمم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پچھے کربا میں کیس

صفحہ	مضمون
۳۷۸	(۳) مقیم نے مسافر نام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو یا حکم ہے؟
"	(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟
۳۷۹	۵۷۲ بحر جہاز کے طالع میں کیلئے نماز کا حکم
۳۸۰	۵۷۳ جواب الجواب
	دسوال باب
	قضاء نمازیں
۳۸۱	۵۷۴ قضاء عمری صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟
۳۸۲	۵۷۵ فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے تو بکافی نہیں
"	۵۷۶ فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کیا جائے؟
"	۵۷۷ قضاء عمری کی کوئی اصل نہیں
۳۸۳	۵۷۸ عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟
"	۵۷۹ عمر کے بعد فوت شدہ نمازیں پڑھنا جائز ہے
"	۵۸۰ قضاء عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ
۳۸۴	۵۸۱ پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟
"	۵۸۲ قضاء عمری کی حقیقت
۳۸۶	۵۸۳ قضاء عمری کا مروجہ طریقہ بے اصل ہے
"	۵۸۴ کنویں سے مراہو جانور نکالنا، تو پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے
	گیارہواں باب
	نماز وتر و دعائے قنوت
"	۵۸۵ امام دعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
۳۸۷	۵۸۶ وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت
"	۵۸۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ختم ہو کر پڑھنا افضل ہے
۳۸۸	۵۸۸ فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
"	۵۸۹ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟
"	۵۹۰ کچھ رکعت تراویح رو جائے تو وتر کے بعد پڑھ لے
"	۵۹۱ وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر اور دوسری میں اخلاص پڑھنا
۳۸۹	۵۹۲ (۱) تارک واجب گناہ گار ہے



صفحہ	مضمون
۳۸۹	(۲) کو ترک واجب ہے یا نہیں؟
"	(۳) ترک تارک گناہ گار ہے...
"	(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟
"	(۵) عیدین کا تارک گناہ گار ہے...
۳۹۰	۵۹۳ (۱) فرض واجب اور سنت کی تعریف کیا ہے؟ ورنہ تارک کا کیا حکم ہے؟
"	(۲) ترک تارک کا حکم.....
۳۹۱	۵۹۴ ترک اثبوت ..
۳۹۲	۵۹۵ دعائے قنوت وتر سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں؟
	بارھواں باب
	نماز تراویح
۳۹۲	۵۹۶ تراویح میں ختم قرآن کے بعد سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھنا.....
۳۹۳	۵۹۷ (۱) جماعت کے ساتھ فرض نہ پڑھنے و تراویح میں ممانہاں سکتا ہے۔
"	(۲) تراویح کے بعد آنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔
"	۵۹۸ (۱) تراویح میں دوسری رکعت میں قعدہ کئے بغیر تیسری پر سلام پھیر دیا تو اچھا ہے یا واجب ہے
۳۹۴	(۲) درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت تراویح کا حکم..
"	۵۹۹ ہر ترویجہ میں بلند آواز سے ذکر ..
"	۶۰۰ تراویح پڑھانے والے کی اجرت اور شہینہ کا حکم.....
۳۹۵	۶۰۱ (۱) حضور ﷺ سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے یا نہیں؟
"	(۲) کیا حضرت عمرؓ موجود تراویح میں؟
"	(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا.....
۳۹۶	۶۰۲ قرض الگ پڑھنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔
"	۶۰۳ ایک حدیث کی تحقیق.....
۳۹۷	۶۰۴ ایک سلام کے ساتھ بیس رکعت تراویح.....
"	۶۰۵ بیس رکعت تراویح کا ثبوت.....
۳۹۸	۶۰۶ تراویح کے بارے میں چند احادیث کی تحقیق.....
۳۹۹	۶۰۷ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت بلالؓ کی حدیث کی تحقیق.....
۴۰۰	۶۰۸ ایک اشکال اور اس کا جواب ..

صفحہ	مضمون
۳۰۱	۶۰۹ حضور ﷺ سے کتنی رکعت تراویح ثابت ہے؟
"	۶۱۰ قراءت مقتدیوں کے حال کے مطابق کی جائے
۳۰۲	۶۱۱ شبینہ جائز ہے یا نہیں؟
"	۶۱۲ مروجہ شبینہ کا حکم
۳۰۳	۶۱۳ چند احادیث کی تحقیق
۳۰۴	۶۱۴ سفر میں تراویح کا حکم
"	۶۱۵ جتنی رکعت و سجدہ ہوگی ان میں پڑھنی ہوئی منزل کا عائد کیا جائے
۳۰۵	۶۱۶ دور نبوی ﷺ اور صحابہ میں کتنی رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے؟
۳۰۶	۶۱۷ ایک سجدہ کے ساتھ چھ رکعت تراویح
"	۶۱۸ (۱) تراویح عورتوں کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے
"	(۲) تنہا فرض پڑھنے والا و ترجماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
۳۰۷	۶۱۹ بیس رکعت تراویح پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے
"	۶۲۰ پندرہ سو سال لڑکے کے پیچھے تراویح کا حکم
"	۶۲۱ حضور ﷺ سے کتنی رکعت تراویح ثابت ہیں؟
۳۰۹	۶۲۲ اجرت لیکر تراویح پڑھانا...
"	۶۲۳ درمیانی قعدہ کے بغیر چار رکعت پڑھیں تو دو شمار ہوں گی
"	۶۲۴ (۱) تنہا فرض پڑھنے والا و ترجماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
"	(۲) تراویح میں مقتدی کے لئے ثناء پڑھنے کا حکم
۳۱۰	۶۲۵ امامت کی اجرت لینا جائز ہے تراویح کی نہیں
"	۶۲۶ بناغ کے پیچھے تراویح جائز نہیں
"	۶۲۷ تراویح میں دو مرتبہ قرآن مجید کا ختم
۳۱۱	۶۲۸ (۱) تراویح میں تسبیحات معمولی آواز سے پڑھی جائیں
"	(۲) کوتر کے بعد "سبحان الملك القدوس" بلند آواز سے پڑھنا
"	۶۲۹ تراویح میں بناغ کی امامت کا حکم
۳۱۲	۶۳۰ (۱) پیسے دیکر تراویح پڑھوانا کیسا ہے؟
"	(۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تنخواہ دینا
"	(۳) تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز

صفحہ	مضمون
۴۱۲	(۴) تلاوت کی اجرت لینا جائز نہیں.....
	تیر ہواں باب
	سجدہ تلاوت اور نفلی سجدہ
۴۱۳	۶۳۱ بعد نماز سجدہ کی حالت میں دعا کرنا ثابت نہیں.....
۴۱۴	۶۳۲ نماز کے بعد سجدہ دعائیہ کا حکم.....
۴	۶۳۳ ”سورہ ص“ میں کونسی آیت پر سجدہ کیا جائے.....
۴۱۵	۶۳۴ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی تو اوہ ہو گیا.....
۴	۶۳۵ صبح کی نماز کے بعد سجدہ تلاوت ادا کرنا جائز ہے.....
	چودھواں باب
	سجدہ سو
۴۱۶	۶۳۶ مقدار رکن کی تاخیر سے سجدہ سو واجب ہوتا ہے.....
۴	۶۳۷ سجدہ سو کے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟.....
۴۱۷	۶۳۸ ”التحیت“ کے بجائے ”الحمد للہ“ پڑھی تو سجدہ سو واجب ہوگا.....
۴	۶۳۹ جمعہ و عیدین میں سجدہ سو کا حکم.....
۴	۶۴۰ جہری نماز میں سزا قراءت کی تو سجدہ سو واجب ہوگا.....
۴۱۸	۶۴۱ قعدہ اولیٰ میں ”اللھم صل علی محمد“ تک پڑھ لیا تو سجدہ سو واجب ہوگا.....
۴	۶۴۲ عیدین کی تکبیرات زوائد میں کمی کی تو کیا حکم ہے؟.....
۴	۶۴۳ تاخیر واجب سے سجدہ سو واجب ہوتا ہے.....
۴۱۹	۶۴۴ امام نے مغرب کی دو رکعت پر سلام پھیر دیا بتدائے پر تیسری رکعت ملا کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی؟.....
۴	۶۴۵ دوسری رکعت میں بیٹھتے ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوئی.....
۴	۶۴۶ سوال نمبر ۶۴۴ کا دوسرا جواب.....
۴۲۰	۶۴۷ جمعہ و عیدین میں سجدہ سو کیا جائے یا نہیں؟.....
۴	۶۴۸ (۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہوا تو سجدہ سو واجب ہوا یا نہیں؟.....
۴	(۲) سجدہ سو کے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟.....
	پندرہواں باب
	رکوع، سجدہ اور قعدہ
۴	۶۴۹ نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں.....

صفحہ	مضمون
۴۲۱	۶۵۰ سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم
"	۶۵۱ امام کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا
"	۶۵۲ رکوع میں "ربی العظیم" کے بجائے "ربی الکریم" پڑھنا
۴۲۲	۶۵۳ کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم
"	۶۵۴ تشدد میں حضور ﷺ کا تصور کرنا
<p>سو لھوال باب</p> <p>نماز کی تعریف اور طریقے (صفۃ الصلوة)</p>	
۴۲۳	۶۵۵ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے رکوع کے لئے کہاں تک جھکے؟
۴۲۴	۶۵۶ دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے زمین پر ہاتھ ٹیکنا
"	۶۵۷ عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ
"	۶۵۸ نماز میں ہاتھ اور بدن کا ہانا مکروہ ہے
۴۲۵	۶۵۹ نماز میں ارسال یدین کا حکم
"	۶۶۰ (۱) نماز کی رکعات ثابت ہیں یا نہیں؟
"	(۲) نمازوں کی رکعت مختلف کیوں ہیں؟
<p>ستر وال باب</p> <p>مستحبات نماز</p>	
۴۲۶	۶۶۱ تشدد میں انگلی سے اشارہ احادیث سے ثابت ہے
۴۲۷	۶۶۲ تشدد میں انگلی کس وقت اٹھائی جائے؟
۴۲۸	۶۶۳ انگلی اٹھائے رکھنا بہتر ہے یا گرا دینا؟
<p>اٹھارواں باب</p> <p>مفسدات و مکروہات نماز</p>	
۴۲۸	۶۶۴ ستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے
"	۶۶۵ سجدہ میں جاتے ہوئے پیٹے سینٹا مکروہ ہے
۴۲۹	۶۶۶ نماز کے سامنے چراغ ہونا
"	۶۶۷ تیسری رکعت پر سجدہ پھیر دینا تو کیا حکم ہے؟
"	۶۶۸ جالی والی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں
۴۳۰	۶۶۹ پانچامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

صفحہ	مضمون
۴۳۰	۶۷۰ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا.....
	نیسوال باب
	مدرک، مسبوق، لاحق
	۶۷۱ (۱) مسبوق تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا گیا...
	(۲) "اللہ" کہتے ہوئے کی حالت میں "آخر" رکوع میں جا کر کہا "نمذ صحیح ہوئی
۴۳۲	۶۷۲ جس کا امام کے پیچھے رکوع چلا جائے ان کی یہ رکعت فوت ہوگئی.....
"	۶۷۳ مقیم مسبوق مسافر امام کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟.....
۴۳۳	۶۷۴ مغرب کے بعدہ اولیٰ میں شریک ہونے واسطے کیا حکم ہے؟.....
"	۶۷۵ آخری دور رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟.....
"	۶۷۶ مقتدی کا دوران نماز وضو فوت کیا تو کس طرح کرے؟.....
۴۳۴	۶۷۷ مسبوق بقیہ نماز میں قنوت پڑھے یا نہیں؟.....
"	۶۷۸ مسبوق نے امام کے ساتھ غلام پھیر دیا تو نماز ہوئی؟.....
۴۳۵	۶۷۹ کسی وجہ سے نماز دوبارہ پڑھنی چاہے تو مسبوق کے لئے کیا حکم ہے؟.....
"	۶۸۰ (۱) مسبوق سجدہ سو میں امام کی متاعت کرے.....
"	(۲) مسبوق نے عمد یا سجدہ سو کے عدم میں امام کی متاعت کی تو نماز ہوئی؟.....
"	(۳) مسبوق امام کے ساتھ سامنے پھیرے.....
"	(۴) مسبوق نے عمد یا سجدہ سو کے عدم میں پیچھے دیا تو کیا حکم ہے؟.....
۴۳۷	۶۸۱ مسبوق بقیہ نماز کے لئے کب کھڑے ہوئے؟.....
"	۶۸۲ مغرب کی ایک رکعت پانے والے رعتوں میں قنوت پڑھے؟.....
"	۶۸۳ تکبیر تحریمہ رکوع میں جا کر قنوت نماز نہیں ہوئی.....
۴۳۸	۶۸۴ مسبوق کے تکبیر تحریمہ منہ سے سامنے پھیرے یا تو نماز ہوئی یا نہیں؟.....
"	۶۸۵ جس کا امام نے پیچھے رکوع پڑھا ہے تو کیا حکم ہے؟.....
"	۶۸۶ دور رکعت پانے والا بقیہ نماز میں قنوت پڑھے؟.....
۴۳۹	۶۸۷ جماعت کی ایک رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟.....
	پیسوال باب
	قنوت نازلہ
۴۳۹	۶۸۸ نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم.....



صفحہ	مضمون
۴۳۹	۶۸۹ قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟
۴۴۱	۶۹۰ قنوت نازلہ میں بادشاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں
"	۶۹۱ جواب دیگر
۴۴۲	۶۹۲ قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ
"	۶۹۳ جواب دیگر
۴۴۳	۶۹۴ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی
۴۴۹	۶۹۵ قنوت نازلہ پر اشکال اور اس کا جواب
	ایک سوال باب
	قراءت و تلاوت
۴۵۲	۶۹۶ فجر و عشاء میں طوالت مفصل پر حسن سنت ہے
"	۶۹۷ نماز میں خلاف ترتیب قراءت کا حکم
۴۵۳	۶۹۸ "قص تعسی" کی جگہ "قص تبعہ" پڑھنا تو ایسا حکم ہے
"	۶۹۹ درمیان میں چھوٹی سورت پڑھنا مکروہ ہے
"	۷۰۰ "بصرہ" کے وقف پر نون کی روایت
"	۷۰۱ "لہذا الحمد" پڑھنے سے نماز ہوئی یا نہیں؟
۴۵۴	۷۰۲ تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنا
"	۷۰۳ پہلی رکعت میں "سورہ علی" اور دوسری میں "سورہ ماعون" پڑھنا
۴۵۵	۷۰۴ نماز میں آیتوں کا تکرار
"	۷۰۵ مل کر قرآن خوانی کا حکم
"	۷۰۶ ننگے سر قرآن کی تلاوت کرنا
"	۷۰۷ قراءت میں غلطی سے سجدہ سو واجب نہیں ہوتا
۴۵۶	۷۰۸ جمعہ، عیدین اور تراویح میں جہر قراءت واجب ہے
"	۷۰۹ دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فیصلہ کرنا مکروہ ہے
"	۷۱۰ نماز میں "صل سورت" پڑھنا مفصل ہے
"	۷۱۱ اہم کو قنوتین کا رتبہ
۴۵۷	۷۱۲ (۱) ہر رکعت کی ابتداء میں "بسم اللہ" پڑھنا
"	(۲) تیسری رکعت میں "بسم اللہ" پڑھنا یا نہیں؟

صفحہ	مضمون
۳۵۷	۱۳ سورہ یٰسین کے بعد درود پڑھنا سنت ہے یا نہیں؟
"	۱۴ خارج از صلوٰۃ کے لقمہ سے فسد نماز کا حکم
۳۵۸	۱۵ پہلی رکعت میں "خلاص" اور دوسری میں "فلق" پڑھنا
"	۱۶ "قد افع" کو "قد فح" پڑھنا
۳۵۹	۱۷ (۱) جہری نماز میں مفرد کے لئے قراءت کا حکم
"	(۲) ہر رکعت کی ابتداء میں "بسم اللہ" پڑھنا سنت ہے
"	(۳) "سورہ فاتحہ" نہ پڑھی تو سجدہ سو واجب ہوگا
"	(۴) "سورہ فاتحہ" قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟
"	۱۸ امام بھول جائے تو لقمہ دینا جائز ہے
۳۶۰	۱۹ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا جائز ہے
"	۲۰ مقتدی نے امام کی قراءت پر "سبحان اللہ" کہہ تو نماز فاسد ہوئی؟
۳۶۱	۲۱ "سورہ فاتحہ" کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے؟
"	۲۲ قراءت مسنونہ کے بعد امام کو لقمہ دینا مفید صلوٰۃ نہیں
"	۲۳ غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں
۳۶۲	۲۴ دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ مکروہ ہے
"	۲۵ بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے
<b>بائیسواں باب</b>	
<b>فاتحہ خف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، اور بسم اللہ بالجہر</b>	
۳۶۳	۲۶ (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے؟
"	(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم
"	(۳) مقتدی آمین سزا کہے یا جہراً؟
"	(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم
۳۶۴	۲۷ فاتحہ خف الامام کا حکم
۳۶۵	۲۸ (۱) صحابہ کرام نے رفع یدین اور آمین بالجہر کہا یا نہیں؟
"	(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟
"	۲۹ احناف کے نزدیک فاتحہ خف الامام جائز نہیں
۳۶۶	۳۰ (۱) آمین بالجہر کا حکم

## مضمون

صفحہ

۴۶۶	(۲) آمین بالآخر والے کو مسجد سے روکنے
"	(۳) کیا آمین بالآخر بدعت ہے؟
"	(۴) آمین بالآخر والے کو موذی نہنہ
"	(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ نہنہ اور ان سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟
۴۶۷	۳۱۔ "بسم اللہ" سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟
۴۶۹	۳۲۔ (۱) مرض و فوت میں حضور ﷺ نے حضرت ابو جحز کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟
"	(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین بالآخر کہی یا سرائے؟
۴۷۰	۳۳۔ (۱) غیر مقلد حنفیوں کی جماعت میں آمین بالآخر اور رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟
"	(۲) اہل السنۃ والجماعہ کسے کہتے ہیں؟
"	(۳) غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟
"	(۴) ساہجہ دور میں آمین بالآخر اور اخفاء والوں کا کیا معمول تھا؟
۴۷۲	اقتباس از تقریر ترمذی (حضرت مفتی اعظم)
تہنیتی سوال باب	
ستر عورت	
۴۷۵	۳۴۔ کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے
"	۳۵۔ سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا
"	۳۶۔ ننگے سر نماز کا حکم
"	۳۷۔ دھوٹی باندھ کر نماز پڑھنا
۴۷۶	۳۸۔ دھوٹی یا ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا
"	۳۹۔ مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟
"	۴۰۔ پانچ مہ کے اندر لنگی پہن کر نماز پڑھنا
۴۷۷	۴۱۔ سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے
"	۴۲۔ گھٹنا ستر میں داخل ہے
۴۷۸	۴۳۔ آدھی آستین والی عین میں نماز
"	۴۴۔ عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟

صفحہ	مضمون
	پویشہ ال باب مفترقت
۳۷۸	۴۵۔ تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے ؟
۳۷۹	۴۶۔ نماز عصر اور فجر کے بعد امام کا قیلہ رو ہو کر بیٹھنا
"	۴۷۔ "من ترك الصلاة متعمداً" کا مطلب
"	۴۸۔ تابخ کو تار روزہ کا تو بھاتا ہے یا نہیں ؟
۳۸۰	۴۹۔ "تشد میں" سے "ت" شریعت ہے
"	۵۰۔ نیت میں "منہ طرف" سے "کنتی" کی ضرورت نہیں
"	۵۱۔ نماز کے بعد بند آواز سے سہم کرنا
۳۸۱	۵۲۔ نماز میں امام کا جیسے اہتراحت کرنا
"	۵۳۔ عید گاہ میں نماز استغفار پر تنہا
"	۵۴۔ صحیح کی نماز کے بعد مصافحہ کا معنی
۳۸۲	۵۵۔ چھری نماز میں منقروں کے قیام کا حکم
"	۵۶۔ (۱) بیب میں روپ رکھ کر نماز پڑھنا
"	(۲) سجہ کے نیچے سجہ کرنا میں تو جہاں سے ہیں
۳۸۳	۵۷۔ (۱) درود میں "سیدنا" کا حذف
"	(۲) "وکن من الساجدين" سے پہلے تین مرتبہ "واسعفوہ" پڑھنا
"	۵۸۔ خیر اور بدو سنوں میں شہداء پڑھنے کا حکم
"	۵۹۔ نماز کے سامنے کتنی دور سے نذر اہل سنت سے
۳۸۴	۶۰۔ نجاست لگی ہوئی صلب پر نماز کا حکم
"	۶۱۔ عمد تارک نماز کا حکم
۳۸۵	۶۲۔ (۱) سبب ترتیب کے لئے ہیں
"	(۲) قنہ دیا گیا ہے کہ اس وقت نماز پڑھنا
"	۶۳۔ نماز میں کسی عتاقیوں کے آگے اپنے ہاتھ
۳۸۶	۶۴۔ نماز میں تہمید
"	۶۵۔ مسجد میں نماز میں نماز کا حکم
"	۶۶۔ خیر و نماز کے لئے

صفحہ	مضمون
۴۸۷	۷۶۷ (۱) محراب سے ہٹ کر جماعت کرنا.....
"	(۲) مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم .....
"	(۳) خطبہ جمعہ کے بعد اس کا ترجمہ پڑھنا .....
"	(۴) عمائد باندھ کر نماز پڑھانا افضل ہے .....
۴۸۸	۷۶۸ بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ .....
"	۷۶۹ بے نمازی کا جنازہ پڑھا جانے .....
"	۷۷۰ قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت .....
۴۸۹	۷۷۱ (۱) مسجد میں یا واز بلند "سورہ کف" پڑھنا.....
"	(۲) بعد نماز بلند آواز کلمہ پڑھنا یہ ہے؟ .....
"	۷۷۲ کپڑے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے.....
۴۹۰	۷۷۳ نماز کے بعد مصافحہ بدعت ہے.....
"	۷۷۴ "نش" نماز پر نماز کا حکم.....
"	۷۷۵ عمداتارک نماز قاسق ہے.....
۴۹۱	۷۷۶ (۱) جیل میں اذان دی جائے یا نہیں؟ .....
"	(۲) جیل میں پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے.....
"	(۳) جیل میں جماعت کرنا جائز ہے.....
"	(۴) احتیاج بھوک بڑھنا کا حکم.....
"	۷۷۷ بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے.....
۴۹۲	۷۷۸ عمداتارک نماز قاسق ہے.....
"	۷۷۹ نماز کے بعد مصافحہ کو الٹ دینا.....
"	۷۸۰ نماز میں خیالات اور وساوس کا حکم.....
۴۹۳	۷۸۱ نماز کب معوف ہوتی ہے.....
"	۷۸۲ "امداد" منہ مشہد نماز ہے یا نہیں؟ .....
"	۷۸۳ نماز میں تصویر کشی کا حکم.....
"	۷۸۴ نماز کی کھانسی کے سامنے کھانسی پڑھنا.....
۴۹۴	۷۸۵ (۱) انتشار پھیلانے کا حکم.....
"	(۲) غیر مقلدین اہل السنۃ و الجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟ .....



صفحہ	مضمون
۳۹۴	(۳) غیر مقدمین کے پیچھے نماز میں کیا حکم .
"	(۴) عیدین میں منداہانہ ناف تکیرات زوائد چھ ہیں
"	(۵) احناف و اہل حدیث "مہکتے ہیں یا نہیں؟
"	(۶) تراویح جمع و تراتتیں رکعت مسنون ہیں
"	(۷) گیارہ رکعت تراویح کو سنت کہن.....
"	(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت.....
"	(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے.....
۳۹۵	۷۸۶ نماز میں کیا تصور کیا جائے؟

## پہلا باب اذان و تکبیر

نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟

(سوال) اذان کی مشروعیت علاوہ ہجرت کے کسی اور طریق سے بھی حدیث یا فقہ سے ثابت ہوئی یا نہیں؟ جیسا کہ کثرت جنت میں یا آگ کے لگنے میں یا اعمال بزرگوں سے وقت و بے بعد صلوٰۃ عشاء چند اشخاص کا جمعیاً فرداً و اذانوں کا کہنا جائز ہے فی الشرع ثبوت رکھتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱) نماز کے علاوہ اذان کئی چیزوں کے لئے ثابت ہے پٹے کے کان میں اذان دینا تو معروف و مشہور ہے اس کے علاوہ بھی فقہاء نے کہا ہے کہ شدت غم کے وقت مغموم کے کان میں اذان کی جائے تو اس کے غم کو زائل کر دیتی ہے قال الملا علی القاری فی شرح المشکوۃ قالوا یسن للمہموم ان یامر غیرہ ان یؤذن فی اذنه فانہ یزیل الہم کذا عن علی رضى اللہ تعالیٰ عنہ و نقل الاحادیث الواردة فی ذلك فراجعہ انتہی (رد المحتار) (۱) بحر الرائق کے حاشیے میں علامہ خیر رمی نے ذکر کیا ہے کہ کتب شافعیہ میں ہے کہ نماز کے علاوہ پٹے کے کان میں اذان کہنا اور مہموم و مصروع اور غضبناک شخص یا کسی بگڑے ہوئے انسان یا جانور کے کان میں اذان کہنا یا دشمن کے حملے کے وقت یا آگ لگ جانے کے وقت یا جنت کی کثرت کی صورت میں اذان مسنون ہے پھر کہا کہ ہمارے نزدیک بھی اس میں پچھ بعد نہیں۔ وفی حاشیۃ البحر للخیر الرملى رأیت فی کتب الشافعیۃ انہ قد یسن الاذان لغير الصلوۃ کما فی اذن المولود و المہموم و المصروع و العضان و من ساء خلقہ من انسان او بہیمۃ و عند مزدحم الجیش و عند الحریق و عند تعول العیلان ای عند تمرّد الحن لخبر صحیح فیہ اقول ولا بعد فیہ عندنا انتہی مختصراً، شدت و بے وقت بطور عمل کے اگر اذان کی جائے اور اسے سنت یا مستحب نہ سمجھا جائے تو مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے

(سوال) بغیر اذان مسجد میں جماعت کرتے ہیں اور جب ہو تو کہتے ہیں کہ یہ نماز اذان کے سوا بھی گئی ہے اس کا جواب حدیث و فقہ سے عنایت فرمائیں؟

(۱) (باب الاذان ۱/۳۸۵ ط سعید کمپنی کراچی)

(۲) معذہ الحائق علی هامش البحر الرائق باب الاذان ۱/۲۶۹ ط دار المعرفۃ بیروت لبنان و رد المحتار باب الاذان ۱/۳۸۵ ط سعید

(جواب ۲) فرض نماز کے اذان و سنت، کدہ بن پوندہ یہ شعار اسلام سے ہے اس کے تارک و کناہ بہت ہو گا بلکہ اگر کسی شہر کے رسم و عادات سے جہاد کا فتویٰ دیتے ہیں وہو سة مؤکدة ہی کا لواجب فی لحوق الاثم (در محار) قولہ ہی کا لواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب علیہ لقول محمد رحمہ اللہ لو اجمع اهل بلدة علی ترکہ قاتلہم علیہ ولو ترکہ واحد صرینہ و حبسہ (رد المختار) ۱۱

### اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) بعض شہروں میں اذان کے بعد مسجد میں گھنٹہ بج کر وقت کا اعلان کیا جاتا ہے آیا یہ امر بدعت حسنہ جائز ہے یا نہیں اور کلک مسجدوں میں رکھی جاتی ہے اس میں بھی ہر ایک کلک پر وقت کا اعلان اور کلکوں کی تعداد کا گھنٹہ بجاتا ہے اور یہ امر بھی مروج ہے آیا یہ بھی بدعت حسنہ ہے یا نہیں؟

(جواب ۳) اذان کے بعد اعلان صوتی غرض سے گھنٹہ بجانا بدعت ہے اگرچہ بعض فقہاء نے تنبیہ کی اجتہاد کی ہے اور تنبیہ کی صورتوں کو تعارف پر چھوڑ دیا ہے لیکن راجح قول یہی ہے کہ تنبیہ مکروہہ بدعت ہے و هو الموافق للسنة ہاں مسجد میں گھنٹہ کی لگانا اور اس کے گھنٹوں کے موافق گھنٹہ بجانے میں مضائقہ نہیں کیونکہ یہ گھنٹہ شرعی جہت سے نہیں بنایا جاتا بلکہ وقت کا اعلان ہے اس میں کوئی حرج نہیں (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

### اقامت میں دائیں بائیں مڑنے کا حکم

(سوال) اقامت میں بھی مثل اذان کے قی علی الصلوة اور حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا چاہیے یا نہیں اکثر کتب متون و شروح فقہ میں لکھا ہے کہ الاقامة مثل الاذان او مثله الخ تو آیا مثلیت میں تحویل وجہ اور التفات الی الیمین والشمال داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۴) ہاں اقامت میں بھی مثل اذان حی علی الصلوة اور حی علی الفلاح کے وقت منہ پھیرنا چاہیے کیونکہ تحویل وجہ سنت ہے و بتحول ید و کذا نیہا مطلقاً یمیناً و یساراً بصلوة وفلاح لانه سنة الاذان مطلقاً (در مختار) ۳ واللہ اعلم

### نابالغ لڑکے کی اذان کا حکم

(سوال) نابالغ بچے جو اکثر مسجدوں میں اذان کہتے ہیں یا امام خود ان سے اذان کہلا دیتے ہیں اس اذان کو دہران

(۱) (باب الاذان ۱۰ ۲۸۴ ط سعید) (۲) ولا تنوب إلا فی صلاة الفجر لما روی أن علیاً رضي الله عنه رای مرداً سوب فی العشاء فقال " اخرجوا هذا المبتدع من المسجد الخ (المسوط للسرحدی باب الاذان ۱۳۰/۱ ط دار المعرفة بیروت لبنان) (۳) (باب الاذان ۱۰ ۲۸۷ ط سعید)

چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۵) بچے اگرنا سمجھ ہوں تو ان کی اذان دہرانا چاہیے کیونکہ ان کی اذان سے مقصود اذان یعنی اہم حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ بچے کھیل میں کہہ رہے ہیں لیکن اگر بچے سمجھدار ہوں اور ان کی اذان سے مقصود حاصل ہو جائے تو وہ اذان جائز ہے دہرانے کی حاجت نہیں (۱)

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر مناجات کرنا کیسا ہے اس کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟ پتہ تو جروا  
(جواب ۶) اذان کے بعد جو الفاظ ادا کئے جاتے ہیں وہ دعا کے الفاظ ہیں اور رفع یدین آداب دعا میں سے ہے اس لئے ہاتھ اٹھانے میں مضائقہ نہیں (۲)

اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا

(سوال) بفقہ حدیث صدیق بہر موضوع ہے لیکن شری نے لکھا ہے کہ تقبیل ظفر ایہا میں عند استماع اسمہ ﷺ عند الاذان جائز ہے؟

(جواب ۷) شری نے اس مسئلے کو قہستانی سے اور قہستانی نے نماز العباد سے نقل کیا ہے نیز شری نے فتاویٰ صوفیہ کا حوالہ دیا ہے کہ نماز العباد اور فتاویٰ صوفیہ دونوں قابل فتویٰ دینے کے نہیں ہیں اور جب کہ حدیث کا ناقابل استدلال ہونا ثابت ہے تو پھر اس کو سنت یا مستحب سمجھنا دلیل ہے اور اس کے تارک کو ملامت یا طعن کرنا مذموم۔ زیادہ سے زیادہ اس کو بطور حدیث رد کے ایک عمل سمجھ کر کوئی کرے تو مثل دیگر اعمال کے مباح ہو سکتا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

”اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں“ وجواب دیگر

(سوال) تعبیر دینی طرف امام کے ہونی چاہیے یا پشت پر یا میں جانب؟ و کسی جگہ افضل اور جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۵ ۷ رمضان ۱۴۲۵ھ

(۱) فیصح اذن الكل سوى الصبي الذي لا يعقل لان من سمعه لا يعلم به مردن بل بطل انه يلعب بحلاف النسي العقل : لانه قريب من الرجال الخ (رد المحتار: باب الاذان ۱/ ۳۹۴ ط سعید)

(۲) لا فصل في الدعاء ان يسه كفه ويكوه سيمما فرحدا وان قلت الخ (عالمگیری کتاب الکراهیۃ الدب الرابع فی الصلاة والتسبیح والذکر والدعاء ۳۱۸/۵ ط مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) وذكر ذلك الحراحي والحد لثه قل ولم يصح في السرفوع من كل هذا شي الخ (شامية باب الادب ۳۹۸/۱ ط سعید)

(جواب ۸) تکبیر کے لئے کوئی ہت اور کوئی صف متعین نہیں ہے۔<sup>(۱)</sup>

(جواب دیگر ۹) مسجد میں اذان ایسی جگہ کہنی چاہیے جہاں سے آواز زیادہ نمازیوں کو پہنچے خواہ جنوب میں ہو یا شمال میں۔<sup>(۲)</sup> محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا

(سوال) امام تکبیر میں حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت ادبا پھیرے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۵ ' ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۰) امام حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت نہ پھیرے کیونکہ پشت پھیرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) مسجد میں قبل اذان یا بعد اذان کانسی کی گھنٹی ہاتھ سے بجانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۳ سید محمد شاہ (ضلع احمد آباد) ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۴ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۱) اگر مسجد بڑی ہو جس کے مختلف گوشوں میں متعدد مؤذن اذان کہتے ہوں جیسے دہلی کی جامع مسجد اور ان مؤذنین کو وقت اذان کی اطلاع دینے کے لئے گھنٹہ بجایا جائے یعنی اذان سے پہلے اس لئے کہ سب مؤذن ایک وقت میں ایک ساتھ اذان کہیں تو یہ جائز ہے نمازیوں کو اطلاع دینے کی غرض سے اذان مقرر رہے اذان کے قائم مقام گھنٹہ بجانا جائز نہیں۔<sup>(۳)</sup> محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

بے نماز اور غلیظ شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں

(سوال) جو شخص غلط پسند ہو اور پاکی ناپاکی نہ جانتا ہو تارک صوم و صلوة ہو ایسے شخص کو مسجد میں مؤذن و جاروب کش رکھنا کیسا ہے؟ ایسے آدمی کے ہاتھ سے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟ بے نمازی کے ہاتھ کا بھرنا ہوا پانی غیر مطہر ہے یا نہیں؟ المستفتی محمد حسین صاحب (سہارنہ)

(جواب ۱۲) غلاظت پسند اور بے نمازی کو مؤذن بنانا درست نہیں اگرچہ اس کے ہاتھ کا پانی مطلقاً غیر

۱. و یقیم علی الارض هكذا فی القیة و فی المسجد الح (ہدیة باب الأذان) الفصل الثانی فی کلمات الأذان و لائفة و کیفیتهما ۵۶/۱ ط ماجدیه

۲. و فی العالمیگیبرۃ ۵۰ و السنة ان یودن فی موضع عال یكون أسمع لحرارة و یرفع صوته (باب الأذان) الفصل الثانی فی کلمات الأذان و لائفة و کیفیتهما ۵۵/۱ ط ماجدیه

۳. و لا تشوب الا فی صلاة الفجر لما روی ان علیاً رضى الله عنه رأى مؤذناً یثوب فی العشاء فقل "أخرجوا هذا السدع من المسجد الح (مسوط سرحسی باب الأذان ۱۳۰/۱ ط در المعرفة بیروت لبنان)

مطر تو نہیں لیکن احتیاطاً اور زجراً استعمال نہ کیا جائے تو مضائقہ نہیں (۱) فقط

اذان سے پہلے یا بعد میں نثارہ بجانا درست نہیں

(سوال) ضرب نثارہ قبل اذان یا بعد اذان برائے ہوشیاری و بیداری غفلین جو کہ مسجدوں سے دور رہتے ہیں اور اذان کی آواز کان تک نہیں پہنچتی جائز ہے یا نہیں؟ المفتی نمبر ۴۹۳ محمد صالح بن مرسی

۹ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۹۳) ضرب نثارہ سلف صالحین میں مروج نہ تھی اور ممکن ہے کہ عوام اس کو شرعی چیز سمجھتے تھیں اس لئے اس کا رواج قابض ترک ہے اور اذان کے بعد تو اس کو سبب کی حیثیت حاصل ہو جانے کی وجہ سے مکروہ اور بدعت ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

ایضاً

(سوال) شہر پیراں پن گجرات میں مسجدوں کی اذان گاہ پر ایک پیتل کی تختی جسے گھنٹہ کہتے ہیں صلوٰۃ خمسہ کی اذان مستنون کے بعد بجایا جاتا ہے شرعی ہے یا نہیں؟

المفتی نمبر ۵۵۱ محمد سعید (بمبئی) ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ م ۲۷ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۴) شریعت مقدسہ نے صلوٰۃ خمسہ کی اطلاع کے لئے اذان مقرر فرمائی ہے اور وہ شعار اسلام میں سے ہے اذان کے بعد کوئی اور چیز اطلاع اور اقامت کے لئے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام اور ائمہ عظام نے تعلیم نہیں کی اذان کے بعد مسجد میں گھنٹہ بجانے کا طریقہ مقرر کرنے سے اذان کی بوقعتی اور کفار کی مشابہت ہوتی ہے اس لئے بدعت ہے اور اس کو ترک کرنا لازم ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

اذان و اقامت کے اختتام پر محمد رسول اللہ کا اضافہ

(سوال) اذان و اقامت و ردعا بعد صلوٰۃ جمعہ کا اختتام صرف لا الہ الا اللہ پر ہونا چاہیے یا محمد رسول اللہ بھی کہنا چاہیے؟ المفتی نمبر ۶۶۱ حمید الدین احمد (ضلع رنگپور)

۲۸ رجب ۱۴۳۵ھ م ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(۱) من سنن المؤذن کونہ رجلاً عاقلاً صالحاً عالماً بالسنن والأوقات موافقاً علیہ محتسباً ثقةً منظرہاً الح رد المختار باب الأذان ۱، ۳۹۳ ط سعید

(۲) ولا تنویب إلا فی صلاة الفجر لما روی أن عبد رضى الله عنه رأى مؤذناً يثوب فى العشاء فقال " أخرجوا هذا المتبدع من المسجد الخ (المبسوط للشيخ: باب الأذان ۱/ ۱۳۰ ط بيروت)

(۳) عن ابن عمر رضى الله عنهما كان المسلمون حين قدموا المدينة يجمعون فى الصوت والصوت و ليس ينادى بها أحد فكموا فى ذلك يوماً فقال بعضهم " نحدو ناقوساً مثل ناقوس الصارى " وقال بعضهم " نحدو قرناً مثل قرن يهود " قال فقضى عمر " ألا تعنون رجلاً ينادى بالصلاة " فقال رسول الله ﷺ " يا بلال قم فناد بالصلاة (ترمذى باب ما جاء فى بدء الأذان ۱/ ۴۸ ط سعید كمپى)



(جواب ۶۵) اذان و اقامت کے آخر میں تو بے شک صرف اللہ اذان و اقامت ختم ہوتی ہے اس کے بعد محمد رسول اللہ کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے اور حد جماعت کے بھی ادعیہ ماثورہ میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اپنی طرف سے نہیں کرنا چاہیے۔ ماثورہ کے جتنے الفاظ حدیثوں میں ثابت اور منقول ہوں اس کو نہیں الفاظ پر رکھنا چاہیے اگر اذان اور اقامت کے خیر میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اسی آواز اور جگہ سے کیا جائے جس آواز اور جگہ سے اذان و اقامت کی ہے تو یہ اضافہ بدعت ہے اور اگر آہستہ سے کوئی اپنے دل میں محمد رسول اللہ بھی کہے تو یہ مباح ہو گا اسی طرح کسی دوسرے ماثورہ میں اپنی طرف سے یہ اضافہ مکروہ ہے۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ)

فوٹو گرافر کے اذان یا تکبیر کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی

(سوال) زید فوٹو گرافی کا کام کرتا ہے اور پبندی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے مگر کہتا ہے کہ زید کا یہ پیشہ فوٹو گرافی درست نہیں ہے اس سے نماز میں زید کے تکبیر پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (المستفتی نمبر ۷۹۸ محمد حسین (دہلی) ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء)

(جواب ۶۶) تصویر اور فوٹو گرافی تنہا جائز ہے۔ مگر جاندار کے فوٹو تصویر کے ہی حکم میں ہیں مگر زید کے اذان یا اقامت کہنے سے نماز میں کراہت نہیں ہوتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

اقامت میں حی علی الصلوة پر کھڑا ہونا مستحب ہے

(سوال) عبارت شرح وقایہ لی و یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوة و یشرع عند قد قامت الصلوة آیا یہ سنت ہے یا مستحبات یا پتہ اور؟ اگر براہ آرائشی صف قبل حی علی الصلوة کھڑے ہو جائے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ اگر بروقت حی علی الصلوة امام مع قوم کھڑے ہو سکیں وجہ صف آرائی حد قد قامت صلوٰۃ نماز شروع کرے تو کیا حرج ہے؟

(المستفتی نمبر ۹۴۸ متولی جامع مسجد (ڈبرو گڑھ آسام) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۴ مئی ۱۹۳۶ء)

(جواب ۶۷) و یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوة و یشرع عند قد قامت الصلوة یہ مستحبات میں سے ہے اور یہ بھی جب کہ پہلے سے لوگ تہہ درست ہو کر بیٹھیں کہ کھڑے ہونے کے بعد صفیں درست نہ کرنا پڑیں بلکہ خود بخود درست ہو جائیں اس کا خلاف حی علی الصلوة سے پہلے کھڑے ہو جانا جب کہ امام موجود ہو مکروہ نہیں اسی طرح قد قامت الصلوة کے بعد نماز شروع کرنا مکروہ نہیں خصوصاً جب کہ تاخیر قامت و تسویہ صفوف کی وجہ سے واقع ہو یہ مسئلہ صرف اسی قدر حیثیت رکھتا ہے اس

سے زیادہ اس کو اہمیت دینا غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

دفع و باء کے لئے اذان کہنا مباح ہے

(سوال) دفع و باء کے لئے اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟ تنہی گروہ کے ساتھ مسجد میں یا گھر میں؟  
المستفتی نمبر ۱۰۰۷، تارخ ۲۹ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء  
(جواب ۹۸) دفع و باء کے لئے اذان دینا تنہی ہے، مگر بطور حدیث اور تہلیل کے مباح ہے سنت یہ کتاب  
نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

اذان میں یہ وقت شہادتیں انگوٹھے چومنا

(سوال) اذان کے وقت شہادتیں محمد رسول اللہ پر ہونے والی انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں تو یہ  
جائز ہے کہ ناجائز؟ اس کو بالآخر تحریر کیجئے گا۔  
المستفتی نمبر ۱۱۷۳، تارخ ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ (شیخ میدنی پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء  
(جواب ۹۹) انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کا کوئی ثبوت نہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ بجانا مکروہ ہے

(سوال) شہیدان پٹن جگہ جہزات میں بعد منی اذان گاہ پر بعد اذان سنونہ صدقہ خمسہ کے ایک پٹیل  
کی طرف رخ کر کے بیٹھ جاتے ہیں (خبر) کہ میں نے یہاں جہزات میں بیٹھ کر اذان سننے کے لئے جائز ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۲۲۳، تارخ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء  
۲۱ رجب ۱۳۵۵ھ ۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب) (اثر فقیہی) منشی اول مدوہ صدرت عالیہ (مدوہ منشی)۔ ابتداء زمانہ اسلام میں لوگ بہ یہ  
وقت نماز کے لئے بیٹھتے ہوئے تھے اور نہ جہزات تھی کہ نماز کے احکام کا کوئی مخصوص طریقہ نہ ہو تھا یہ عام  
میں سے بعض نے باقی اور بعض نے ناقوس وغیرہ کی بدلت راک دی جو وہ چاہتے تھے یہودیوں کی ناپائندہ روی تھی  
اس میں بات کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔ حضرت امیر مدین زید مہدرب انصاری نے اس غلو کی حالت میں  
جو نیند اور ریہاری کے درمیان تھی، یہاں تک کہ ایک شخص آواز سے نماز ہوا جس کے ہاتھ میں ناقوس کے

۱۔ فی حاشیہ البحر المحیط برمی رتب فی کتاب التعلیقہ نہ قد بس الادب لعل الصلاۃ کما فی اذان  
سورۃ اول لعل علی الصلۃ فی سراج سیکرہ فیو بس للمہموم لعل مر عرہ لعل یوہ فی مدوہ  
بریل الہم الح (رد المحتار) باب الادال ۱ ۳۸۵ ط سعید

۲۔ رد کوہ دہل لعل حی واطل لعل لعل لعل فی السراج من کل حدیثی لعل رد سحر دہل لعل  
۳۹۸ ط سعید

مشابہ کوئی شے تھی حضرت عبداللہ بن زید انصاری نے اسے خریدنا چاہا تو اس نے پوچھا کہ کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی نمازوں کا اس سے اعلان کریں گے اس نے کہا کہ میں کیوں ایسی شے تمہیں نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہو بہر حال اس شخص نے اذان کی تعلیم دی اور یہ خواب سماعت فرما کر حضرت نبی کریم ﷺ نے تصدیق فرمائی۔ والمشہور انہ ﷺ لما قدم المدينة كان يؤخر الصلوة تارة و يعجلها اخرى فاستشار الصحابة في علامة يعرفون بها وقت اداء الصلوة لكي لا تفوتهم الجماعة فقال بعضهم نصب علامة حتى اذا رآها الناس اذن بعضهم بعضا فلم يعجبه ذلك و اشار بعضهم بضرب الناقوس فكرهه لاجل انصاري و بعضهم النخ في الشبور فكرهه لاجل اليهود و بعضهم بالوق فكرهه لاجل المحوس فمروا قلا ان يجمعوا على شئ قال عبد الله بن زيد الانصاري فبت لا يأخذني اليوم و كنت بين النائم واليقظان اذ رأيت شحفا نزل من السماء و عليه ثوبان اخضران و في يده شبه الناقوس فقلت اتبعني هذا فقال ما تصنع به فقلت نظرت به عند صلاحته فقال الا ادلك على ما هو خير من هذا فقلت نعم الخ ص ۱۲۷ جلد اول مبسوط باب الاذان اسلام میں اذان ہی طریقہ اعلان نماز ہو جگہ ہے اذان کے بجائے یا اذان کے بعد ناقوس یا اسی سے مشابہ کسی چیز سے اعلان نماز شرعاً درست نہیں ہے ایسے طریقہ ہائے اعلان کو حضرت نبی کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے فقط شرف علی مفتی اول بلدہ و صدر اہل الکمالیہ

(جواب ۲۰) (از حضرت مفتی اعظم) بے شک بجائے اذان کے یا اذان کے بعد گھنٹہ بجانا اور اس کو نماز باجماعت کا اعلان قرار دینا مکروہ اور بدعت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(سوال) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر آلہ مکبر الصوت یعنی لوڈ اسپیکر کا استعمال عند الشروع جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۳۳۶ امام عبدالصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر لوڈ اسپیکر لگانا مباح ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام مصلیٰ پر کب کھڑا ہو؟

(سوال) جب مؤذن نماز جماعت کے وقت تنبیہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے امام کو تکبیر اولیٰ میں سے

(۱) ولا تقرب لا فی صلاة الفجر لصاروی و علیا رضی اللہ عنہما رأی مؤدبا یثوب فی العشاء فقال " احر حوا هذا المستدع من المسجد والحديث مع محمد السبوطی شرحی باب الاداء ۱ ۲۷۵ ط بیروت لسان (۲) و یسمی للمؤذن فی موضع یكون سمع یحجب و یرفع صوته الخ البحر الرائق باب الاداء ۱ ۲۶۸ ط بیروت لسان

کے اوپر کھڑا ہونا چاہیے۔ بعد کو اللہ آبر جس وقت مؤذن کہتا ہے اس وقت کھڑا ہو یا حتی علی الفلاح کے بعد کھڑا ہو یا مآمر محمد رسول اللہ کے بعد مصی پر کھڑا ہو جائے تو مقتدی گناہ گار ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۹۶ قاضی مال الدین صاحب (ضلع کاٹھیواڑ)

(جواب ۲۲) مؤذن جس وقت اقامت شروع کرے اسی وقت امام مصی پر کھڑا ہو سکتا ہے اور اگر اس وقت کھڑا نہ ہو بلکہ حتی علی الصلوة کنے کے وقت کھڑا ہو تو یہ بھی جائز ہے اس کے بعد بیٹھیں نہیں چاہیے بلکہ حتی علی الصلوة پر نہ ور کھڑا ہونا چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑا ہونا

(سوال) مقتدی اور امام کے لئے حتی علی الفلاح پر کھڑے ہو جانا اور قدامت الصلوة پر تحریمہ باندھ لینا ہر وقت مستحب اور ضروری ہے یا کسی تعذر مثلاً صف بندی کی درستگی کی بنا پر ضروری اور مستحب نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین (بہار) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳) مقتدی اور امام حتی علی الفلاح پر کھڑے ہو جائیں یعنی اس کے بعد بیٹھے نہ رہیں یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑے نہ ہوں اگر صف بندی کرنی ہو تو پہلے سے (یعنی شروع اقامت سے) کھڑا

ہو جانا بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد

(سوال) تکبیر اولیٰ کا ثواب سورہ فاتحہ کے ختم سے قبل شریک ہونے میں ملتا ہے یا کسی بھی رکعت میں شامل ہونے سے مل جاتا ہے۔ المستفتی مودعی محمد رفیق صاحب دہوی

(جواب ۲۴) تکبیر اولیٰ کا ثواب پہلی رکعت میں بعض فقہاء کے نزدیک قرأت شروع ہونے سے پہلے شریک ہونے والے کو اور بعض کے نزدیک سورہ فاتحہ کے ختم تک اور بعض کے نزدیک پہلی رکعت میں شریک ہونے والے کو ملتا ہے اور ہر قول مقبول ہے وسعت رحمت باری کے لحاظ سے آخری قول راجح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) فہد مالت و حمہور العلماء الی انہ لس لسا مہم حدولکن استحب غامتهم القيام: دا أحد المؤذن فی الاقامة، عمدة القاری باب متى يقوم الناس ۱۵۳۰ ط بیروت) وقال الطحطاوی تحت قوله "والقيام لإمام و مؤمن" والطاهر بن حجر عن الحیر لا القیمة حتی لو قدم أول الاقامة لا بأس به " (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: باب صفة الصلاة ۱/۲۱۵ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

(۲) ایضا

۳. و تطهر فائدة الخلاف فی وقت ادراك فصبه نكسرة الافح فعدة بالمقارنة و عدهما اذا كبر فی وقت النداء و قبل بدراك الركعة الاولى و هذا اوسع وهو الصحيح الخ (رد المختار باب صفة الصلاة) مطلب فی وقت ادراك فصيلة الافتتاح ۱/۵۲۶ ط سعید

اذان کا جواب دینا سنت ہے

(سوال) جب مؤذن اذان پڑھتا ہے تو اذان کے الفاظ دہرانا اور بعد میں دعا کا پڑھنا واجب ہے یا سنت یا مستحب اور نہ پڑھنے سے کوئی عیب نہیں ہوتا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۳ فتویٰ نور الحق صاحب (ہمت نمبر) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۲ اگست ۱۹۳۵ء  
(جواب ۲۵) اذان کے وقت اذان کے الفاظ دوم انا امرتی علی الصلوة حتی علی الفلاح کی جگہ حوں والقوتہ  
بعد از اذان کے بعد اللھم رب ہدہ الدعویۃ السامۃ الخ دعا پڑھنا سنت ہے نہ پڑھنے سے ترک  
سنت ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

شہادتیں سن کر غم و غصے پر مبنی ثابت نہیں

(سوال) جب مؤذن اذان دیتا ہے تو سننے والا شہادتیں سن کر غم و غصے پر مبنی ثابت نہیں ہو سکتی ہیں تو یہ غم و غصہ یا شبہ المستفتی ۱۹۱۵ محمد بن صاحب امام مسجد ٹنڈن آباد (بہاولپور)

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۶) شہادتیں سن کر غم و غصے پر مبنی ثابت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں

(سوال) بعد اذان عند الدعاء رفع یدین ثابت ہے یا نہیں۔ اگر جواب عدم میں ہو تو بخاری شریف میں جو حدیث ہے اس کا یہ مصعب نے ادا دعا رسول اللہ ﷺ رفع یدین حدیث

المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد بن صاحب امام مسجد ٹنڈن آباد ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷) اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے کا وہی خاص ثبوت نہیں جس سے عموم سے استدلال  
کر کے ہاتھ اٹھانا اور مخصوص ثبوت نہ ہونے کی بنا پر نہ سنا دعویٰ باتیں جائز ہیں۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

اذان کے بعد نماز کے لئے بلا ناغویب میں داخل ہے

(سوال) (۱) اذان واقامت کے بعد میں ناغویب "عدم بعد اذان" نماز کے لئے چارہ صلوة

۱۔ وجبت وجوباً وظناً لحدیثی۔ واللہ حب الاحیاء۔ لعدم من سمع الاذان۔ ان رسول اللہ ﷺ کفایت  
لا فی الجمعین محفوظاً و فی "الصلوة حر من الیوم" فقرول: صدقت و بررت۔ و بدعوا عند فراغة بالوصلۃ  
لرسول اللہ ﷺ (التوبہ و شرحہ باب الاداء ۱ ۳۹۶ تا ۳۹۸ ط سعید)  
۲۔ و ذکر دلت لحرمانی و اطل نہ قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شیء الخ (رد المحتار باب الاداء  
۱ ۳۹۸ ط سعید کسیبی ۳۔ لا فضل فی الدعاء و یست کفہ و یكون یسئل فرجہ الخ (عالمگیریہ کتاب  
لکراہیۃ باب الرابع فی الصلاۃ و المسح و لذكر الدعاء ۵ ۳۱۸ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

والسلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوة والسلام علیک یا نبی اللہ۔ جائز ہے یا ناجائز لغت اور اصطلاح شرعیہ میں تنویب کے یہاں معنی ہیں جس مسجد میں یہ تنویب بھی نہ پکاری گئی ہو اگر وہاں جہتہ و گاہ اس کو پکاریں اور بغیر پکارے نماز نہ پڑھیں نہ دوسروں کو پڑھنے دیں اور ان لوگوں پر جو اس فعل کو نہ کر سب اور خلاف حکم نبی کریم ﷺ کرتے ہیں عین طعن کریں اور ان کو وہابی دیوبندی مردود کافر کہیں اور نے جھگڑنے کو تیار ہو جائیں ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

(۲) حدیث لا تنوب فی شیء من الصلوة الا فی صلوة الفجر ترمذی ص ۱۷۷ کی روایت میں جو ایک راوی اسے پہلی واقعہ ہوے ہیں ان کو صاحب ترمذی نے ضعیف کہا ہے تو کیا اس سے روایت قابل عمل رہتی ہے یا نہیں ان کی ثابت و حدیث و خبر وغیرہ کے بارے میں کتب اصول سے کیا مستنبط ہوتا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ حنفیہ مبداء بنیل خان صاحب ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۶) تنویب اس معنی کے عبارت ہے کہ اس سے مراد اذان اور اقامت کے درمیان میں کچھ الفاظ پکار کر ووں کو نماز کے لئے بانہ نظر ہو کر مختصر وقت پہنچنے کے زمانہ میں اذان اور اقامت کے درمیان میں ایسی کوئی چیز نہ تھی نہ حضور ﷺ نے تعلیم فرمائی اس کو لوگوں نے بعد حضور ﷺ کے ایجاد کیا اور صحابہؓ نے اس کا انکار کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز کے لئے ایک مسجد میں گئے اور وہاں تنویب پکاری گئی تو وہ اس مسجد سے بغیر نماز پڑھتے چلے آئے اور کہا کہ اس مبتدع کے پاس سے مجھے لے چو یہ واقعہ ترمذی اور ابوداؤد میں موجود ہے امام ابو یوسف نے قاضی یا مفتی یا کسی ایسے شخص کے لئے جو خدمت مسلمین میں مشغول رہتا ہو اس امر کی اجازت دی ہے کہ اس کو اقامت سے کچھ قبل اطلاع دیدی جایا کرے تو وہ جماعت میں شریک ہو جائے اور خدمت خلق میں نقصان نہ پڑے ان کی اجازت کا بھی یہ مطلب نہیں کہ اذان اور اقامت کے درمیان تنویب کی رسم ہی قائم کر دی جائے اور پھر طرفہ یہ کہ اس کو ایک واجب کا درجہ دے دیا جائے اور منکر یا تارک کو وہابی مردود کہہ کر عین طعن کیا جائے یہ تو یقینی تعدی اور ظلم اور انتہائی بدعت ہے ترمذی کی روایت ہو اسے امیل الملانی کی کسرچہ ضعیف ہے مگر عبداللہ بن عمرؓ کی روایت مذکور وہاں اسے اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور وہ قابل عمل ہو جاتی ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

جماعت کے وقت مؤذن کا آواز بلند درود پڑھنا

(سوال) بعض جگہ یہ تصور ہے کہ جس وقت نماز کے واسطے جماعت کھڑی ہوتی ہے تو مؤذن تکبیر

۱۔ ترمذی ص ۱۷۷ فی ص ۱۷۷ ط سعید کسبی  
۲۔ فی ص ۱۷۷ حدیث مساحرون تنویب بین الادب والافامۃ علی حسب ما تعارفہ فی جمیع الصلوات  
لح و حضر ابو یوسف بن یسوع صاحب القامۃ کثافی و لمفی و المدرس الحج (رد المحتار) باب الادان  
۱۔ ۳۸۹ ط سعید کسبی و عند مسندین ہو مکروہ فی غیر الفجر و هو قول الجمهور الحج (البحر الرائق) باب  
الاذان ۲۷۵/۱ ط بیروت لبنان



پڑھنے سے پہلے باؤزبند درود شریف پڑھتا ہے پھر اس کے بعد تکبیر پڑھتا ہے اور ہر جماعت کے وقت یہی دستور اختیار کیا جاتا ہے کیا یہ طریقہ شرعی مستحسن ہے اور اس طریقہ کے لئے شرعی ثبوت موجود ہے اور شرعی ثبوت نہیں تو یہ فعل کیسے؟ المستفتی نمبر ۲۳۹۶ چودھری اسلوب الہی صاحب دہلی

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۱ اگست ۱۹۳۸ء

(حواب ۲۹) اقامت سے پہلے باؤزبند درود شریف پڑھنا کیسے ثابت نہیں نہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ صحابہ کرام اور ائمہ حنفیہ کے زمانے میں اور اس کو ایک طریقہ و ائمہ بنالیا جائے تو بدعت ہے (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا

(سوال) ایک شخص عرصے سے مسجد کی خدمت یعنی اذان پڑھنی تکبیر کہنی مسجد کی صفائی دیکھ بھال وغیرہ وغیرہ حسب سببہ اللہ یا اجازت مؤذن انجام دیا کرتا تھا وہی نہیں بلکہ اس شخص کا باپ کا بھی یہی حال تھا جس خود غرض دشمنوں نے مسجد کے ممبران کمیٹی سے شکایت کر ممبران میں سے بعض انگریزی والے اور ایسے بھی ہیں وہ وکیل صاحبان یہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے سامنے کیا جواب دیں گے یہ کہہ کر اس شخص کو نیک کام سے روک کر محروم کر دیا کیا یہ فعل ممبران کمیٹی کو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۰ نورانی صاحب (دہلی) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۵ مئی ۱۹۴۰ء

(حواب ۳۰) اگر کوئی شخص سببہ اللہ مسجد کی خدمت صفائی انگریزی وغیرہ کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہے اور اگر مؤذن مقرر نہ ہو تو اذان و اقامت بھی موجب ثواب ہے لیکن اگر مؤذن مقرر ہے تو پھر اذان و اقامت مؤذن کا حق بلکہ اس کا منصبی فریضہ ہے اگر ممبران کمیٹی مؤذن سے مواخذہ نہ کریں کہ وہ خود اذان دیں تو مؤذن دوسرے شخص کو اذان و اقامت کی اجازت دے سکتا ہے اور اس کی اجازت سے دوسرا شخص اذان و اقامت نہ کر سکتا ہے لیکن اگر کمیٹی مؤذن سے اذان نہ کہنے پر مواخذہ کرے تو کمیٹی کو اس کا حق ہے اور مؤذن کو بھی حق ہے کہ وہ خود اذان کہے پر اصرار کرے اور دوسرے شخص کو اجازت نہ دے اسکی حالت میں اس شخص کو جو حسبہ اللہ اذان کہنا چاہتا ہے کمیٹی کے قاعدے میں اور مؤذن کے فرض منصبی کی انجام دہی میں مداخلت نہ کرنی چاہیے بلکہ اگر وہ اس ثواب کو حاصل کرنے کا آرزو مند ہے تو کسی ایسی مسجد میں جہاں مؤذن تنخواہ دار مقرر نہ ہو اذان نہ کر یہ فضیلت حاصل کرنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

۱ عن عائشہ قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امری ما لیس منہ فہو رد (بخاری باب الاداء) اعطحو اعمی صلح حور ۱ ۲۶ ط قدسی کتب حیدہ کراچی (التسلیم بعد الاداء) حدث فی ربيع الاخر سنة سبع مائة واحدى وثلاثين الح وهو بدعة حسنة (الدر المحرار باب الاداء ۱ ۲۹ ط سعید کمپی) (۲) اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لا یکرہ مطبقہ وال بحضورہ کرہ ان لحقہ وحشة الح (التور و شرحہ) وفي الشامة "ای بان لم یرض به الح (باب الاذان ۱ ۳۹۵ ط سعید)

## شہادتیں سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے

(سوال) پنجابی زبان میں ایک کتاب ہے جس کا نام پکی روٹی کلاں ہے اس میں تقبیل ایہدین میں وقت اذان نزدیک سننے اشدان محمد رسول اللہ کے متعلق حدیث لکھی ہے کہ پیغمبر خدا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی شہادت دے تو وہ دائیں انگوٹھیں دے لے اٹھیں دے رکھدالت ہمدالت پڑھداقوة عینی بلک یا رسول حق تعالیٰ نہ اسدے نشینداون او سیدیوں اکھیں کدی در ذکر سن ات پیغمبر خدا صلعم نے فرمایاے ۱۰ رساں اسنوں طر ف بہشت دے جناب یہ تحریر فرمائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع اس پر عمل کرنا چاہیہ یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۲۹۱ علی جہاں خاں ضلع میانوالی (پنجاب)

۷ اذی الحجہ ۱۳۶۰ھ ۵ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۱) تقبیل ایہدین کا کوئی پختہ ثبوت نہیں اس لئے اس کو موجب ثواب سمجھ کر کرنا بے ثبوت بات ہے البتہ بعض لوگ اس کو ہماری چشمہ سے محفوظ رہنے کا عمل سمجھ کر کرتے ہیں تو اس صورت میں مثل دیگر عملیات و تعویذات کے یہ عمل بھی مباح ہوگا مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تارک پر کوئی طعن یا ملامت نہ کی جائے جو اس عمل کو کرے کرے جو نہ کرے نہ کرے )

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## سوال مثل بالا جواب دیگر

(سوال) اذان کے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رہنا حدیث صحیح سے ثابت ہے یا نہیں اور شرط ثبوت تارک قابل ملامت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۱۷۷ فیہ وزخان (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۲) اذان میں کلمہ اشدان محمد رسول اللہ سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اس کے متعلق جو روایت مسند فردوس وغیرہ میں ہے وہ صحیح نہیں ہے بعض بزرگوں نے اس فعل کو آنکھوں کی ہماری سے محفوظ رہنے کا ایک عمل قرار دیا ہے تو یہ شرعی بات نہ ہوئی اگر اس کو یہ سمجھ کر کرے کہ اس عمل کو کرنے سے آنکھیں نہیں دکھتیں تو اسے اختیار ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی یہ عمل نہ کرے تو اسے مجبور نہ کیا جائے نہ اس پر اعتراض کیا جائے کیونکہ عملیات و تعویذات کوئی شرعی چیزیں نہیں ہیں ہر شخص کو حق ہے کہ کوئی عمل کرے اور تعویذ بندھے یا عمل نہ کرے اور تعویذ نہ بندھے (۱۰)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) رد ذکر دلت الجراحی و طال نہ قل ولم یصح فی المرفوع من کل ہذا شی الخ (رد المحتار باب الأدب)

۳۹۸، ۱ ط سعید کمپنی

(۲) (حوالہ بالا)

حدیث ۳۳) تقبیل مابین نیت ایک شرعی فعل کے صحیح سند سے ثابت نہیں ہاں ایک رقیہ کی نیت سے، مثلاً برزخ میں یہ عمل اس سے کیا ہے کہ آنکھیں دھنسنے سے محفوظ رہیں تو نیت رقیہ — بونی کرت کرت اور نہ کرت تو مورد الزام نہیں ہو سکتا، محمد کفایت اللہ کا لہ دہلی

اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا

(سوال) بزرگان دین کے بعد مؤذن یا دوسرے کوئی شخص محلہ والوں کو نماز کے سارے محلہ میں کہہ کر پھر سیدار کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہے تو کیونکہ اور نہیں کر سکتا تو اس کی توضیح فرمائیں۔  
المستفتی نمبر ۲۷۳۶ مفتی مسرور علی صاحب۔ ملازم ہمدرد و اخوانہ دہلی۔

۲۹ جولائی ۱۳۴۲ء ۱۳ رجب ۱۳۶۱ھ

(جواب ۳۴) یہ عمل اور تشویب میں داخل نہیں بلکہ اس سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے اور یہ تشویب بھی ایک امر مستحدث اور مبتدع ہے اذان سے پہلے یہ نیت امر با معروف اس امر کی گنجائش ہے اذان کے بعد یہ امر کراہت سے خالی نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کا لہ دہلی

(جواب از مؤلف مفتی مظہر مدد صاحب) ہاں اس فعل میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ موجب ثواب ہے۔ یہ تشویب کے معنی میں ہے و لتوب حسن عبد المساحورین تمیمین میں ہے و یؤذن الفجر ثم یفعد قدر ما یقرأ عسریں یتہ نہ یوب ثم یفعد مثل ذلک ثم یقیم ھکذا فی العالمگیری ۲ فقہ وائد تہذیب المعجم۔ محمد مظہر اللہ نقوی۔ امام مسجد جوہر مفتی پوری دہلی

(جواب اجواب) از حضرت مفتی اعظم۔ تشویب کو اگرچہ متاخرین حنفیہ نے مستحسن قرار دیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ امر مستحدث ہے جنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تشویب نہ تھی حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ وہ اس وقت نفل کی نذر سے دیکھتے تھے یک مسجد میں نماز پڑھتے تھے وہاں مؤذن نے تشویب کی تو وہ بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور چونکہ وہیں ہوئے تھے اس لئے اپنے ساتھی سے کہہ کر اس وقت کے پاس سے ہم کو لے چلے عن مجاہد قال دخلت مع عبد اللہ بن عمر مسجد او فداؤں فیہ و نحن برید ان یصلی فیہ فتوب المؤذن فخرج عبد اللہ بن عمر من المسجد وقال اخرج من عند هذا المبتدع ولم یصل فیہ (ترمذی شریف) نیز متاخرین حنفیہ کا تشویب و مستحسن فرمانا، اس کی یہ تعریف کرنا کہ اذان کے بعد تھوڑا وقفہ کر کے مؤذن یہ الفاظ پکار کر کہے الصلوٰۃ یا قاصد

(۱) (حوالہ بالا صفحہ گزشتہ)

(۲) قال فی العابد حدیث المساحورین بن لاد و لا فہم علی حسب ما تعرفوه و حصہ بن یوسف بن

سین بن صالح العمدة کتب فی و منشی و مدرس لحدیث سنن بن لاد ۱ ۳۸۹ ط سعید

(۳) (بن لاد) الفصل بنی فی کتب لاد و لا فہم و کتبہما ۱ ۵۶ ط صاحبہ

(۴) (بن ماحیاء فی التوب فی الفجر ۱ ۵۰ ط سعید)

فصل وغیرہ قویہ عمل کا تصور یہ مساجد حنیفہ میں ممکن نہیں ہے۔ عمل اس پر ہے کہ جو جامع صغیر و روایت سے تثویب کا مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے و فی الجامع الصغیر اہ یکرہ فی سائر الصلوات (جامع الرموز ص ۵۷ ج ۱) پر تثویب جس و متاخرین حنیفہ مستحسن فرماتے ہیں وہ صرف موانع کا عمل ہے اور اس کا نہیں۔ لہذا لیسوا ہو السؤدد لانه لا یسعی لاحدا ان یقول لمن فوفی فی العلم والحدود وقت الصلوة سوی السؤدد لانه استفضال لنفسه (تحتوی علی مرآۃ الخائفین ص ۱۰) میں نے پہلے جواب میں اس مرقی طرف اشارہ کیا تھا کہ محدث میں کھڑے جا کر بیدار کرنا تثویب سے بہت زیادہ ہے اس کا مصعب یہ تھا کہ تثویب قومہ ذن کا مسجد میں ذن کے بعد انظار معمولہ پکار کر گئے کا نام ہے اور یہ عمل اس سے کہ بڑھ کر ہوس پر جانے اور گندیاں کھینچ کر دھوکے اور کئی کئی آدمیوں کا مل کر گھومنے پر مشتمل ہے اور یہ منکر تثویب معروف عند ائمتہ ہے جس کو انہوں نے مستحسن فرمایا ہے یقیناً زیادہ ہیں صرف موانع و تثویب جہنمی کریمہ علیہ السلام اور صحابہ کرام کے زمانہ مبارک میں نہیں تھی ولہ یکرہ فی رملہ تہ و لا فی رملہ النصحة (طحاوی) میں تثویب حضور ﷺ کے زمانے میں اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہ تھی۔

اور ان زیادہ باتوں کا وجود بھی مستند اور مقبول ہونے کے علاوہ کئی منکرات پر مشتمل یہ عمل ہو سکتا ہے اول یہ کہ جگانے والے اور گندیاں بجا کر بیدار کرنے والے سالوقات ایسے گھروں کی گندیاں بھی کھینچیں گے جن میں کوئی مریض ہو جو درودِ قلیف کی وجہ سے رات بھر سو نہ سکے گا۔ اس کی اس وقت آنکھ ملتی تھی وہ جاکر پتھر در و در ب میں بتا ہوا پیدل وہ میرے کہ محض گھر والے پیک اور دنیوی حیثیت سے بڑی پوزیشن والے ہوتے ہیں اور جگانے والے چارے غریب و دنیوی حیثیت سے کمزور ہے کہ ہوتے ہیں تو گھر والے جانے ان کی بات سننے کے نہ ہوتا یا انہیں سننے میں یہاں تک بھی سمجھ گیا جاسکتا تھا کہ وہ پیدل در و در کی سے غور باندہ خدا اور رسالہ و نماز کی شان میں بھی ایسے کلمات مر دیتے ہیں جو آخر تک نفرت پھیل دیتے ہیں اور چونکہ اسلامی حکومت اور مملکت اقتدار موجود نہیں اس لئے اس کا کوئی تدبیر نہیں ہو سکتا مجھے خوف ہے کہ ایسی صورت میں ان کے غم کی کسی حد تک ذمہ داری ان جگانے والوں پر بھی نہ آجائے جنہوں نے شیعہ و تہذیب میں خدمت و موعظہ حسنہ کی رعایت میں کوتاہی کی اور اس وجہ سے ایک مسلمان (گوسفق ہو) کافر ہو یا سامیہ کہ یہ جگانے والے امر مرتاض و مخلص نہ ہوں تو ان میں اپنے متعلق تہذیب و ترفع اور دوسرے لوگوں کے متعلق نفرت و حقارت کے جذبات بڑی حد تک پیدا ہونے کا یہ عمل قوی ذریعہ بن جاتا ہے حضور ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں یہ عمل اختیار نہیں کیا گیا۔ جو یہ کہ نماز اور جماعت سے رہ جانے والوں کا وجود اس زمانہ میں بھی تھا جو وعید احرار بیوت کی روایت سے واضح

نتیجہ -

بہر حال اذان کے بعد تو یہ عمل ضرور مکروہ ہے اور اذان سے پہلے بھی ہر دروازے کی بلاتمیز گند کی بنا خطرناک اور گلی میں سے درمیانی درجہ کی آواز دیتے ہوئے نکل جانا مباح اور جس شخص پر بھروسہ ہو یا جس کی طرف سے اجازت ہو اس کو جگادینا مستحسن ہے۔

حضرت امام یوسف نے ایسے لوگوں کے لئے جو امور مسلمین یعنی اسلامی ضروریات میں مصروف رہتے ہوں یہ اجازت دی ہے کہ اذان کے بعد جب جماعت کا وقت قریب ہو اور مؤذن ان کو دوبارہ اطلاع کر دے تو وہ دوسری بات ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے

(سوال) مسئلہ درمختار میں لکھا ہے کہ ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے اور رکن الدین کتاب میں لکھا ہے کہ اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان دینا مکروہ نہیں ان دونوں میں سے صحیح مسئلہ کون سا ہے؟

المستفتی: نذیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مغربی خاندیس)

(جواب ۳۵) ہاں اگر اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان دینا مکروہ نہیں یہی مطلب درمختار کی عبارت کا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان کے بعد دعا میں "والدرجة الرفیعة" اور "وارزقنا شفاعتہ" کا اضافہ

(سوال) اذان کے بعد دعا میں حد والفصیلة کے الدرجة الرفیعة اور بعد وعدتہ کے وارزقنا شفاعتہ اکثر لوگ پڑھتے ہیں کیا ان کلمات کی کوئی اصل ہے؟

(جواب ۳۶) اذان کے بعد ان کے مسنون یہ ہے۔ اللھم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمد ا. الوسيلة والفضيلة وبعثه مقاما محمودا. الذی وعدته (کذا فی البخاری ص ۸۶) اور الدرجة الرفیعة اور وارزقنا شفاعتہ يوم القيامة کا ثبوت نہیں۔ ہاں آخر میں انک لا تحلف الميعاد شکی کی ایک روایت میں آیا ہے (کذا فی الشری) پس غیر ثابت الفاظ کو نہ پڑھنا ہی بہتر ہے لیکن

(۱) بکرہ لہ ان یود فی مسجدین (درمختار) و فی الشامہ ادا صلی فی المسجد الاول یکرى مسللا بالادان فی المسجد الثانی والصل بالادان عبر مشروع ولان الادان للمکتوبة وهو فی المسجد الثانی یصلی الدفلة ولا یسعی ان یدعو الناس إلی المکتوبة وهو لا یساعدہم فیہا. الحج (باب الادان ۱ ۰ ۰ ط سعید کمپی)

(۲) (بخاری) باب الدعاء عند الدعاء ۸۶ ۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) وروی البخاری وعمرہ من قلن حسن سمع الدعاء اللھم رب هذه الدعوة التامة الحج وقال ابن حجر فی شرح السنہج. وریادة والدرجة الرفیعة وحنہ ما ارحم الراحمین لا اصل لہما (رد المحتار. باب الادان ۱ ۰ ۰ ۳۹۸ ط سعید کمپی)

اگر کوئی شخص اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں پڑھ لے تو مضائقہ بھی نہیں۔  
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

رمضان المبارک میں مغرب کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا

(سوال) رمضان المبارک میں بعد اذان مغرب کے عموماً افطاری کی وجہ سے جماعت میں توقف ہوتا ہے اس کی کیا دلیل ہے اور کس قدر وقفہ چاہیے؟

(جواب ۳۷) مغرب کی اذان اور اقامت میں اتصال نہ کرنا چاہیے تھوڑا سا فرق ضروری ہے مقدار فرق میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہونا چاہیے اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک اس قدر تین چھوٹی آیتوں کے درمیان تھکتے ہیں ان العلماء اتفقوا علی انه لا یصل الاقامة بالاذان فی المغرب بل بفصل سہما لکنہم اختلفوا فی مقدار الفصل فعند ابی حنیفۃ المستحب ان یفصل بینہما سکتۃ یسکت قائما ساعة ثم یقیم و مقدار السکتۃ عندہ قدر ما یتممک فیہ من قراءۃ ثلث آیات اوایۃ طویلۃ و عندہما بفصل بینہما بجلسۃ حقیقۃ مقدار الجلسۃ بین الخطبتین کذا فی الہدایۃ، الجلد الاول ص ۷۳ اور رمضان المبارک میں اگر افطاری کی وجہ سے قدرے تاخیر بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے یہ تاخیر کسی کے انتظار کی نہیں ہے بلکہ ایک واقعی ضرورت ہے بال زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثابت نہیں

(المجمیعہ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۳ء)

(سوال) شیعہ صاحبان اپنی اذان میں با و از بلند ان مقامات میں جہاں مکانات اہل سنت و الجماعت کے ملحق بہ مسجد شیعان ہیں مندرجہ ذیل کلمات بھی کہتے ہیں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل۔ یہ کلمات تبرا میں داخل ہیں یا نہیں اور پانچوں وقت اذان میں ہم لوگوں کو سننا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۸) یہ الفاظ اگرچہ اہل سنت و الجماعت کے عقیدے کے خلاف ہیں مگر حدود تبرا میں داخل نہیں ہیں اور سننے والوں کے سننے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (حاشیہ ہدایۃ: باب الادان ۱/۳۹ ط مکتبہ شرکتہ علمبیہ ملتان)

(۲) و سیرۃ فی الادان مکروہہ ص ۱۱۱ البحر الرائق باب الادان ۱/۳۹۱ ط بیروت لبنان



## دوسرے باب اوقات نماز

نماز فجر ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟

(سوال) ایک شخص نے اپنے نماز گزارنے کا وقت ثابت کرنے کے لئے مساعی شافعی پر کاربند ہے اور مسجد ہند کا مستتم جہاں ہے اچھے کشتہ نمازیوں کی مدد سے اب بھی اس جامع مسجد کے مستتم ہیں لیکن وہ چاہتے ہیں کہ جماعت اور خاندانی شرافت اور موبوبی صاحب کمانے کے اور تمام محلے کے نمازیوں پر حاوی ہو جائے کہ نماز صبح اور نماز ظہر و عصر پر تکرار کر کے اپنے امتداد کے موافق اوقات ہند میں ہر کوئی بروقتی کھڑا کر لیتے ہیں۔ اوقات یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جس کو اس مسجد میں نماز پڑھنی ہو نہیں اوقات میں پڑھے۔ کہتے ہیں کہ نماز صبح کی غلٹ میں پڑھو اور غلٹ کتے ہیں اسلئے میں ہر توحید من غفلوں کے معنی نہیں سمجھتے ہمیں گھڑی کی رو سے وقت بتائیے؟

(جواب ۳۹) حنفیہ کے نزدیک نماز فجر اسفار میں (یعنی اجالہ کر کے) پڑھنا مستحب ہے لیکن یہاں تک کہ فجر نماز میں کوئی فساد واقع ہو جائے تو قرآن مجید کے ساتھ طلوع آفتاب سے قبل نماز کا اعداد ہونے کے يستحب تا حصر الفجر ولا یزجرہ بحب نفع السک فی طلوع الشمس بل یسفر بها حیث لو ظہر فساد صلوة یدمکہ ان یعیدھا فی الوقف بقاءة مستحبة کذا فی التبین (ہندیہ) اور غرض یعنی اندیشہ ہے میں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے اور ما جب کہ ہمیشہ اسی وقت نماز پڑھاؤں اور نمازیوں کا اکثر حصہ جماعت میں شریک نہ ہوتے تو رکعت پڑھنے کا حق جماعت کے نائب زود کو حاصل ہے نہ وہ وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہو رہا ہے شے کے سایہ اچھلنے کے بعد وہ دو مثل سایہ ہونے تک ہے ووقف لظہر من الروال الی بلوغ الطل مسہد سوی الفنی کذا فی الکافی وهو الصحیح ہکذا فی محیط السرحسی (ہندیہ) ۲۔ کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ ووقت العصر من صیرورة الظل صلیہ غیر فی الروال الی غروب الشمس ہکذا فی شرح المجمع (ہندیہ) ۳۔ اور وقت مستحب آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے ۴۔ کے بعد غروب آفتاب تک وقت مکروہ ہے لیکن گرمیوں میں ظہر کی نماز مؤخر کر کے پڑھنا اور جہاں میں من وقت پڑھنا مستحب ہے اور عصر کی نماز اس قدر مؤخر کرے کہ آفتاب زرد نہ ہو جائے مستحب ہے و یستحب تا حصر الظہر فی الصیف و تعجیلہ فی الشتاء ہکذا فی

(۱) (الفصل الثانی فی بیان فضیلة الاوقات ۱ ۵۱ ۵۲ ط مکتبہ ماحدیہ کوئٹہ)

(۲) (الفصل الاول فی اوقات الصلوة ۱ ۵۱ ط مکتبہ ماحدیہ کوئٹہ)

(۳) (ایضاً)

الکافی و يستحب تأخير العصر في كل زمان ما لم تغيب الشمس الخ (ہندیہ مختصر)  
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

## ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق

(سوال) حنفیہ کے نزدیک انتہائے وقت ظہر کہاں تک ہے ایک مثل تک یا دو مثل تک۔ یعنی نماز بے وقت قضاء پڑھنی چاہیے اور نماز عصر کس وقت پڑھنی چاہیے؟

(جواب ۴۰) امام ابو حنیفہ سے صاحب روایت جو آٹھ متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو کر دو مثل ساریے ہونے تک باقی رہتا ہے۔ اس روایت کو بدائع و محیط و بیان میں صحیح اور غیاثیہ میں مختار تیار ہے اور ان کو امام محبوبی نے اختیار کیا ہے۔ امام نقی اور امام صدر الشریعہ نے اس پر اکتفا کیا ہے لیکن خود امام صاحب سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مثل تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور دوسرے مثل سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ در یہ مذہب امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر و رائے ثلاثہ (امام مالک امام شافعی اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا ہے۔ امام محمدوی نے فرمایا کہ ہم اسی کو مانتے ہیں اور غرور اذکار میں اسے مانوڑا ہے اور بہان میں اسے اظہر کہ ہے اور فیض میں لکھا ہے کہ ان پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ سہی۔ یہ تمام مضمون در مختار اور مختار میں موجود ہے اس سے معصوم ہے کہ اس مسئلے میں مشائخ مذہب کا اختلاف ہے اور تصحیح و فتویٰ بھی مختلف ہے۔ مضمون سے دو مثل کے قول کو ترجیح دی ہے اور مضمون سے ایک مثل کی روایت و مختار و مفتی بہ بتیان دو قولوں و دو روایتوں کے ساتھ امام صاحب سے ایک تیسری روایت اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھیں جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور اس روایت کو شیخ الاسلام نے بہ نظر احتیاط پسند کیا ہے کہ اس میں دونوں نمازیں باقی اندہ اپنے وقت میں پڑھیں۔ صحیح ہو جائیں گی۔ امام محمد اعظم

## مثل اول کے بعد نماز عصر کا حکم

(سوال) یہاں از روئے مذہب شافعی نماز عصر ساریے اصل کے سوا ایک ساریے پڑاؤں جاتی ہے۔ دریافت

(۱) (الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات ۵۲/۱ ط ماجدیہ)

۲ ووقت لصہر من روالی سورج لطلوبہ و غروب سورج و لا نسیۃ الثلاثہ فی الإمام الطحاوی  
وہ صاحب و فی غرر الادکار و هو ماحودہ و فی اسرہاب ہو لا حیر و فی القس و علیہ عمل الناس سوہ و  
ہ فی الدرر و فی الشامہ و فی سورج سیدہ و صابر و زید عن الإمام بہابہ و هو لصحیح  
بدیع و معنی و بدیع و هو سحر و عسہ و حارہ و امام سحر و فی رویۃ عہدہ ایضا ہ بالمشبح  
و فی الظہر و لا بدح و وقت بغیر لا بالنس ذکرہ ربیع و غیرہ و لا حسن و فی لصرح عن نسخ الاسلام  
لا حیط و لا بحر و فی نس و لا نسبی لعصر حتی یسع الشمس لیکون مؤذی للصلاۃ فی وقتہ  
بالجماع (کتاب الصلوٰۃ: ۳۵۹/۱ ط سعید کمپی)

مطلب یہ ہے کہ آیا احناف مقتدیوں کی اقتدا شافعی المذہب امام کے ساتھ درست ہوگی یا نہیں؟  
 المستفتی نمبر ۱۳۱ مفتی ناظم حسین صاحب کلین۔ ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء  
 (جواب ۴۱) ایک مثل سایہ ہو جانے پر عصر کا وقت ہو جانے کا بہت سے مشائخ حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا  
 ہے اس نے ایک مثل ہو جانے کے بعد شافعی جماعت میں حنفی شریک ہو کر نماز عصر ادا کر سکتے ہیں (ایک  
 مثل سے مراد سایہ اصلی کے سوا مثل ہے) وعنه مثله وهو قولهما ورفر والائمة الثلاثة قال الامام  
 الطحاوی وبه ماخذ وفي عرد الاذکار وهو الماخوذ به وفي البوهان وهو الاظهر لبيان حبريل وهو  
 نص في الباب وفي الفيض وعليه عمل الناس وبه يفتي (در مختار علی ہامش رد المحتار ص ۲۵۱ ج ۱)۔

### نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھنی  
 جائے کر یہ صحیح ہے توفیق کی کتابوں میں نفل نماز کے سوا دیگر نمازوں کا جواز کیوں بتایا ہے؟  
 المستفتی نمبر ۴۰۱ محمد عبد الحفیظ (ضلع نیل گری) ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء  
 (جواب ۴۲) بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے کی ممانعت  
 ہے اس میں نفل نماز کی ہی ممانعت مراد ہے یہ تصریح نہیں ہے کہ نفل و فرض کوئی نماز نہیں ہو سکتی (۲) محمد  
 کفایت اللہ کان اللہ لہ

### عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟

(سوال) مسجد کے باہر کوئی پچاس فٹ پر وعظ ہو رہا تھا اتنے میں نماز عشاء کے لئے اذان ہوئی جس کو  
 لوگوں نے غلطی سنایا اس کی مسجد میں اذان ہو آرتی ہے جس کی آواز عام طور سے دو ڈھائی سو گز کے فاصلے سے  
 سن پاتی ہے کیا بعد اذان وعظ یا کسی دنیوی اغراض کے لئے نماز میں تاخیر کی جا سکتی ہے؟  
 المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نسیم الدین صاحب (ضلع رنجپور) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء  
 (جواب ۴۳) اذان سننے کے بعد جماعت میں شرکت بہتر تھی لیکن اگر اہل جلسہ اسی مسجد کے نمازی نہ  
 تھے اور جلسہ بھی کسی صحیح شرعی غرض کے لئے تھا اور انہوں نے ختم جلسہ کے بعد کسی دوسری مسجد یا دوسری  
 جلسہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کر لیا تھا تو وقت مستحب تک نماز کی تاخیر کا مضائقہ نہ تھا۔ فقط  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) کتاب الصلوٰۃ: ۳۵۹/۱ ط سعید کمپی

(۲) عن ابن عباس قال: "شهد عدی رجال مرضیوں وأرضاهم عدی عمر أن السی لا یفتی عن الصلاة بعد الصبح حتی  
 یشرق الشمس وبعد العصر حتی یغرب، وب الصلاة بعد الفجر حتی یرتفع الشمس" ۸۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی  
 (۳) ویستحب رکعتی عشاء لی یصل لیس، عالمگیریہ الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات ۵۲۱ ما حدیہ کوفہ

شفق ایض غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے

(سوال) آپ تعظیم الامام میں شفق ایض کے غائب ہو جانے سے مغرب کا اخیر وقت بتلاتے ہیں حالانکہ شامی وغیرہ کتابوں میں شفق احمر کے غائب ہو جانے سے اخیر وقت بتاتے ہیں (مذاہب مفتی بہ) اس میں محقق قول کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے (ضلع میمن سگھ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۴) شفق ایض غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا احوط ہے اس اکتیاد کے پیش نظریہ قول اختیار کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل کا حکم

(سوال) فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے پڑھنے کے بعد دوسری کوئی نماز پڑھنی کیوں ممنوع ہے؟ المستفتی ۵۲۲ اخواجہ عبدالحمید شاہ صاحب (بنگال) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵) فجر کے بعد صبح آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نفل نماز مکروہ ہے فرض اور واجب نماز کی جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

طلوع فجر کے بعد سنت کے ساتھ نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) کیا صبح کی نماز سے پہلے نوافل نہیں پڑھے جاسکتے؟ المستفتی نمبر ۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جائیدھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۴۶) ہاں طلوع صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل نماز نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا

(سوال) عام رواج ہے کہ مقررہ وقت گزریوں سے لیا جاتا ہے گوئے میں نماز ظہر کا وقت تین بجے ہے اور عصر کا وقت سڑھے پانچ بجے ہے اور مغرب کا وقت آٹھ بجکر تیس منٹ کا ہے اور عشاء کا وقت ۹ بجکر ۳۵

(۱) وقت المغرب معہ اسی عیونہ شفق وهو الحمرة عند هما و يدقني و عداي حيفة الشفق هو البياض الذي يلي الحمرة وقول ابي حنيفة رحمه الله احوط لان الأصل في باب الصلوة ان لا يشئ فيها ركس ولا شرط إلا بعد فيه يقين (عالمگیریة الفصل الاول في اوقات الصلاة ۱/ ۵۱ ط واحدہ کوند)

(۲) وكره من رلوسه المحر بعد صلاة الفجر و صلاة العصر ولا يكره قضاء فاسه ولو ترأ الح الدر المحار كتاب الصلاة ۱/ ۳۷۴ ط سعيد کمپی)

و كذا الحكم من كراهة نفل و رحت لغيره لا فرض و واجب بعينه بعد طلوع فجر سوى سنه لشعل

(۳) الوقت لا يقدس الح بدر المحار كتاب الصلاة ۱/ ۳۷۵ ط سعيد کمپی)

منٹ اور مسجد میں گھڑی موجود ہے اگر مولوی صاحب سے کہا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور پیش امام سے کہنے والا کافر۔ جب ان سے سوال کیا گیا تو کہتے ہیں کہ ہم آل رسول ہیں ابو طالب کے پوتے ہیں ایسوں کو کوئی حق نہیں ہے جو آل رسول ﷺ سے یا پیش امام سے کہے کہ نماز پڑھائیے جس وقت امام کی خوشی ہو نماز ادا کر سکتا ہے اگر ان سے گھڑی دیکھ کر کہا جائے کہ مولانا صاحب نماز کا وقت ہو گیا ہے تو ان الفاظ کو بے ادبی سمجھتے ہیں اور مثلاً نماز کا وقت ۳ بجے مقرر ہے پچاس ساٹھ آدمی نماز کے واسطے بیٹھے ہیں یکے بعد دیگرے آدمی آتے ہیں اور سنت ادا کرتے ہیں تو ان کی سنت کی وجہ سے فرض نماز ادا نہیں کر سکتے یا ان کے واسطے ٹھہرنا چاہیے اور مولانا صاحب کو ۲۲ روپے ماہوار تنخواہ صرف نماز ادا کرنے کی ملتی ہے تو تنخواہ مقرر کرنے کے نماز پڑھانی جائز ہے کہ نہیں اس مسجد میں نماز پڑھنے والے ملازمت پیشہ آتے ہیں ان کو وقت کی بڑی پابندی ہوتی ہے اور مولانا صاحب کا یہ فرمان ہے کہ جس کی تم ملازمت کرتے ہو اوروہ تم کو نماز کی چھٹی نہ دے تو نوکری کرنی حرام ہے نماز کی چھٹی ملتی ہے مگر وقت کی پابندی نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۱ ایس ایم یوسف علی۔ کوئٹہ بلوچستان

۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۷) امام کا یہ کہنا کہ ”وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور امام سے یہ کہنے والا کہ وقت ہو گیا کافر ہے اور امام کو حق ہے کہ جب چاہے نماز پڑھاوے اور اس سے نماز پڑھانے کو کہنا تو بین ہے“ یہ سب باتیں غلط ہیں امام کو چاہیے کہ نمازیوں کی آسانی کا لحاظ کرتے ہوئے وقت مقرر کرے اور مقررہ وقت پر نماز پڑھاوے ورنہ خود گناہ گار ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں

(سوال) ہماری مسجد کے امام عرصہ چھ برس سے رمضان المبارک میں ایک مہینہ تک صبح کی نماز اس وقت پڑھاتے ہیں کہ جب سحری کے آخری گولے چھوٹ جاتے ہیں تو فوراً اذان دلاتے ہیں اذان کے دس منٹ کے بعد فوراً نماز پڑھانے کھڑے ہو جاتے ہیں اکثر مقتدیوں نے دریافت کیا تو یہ حدیث انہوں نے سنائی کہ (والفجر حین حرم الطعام والشراب علی الصائم) حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھائی جبریل نے مجھے صبح کی اس وقت جب کہ حرام ہوا کھانا پینا روزہ دار پر (رواہ ابو داؤد وغیرہ) اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے لہذا گزارش ہے کہ یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں یہ بھی واضح رہے کہ اس نماز میں کم از کم دو سو آدمی جمع ہو جاتے ہیں تمام مقتدی امام صاحب کے موافق ہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۹۷۹ محمد نذیر اہل کنواں دہلی۔ ۲۶ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸) جبریل کی نماز اوقات کی ابتدا اور اختتام معین کرنے کی نیت سے تھی پس اس حدیث کا

مطلب یہ ہے کہ نماز فجر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے کہ صائم پر کھانا پینا حرام ہو جائے یعنی صبح صادق طلوع ہو جائے حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان شریف میں صبح کی نماز باقی سال کی صبح کی نماز سے کچھ مختلف ہے یہ نماز اگر صبح صادق ہونے کے بعد ہوتی ہے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک میں مصدقہ جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کا اللہ لاؤ اہلی

### نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے

(سوال) نماز جمعہ کا صحیح وقت از روئے حدیث و قرآن کیا ہے اور مذہب حنفیہ میں کس وقت نماز جمعہ جائز ہے؟ کیونکہ یہاں کے مفتی صاحبان کہتے ہیں کہ دوپہر کے وقت بعد زوال سایہ کو دس قدم و آٹھ قدم و ساڑھے چھ قدم ماپو۔ حدیث قرآن میں اس کی کچھ اصلیت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۷۵ عبد القدوس صاحب اسلام آباد (شمیر) ۱۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۹ء  
(جواب ۴۹) آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز زوال کے بعد متصل پڑھتے تھے یعنی زیادہ تاخیر نہیں فرماتے تھے سردی کے موسم میں زوال کے بعد متصل نماز پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اور گرمی کے موسم میں زوال کے بعد ایک گھنٹہ یا دیر گھنٹہ کی تاخیر کرنے کا مضائقہ نہیں مگر پونے چار بجے جمعہ کی نماز پڑھنا کسی طرح حلیت نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کا اللہ لاؤ اہلی

### جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟

(سوال) فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے مستحب وقت میں جنازہ آئے تو پہلے نماز کو نہی گزارنی چاہیے۔

المستفتی نمبر ۲۳۸۳ محمد یوسف صاحب (ناسک) ۲۵ صفر ۱۳۵۸ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء  
(جواب ۵۰) مغرب کی نماز کا تو ہمیشہ یہی حکم ہے کہ پہلے مغرب کی نماز ادا کی جائے پھر جنازہ کی نماز پڑھی جائے باقی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر وقت فرض کے لئے تنگ ہو یا روزانہ جماعت کا مقررہ وقت ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں بھی پہلے فرض نماز ادا کی جائے پھر جنازہ کی نماز کیونکہ فرض کی جماعت میں بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں جو ضرورت مند اور کاروباری لوگ ہیں اور ان کی جنازہ میں شرکت لازمی نہیں جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی جنازہ سے پہلے اس غرض سے ادا کی جاتی ہیں کہ اس

(۱) عن قتادة عن أسد بن زيد بن ثابت حدثنا بهم تسحر و مع السی طے ثم أقاموا إلى الصلوة فقلت "کم بیہم" قال "قدر حمیس او منی" یعنی آیت (بحاری باب وقت الفجر ۸۱/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) و وقت الفجر من طلوع الفجر الثانی وهو الیاض المشر المستطیل لا المستطیل إلى قبیل طلوع ذکاء الح (الدور المحتار کتاب الصلوة ۱/۳۵۹ ط معید کمپی)

(۲) و جمعة کظہر اصلاً و استحباباً فی رمدس لا یبھا حلقہ الح (درمختار) و فی الشامیة "أی فی الشتاء والصیف الح (کتاب الصلوة ۱/۳۲۷ ط سعید کمپی)



میں ایک جماعت عظیمہ شریک ہوتی ہے اور جنازے کی تقدیم کی صورت میں منتشر جماعت کا خوف ہے ہاں فجر اور ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں کی جماعت کے روزانہ مقررہ وقت سے پہلے جنازہ آجائے تو جنازے کی نماز پڑھ لی جائے اس کے بعد مقررہ وقت پر جماعت فرض ادا کی جائے اس صورت میں یہ ذم نہیں کہ فرض نماز ضرور پڑھ جائے کیونکہ وقت میں گنجائش ہے اور روزانہ مقررہ وقت سے پہلے فرض پڑھ لینے میں تقویت یا تسکین جماعت زمامتی ہے یا جنازے کی بدادجہ تاخیر کرنی پڑے گی اور یہ سب مکروہ ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟

(سوال) اگر چھن کر پندرہ منٹ پر مغرب کی نماز ہوتی ہے تو مغرب کی نماز کب تک پڑھ سکتے ہیں اور عشاء کی نماز کا وقت کس وقت سے شروع ہوگا؟ بیوا تو جروا

المستفتی نمبر ۲۸۰۸ نعمت اللہ یار کپور۔ ۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۱) مغرب کا وقت غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ بیس منٹ سے ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک مختلف موسموں کے لحاظ سے رہتا ہے یک گھنٹہ بیس منٹ سے کم نہیں ہے اور ایک گھنٹہ پینتیس منٹ سے زیادہ نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### طلوع آفتاب زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں۔ جواب دیگر

(سوال) طلوع آفتاب و نصف النہر و غروب آفتاب ان تینوں وقتوں میں نماز تہجد تلاوت و نماز جنازہ کیوں ممنوع ہے؟ المستفتی نمبر ۲۷۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دہلویہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲) یہ تینوں وقتوں کی عبادت اور پوجا کے ہیں اور ان میں شیطان خوش ہوتا ہے کہ کوئی بتوں کی عبادت کرے اور خدا کی عبادت کرنے والوں کی حالت بھی مشتبہ ہو سکتی ہے اس لئے ان اوقات میں

(۱) و تقدم صلاتها على صلاة الحرة اذا اجتماعا لانه واجب عينا والحاجة كفاية و تقدم صلاة الحرة على لحظته و على سبب المغرب وغيره لانه لکن في آخر حکم دین الاسباب یعنی تقدیم الحرة و الكسوف حتى على الفرض مالم يطق وقته الح درمحر وفي التسمية و هو حتم عید و کسوف و حرة یعنی تقدیم الحرة و کذا و اجمعت مع فرض و جمعة و لم تحف حرو و وقته الح باب العیدین ۲ ۱۶۷ ط سعید کمپی

(۲) و وقت المغرب منه إلى عیونة سلف و هو لحرة عدهما و به یفتی (عالمگیریة الفصل الاول فی الاوقات ۵۱/۱ ط محدیہ کونہ)

(و وقت المغرب منه إلى غروب الشفق وهو الحمره ..... (الدر المختار کتاب الصلاة ۳۶۱/۱ ط سعید) (عموماً یہ وقت ایک گھنٹہ سے زائد ہوتا ہے)

نماز پڑھتے رہا دیکھا جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہوری  
(جواب دیگر ۵۳) فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز اس وقت نہ پڑھی جائے۔ آفتاب نکلنے کے بعد جب اونچا  
ہو جائے تو پڑھے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہوری

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلد ہی پڑھنا جائز ہے  
(سوال) زید کہتا ہے کہ چونکہ صبح صادق پانچ بج کر ۴۵ منٹ پر ہو رہی ہے اس لئے نماز فجر چھپنے کے بعد  
توئی چاہیے مگر کتاب کہ صحابہ نے اندھیرے میں نماز فجر ادا کی ہے اگر ہم کسی صحابی کی اقتدا کر لیں اور  
رمضان المبارک میں دو گوں کی سستی کی وجہ سے ذرا پہلے کھڑے ہو جائیں تو کیا حرج ہے؟  
المستفتی خادم العلماء محمد سلطان میری

(جواب ۵۴) بعض احادیث سے رمضان المبارک میں فجر کی نماز ہمیشہ کے معمول سے کسی قدر پہلے پڑھنا  
منہوم ہوتا ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے کہ رمضان المبارک میں نماز فجر ذرا جلدی پڑھ لی جائے۔ لیکن  
طلوع صبح صادق سے پہلے نماز جائز نہیں صبح صادق پونے چھ بجے کے بھی کچھ بعد (آج کل یعنی دسمبر کے  
دوسرے عشرے میں) ہوتی ہے اس لئے نماز چھ بجے شروع کر دی جائے تو مضائقہ نہیں اس سے پہلے  
نہیں ہونی چاہیے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہوری

### وقت عصر کے بارے میں چند سوالات

(سوال) (۱) غنئی مذہب میں ایک مثال پر عصر کا وقت ہوتا ہے یا نہیں؟ (۲) امام اعظم سے جیسے وہ مثال کی  
روایت ہے یہ نکتہ ایک مثال کی بھی روایت ہے یا نہیں؟ (۳) امام اعظم کا رجوع صاحبین کے قول کی

۱۔ وكره نحرهما و كل لا يحور مكروه (صلوة) مصنف مع مشروق واستواء و غروب (درمحرار) و هي  
الشمس لكن الصحيح الذي عنه المحققون لا يحصران في ذلك الحرة بقوله بل في الأداء فيه من التثنية بعده  
الشمس الخ (كتاب الصلاة ۱/ ۳۷۳ ط سعيد كمبني)

و هي 'المقدمة' سمعنا عن لا يحور فيها يمكنه ولا صلاة الحارة ولا سعة الملاوة الخ حتى ترتفع  
و عند الا بصر الى ان تروى و عند احمرارها الى ان يصب الخ (عالمگیریة الفصل الثاني) في بيان فصبه  
الافاق ۱/ ۵۲ ط ماحديه كونه

(۲) یہ سب محال ہے کہیں کہیں کہ فجر کی نماز کے بعد تو قیام رہا جب میری پڑھ کر رہا ہے تو الغرض اور واجب اعمیہ پڑھنا  
مستحب ہے۔

و كره نقل و كل مكان واحد لا بعد من نحره بعد صلاة فجر و عصر الخ (السير مع شرحه كتاب الصلاة ط  
سعيد)

۳۔ عن فاده عن ابن زيد بن سب حده انهم سحرنا مع النبي ﷺ ثم قاموا الى الصلاة قلت "كم يهيم  
في قدر حميم او سبب معنى في سحرى سب وقت السحر ۱/ ۸۲ ط قدیمی کتب حادہ) قال الشعراني في  
السير و في رواية لاحمدان لا اعتبار بحال المصنف فان شق عليهم العيس كان الاسفار الفصل وان احتملوا  
كان لعيس اصلي (فتح الميهم كتاب الصلوة ۲/ ۲۹۲ ط اداره القرآن کراچی)

طرف ثابت ہے یا نہیں؟ (۴) فتویٰ دو مثل کی روایت پر ہے یا صاحبین کے قول پر جو کہ امام صاحب سے دوسری روایت ایک مثل کی ہے موافق قول صاحبین کے (۵) جو شخص ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھے تو اس کو اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۶) جو شخص عصر کی نماز ایک مثل پر پڑھے اس کو غیر مقدمہ کہنا اور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی جائز ہے یا نہیں؟

۲۲ محرم ۱۳۳۹ھ

(جواب ۵۵) (۱) حنفی مذہب میں خود امام ابو حنیفہ سے دو مثل کے بعد عصر کا وقت ہونے کی روایت اشہر الروایات ہے اور متون میں اسی روایت کو اختیار کیا گیا ہے، اور صاحبین سے ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہونا منقول ہے، (۲) امام صاحب سے یہ روایت میں ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہو جانا بھی مروی ہے جیسا کہ صاحب در مختار نے ذکر کیا ہے، (۳) امام صاحب سے بعض نے رجوع بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا، (۴) بہت سے فقہاء نے ایک مثل کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور یہ تینوں مثل والے قول کو ترجیح دیتے ہیں جیسے صاحب بحر اراکین بہر حال اس میں ترجیح اور فتویٰ دونوں جانب موجود ہے (۵) احتیاط یہ ہے کہ عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اور احتیاطاً اسی عصر کا جو دو مثل سے پہلے پڑھی گئی اعادہ کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں، (۶) ایسے شخص کو غیر مقدمہ منایا یہ کہ تیری نماز صحیح نہیں ہوئی درست نہیں جب کہ خود حنفیہ میں سے صاحبین کا یہ مذہب ہے اور فقہائے حنفیہ میں سے ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے اور مفتی بہ تدریسی ہے اسی طرح دو مثل کے بعد عصر پڑھنے والے کو یہ کہنا کہ یہ شخص قول مردود پر عمل کرتا ہے یا اس کا یہ عمل خطا ہے درست نہیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے  
(المجمعیۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۴۲ء)

(سوال) امام مسجد اور مصیوں نے باتفاق رائے اوقات نماز باجماعت مقرر کئے زید نے ایک روز جھٹکا کیا اور امام سے کہا کہ تم وقت مقرر کرنے والے ہونے ہو اس کی ضرورت کیا ہے ہم جس وقت چاہیں اس وقت تمہیں نماز پڑھانی ہوگی، رنہ یہاں مار پیٹ ہوگی اور گردن پکڑ کر تمہیں مصیے پر کھڑا کروں گا اور نقشہ

۱. قوله ای سوغ الصل منیہ ہد ظہر الرویہ عن الامام وهو الصحيح (رد المحتار کتاب الصلوة ۱/۳۵۹ ط سعید کمپی)

۲. روف الظہر من رواہ الی سوغ الصل منیہ و عہ منہ وهو قولہما ورفر والائمة الثلاثة الح (رد المحتار کتاب الصلوة ۱/۳۵۹ ط سعید کمپی)

(۳) قوله والیہ رجوع الامام ای الی قولہما الی هو رواۃ عہ اصلاً و صرح فی المجمع بان علیہا القوی الح (رد المحتار کتاب الصلوة ۱/۳۶۹ ط سعید کمپی)

(۴) والأحسن ما فی السراج عن شیخ الاسلام ان الاحتیاط ان لا یوحر الطہر الی المثل ولا یصلی العصر حتی یدع المنہن لیکون مودباً للصلاتین فی رفہما دلا جماع الح رد المحتار کتاب الصلوة ۱/۳۵۹ ط سعید کمپی)

اوقات کو پھاڑ کر پھینک دوں گا۔ وغیرہ

(جواب ۵۶) ب شک زید نے امام اور جماعت کی توہین کی ہے نماز و جماعت کا وقت مقرر کرنا آسانی اور کثرت جماعت کے خیال سے جائز اور اکثر بلاد اسلامیہ میں معمول و متعارف ہے اس پر اعتراض کرنا ناواقفیت ہے زید کو توبہ کرنا اور امام سے معافی مانگنا لازم ہے اور جب اکثر جماعت تعیین وقت سے راضی ہے تو صرف ایک یا دو شخصوں کی ناراضی قبل امتنا نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا لہ

دو نمازوں کو اکٹھے ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں

(المجمعیۃ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) اگر کوئی شخصین کی احادیث جمع بین الصلوٰتین کو جمع صوری پر محمول کرنے کو تاویل محض سمجھ کر معافی پر محمول سمجھتا ہو اسیان اس پر عمل کرے تو اس کا یہ فعل موافق سنت کے سمجھا جائے گا یا نہیں؟  
(جواب ۵۷) نفی کو جمع بین الصلوٰتین حقیقتہً کرنی جائز نہیں البتہ کہ کسی شدید ضرورت کے موقع پر امام شافعی کے مسئلے پر عمل کرے تو معذور ہو گا (۲) محمد کفایت اللہ کا لہ

اذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟

(المجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۰ء)

(سوال) اذان کے بعد کتنی دیر مقتدیوں کا انتظار کرنا چاہیے؟  
(جواب ۵۸) کم از کم پندرہ منٹ کا وقفہ اذان و اقامت کے درمیان ہونا چاہیے۔ مگر مغرب میں نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کا لہ

نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضا کی جاسکتی ہے

(سوال) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھے تو کیا نیت کرے؟

المسنفتی نمبر ۴۹۶ محمد انور (ضلع جالندھر) ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۳۰ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۹) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز قضا ہوتی ہے قضا کی نیت کرے (۴) محمد کفایت اللہ کا لہ

(۱) قول فی السویر و شرحہ و بعد من سبھا بقدر ما يحصر الملا رمون مراعیاً لوقت الداء "الح (باب الأذان) ۳۸۹ ط سعید کمبی) و فی الہدایۃ و یعنی ان یؤدوا فی أول الوقت و یقیم فی وسطه حتی ینزع الموصی من وصونه المصلی من صلاته و المحتصر من قضاء حاجة (باب الأذان ۵۷ ط ماحدیہ)  
(۲) ولا جمع بین فرص فی وقت بعد سمر و مطر خلافاً لشافعی الح ولا بأس بالقلید عند الضرورة الح  
(۳) بدر المحتار کتاب الصلوة ۳۸۹ ط سعید (۴) قول فی السویر و شرحہ "و یجلس سبھا بقدر ما يحصر الملا رمون مراعیاً لوقت الداء لا فی السمر (باب الأذان ۳۸۹ ط سعید) (۵) فی السویر ولا بد من التعین عند البیة لفرص ولو قضاء (باب شروط الصلاة ۱/ ۹۸ ط سعید)

غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟

(سوال) غروب آفتاب کے بعد کتنی دیر تک شفق باقی رہتی ہے یعنی کب تک عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے؟

(جواب ۶۰) یہ وقفہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا ماہِ سہماہ یعنی تھوڑے تھوڑے دن میں اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے مگر یہ وقفہ ایک گھنٹہ از تیس منٹ سے کبھی زائد نہیں ہوتا اور ایک گھنٹہ اکیس منٹ سے کبھی کم نہیں ہوتا جون کے مینے میں وہ سب سے زائد یعنی ایک گھنٹہ از تیس منٹ منٹ کا ہوتا ہے اور کتبہ میں سب سے کم یعنی ایک گھنٹہ اکیس منٹ کا ہوتا ہے، محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ۔

## تیسرے باب

امامت و جماعت

فصل اول امامت

## نابالغ کی امامت کا حکم

(سوال) امامت نابالغ کی باغین کے واسطے تراویح میں از روئے مذہب حنفیہ جائز ہے یا نہیں؟ مقدم کتب معتبرہ حنفیہ متون و شروحات و فتاویٰ اس پر ہیں کہ امامت مسطورہ جائز نہیں ہے جیسا کہ ہدایہ کفایہ عنایہ بیہ بی شری ذرا مختار یعنی نامیہ بی تقاضی خاں مستخلص بحر الرائق وغیرہ سب کے سب لکھتے ہیں کہ جائز نہیں ہیں۔ غرض روایات صحیحہ کا نام از روایت المستفتی مولوی احمد الدین شاہ پوری گنجالی

(جواب ۶۱) بیضک صحیح اور معتبر ہیں کہ نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں اور یہ فقہ متعدد بار اسی روایت صحیحہ پر فتویٰ دے چکا ہے۔ واللہ اعلم۔ کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا

## (۱) کشتی دیکھنے والے کی امامت

## (۲) حنفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلدوں کی امامت کا حکم

(سوال) پیموانوں کی کشتی اور بڈی دیکھنا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ ان چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں اور حدیث

(۱) ووقف المغرب منه الى غروب الشمس وهو الحمرة عند هسار وده بلسی و عند اسی حنفیہ الشفق هو الساس الدی بلی الحمرة و قول اسی حنفیہ رحمہ اللہ احوط لان الاصل فی باب الصلاة ان لا یثبت فیہ رکب ولا شرط الا بما فیہ یثبت کدائی الہدیۃ اعالمگیریہ لفصل الاول فی اوقات الصلاة ۱ ۵۱ ط ماحدہ کونہ) یہ طریقہ ہے وقت ایک گھنٹہ منٹ رہتا ہے۔

(۲) قال فی التویر و شرحہ ' ولا یصح اقداء رجل سمرہ و حنفی و صبی مطلقا ولو حصاره و نقل علی الاصح ' الخ و فی الشامیۃ ' والمحرر انہ لا یجوز فی الصلاة کذب الخ باب الامامة ۱ ۵۶۰ ط سعد کسبی

پیش کرتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرات علیؑ کو زندہ اور مردہ کی رائے دیکھنے سے منع فرمایا عمر کتے ہے کہ یہ تمام باتیں جائز ہیں اور کبڈی و کشتی وغیرہ کی تعریف بھی کرتا ہے اب ایک صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ہوتی ہے تو کیسے ہوتی ہے اور عمر کا کیا جواب ہے؟

(۲) جو غیر مقلدین ڈھیلے استنباط نہیں کرتے اور پھر رکعت تراویح جو صحابہ کی سنت ہے اسے بدعت کہتے ہیں اور احناف کو کافر و مشرک بتاتے ہیں ان کا یہ حکم ہے اور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے؟

(جواب ۶۲) کشتی ایسی طرح دیکھنا کہ ستر کھلے جائز ہے اور عمر جو اسے جائز کہتا ہے غلطی پر ہے اور اگر وہ باوجود ستر کھلنے کے اسے جائز کہنے پر اصرار کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔

(۲) جو غیر مقلدین کہ خفیوں کو مشرک اور کافر کہیں صحابہ کو بدعتی بتائیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۲) کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا۔

مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

(سوال) کسی مسجد میں امام مقرر کرنے کا شرعاً کسے اختیار ہے؟

(جواب ۶۳) اگر مسجد کا بانی معصوم ہو اور موجود ہو تو امام اور مؤذن اور متولی مقرر کرنے اور مرمت وغیرہ کرانے کا اختیار خود بانی کو ہے۔ رجل یس مسجداً لله تعالیٰ فهو احق الناس بمرونته و عمارته و بسط البواری و الحصر و القادیل و الاذان و الاقامة و الامامة ان کان اهلاً لذلك فان لم یکن فالرأی فی ذلك الیہ (قاضی) ص ۶۵ ن ۱۳۱ بامش السنہ و بذاتی فتاویٰ د. السنہ ص ۷۱ ن ۱) و كذلك لو فارعه اهل السکة فی نصب الامام و المؤذن کان ذلك الیہ (فیباوی قاضی خان) ص ۳۲۸ ح ۳ علی بامش السنہ) لیکن اگر بانی معصوم ہو موجود نہ ہو تو اس نے اگر کسی کو متولی بنا کر اختیار نہ دے تو وہ اسے اپنے ہوں والے نصب امام، غیرہ کا اختیار ہو گا اور اگر بانی نے کسی کو متولی مقرر نہ کیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی یعنی عام اسلام و شریعت کے مناسب سمجھے متولی مقرر کرے۔ و مع هذا لا یکون لاهل

(۱) و یحور ال بضر الرجل الی الرجل الا الی عورته و عورتہ ما بین سرتہ حتی تحاور و کسہ (عالمگیریۃ) کتاب الکراہیۃ الفصل الثامن فیما یحل للرجل النظر الیہ و ما لا یحل ۳۲۷/۵ ط ماجدیہ

(۲) و بکروہ امامۃ عند و اعراضی و فسی الح السور و شرحه و فی الشامیہ اما الدسقی فقد عدوا کرہۃ بعدہ و لا یسمی لامر دہ و ان فی ہندسہ لا امامہ بعدہ و عند و حب عینہ امامۃ سوریہ من مشی فی شرح لمبہ علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم (باب الامامۃ ۱/ ۵۶۰ ط سعید)

(۳) ایضاً

(۴) (فصل فی المسجد ۱/ ۶۷ ط ماجدیہ کونہ)

(۵) (فصل کرہ غلق المسجد ۱/ ۱۹۰ ط ماجدیہ کونہ)

(۶) (باب الرجل یجعل دارہ مسجداً ۳/ ۲۹۷ ممکنہ ماجدیہ)

مسجد نہ سب الفیم والمتولی بدون استطلاع رأى القاضی (قاضی خان) مصلی ہاشم الہندیہ ج ۳ ص ۳۲۸) لیکن جس جگہ حاکم اسلام نہ ہو تو پھر اہل مسجد قائم مقام قاضی کے ہیں وہ متولی مقرر کر سکتے ہیں اسی طرح نصب امام ومؤذن کا اختیار رکھتے ہیں۔ اہل مسجد با عواغلة المسجد او نقص المسجد ان فعلوا ذلك بامر القاضی جازوا ان فعلوا بغير امره لا يحوز الا ان يكون في موضع لم يكن هناك قاض انتهي محتصر (قاضی خان ص ۳۲۲ ج ۳ ہندیہ) (۲) لیکن بانی متولی یا اہل مسجد کا اختیار اسی وقت رائج ہوگا کہ کسی شخص مستحق امامت کو امام مقرر کریں ورنہ اگر بانی یا متولی کسی غیر مستحق کو امام بنانا چاہے اور بل مسجد کسی انقی شخص کو تو اہل مسجد کا حق رائج ہوگا۔ الا اذا عين المباني لذلك رجلا و عين اهل السكة رجلا اخر اصح ممن عينه الثاني فحينئذ لا يكون المباني اولى (قاضی حال ص ۳۳۸ ج ۳ ہندیہ) ۲ اما اذا كان المباني موجودا فصب الامام اليه وهو مختار الا سكاف رحمه الله قال ابو الليث و نه نأخذ الا ان يصب شخصاً والقوم يريدون من هو اصح منه (عنیہ مصلی ہاشم فتح قدیر جلد ۸ ص ۳۳۹ طبع مصر) اور اگر اہل مسجد کسی امام کے مقرر کرنے میں دو فریق ہو جائیں تو جس فریق کا تجویز کردہ امام زیدہ، حق ہو وہ رائج ہوگا اور دونوں فریق کے امام لائق ہوں تو بڑے فریق کا امام رائج ہوگا۔ رجلا في الفقة والصلاح سواء الا ان احدهما اقرا فقدم اهل المسجد غير الا قرا فقد اساء واوان احتار بعضهم الا قراء واختار بعضهم غيره فالعبرة للاكثر. كذا في السراج الوهاج. (فتویٰ عالمگیری ص ۸۸ ج ۱) ۳ و نہ تعاد علم كتبه الواه محمد المدعو بحفایة الله عفا عنه مواء

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

غیر عذر شرعی کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں

(سوال) ایک قریہ میں جس میں تقریباً گھڑ گھوڑوں کے ان کا ایک امام ۸۷ سال سے نماز پڑھایا کرتا تھا اب اس سے دو گوں کا اختلاف پڑ گیا ہے اور اس قریہ کے آدھے بلکہ زیادہ لوگوں نے دوسرا پیش امام مقرر کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو پیش امام نہیں رکھا تھا بلکہ ویسے ہی نماز پڑھاتا تھا آیا اس پیش امام ثانی کے لئے کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں اور مسجد مذکور میں دو جماعتیں ہوتی ہیں یہ جماعتیں جائز ہیں یا نہیں؟

(جواب ۶۴) صورت مسئلہ میں اگر کوئی وجہ کر بہت شرعی موجود ہو جب تو لوگوں کو اختیار ہے بلکہ مناسب بھی ہے کہ اس کو علیحدہ کر کے دوسرا امام مقرر کریں اور اگر اختلاف کا باعث صرف نفسانیت ہے

(۱) (ایضاً) گذشتہ صفحہ حاشیہ آخری

(۲) (فصل فی وقف المقول ۳، ۳۹۲ ط ماحدہ)

(۳) (باب الرجل يجعل داره مسجداً ۳، ۲۹۷)

(۴) (المفصل الثاني فی بیان من هو احق بالامامة ۱، ۸۴ ط ماحدہ)



تو دوسرے لوگوں کو ایسا کرنا جائز ہے رحل ام قوما وهم له کارهون ان كانت الکراهة لفساد فيه  
اولا نهم احق بالا مامة يكره له ذلك وان كان هو احق بالا مامة لا يكره. هكذا في المحيط  
(ہندیہ ص ۹۱ ج ۱) اور ایک مسجد میں دو جماعتیں کرنا بہت برا ہے دوسری جماعت کرنے والے گناہ گار  
ہوں گے مگر یہ کہ پہلی جماعت کا امام ظالم اور مقتدی ناحق پر ہوں قوم جلوس فی المسجد الداخل وقوم  
فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اهل الخارج فامهم وقام امام من اهل الداخل  
فمهم من يسبق بالشروع فهو والمقندون به لا كراهة في حقهم كذا في الحلاصة (ہندیہ ص  
۸۸ ج ۱) (۲)

### غلط حوال کی امامت

(سوال) ایک شخص امامت کرتا ہے اور کلام پاک کو غلط پڑھتا ہے یعنی بجائے قف اور بڑے شین کے  
تھوٹا کاف اور تھوٹا سین پڑھتا ہے مثلاً اس آیت کریمہ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً کو ان یبعثک ربک  
مکاماً محموداً اور دیگر حروف کو بھی مثلاً ز کے بجائے ج وغیرہ لواتا ہے اور ایسی غلطیاں کرتا ہے کہ  
ایک ادنیٰ درجہ کا قرآن خواں بھی تمیز کر لیتا ہے اور امام مذکور کے بعض مقتدی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ اعلم  
بالسنۃ اور قرآن پاک کو اچھی طرح ادا کرنے والے تو ایسی صورت میں سب کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اس امام  
کو امی کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور انی اصطلاح فقہاء میں کس کو کہتے ہیں؟ بینوا تو جروا

(جواب ۶۵) صورت مسئلہ میں جو شخص امامت کرتا ہے اگر وہ قف کو اپنے مخرج سے ادا کرنے پر قادر  
ہی نہیں ہے تو اس کی امامت جائز نہیں اگر وہ امامت کرے گا تو نہ خود اس کی نماز ہوگی نہ مقتدین کی۔ ولا  
یحوز امامة الا لتغ الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الا لمثله اذا لم یکن فی القوم من  
یقدر علی التکلم بتلك الحروف فاما اذا کان فی القوم من یقدر علی التکلم بها فسدت صلواته  
وصلوة القوم (انہی۔ ہندیہ ص ۹۰ ج ۱)۔ ایسے شخص کی امامت صرف اس صورت میں جائز ہے کہ اس  
کے تمام مقتدی بھی اسی جیسے ہوں لیکن سوال میں مذکور ہے کہ اس کے پیچھے قاری بھی نماز پڑھتے ہیں اور اس  
حالت میں تمام جماعت کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر وہ ایسا شخص ہے کہ مثلاً قف کو اپنے مخرج سے لواتا رہا  
چاہے تو کر سکتا ہے لیکن وقت سے۔ تو اس صورت میں بھی اس کی اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی  
لیکن اگر وہ کسی طرح قف کو ادا نہیں کر سکتا تو اس کو ایسی آیت پڑھنی چاہیے جس میں یہ حرف نہ ہو اور اگر اس  
کو ایسی آیت نہ ملے یا یاد نہ ہو تو خود اس کی نماز ہو جائے گی لیکن امامت نہ کرے اور اگر اس کو ایسی آیت مل

(۱) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره ۸۷/۱ ط ماجدیہ)

(۲) (الفصل الثانی فی بیان من هو احق بالامامة ۸۴/۱ ط ماجدیہ)

(۳) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره ۸۶/۱ ط ماجدیہ)

جاء في قاف نہ ہو تو اس کی نماز و امامت جائز ہے اور اگر باوجود ایک آیت نہ ملنے کے اس نے ایک آیت  
بڑھ لی جس میں قاف تھا اور قاف کی جگہ کاف پڑھا تو اس کی نماز تنہا بھی نہ ہوگی۔ ومن لا يحسن بعض  
الحروف ينبغي ان يحهد ولا يعذر في ذلك فان كان لا ينطق لسانه في بعض الحروف ان لم  
يحد آية ليس فيها لك الحروف تحوز صلوته ولا يؤم غيره وان وجد آية ليس فيها فقرأ حارت  
صوته عند الكل وان قرأ الآية التي فيها تلك الحروف قال بعضهم لا تجوز صلوته . هكذا في  
فاوى فاصى حان وهو الصحيح كذا في المحيط (بندیہ ص ۸۳ ج ۱)

جسٹ بولنے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص مسجد میں تہذیب کریمہ میں جھوٹ بولے اور عدنیہ طمع نفس کے واسطے اہمیت کرے  
ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ پتہ اتوجروا

(جواب ۶۶) گناہ ان مواقع کے جہاں تو یہ جائز ہے جھوٹ بولنے کی حدت سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اسکے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے ۔ رہا طمع نفس سے مامت کرنا تو اُس سے مراد یہ ہے کہ امامت کی تنخواہ لیتا ہے اور تنخواہ لیں امامت کرتا ہے تو متاخرین حنفیہ کے فتویٰ کے مطابق امامت کی اجرت جائز ہے اور جب جائز ہے تو تنخواہ لینا اور تنخواہ لیں امامت کرنا بھی جائز ہے ۔ وہی روضۃ الزند و یستی کا شیخنا ابو محمد عبداللہ الحزازی یقول فی زماننا یحوز للامم والمؤذن والمعلم اخذ الاحرة انتہی (عربی شرح کمر) ۔ اور اگر طمع سے مراد یہ ہو اور ہے تو اسے بیان کیا جائے۔

## ضمائین کو ظالین پڑھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد ضامین و ہمیشہ غیہ مقتدین اور روافض کی طرح خالین پڑھتے جب بعض مقتدیوں نے اس بات سے منع کیا تو انہوں نے اس کے جوڑ کا فتویٰ میرے پاس موجود ہے اور میں نے قاریوں سے بھی خوب تحقیق کرایا ہے بند میں تو اسی طرح پڑھوں گا تم میرے پیچھے نماز پڑھوینا پڑھو اختیار ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۷) حرف ضد۔ خاور ال سے بالکل مبالغہ اور جداگانہ حرف ہے اس کو اپنے مخرج سے ادا کرنا چاہیے اور مخرج سے ادا کرنے کے قصد و ارادہ کے بعد اگر وہ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ مشابہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں لیکن اگر قصد ان ویہ ال پڑھے گا تو مبالغہ و فساد ہو جائے گی ضد اپنی صفات کے لحاظ سے خاک

(١) (الفصل الخامس في زلزلة القاري ٧٩٠ ط واحدیه)

(٢) ويكره امامة عبد و اعرابي و فاسق الخ ( الدر المختار باب الامامة ١/ ٥٦٠ ط سعيد كمپني )

(۳) (باب الأحادیث الفاسدة ۲/ ۱۵۴ ط إدارة القرآن - کراچی)

ساتھ زیادہ مشتبہ اصوات سے گریہ اسی وقت جب کہ اپنے مخرن سے ادا کیا جائے ورنہ یہ آواز بھی جس و  
وال کلمہ مجاہد ہے اسی شادی بخوبی ہوتی ورنہ وجہ امتیاز خاص خاص آواز سے بہتر ہے (۱۱)

### امامت کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) امامت کی اجرت یا تحیم قرآن و دیگر کتب دینیہ کی جرت لینا جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی شخص  
جرت لینا امامت میں یا جرت لینا قرآن شریف پڑھنے کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟  
(جواب ۶۸) امامت و تحیم قرآن کی جرت (بہر فتویٰ متاخرین حنفیہ) لینا جائز ہے۔ قال فی الہدایۃ و  
بعض مسائلہما رحمہم اللہ تعالیٰ استحسنوا الا استبحار علی تعلیم القرآن الیوم لظہور النواہی  
فی الامور الدینیۃ ففی الامتاع تصعب حفظ القرآن و عبیہ الفتویٰ راد فی محتصر الوقایۃ و من  
الاصلاح تعلیم الفقہ و راد فی متن المجمع الامامۃ و متلہ متن الملحق و درر البحار (رد المحتار  
مفتی)۔

### صرف ٹوپی پہن کر امامت کرانا جائز ہے

(سوال) امام کو ٹوپی سے نماز پڑھنا جائز ہے یا امامہ سے۔ اگر ٹوپی سے نماز پڑھنا جائز ہے تو وہ کون سی  
ہے؟ امامہ اور ٹوپی میں ثواب کس کے ساتھ نماز پڑھانے میں زیادہ ہے؟  
(جواب ۶۹) امامت امامہ اور ٹوپی دونوں سے جائز ہے اور کسی خاص قسم کی ٹوپی سے ضروری نہیں جس  
ٹوپی سے چاہے امامت کر سکتا ہے امامہ کے ساتھ ثواب زیادہ ہو گا لیکن ٹوپی میں کوئی کراہت نہیں ہے (۱۲)

### حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم

(سوال) ایک شخص جنابت میں نماز پڑھتا ہے آیا یہ شخص نون ہے اور بگوگوں کی نماز اس کے  
پیچھے ہوتی یا نہیں؟ بیوا تو جروا

۱، ۱۱۱ کلا لا یمکن الفصل بین لحرہین لا یستغنیہ کالطاء مع لصاد و الصاد مع السین و الطمع الیہ احلف  
بشئین و لا اکثرہم لا یصد صونہ ہکذا فی فادی داصی حال و کیر من المشیح افتواہ و لا یصدی الا  
ماہ بالاحسن و القاصی لامم ہو غاصہ ہ بعد فساد و ان حری علی لسانہ و کلا لا یعرف السیر لا یصد  
و ہو عبد الادیب و لیسجد ہکذا فی نوحہ للکروزی (علیگریہ سصل الخامس فی رلۃ القاری ۱ ۷۹ ط  
ماجدیہ)

۲، کتاب الاحراء مصنف بحرہم فی حدہ حوار ما مسجر علی التلاوہ و لنہیں ۵۵ ۶ ط سعید  
۳، وقد ذکرنا ان المسحب ان یضی فی فیض و رار و عمدۃ ولا یکرہ الا کشاء بالفلسوۃ ولا عرۃ لب اسیر  
بین العوام من کراہہ ذلک و کذا ما اسیر ان الموتہ ہو کلا معہا بعمامۃ و الامام مکنہ بالفلسوۃ یکرہ الخ (عمدۃ  
الرعاۃ علی هامش شرح الوقایۃ کتاب الصلوة ۱/ ۱۶۹ ط سعید کمپنی)

(جواب ۷۰) جو شخص حالت جنابت میں نماز پڑھائے وہ کافر ہے اور جن لوگوں نے ناواقفیت میں اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کو علم ہونے کے وقت نماز کا اعادہ لازم ہوگا لیکن اگر حالت جنابت میں نماز پڑھنا صرف اس کے قوس سے معوم ہوا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ وہ بیب کی اور رندی کی وجہ سے ایسا کہتا ہے تو اس کا قول غیر معتبر سمجھا جائے گا اور اس کا وہ صلوٰۃ کا حکم نہیں دیا جائے گا ہاں اگر یہ خیال ہو کہ یہ شخص تو رعنا اور خوف خدا کی وجہ سے یہ بات ظاہر کرتا ہے تو اس کا وہ نماز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

### امام کا ”در“ یا ”محراب“ کے اندر کھڑا ہونا

(سوال) محراب کا اطلاق از روئے شرع شریف آیا صرف اس پر ہوتا ہے جو منبر کے قریب دیوار میں کندہ ہوتا ہے یا باہر جو دروازے محراب نما ہوتے ہیں اس کو بھی محراب کہا جاسکتا ہے؟ محراب کی صحیح تعریف فرمائیے نیز باہر کے محراب نما دروازہ پر جو عوام کراہت صلوٰۃ کا حکم لگاتے ہیں صحیح ہے یا غلط جواب شرعی و مدلل تحریر فرمائیں لوگوں میں اس مسئلے میں اختلاف شدید ہو رہا ہے۔ فقط بیوا تو جروا؟

المفتی حافظ محمد شفیع اللہ کوچہ میر ہاشم دہلی

(جواب ۷۱) محراب اصل تو وہی ہے جو دیوار قبلہ میں ہوتی ہے لیکن اس کا حکم ان دروں پر بھی جو باہر کے دروازوں میں بصورت محراب بنائے جاتے ہیں بعض فقہانے مائد کیا ہے اس لئے احتیاط یہ ہے کہ امام ان دروں کے باہر کھڑا ہو تاکہ کسی قسم کا شبہ اور شک باقی نہ رہے لیکن اگر امام در میں بھی کھڑا ہو جائے تو لڑنے جھگڑنے کا موقع نہیں ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ لولی اور خلاف لولی کا اختلاف ہے اور لڑائی جھگڑا حرام ہے (۱) فقط۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

### خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے

(سوال) متولی و پیش امام صاحب سے اگر مسلمانوں کو کچھ شکایات پیدا ہو جائے اور وہ ان شکایات کو خاطر میں نہ لائیں اور مسلمانوں کے جذبات کی پٹھ پر وانہ کریں اور بایں وجہ مسلمان مسجد میں جانا چھوڑ دیں تو ایسی

(۱) اگر کا حکم اس وقت تک ہے جب تک کہ بدعتاً اتفاق ایسا کرے۔ قال فی الدوا المختار ”وبهذا ظهر أن تعدد الصلاة بلا طهر غير مكفر فليحفظ وقدم الحرف في التامه“ قوله وقدم في أي في أول كتاب الطهارة قدما هاء عن الحلية البحث في هذه العبد وان عليه الاكثار اما هي الاسحقف ”كتاب الطهارة ۱۵۱/۱ ط سجد کمپی) وفي العالمگیریہ رحل ام قوما شهرا ثم قل ”کتب محوسیا“ الح وکذا لوقال ”صلیت بکم المدة علی غیر وصوء وهو ماحی لا یقبل قوله وان لم یکن کذلک واستحسن ان قال علی وحده التورع وبلا حنیاط أعادوا اصلا لهم الح وکذا إذا حال ان الاسم کافر او محبون الح او محدث او حیا الح (الفصل الثانی فی بیان من یصلح اماما لغيره ۸۷/۱ ط ماحدیہ)  
(۲) او یکره قیام الامام وحده فی الطاق وهو المحراب ولا یكون سجوده فيه إذا كان قائما خارج المحراب هكذا فی السیرر واد اصاق المسجد من حلف الامام فلا بأس بان يقوم فی الطاق (عالمگیریہ) الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة وما لا یکره ۱۰۸/۱ ط ماحدیہ)

صورت میں نماز باجماعت نہ پڑھنے اور نماز جمعہ مسجد میں ادا نہ کرنے کا گناہ کس پر عائد ہوگا۔ اور ان حالات میں متولی و امام مسجد پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

(جواب ۷۲) ہاں متولی و پیش امام کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے کہ مسجد کے نمازیوں کی جماعت ان سے خوش رہے اور کوئی جائز شکایت پیدا نہ ہونے پائے اگر نمازیوں کو کوئی جائز شکایت ہو تو رفع کریں اور اگر وگ ان کی بے پروائی سے اس مسجد میں آنا چھوڑ دیں گے تو اس کا وبال ان پر ہوگا بشرطیکہ وجہ شکایت اتنی قوی ہو جو ترک مسجد و ترک جماعت کے لئے عذر ہو سکتی ہو لیکن اگر لوگوں کو خواہ مخواہ متولی یا امام سے شکایت ہو اور متولی یا امام کے اندر فی الحقیقت کوئی عیب یا وجہ شکایت موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں نہ متولی و امام ان کی دلجوئی کا مکلف ہے اور نہ ان کے مسجد چھوڑ دینے کا مواخذہ متولی یا امام سے ہو سکتا ہے (۱)

ڈاڑھی کٹوانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے

(سوال) ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں جو بالکل جاہل ہے اور نماز کی امامت کے واسطے جن مسائل اور جس قدر علم کی ضرورت ہے اس سے ناواقف ہے اور علاوہ اس جہالت کے فاسق معین ہے ڈاڑھی کٹواتا ہے حد شرعی تک نہیں بڑھنے دیتا اور بازاروں راستوں میں کھاتا پیتا ہے اور جھوٹ بہت دیتا ہے اور متولیان مسجد کے خانگی کاروبار میں عدموں کی طرح ایب ہر وقت مشغول رہتا ہے کہ نماز کی امامت کی بھی پروا نہیں کرتا اور دیگر مبتدعات میں مصروف رہتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵ عبدالرحیم میرٹھ۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۳) اگر واقعات مذکورہ سوال درست ہیں تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو علیحدہ کر کے دوسرا صالح متقی امام مقرر کرے ایسے شخص کو امام راتب مقرر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدد رہ امینیہ دہلی

تہ بند باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) اگر پیش امام تہ بند باندھے ہوئے نماز پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶ پیر محمد پان فروش (ساگر) ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۴) تہ بند باندھ کر نماز پڑھنا بلاشبہ جائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) ولو ام قوما وہم لہ کارہون ان الکراہۃ لشد فیہ ولا یہم احق بالامامۃ مہ کرہ لہ ذلک بحریماً وان ہو احق لا والکراہۃ علیہم الخ (الدر المختار باب الامامۃ ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۲) وبکرہ امامہ عبد و اعرابی و فسی الخ (در مختار) و فی الشامیہ " قوله فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامۃ الخ (باب الامامۃ ۱/۵۶۰ ط سعید کمپی) (۳) والمرجع سرعورہ الخ وہی للرحل ما تحت سترتہ ای ما تحت ركبہ الخ (الدر المختار باب سرورۃ الصلاۃ ۱/۴۰۴ ط سعید کمپی)

(۱) اس ناپین کے پیچھے نماز بلا رابت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو

(۲) حافظ ناپین کے پیچھے تراویح کا حکم

(۳) چونکہ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ ناپین کے پیچھے فرض نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) ناپین کے پیچھے تراویح جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر امام غیر چونکہ نماز پڑھا ہے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸ - پی محمد پان فروش (سائر) ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۵) (۱) حافظ ناپین کے پیچھے نماز جائز ہے جب کہ وہ محتاط ہو اور اس سے بہتر کوئی دوسرا شخص یہ

دوسرا حافظ موجود نہ ہو (۲) فرض نماز ہو یا تراویح سب جائز ہیں (۳) امام غیر چونکہ نماز پڑھا ہے تو

جائز ہے

منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں

(سوال) زید توحید و رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ

بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں

رہے گا بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی زید کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۲ - محمد ابراہیم خاں ضلع غازی پور - ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۶) جو شخص کثرت نسبت کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب

تسلیم نہ کرے وہ ہمارے امت محمدیہ علی صاحبہا زکیٰ اسلام و آئینہ کے نزدیک باقی نہیں ہوگا ایسا شخص جو اس

کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ

غلط پیشے سے تائب متقی اور پرہیزگار کی امامت

(سوال) جو قومیں حرام پیشے کی مرتکب ہیں جیسے گویا نقل ڈھڑی میراثی آران میں سے کوئی حافظ ہو اور

وہ بذات خود اپنے پیشے سے تائب ہو اور متقی ہو دوسرے یہ کہ ایک بھلے خاندان کے اس سے علم میں زیادہ

متقی اور حفاظ ہوں موجود ہوں تو ان کے مقابل اس کو جامع مسجد کالام اور شہر کائنات نواں بنا کر مست نبی

نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۳ حافظ رحیم بخش (مقرر)

۱۔ مع ذلك صاحب النہر حسب قول "قد كراهة امامة لاعلمی فی المحيط و غیرہ ہاں لا یكون الفصل التوم و

كان الفصله فهو اولی الح رد المحتار باب الامامة ۱ ۵۶۱ ط سعید) وفي الهداية "و بكرة تقديم العد

والاعلمی لانه لا سوقی الحاسة لح باب الامامة ۱ ۱۲۲ ط مكنه شركة علمیه ملناں

(۲) وان انكر بعض ما عنده من الدس ضروراً كفر بها فلا يصح الاقضاء به أصلاً (الدور المحتار باب الامامة ۵۶۱/۱ ط سعید)

۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۷) جب کہ کوئی شخص بذات خود متقی اور پرہیزگار ہو اور علم و فضل رکھتا ہو تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا جائز ہے اس کے مقابلے میں کوئی اونچے خاندان کا شخص بھی تقویٰ ور پرہیزگاری اور علم و فضل میں اس کے برابر موجود ہو تو اس کو امامت کے لئے ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں ہے مگر یہ وجود اس کے کوئی رجب کی قومیت والے شخص کو ماننا ہے میں کراہت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

تراویح میں پختہ حفظ والے کو امام بنایا جائے

(سوال) دو حافظ ہیں اور دونوں متقی ہیں ان میں سے ایک صاحب کو تو رمضان میں محراب سناتے وقت بہت زیادہ تشبہ لگتے ہیں اور دوسرے صاحب کو بہت کم جن صاحب کو تشبہ زیادہ لگتے ہیں وہ بقدر ضرورت کم صرف و نحو ذریعہ اور مسائل دینیہ سے اچھے واقف ہیں اور پیشہ سمائی کا کرتے ہیں اور جن صاحب و تشبہ کم لگتے ہیں وہ حفظ کے ساتھ مسائل دینیہ سے واقف ہیں اور قوم کے مرااثی میں کمر اپنے حرام پیشے سے تائب ہیں ان دونوں میں سے جامع مسجد کی ہجگانہ امامت کے لئے کس کو مقرر کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۹۵ حافظ رحیم بخش صاحب مقرر ۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۸) ہجگانہ نماز کی امامت کے لئے جو صاحب مسائل سے زیادہ واقف ہیں ان کو مقرر کرنا بہت ہے بات تراویح میں قرآن مجید سناتے کے لئے ایسے حافظ کو ترجیح دی جائے تو مضائقہ نہیں جس کو قرآن شریف خوب یاد ہے اور بقدر ضرورت مسائل سے بھی واقف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(سوال) جماعت میں ایک عالم کے ہوتے ہوئے جس کے ساتھ کثیر جماعت راضی ہو یہ معمولی خواندہ آدمی کو امامت کی اجازت دینے جس کے ساتھ قلیل جماعت راضی نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین صاحب کمنور ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۹) التقیہ طور پر ایسا معمولہ پیش آجائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے البتہ مستقل طور پر انھیں آدمی کو امام بنانا چاہئے اس کا حذف مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) ولاحقہ الامامہ بقديما بل يصح الا علم بالحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط احسانه للنواحيش الطاهره و حفظه قدر فرض و قيل واجب (الدر المختار باب الامامة ۵۵۷/۱ ط سعید)

(۲) ولاحقہ الامامہ بقديما بل يصح الا علم بالحكمه لصلوة الخ ثم الا حسن تلاوته و جوده للقراء (الدر المختار باب الامامة ۵۵۷/۱ ط سعید)

(۳) ولاحقہ الامامہ بقديما بل يصح الا علم بالحكمه لصلوة الخ لى ان قال فان حسنوا اعتبر اكثرهم ولو قد مواعير الاولى اساء والخ (الدر المختار باب الامامة ۵۵۹/۱ ط سعید)



پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) ایک لڑکا جو قرآن شریف حفظ کر رہا ہے اس کی عمر پندرہ سال کچھ ماہ کی ہے یعنی کہ سولہواں سال جاری ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۷ اکبر علی ریواری ضلع گورکانہ۔ ۱۶۔ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۰) اگر اس کی عمر پندرہ سال کی پوری ہو چکی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے  
محمد کفایت اللہ کان اللہ له

شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) یہاں کا ایک امام مسجد باوجود سخت مبتدع ہونے کے فاحشہ اور بازاری عورتوں کی، عورتیں با دندہ کھاتے ان کے دینے ہونے پینے پر ہوتا ہے و باوجود متعدد بار سمجھانے کے باز نہیں آتا ایسے امور کی ارتکاب کی وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک گئے ہیں وہ بوقت فہمائش یہی جواب دیتا ہے کہ تم ان کجخیوں اور بازاری عورتوں کو روکو کہ میری دعوت نہ کیا کریں اور نہ مجھے اپنے گھر بلایا کریں ورنہ میں تو ضرور کھاؤں گا اور ان کے ہاں ضرور جاؤں گا ہمارے شہر میں جگہ پڑا ہوا ہے میدان کا بھی وہی امام ہے ایسے شخص کو عیدین و جمعہ و سبوت نہ۔ میں امام بننا چاہتا ہوں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵ محمد علی پوری دہلی۔ رائے کوٹ ضلع گوردھارا

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۱) ایسے شخص و امام نامکروہ ہے اگر وہ پہلے سے امام ہے تو اس حرکت کی وجہ سے اس کو امامت سے علیحدہ کر سکتے ہیں لیکن جب تک کہ وہ علیحدہ نہ ہو اس وقت تک وہی امامت کرے گا نہ تادم نماز جمعہ و عیدین سب کا یہی حکم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له

بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک مسلمان جو بدعت خود نیک متقی اور پرہیزگار ہے پیر ظہور شاہ کامرید ہے عوام الناس میں مشہور ہے کہ پیر صاحب مذکور مجدد تعلیمی کا قائل ہے اور نیز وہ حضرت صلعم کو غیب دان جانتا ہے لیکن ان کے مرید صاحب اپنے پیچ کے ان اعتقادات کے قائل نہیں اندریں حالات کہ وہ پیر صاحب کامرید ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا وہ امامت کا میں ہے؟ مکرر عرض ہے کہ مرید صاحب مذکور مجدد تعلیمی کے

(۱) بیوع الغلام بالا احتلام والا حسن ولا برل اح فان لم يوجد فليهما شئى فحتى ينم لکن مہد خمس عشرة سنة  
به يفتى لفصير اعصار اهل رماہ لدر السجدة فصل بیوع الغلام بالا احتلام ۱۵۳۶ ط سعید  
(۲) وبكره امامه عند وفسس و مسدع (در مختار) وفي النعمة فان امكن بصلاة حلف عمره وهو فصل  
والا فلا فداء (اولی من الاثر) کتاب الامامة ۱ ۵۵۹ ط سعید

قائل ہیں اور نہ ہی ان کو اس پر اعتقاد ہے کہ خدا کے سوالور کوئی بھی امام الغیب ہے صرف وہ پیر ظہور شاہ کے مرید ضرور ہیں کیا امام مسلمان ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں عوام الناس امام صاحب سے خوش ہیں اس کے علاوہ ان کو کوئی اعتراض نہیں " المستفتی نمبر ۱۹۹ غلام رسول صاحب اسٹور سیم پورہ راہوالہایت ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۲ء

(جواب ۸۲) اُمریہ امام صاحب خود تہجد تقبلی نہیں کرتے اور نہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور نہ کثافت صحیحہ کو امام الغیب سمجھتے ہیں اور اپنے پیر کو ان مسائل میں غلطی پر جانتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔  
محمد کفایت مددکان اللہ

### جو امام "قاف" کا مخرج ادا نہ کر سکے

(سوال) زید نے نماز میں سورہ منافقون کی آیت یعنی وانفقوا مما ردقکم جس میں چھ قاف آت ہیں پڑھی عمرو نے کہا کہ تم نے قاف کے بجائے کاف پڑھے لہذا نماز فاسد ہے براہِ کرم شرعی حکم سے مطلع فرمائیں دوسرے یہ کہ نابینا کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جماعت وادوں کو قاف ہے کہ اٹھ آدمی کو رکھیں اور زیادہ تنخواہ دیں مسجد کا پیسہ بہت ہے مگر آنکھوں والے آدمی کو نہیں رکھتے۔

المستفتی نمبر ۲۶۲ غلام محمد صاحب، نمرال۔ کاشیواڑ۔ ۷ محرم ۱۳۵۳ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء  
(جواب ۸۳) جو شخص ادا قاف پر قادر نہیں اس کی اپنی نماز تو درست ہے ورنہ وہ قاف کی وہامت بھی کر سکتا ہے جو اس کی طرف سے قاف پر قادر نہ ہوں لیکن مسجد کے متولی کو لازم ہے کہ وہ صحیح سورہ حروف دامن والے امام مقرر کرے نابینا مگر محتاط ہو اور مسائل سے وقف ہو اور نماز باقاعدہ پڑھتا ہو قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

### تعویذ گندے کرنے اور فاسد دیکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد تعویذ گندے کا کام کرتے ہیں فاسد کھولنا اور دھار کے وارثوں کو بتا دینا کہ پیسہ کی پینٹری لیمبر ہمارے پاس آفدما کے وارث دیتے ہیں امام صاحب اس پر قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ کر دھار کے وارث کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سات دفعہ دھار کے اوپر سے اتار کر آگ میں ڈال دو پھر آگ سے نکال کر ہمارے پاس آئے ہم پینٹری دیکھ کر علاج کر دیں گے تین مرتبہ یہ کام کرتے ہیں ایک سیاہ رنگ

۱۔ ولاحق الامامة بقيد بل نصب لا علم بحكم الصلاة فقط صحة وفساد بشرط حسنة بلقوا حسن الظاهر والحق (الدر المختار) باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط (سعيد)

۲۔ كبر الامامة عند وفسق وفساد ليج (الدر المختار) باب الامامة ۱ ۵۵۹ ط (سعيد)

۳۔ ولا يحبر ماله الذي لا يشرع غني حكمه بعض الحروف لا لئلا اذاله كفى لقوله من يفسد غني حكمه ميا فساد الصلاة وقوله من يفسد غني حكمه بعض الحروف لا لئلا اذاله كفى لقوله من يفسد غني حكمه ميا

بجرا باتے ہیں ہمارے پاس فوتے کان میں سورہ مزمل پڑھ کر خود فح کر کے یا اپنے سامنے دوسرے سے فح کر کر گوشت کھال پٹ کر اپنے خرچ میں لاتے ہیں اور مالک موجود ہوا تو گوشت فی سبیل اللہ کر کے تقسیم کر دیا کھان کی قیمت اپنے خرچ میں آئے کی ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۲۳ سید حامد علی شاہ شاہ میہ ٹھ۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۸ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۴) یہ کام جو سوال میں مذکور ہیں شرعاً درست نہیں ہیں اس لئے ایسے امام کے پیچھے جو ان افعال کا مرتکب ہو نماز مکروہ ہوتی ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

### ڈاڑھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام صاحب نے کسی سے کہا کہ "آپ ڈاڑھی منڈاتے ہیں میں نہیں منڈاتا اس لئے میں آپ سے بہتر ہوں" لوگ کہتے ہیں کہ امام صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یہ کلمہ تلبہ کہا ہے۔ المستفتی نمبر ۳۴۱ نواب احمد خاں (ضلع رتھور) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۱ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۵) کلام مذکور فی اسوال کے معنی یہی ہو سکتے ہیں کہ اس فعل میں میں بہتر ہوں اور اگر اسی طرح تھا تو اس کلام میں کوئی تلبہ نہیں ہے کیونکہ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ ڈاڑھی رکھنا ڈاڑھی منڈانے سے بہتر ہے اس کلام کی بنا پر امام صاحب کے پیچھے نماز نہ ہونے کا حکم گانا غلط ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

### غیر محتون کی امامت کا حکم

(سوال) بے ختنہ بالغ مسلمان باختہ مسلمانوں کی امامت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۵۷ محمد حیات (ضلع جہا پور) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۶) اگر وہ استنباء اور ضرورت میں احتیاط کرتا ہو تو وہ ختنہ والے مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اتفاق طور پر غیر محتون رہ گیا ہو ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہو (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

### جو اکھیلنے والے والدین کے نافرمان کی امامت

(سوال) جو شخص اپنے والدین کو شتم و ستم کرتا ہو اور مارنے میں بھی دریغ نہ کرتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص جو لیا سٹہ اور تاش حیات ہوا تو قریبینہ میں پوشش کرتا ہو یہ مانا ہوا اور نہ مانے والوں کو

(۱) ویکرہ امامہ عبد و قسوق و مسدح لہ (لندون لمجاریات الإمامة ۹ ۵۵۹ طبع)

(۲) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند) باب الإمامة ۲ ۱۹۶۶ مکتبہ امدادیہ ملتان

گالیاں دیتا ہو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۹ محمد صدیق ربیل - ۱۶ امدی اشانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۷) جو شخص اپنے باپ کو دشنام دے یا مارنے کا ارادہ کرے وہ سخت فاسق اور گنہگار ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اور باپ سے معافی نہ مانگے۔ اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے جو اسے بازی لگا کر تاش تھینا بھی نہ اور موجب فسق ہے ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے غرض یہ بتانا یا اس کے متعلق کوئی کام کرنا بھی نہ ہے اس سے بھی آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہوتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غسل کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) غسل کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۵۸ مولانا فضل محمد صاحب (حیدر آباد سندھ) ۱۳ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۸۸) غسل اگر نیک صحت ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(سوال) امام مسجد جامع بوقت خواندن نماز در سورہ الف ام الحمد للہ رانچی خواند بکلمہ بجائے الحمد حمد للہ ثم خواند نمازش صحیح است یا نہ؟ اقتشاست شود یا نہ؟ المستفتی نمبر ۷۸۷ بابہ میاں مولعین برآمد

۱۱ صفر ۱۳۳۰ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(ترجمہ) جامع مسجد کے امام صاحب نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے وقت الحمد للہ کو بغیر الف امام کے پڑھتے ہیں اور بجائے الحمد للہ کے حمد للہ پڑھتے ہیں ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۸۹) اگر امام تلفظ الف امام نمی کند از مکروہ میشود لیکن اس بعید است ظاہر این است فقط الف امام آہستہ واقع می شود کہ مقتدیان سموع نمی شود و در صورت در نماز کراہت نمی شود۔ محمد کفایت اللہ

(ترجمہ) اگر امام صاحب الف امام کا تلفظ ہی نہیں کرتے تو نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن یہ بعید از قیاس ہے ظاہر یہ ہے کہ الف امام کا تلفظ آہستہ کرتے ہوں گے جو مقتدیوں کو سنائی نہیں دیتا ہوگا اور اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) و بکرمہ امامہ عبد و اعوانی و فاسق و مبدع لتصور باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید

(۲) و لاحق بالامامہ تقدیساً بل یصلح لا علم بالحکم الصلوۃ فقط صحۃ و فساداً بشرط احتیاط بہ لغوا حش الطاہرہ

الح (الدر المختار) باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۷ ط سعید گھنٹی

(۳) قلندی لا یقدر علی احوال الحروف لا بالحیدر و لم یکن تسمہ ارفافۃ و قد اخرج الحروف احرها علی الصحۃ

و بکرمہ ان یکون مما لیس (ہدیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيرہ ۱/ ۸۷ ط ماحدیہ)



تیسٹ ضرور پڑھنا نہ رہا جس وقت نہ بخش وقت غیر حاضر رہا گاؤں والے اس وجہ سے ناراض تھے قوم نے امام بیدید پر نہ مندی امام سابق کے مقرر یا یہاں یہاں فعل مذکور قوم کے لئے شرعاً جائز تھا یا نہیں؟

(۲) مولوی صاحب موصوف کے پاس رویت بدل حید الفطر کی شہادت پیش ہوئی مولوی صاحب نے شہادت گزار کر شہادت کا کافی تصور کر کے اذان کا حکم صادر فرمایا لیکن قوم نے شہادت پر اطمینان نہ کیا اور حکم کی تعمیل سے انحراف کیا اور سامعین نے خود ارزی کی وجہ سے عاق اور مستحق کفر ہو گئی؟ اور کیا اس کا نماز روزہ قبول نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۹۴ معراج گل کوہاٹی

۸ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۳ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۲) مسجد میں امام مسجد مقرر کرنا متولی مسجد کا حق ہے اگر متولی نہ ہو تو پھر قوم کا حق ہے اور جب امام پندہ نہ کرے اور کثرت نماز میں غیر حاضر رہے تو قوم دوسرا امام مقرر کر سکتی ہے جو پہلے امام سے افضل اور اوقات کا پندہ ہو۔ قوم وانحراف کا حق نہیں تھا ان کو امام کے فیصلے کی متابعت کرنی چاہیے تھی لیکن وہ اس کی وجہ سے کافی باغی بن گئے تھے ہوئے عاق ہو جانے کا حکم کر دینا بھی صحیح نہیں اور اس کی وجہ سے ان کی نماز روزہ بھی ناقابل قبول نہیں ہوئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

افیون اور پوست پینے والے کی امامت

(سوال) جو امام مسجد ایم اور پوست پیتا وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (شیخ جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۳) افیون اور پوست پینے والا امام امامت کے لائق نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

امام وقت پر نہ پینے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) اگر امام صاحب مسجد کے اوقات مقررہ پر جماعت کے لئے حاضر نہ ہوتے ہوں اور وقت نزر جائے کاندیشہ ہو تو نمازیں مسجد کسی اور شخص کو امام مقرر کر کے جماعت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۴۲ عبد المجید خاں (وہ شہید) ۱۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۴) ہاں جب مقررہ وقت پر امام صاحب بغیر کسی مجبوری اور بغیر کسی عذر کے حاضر نہ ہوں تو قوم و حق کے لئے دوسرا شخص سے نماز پڑھا سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ ناسی للمسجد ولی من نفود حسب الامم والنمود فی المختار الا اذ عین القود اصلح من عبہ الدبی الخ (الدر المختار کتاب الوقف ۴/۴۳۰ ط سعید)

۲۔ وکد بکرہ حنف امر دو سند و مقبوح و برص شاح برصہ و شارب الحمر و اکل الربا و صم و مراء و متنع الخ (الدر المختار باب الإمامة ۵/۶۲۱ ط سعید)

(۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند باب الإمامة ۳/۲۹۹ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

### بلاوجہ شرعی امام سے اختلاف جائز نہیں

(سوال) زید نے ایک امام صاحب کو خود عام مجلس کے اتفاق رائے سے امام مقرر کیا ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا اب تین چار سال کے بعد یہی اختلاف کی بناء پر امام صاحب کی بے عزتی کی اور گالیاں دیں اور زید کو بے یاب امام صاحب اس کو بنانا حق قرار دیتے ہیں عندا شرع کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۸۵۲ مولوی محمد شاہ (ریاست بھولپور) ۲۰ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء  
(جواب ۹۵) اگر شخص نہ دے امام صاحب کی بغیر کسی خط و تصور کے توہین کی ہے تو وہ سخت گنہگار ہے اور اس کو امام صاحب سے معافی طلب کرنی اور توبہ کرنی لازم ہے ورنہ وہ فاسق اور مستحق مواخذہ ہے عاقر قرار دینا کوئی شرعی طریقہ نہیں ہے اور نہ کسی کے حاق نہانے سے کوئی عاق بنتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

### ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) اگر امام ترقی ٹوپی یا لہری قسم کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۸۵۶ حکیم قاضی محمد نور الحق (چامراجنگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء  
(جواب ۹۶) ترقی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا درست اور امامت کرنا جائز ہے کوئی کراہت نہیں ہے ہاں امام صاحب کے لئے عذر افضل ہے مگر نہ ہو تو افضلیت حاصل نہ ہوگی مگر نماز مکروہ نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

### ذبح کرنے والے کی امامت

(سوال) ایک مسلمان جو بارہ روپے بیکر مسجد میں اذان دیکر پنجوقتہ پیش امامی بھی کرتا ہے دیگر اس گاؤں کے تمام قصبات کی گاؤں اور بکریوں کا ذبح کر دیتا ہے اور بکری کو ایک آنہ لیٹر ذبح کرتا ہے گاؤں کے لوگ اس کو اس کام پر مقرر کرتے ہیں وہ اذانیں گاؤں میں شادی نکاح میں فی نکاح پانچ روپے لیٹر نکاح پڑھاتا ہے۔ غیر اپنی فیس پانچ روپے یہ کسی کو نکاح پڑھانے نہیں دیتا اور جنازے پر ڈالی ہوئی چادر اپنے سواں سے فقیہوں کو دینے نہیں دیتا یہ شخص کے پیچھے اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۹۹ حاجی شمس الدین صاحب (بمبئی) ۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

۱۔ صاحب المسند فہرست وفاتہ کتبہ مسلمہ باب قول امی بنت عبدالمطلب فہرست وفاتہ کتبہ ۱۰۵۸  
۲۔ وفاتہ کتبہ حاشیہ کراچی

۳۔ وفاتہ کتبہ ۱۰۵۸ صاحب المسند فہرست وفاتہ کتبہ مسلمہ باب قول امی بنت عبدالمطلب فہرست وفاتہ کتبہ ۱۰۵۸  
۴۔ وفاتہ کتبہ ۱۰۵۸ صاحب المسند فہرست وفاتہ کتبہ مسلمہ باب قول امی بنت عبدالمطلب فہرست وفاتہ کتبہ ۱۰۵۸



(جواب ۹۷) ذبح کرنا اور اس کی اجرت لینا فی حد ذاتہ جائز ہے مگر جو لوگ کہ اس کام کو بطور پیشہ کے اختیار کرتے ہیں اکثری طور پر ان کے عادات و اخلاق خراب اور قبل مذمت ہو جاتے ہیں تو ان عوارض اور اخلاق ذمہ کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اس بنا پر ان کو امام بنانا مکروہ ہو جاتا ہے (۱) نکاح خوانی کی اجرت پانچ روپے مقرر کر لینا اور پھر ہر شخص سے پانچ روپے جبراً وصول کرنا اور دوسرے شخص کو نکاح خوانی سے منع کرنا ناجائز ہے بلکہ یہ اجرت فریقین کی رضامندی سے مقرر ہونی چاہیے اور ہر شخص کو حق ہے کہ وہ جس سے چاہے نکاح پڑھوائے اسی طرح جتنا زے کی چادر کو اپنا حق سمجھتا غلط ہے اور ان مکروہات کے مرتکب سے دگوں کا نفرت کرنا جائز ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

(سوال) ہمارے صدقہ میں یہ رسم ہے کہ جس شخص کو امام مقرر کرتے ہیں غسل اموات عرفا سی کے ذمہ ہوتا ہے خواہ وہ خود یہ کام انجام دے یا کسی کو اپنا نائب مقرر کرے امام کیلئے اس کام کا علیحدہ کوئی معاوضہ متعین نہیں کیا جاتا بلکہ وسعت اسقط میت میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور صدقہ فطر عشر وغیرہ میں سے دے دیتے ہیں ایسی صورت میں کہ امام خود اموات کو غسل دے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟  
(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جس صدقہ میں یہ رسم ہے کہ پیش امام اموات کو غسل دیتے ہیں تو اس صدقہ کے لوگ اگر اس فعل کرنے والے امام کو وجہ اس فعل کے حقیر جانتے ہیں تو نماز اس پیش امام کے پیچھے پڑھنی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ والطاھر ان العلة المقررة ۲ اور اگر اس صدقہ کے لوگ غسل دینے اموات کو حقیقہ نہیں جانتے تو نماز اس پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے بلکہ نہ ہونے نفرت و تقبیل جماعت کے۔ واللہ اعلم جبہ و کتبہ حبیب المرسلین غفرلہ

(جواب ۹۸) (از حضرت مفتی اعظم) اگر مردہ شوکی باجرت نہ ہو اور افعال خلاف مروت و خلاف مکارم اخلاق امام سے مرزومہ ہوتے ہوں تو اس کی امامت جائز ہے مکروہ نہیں ہے اور اگر غسل اجرت لیتا ہو اور بد اخلاقی کے افعال اس سے صادر ہوتے ہوں تو اس کی امامت مکروہ ہوگی کیونکہ ایسے شخص کو لوگ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ۲ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ الجواب صواب عبدالرحمن مدرسہ مفتی پوری

(۱) و بحور الاسرار علی اندکھ لا لمقصود منها قطع الا وادح دون اوبة الروح وذلك یفسد عبیه فاشہ لنصاص فیہ دون النفس کدافی لسراج لوهج عالمگیر بد کتب الإحارة ۴ ۵۴ ط ماحدہ کونہ  
(۲) (رد المحتار) باب الإمامة ۱/ ۵۶۲ ط سعید کمپی  
(۳) والأفضل أن یعمل المیت محباً فان اسفی الغاسل الآخر حرر ن کان ثمہ عبیرہ ولا لا لتعبینہ عبیه و سفی حکم لجمال والحقار کذلک الح (الدر المختار) باب صیوہ لحنہ ۲ ۱۹۹ ط سعید  
والا حق لا امامة یقید باین یصب لا عبیرہ حکم صیوہ فقط صحة و فساد بشرط احتیاطہ یفو حش الطاهرة لہ  
(الدر المختار) باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید

دہلی، ابواب صحیحہ و زیاء الحق عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی، ابواب صواب عل مدرسوں غفرلہ، مدرسہ امینیہ،  
ابواب صواب خدا بخش عفی عنہ مدرسہ امینیہ، ابواب صحیحہ انظار حسین عفی عنہ مدرسہ امینیہ، ابواب حق محمد  
شیخ عفی عنہ مدرسہ عبدالرب دہلی، ندوۃ مجیبہ مصیبہ محمد ثریف اللہ عفی عنہ مدرسہ فتح پوری، ابواب صحیحہ  
محمد مظہر اللہ عفا اللہ عنہ مدرسہ عبدالرب، ابواب حق محبوب الہی مدرسہ عبدالرب، دونوں ابواب صحیحہ ہیں  
والایت احمد عفی عنہ مدرسہ فتح پوری، ابواب حق شفاق مدرسہ فتح پوری، ابواب صحیحہ خادم العلماء سلطان  
محمود مدرسہ فتح پوری دہلی۔

بہ چلن بیسی والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک مسجد کے امام تنخواہ دار کی تیس سالہ دوشیزہ پردہ دار لڑکی کا چال چلن خراب ہے اور  
اس کی زبان سے مشتبہ چال چلن کا علم ہے لیکن وہ نہ تو اس کی روک تھام کرتا ہے نہ اس کا رشتہ کسی کو دیکر  
اس کا نہ بیروہ کا سبب کرتا ہے، امام مسجد کا فطران بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟  
(۲) اس واقعہ کے عام روانے کے مطابق نہ مساجد کو نماز پڑھانے کے عدوہ مردہ شوئی اور نکاح خوانی وغیرہ  
کے تمام کام سپرد ہوتے ہیں اور ان کے معاملہ میں گاؤں کے ہر گھر سے روزانہ رات کو ایک روٹی ملتی ہے جو  
خود امام مسجد ہر گھر پر جائز حاصل کرتا ہے، نکاح خوانی جنازہ وغیرہ کا صلہ الگ بھی ملتا ہے کیا یہ گداگرانہ  
صورت نہیں ہے اور ایسے امام کی اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳۷ خیفہ محمد صاحب (شیخ المنعمی) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۹) (۱) اگر امام اپنی زبان سے چال چلن کی خرابی سے واقف اور اس پر راضی ہے تو وہ فاسق ہے اور  
اس کی امامت مکروہ ہے اس پر لازم ہے کہ اس کا نکاح کر دے اور خود اپنی غفلت اور بے پروائی سے توبہ  
کرے تو اس کی امامت درست ہو سکتی ہے۔

(۲) جب کہ اماموں کے نام یہ ہے کہ تمام نمازیوں نے خود گھر رکھے ہیں اور خود ہی امام کو ایک ایک روٹی روزانہ  
پر بلا کر دیتے ہیں لیکن امام نہ تو تنخواہ مقرر کرتے ہیں اور نہ مردہ شوئی اور نکاح خوانی کے لئے دوسرے  
آدمی مقرر کرتے ہیں اور نہ عزت و احترام سے اس کو کھانا پہنچاتے ہیں تو پھر ان کو یہ سوال کرنے کا حق کیت ہو  
کہ آیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بلکہ ان حالات میں تو یہ سوال کیا جائے گا کہ کیا اس امام کے مو  
بولی امام ایسا بھی نہ ہو ان کاموں سے مستثنیٰ ہو اور عزت سے اس کو کھانا اس کے گھر پہنچایا جاتا ہو یا اس کی  
تنخواہ اتنی مقرر کر دی گئی ہو کہ وہ ہر گھر سے روٹی کے محتاج نہ رہا ہو اگر کوئی ایسا کام مل سکتا ہو تو بیشک  
سابق اندازہ امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کا لہ

(۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) خود کو یزید جیسا کرنے والے کی امامت

(۳) حضرت حسینؑ کی طرف منسوب ایک روایت

(سوال) (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ (۲) یزید کتنا ہے کہ مجھے یزید سمجھو یا یزید کا بھائی آیا اس کے پیچھے ہم نماز پڑھیں یا نہیں؟ (۳) عمر و کتنا ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنے رومال کو جھاڑ دیا جس سے پہلی صفائے فیابیہ روایت صحیح ہے یا غلط؟ المستفتی نمبر ۲۴۶ مہووی محمد عالم (دیوبند)

یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۰) (۱) یزید نے جو کچھ کیا اپنے لیے کیا اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے ہمارے لئے احتیاط یہ ہے کہ ہم اس کا نام ایتر منت نہ کریں۔ (۲) اس کے لئے اس کا مطلب یہ ہے اگر یزید کے اعمال کو اچھا قرار دیکر یہ کہتا ہے تو اس کی امامت ضرور ہے۔ (۳) یہ روایت صحیح نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسائل سے واقف پیشہ ور شخص کی امامت

(سوال) شیعہ امامت یہ ہیں یا قوم بائندہ میں سے کوئی شیعہ سید سے علم شریعت میں بڑھا ہوا ہو اور شیعہ ہوں تو ان سے زیادہ پابند ہو مگر عورتیں پردہ کے بموجب شرع شریف کی پوری پابند نہ ہوں لیکن بد چلتی و شکایت کبھی اس کے خاندان میں نہ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۰ یم محمد صاحب (ضلع ساران) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۱) اگر کوئی بائندہ ہو مگر وہ پیشہ ور شخص ہو شریعت و رسالت میں شیعہ سید سے زیادہ وفادار ہو امامت کا زیادہ حق ہے عورتوں کی پابندی اور حدود شریعہ کے تجاوز نہ کرنا اور شیخ نے اس کی امامت میں کراہت پر گواہی دی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی بننے والے کی اقتداء کا حکم

(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتداء

(۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قنوت پڑھیں یا نہیں؟

۱۔ دہلی لا نکوہ الا نکوہ ریدہ بہ بحر حسن معنی بہ نعمہ مودہ علی الکفر بدلیل وان کان فی سقا نیور کبیرہ غنی سعید بعدہ۔ ۲۔ بحار ص ۱۹۶ ط سعید  
مطلب فی حکم لعل العشاء ۳۱۶ ط سعید

۲۔ لاحی بالامامہ غسان ص ۱۰۰ ح ۱۰۰ فقط صحیحہ و شاذہ بشرط احتیاطہ لفقو احسن الصلوة  
الح (الدوا المختار) باب الامامة ۱ ۵۵۷ ط سعید

(۳) ہمارا اثر مقتدی حنفی ہوں وہاں امام کس طرح نماز پڑھائے

(سوال) (۱) شافعی مذہب امام جماعت حنفی کی کثرت کی وجہ سے جو اس کے مقتدی ہیں اپنا مذہب چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر سکتے ہیں؟ (۲) کیا شافعی مذہب پر رہ کر نماز پڑھانے سے حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی جب کہ اکثر مقتدی حنفی مذہب ہوں (۳) کیا شافعی امام کے نماز صبح میں دعائے قنوت پڑھنے سے حنفی مقتدیوں کی نماز میں کوئی قباحت آجاتی ہے (۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کو کن امور میں رعایت کرنی چاہیے؟ المسئلی نمبر ۱۰۲۵ امام عبدالصمد صاحب ڈرین۔ ناٹال (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۲) (۱) بالکل مذہب بدل لینا حنفی مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کرے یہ بھی جائز ہے اور نماز میں حنفی مذہب کی رعایت کرے یہ بھی جائز ہے (۲) شافعی امام کے پیچھے حنفیوں کی نماز ہو جاتی ہے (۳) اگر شافعی امام نماز فجر میں قنوت پڑھے تو حنفی خاموش کھڑے رہیں حنفیوں کی نماز میں قباحت نہیں آئے گی مگر روزانہ ایسا ہونے سے اثبات کے لئے دوسروں کو پیدا ہوں گے (۴) جو امور کہ حنفیہ کے نزدیک موجب فساد نمازیہ موجب کراہت نماز ہیں اور شوافع کے نزدیک ان کے ترک سے نماز میں فساد یا کراہت نہیں آتی نہیں ترک کروے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

### ضرورت کی بناء پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے

(سوال) (۱) جماعت ہوری و قادیانی کے رشتہ دار اپنے رشتہ دار مرزائیوں کو مسلمان اور مذہب حنفی میں مسلمان تصور کرتے ہیں حالانکہ بروئے شریعت و فتویٰ ہائے علماء دین مرزائی اور ان کے حامی و رشتہ دار اور جو ان کو مسلمان جانتے ہیں وہ سب خارق از اسلام و کافر ہیں اور یہ بھی ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ ان کو مسجد اہل اسلام میں بھی داخل نہ ہونے دیں مگر ہم لوگ ان کو مسجد میں آنے سے روکنے میں سخت مجبور ہیں اگر روکتے ہیں تو وہ آمادہ فساد ہوتے ہیں اور مسجد میں جنگ و جدال کی فوج ہو جاتی ہے اب جماعت مرزائی کے رشتہ دار ہماری مسجد میں آتے ہیں اور جس دن سے وہ وضو کرتے ہیں اور مسجد میں جن گھڑوں سے ہم پانی پیتے ہیں وہ بھی پیتے ہیں اور ہماری جماعت نماز میں شریک نہیں ہوتے جو کہ مؤذن مسجد پڑھتا ہے اور ان کی ضد یہ ہے کہ اگر امام صاحب معین جماعت رائیں گے تو ہم بھی شریک جماعت ہوں گے کیونکہ ہمارا چندہ مشتمل ہے

۱۔ ابوہریرہؓ عن رسول اللہ ﷺ ما حور الخ (رد المحتار) باب التعزیر مطلب فساد  
ارتحل إلى غیر مذہبہ ۸۰ ط سعید کمپنی

(۲) وأما لا إقضاء بالمخالف فی نزع کسافعی فمحور ما لم يعلم ما یفسد الصلاة علی عقد المقیدی علیہ  
الإجماع (رد المحتار) باب الإمامة مطلب فی الإقضاء بالشافعی ۵۶۳/۱ ط سعید

(۳) وصح الإقضاء فیہ بالشافعی علی ما صحیح ورنی سادہ بفتوت ابوتر لا الفجر مسوح بل یقف ساکت علی  
الأظهر الخ (الدر المحتار) باب الوتر والواف ۹۰۴ ط سعید

تب (یہ چندہ اس وقت کا ہے جب کہ یہ اہل سنت و جماعت شاکر کے جاتے تھے) ایسی صورت میں اگر یہ لوگ ہماری جماعت فرض و واجب میں شامل ہو جائیں اور ہم ان کو علیحدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں تو نماز سب کی درست ہو جائے گی یہ نہیں اور ہم کی امامت کرنی درست ہے یا نہیں

(۲) جو لوگ باوجود واقف ہونے اس امام کے کہ ان کا مسجد میں آنا از روئے شریعت منع ہے اور وہ لوگ وجہ کسی خوف کے مسجد میں آتے نہ روکتے ہیں وجہ باوجود رشتہ داری کے چشم پوشی کریں تو ایسے لوگ نماز کی جرم شرعی کے مرتکب ہیں یا نہیں

(۳) امام معین مسجد نے فتویٰ علماء اہل اسلام کے متعلق قدیانیوں کے جاری تھے مسجد میں محلہ والوں کو سنائے اور یہ کہا کہ قدیانیان کے رشتہ داران جو ان کے ساتھ شامل ہیں وہ ہماری جماعت نماز میں شریک ہوں گے تو میں نماز نہیں پڑھوں گا جن کو سن کر اہل محلہ نے مرزائیوں کے رشتہ داروں سے باوجود سمجھنے والے اور ان کا کہنا نہ ماننے کے قطعاً تحقیق ان سے کر دی اس وجہ سے مرزائیوں کے رشتہ دار امام صاحب ہی کے مخالف ہو گئے ورنہ پتہ چلتے ہیں کہ امام معین کسی طرح امامت سے جدا ہو جائیں اس واسطے جب امام صاحب جماعت رات ہیں تو ضد یہ لوگ شامل جماعت نماز ہوتے ہیں جیسا کہ سول نمبر اسے واضح ہے اور اگر نائب امام جو مؤذن بھی ہے وہ جماعت کرائے دیگر شخص جماعت کرائے تو وہ شریک جماعت نماز نہیں ہوتے اس سے صاف عیاں ہے کہ ذاتی نقصان تنخواہ کا امام کو پہنچانا ہے ہم اہل محلہ نے امام صاحب کو نہ امامت سے علیحدہ کیا ہے نہ انہوں نے مستعد کیا ہے بلکہ ہر نماز میں امام صاحب حاضر رہتے ہیں لیکن وجہ فساد کے ہم لوگ نائب امام صاحب سے جماعت رات ہیں ایسی صورت میں مسجد فنڈ سے تنخواہ امام صاحب کو دینی اور امام صاحب کو یعنی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۴۱ عبد الرحمن صاحب (چاندنی چوک)

۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۴ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۳) قدیانی فرقہ بہت زیادہ منہ اور مسلمانوں کی دینی اور اخلاقی بدھ سیاق و سباق کے لئے بھی تباہ کن ہے اگر مسلمانان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے ان کے ساتھ تعلقات نہ رکھیں تو اس میں وہ حق بجانب ہیں باقی رہا امام کا معاملہ تو اگر اہل مسجد امام سے کسی شرعی ضرورت کے ماتحت نماز نہ پڑھوا میں تو مضائقہ نہیں اور امام جب تک امام ہے اس کو مسجد فنڈ سے تنخواہ دی جاسکتی ہے جب کہ اس کی نیت میں اور انشائاً اہل مسجد کی رضامندی سے اس کا کام انجام دیتا رہتا ہے۔ فقط الحمد للہ کا ان شاء اللہ

۱۔ الاستحلاف حائر مطلق ای سوا کب لضرورۃ اولاً کب بعلم من عبارة مجمع لاہور الخ (رد السحار ص ۱۰۰ الجمعیۃ مطلب فی حوازی استنباط الخطیب ۱/۲ ۱۴۲ ط سعید)

(۲) وفی الشامیۃ عن القنیۃ "استعمل فی الامام خلفۃ فی المسجد لیوم فیہ رمان غیبہ لا یستحق الحلفۃ من اوقاف الاممۃ نبی کان الامام کبر لیسہ وفی حلالہ الامام محبور اسحرفہ بلا ادب بحلاف لخاصی و علی ہذا لا نکون و طیفہ ساعده و یصح البیہ کتب بوقف مصلی فی العینۃ سی یستحق یہ اعلیٰ عن الوطیفۃ و مالا یستحق ۴/۲۰ ط سعید

بیشی کی بدکرداری پر راضی ہونے والے کی امامت

(سوال) شیخ فرید صاحب سند شہر مسجد کے پیش امام ہیں ان کی ایک بیس بائیس سالہ لڑکی سن بلوغت کو پہنچے ہوئے سات آٹھ سال ہوئے رشتہ بانی امام صاحب باوجود تعیم یافتہ ہونے کے کئی ایک منگیوں کو حیلہ و خوالہ اور چٹال چٹیں کے بلاء میں مبتلا کر رکھ کر اوپر اب تک کسی کے نکاح میں نہ دے کر رکھے ہیں نتیجہ میں اس نامعذرتی کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہوا پندرہ دن ہوئے اور اب تک زندہ موجود ہے

(۲) مسلمانانِ محدثہ مومنا مصدقین کے بعد بننے والے ہیں کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے جس نامعلوم شخص سے یہ عمل قرار پایا ہے شوقِ رسالت سے ساتھ نکاح کیوں نہیں کر دیتے تو امام صاحب جواب (اوپر پرستی میں عام لوگوں کو جتن کر کے نیت سے) فرماتے ہیں کہ میری لڑکی تو کچھ جانتی ہی نہیں ہے وہ تو بڑی پارہ سارے اور جو بچہ کہ تولد ہوا ہے کس ناجائز تعلقات سے نہیں ہے بلکہ جیسا کہ بخود بائندہ پیغمبروں کے گھروں میں (مثلاً مریم و عیسیٰ) پیدا ہوئے اسی طرح میرے باب بھی یہ معاملہ قدرتی طور پر ہوا ہے ڈھٹائی اور بشرعی سے یہ بھی کہتے ہیں کہ (بعوذ باللہ من شرور انفسنا و من مبینات اعمالنا الح) میرے باپ مادک اور سات ناز ہوتے رہتے ہیں کیونکہ میری پارہ سار کی بڑی ہی عابدہ و زاہدہ ہے وغیرہ وغیرہ

(۳) اس یراہل جماعت ناراض ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معاملہ سراسر جھوٹ ہے نہ قدرتی ہے نہ اور چچہ بابا بپ کے پتہ ہونانی زمانہ ناموس نے امام صاحب کا ذب اور دھوکہ بازی اور جان بوجھ کر احمق اور نادان بنا چاہتے ہیں ایسے کاذب دیوٹ سے پیچھے نماز پر تنہا من سب نہیں اور نہ پڑھیں گے کیونکہ ہم لوگوں کو کراہت ہے (۵) جناب امام صاحب (بہ ذات آمدنی امامت و ملازمت) کہنے لگے کہ میری لڑکی کے ناجائز چال چلن سے میں قصور وار ہو نہیں سکتا مجھے امامت سے اتار دینا ب نصافی ہے (۶) مذکورہ حالت کے پیش نظر سوائے چند افراد کے جو ان کے خواہ اور کم فہم ہیں باقی تمام اہل جماعت امام صاحب سے کراہت کرتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے

المستفتی نمبر ۱۱۴۶ حکیم محمد عبداللہ صاحب۔ بادشاہ صاحب (کسٹن)

۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۴) بیشک امام صاحب کی اس ڈھٹائی سے کہ میری لڑکی پاکیزہ اور پارہ سار ہے اور میرے یہاں مادک و مؤکل ناز ہوتے ہیں اور یہ پتہ ایسا ہی ہے جیسے معاذ اللہ حضرت عیسیٰ پیدا ہونے تھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس فاحشہ کو جوڑی سے نہ زد ہوئی نہ صرف چار بکھتے ہیں بلکہ اس کو قابلِ تحسین قرار دیتے ہیں اور یہ بات اتنی خطرناک ہے کہ اس میں زوالِ ایمان کا قوی خطہ ہے یہ ضرور ہے کہ لڑکی کی بد فعلی کا گناہ باپ پر عائد نہیں ہوتا مگر جب باپ اس بد فعلی کو چار بکھ اپنی لڑکی کی کرامت بتلائے تو وہ خود فاسق اور گناہ گار ہو گیا اور اس کی امامت یقیناً نہ رہی ہے اور جب کہ جماعت کا بڑا حصہ امام سے اس بات پر ناراض ہے تو اس کی ناراضی درست ہے اور ناراضی جماعت کی حالت میں امام کی امامت دوسری وجہ سے بھی مکروہ تحریمی

ہوگی (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) ختم قرآن پر اجرت لینے والے کی امامت

(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ قرآن کو کسی میت کے واسطے پڑھنے کے لئے اجرت پیشتر سے ملے کر ناجائز ہے یا جائز؟  
 ہے نماز اس حافظ کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲) حافظ قرآن کو شیطان یا جن یا بلیات کے واسطے دم کرنا اور  
 اس سے اجرت ملے کر پینا پیشتر سے کہ ہم تالیس کے تب چیس گے جائز ہے یا ناجائز؟ ایسے شخص کی امامت  
 میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۷۱۱ عبد الرزاق صاحب (مطلع میدنی پور)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۵) (۱) ایصال ثواب کے سے قرآن مجید پڑھنے کی اجرت ملے کر کے لینا ناجائز ہے۔ (۲)  
 دم کرنے جتنی حاجت کی اجرت ملتی ہے کرنی جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں

(سوال) نماز کی حالت میں اوپنہ باندھنا افضل ہے یا ضروری ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۶۱۸ قاری محمد حسین صاحب مدرس فتنہ پوری دہلی۔ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۶) عمامہ کے ساتھ نماز افضل ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے لیکن بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا  
 نماز پڑھانا بھی جائز ہے۔ حق اس میں کوئی کراہت نہیں حضور ﷺ کے عمامہ باندھنے کے متعلق عادیۃ یا عبادة  
 کا سوال بیکار ہے کیونکہ عمامہ کی فضیلت اور زیادتیاں نماز مع العمامہ میں کلام نہیں ہو سکتی وگوں کا انکار اگر اس  
 پر ہے کہ ترک عمامہ کو مکروہ سمجھتے ہیں تو غلط ہے اور اگر تحصیل فضیلت کے لئے ہے تو مضائقہ نہیں۔ مگر  
 اس کے لئے لازم ہے کہ ترک عمامہ پر عام کوہنہ نہ کہیں اور نہ اس کو مجبور کریں کہ ضرور عمامہ

۱۔ قال فی السویر وشرحہ و نوافیوم وہم لہ کدھوں لکراہۃ لفساد فیہ أو لایہم أحسن بالإمامۃ  
 کرہ نہ دلالت تحریم لحدیث سی داود لا یغفل بہ صلاہ من یقدم فوما وہم نہ کدھوں باب الإمامۃ ۱ ۵۵۹  
 ط سعید

۲۔ ولا یصح الا سحر عنی لقراءۃ و اہدایا لی لست لایہ لم یغفل عن أحد من الانمہ فی دلک وقد قال  
 العلماء ان القاری اذا قرأ لاجل اللہ فلا نواب لدوی نسی یغفہ لی لست رد المحتار باب الإحارة الفسدة  
 ۵۷، ۶ ط سعید

۳۔ قال النووی۔ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حدو منہم و صربوا لی بسہم معکم "ہذا نصریح بحور احی  
 الاحرہ عنی الرقیۃ بالصحیح و نہ کرو یہ حلال لا کراہیہ فیہا و معہا ابو حنیفۃ فی تعلیم القرآن و احی صافی  
 الرقیۃ شرح الدوی عنی مسند باب حد راحہ لاحرہ عنی ترقیۃ بقران ۳ ۲۲۴ ط قدیمی کتب خانہ



باندھے امام کو بھی تحصیل قضیت کے لئے عہدہ باندھ کر نماز پڑھانے میں اعتراض نہ ہونا چاہیے اور بیان جواز کے لئے بھی بلا عہدہ نماز پڑھانے کو تائید و اجازت نہ کرنا چاہیے (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں

(سوال) ایک شخص جمہور قانوناً یو یا پواری بدون اجازت امام جی خود بخود بطور حکومت امامت کرتا ہے کچھ لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے آیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۷۱۲ برکت علی صاحب (ریاست کپور تھلہ) ۱۶ شوال ۱۳۵۵ھ ۳۱ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۱۰۷) جب کسی مسجد میں امام مقرر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا امامت کرے تو اس کے لئے یہ امامت مکروہ و مردہ غیر جائز امام بنی امامت کرنے میں گناہ گار ہو گا اس کے پیچھے نماز جہت ہوگی (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) کسی صاحب علم کو عہدہ باندھنے کے عوض ترکی ٹوپی پہننے کی عادت ہے اب اگر وہ صاحب ٹوپی کے ساتھ نماز بنگانہ میں جماعت کی امامت کریں تو اس ٹوپی سے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد کھوڑو خاں صاحب ضلع دھارواڑ (جواب ۱۰۸) ٹوپی یا ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا یا پڑھنا جائز ہے ترکی ٹوپی پہن کر امامت کرنا مفید نماز نہیں ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بدعات شیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم

(سوال) جو شخص دائمی طور پر بدعات شیعہ کا مرتکب ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد کھوڑو خاں صاحب ضلع دھارواڑ۔ ۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

(۱) وقد ذکرنا ان المستحب ان يصلي في فسق وار روعمد ولا يكره الا كتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشهر من العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة برعاية عني هامش شرح الوقاية كتاب الصلوة ۱/ ۱۶۹ ط سعيد كمبي).

(۲) واعلم ان صاحب البيت و منعه امام للمسجد برب اوسي بالإمامة من غيره مطلقاً الخ ولو ام قوماً وهم به كراهون ان الكراهة لمصاديقه ولا يسم حق ولا امامه كره له ذلك تحريماً الخ (الدر المختار باب الإمامة ۵۵۹/ ۱ ط سعيد كمبي)

(۳) وقد ذكرنا ان المستحب ان يصلي في فسق وار روعمد ولا يكره الا كتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشهر من العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة الرعاية عني هامش شرح الوقاية ۱/ ۱۶۹ ط سعيد)

(جواب ۱۰۹) بدعات شیعہ کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم

(سوال) رنڈی زادہ قرآن کا حافظ ہے ایسی صورت میں اس کے پیچھے تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور صلاہ ازیں اس کے پیچھے پنج وقتہ نماز فرض پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۹۱ محمد معصومی صاحب (بے پور شاہ پور) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ ۷ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۰) اگر رنڈی زادہ نیک اور صالح ہو اور اس کے اعمال و افعال میں کوئی بات قبل اعتناء نہ ہو صرف رنڈی کا ٹکڑا ہونا ہی باعث تامل ہو تو اس کی امامت فرائض اور تراویح میں جائز ہے اور رنڈی کا ٹکڑا ہونا معتبر نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جو شخص ہمیشہ کے لئے ڈاڑھی صاف کرتا رہتا ہے اور ڈاڑھی رکھتا نہیں اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۸۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم ملا جی صاحب (مغربی خاندیش)

۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) ڈاڑھی منڈانے والی کی امامت مکروہ ہے ہاں اگر سب مقتدی بھی ڈاڑھی منڈے ہوں تو ڈاڑھی منڈانے والا مبرا بن جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بدکردار امام کو معزول کرنا جائز ہے

(سوال) ایک مسجد کے امام کے متعلق بعض نمازیان مسجد کو یہ بات پتہ ہوئی کہ وہ اپنے شاگردوں اور بھائیوں سے بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور وہ بد خداتی اس قسم کی ہے کہ جس کا اظہار ایک مسلمان کے لئے امام کے متعلق زیبا نہیں ہے اس لئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو امام افعال قبیحہ کا مرتکب ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اگر امام کی بد افعال کا ثبوت بہر پہنچ جائے تو متولیان مسجد کو امام کا علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۸۴ انوار حسین صاحب۔ باپنئی اچھے قی۔ بڑہ ہندو رتھ۔ دہلی

(۱) ویکرہ امامہ عبد و اعزابی و فاسق و مبدع الح (التبویر و اب الامامہ ۱ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) قال فی التبویر ویکرہ امامہ عبد و ولد الرد الح و فی الشامیہ " لکن مباحثہ فی البحر صرح بہ فی الاحبار حیث قل " ولو عدم ای عہد لکرہۃ وہ کان لأعزابی الفصل من الحصری و العبد من الحر و ولد الرنا من ولد الرشدة او الأعمی من التصیر فالحکم بالصدد الح (اب الامامہ ۱ ۵۶۰ ط سعید کسپی)

(۳) قال فی التبویر ویکرہ امامہ عبد و عیسی و فاسق الح و فی الشامیہ و أما العاسق فقد علل کراہۃ بفدیمۃ وہ لا یہتم لامر دینہ وہ فی بندہ للامامہ بعظیمہ و قد وجب علیہم اہامہ شرعاً الح (اب الامامہ ۱ ۵۵۹ ط سعید)

(جواب ۱۱۲) اگر امام کی بد فعلی کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو امامت سے علیحدہ کر دے کیونکہ ایسے بد فعل امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۸ مارچ ۱۹۳۷ء ۳ محرم ۱۳۵۶ھ

جو عالم حافظ و قاری ہو وہ زیادہ حقدار ہے

(سوال ۱) زید صرف حافظ قرآن شریف و نو عمر ہے مگر مسائل سے باطل ناواقف ہے یہاں تک کہ ارکان و شرائط و مقدمات نماز و واقف وضو تک کا بھی علم نہیں ہے اور بحر موعود قاری متقی و اعظم خوش احاث کن رسیدہ ہے اب شانی مسجد کے سے جس کے مقتدی علماء و صوفی و حفاظ و عوام مسکنہ وال ہوں کس کو امام مقرر کرنا چاہیے (۲) علماء و صوفی و حفاظ و غیر ہم کی نماز زید مذکور کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۵ معین الدین احمد صاحب (آرہ شاہ آباد) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۵ مئی ۱۹۳۷ء (جواب ۱۱۳) ظاہر ہے کہ امامت کے لئے مقرر کرنے کے حق بحر سے جو موعود حافظ قاری متقی ہے زید سے وہ احق و اقدم ہے زید کے پیچھے نماز تو عالم حافظ و صوفی سب کی صحیح ہو جائے گی بشرطیکہ اس سے کوئی ایسی بات سر نہ نہ ہو جو نماز کو فاسد و ردیتی ہے کہ یہی حالت میں کسی کی نماز بھی نہ ہوگی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے

(سوال ۱) شہر کی ایسی جامع مسجد کہ جس میں ہر طبقہ کے لوگ علماء کرام و صوفیاء عظام و غیرہ نماز پڑھتے ہوں ایسی مسجد میں امام کس طرح کا مقرر کرنا چاہیے (۲) زید موعود حافظ متقی ۳۵-۳۶ برس کا بحر صرف حافظ ۱۸-۱۹ برس کا مسائل ضروریہ وضو و نماز سے ناواقف۔ ان دونوں میں از روئے شرع شریف مستحق امامت کون ہے (۳) اگر ممبران یا مصلین مسجد زید موصوف کے رہتے ہوئے بلا عذر شرعی بحر موصوف کو امام مقرر کریں تو ممبران کا یہ فعل مذموم مکروہ ہو گا یا نہیں اور ایسی صورت میں مسائل ضروریہ سے واقف بحر کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد عبد الحل صاحب (آرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۱۱۴) ظاہر ہے کہ عالم متقی و وزیدہ عمر والا زیادہ مستحق ہے لیکن اگر بحر کا کوئی اور استحقاق ہے مثلاً

(۱) قال فی السویر : و بکرہ امامہ عبد و عوانی و فاسق الخ (باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید) و فی الشمیة بل مشی فی شرح المیة ان کراہہ بقسمہ کراہہ تحریم (باب الإمامة ۱ ۵۶۰ ط سعید)  
(۲) و الاحق باب امامة تقدیم بل نصب لأعمہ باحکام الصلوة الخ ثم الأحسن تلاوة و تحویداً للقرءان فی الأورح ی الأكثر اتقاء للشبهات الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط سعید)

مذہب کا وہی ہے تو اس ولایت کے لئے مقرر کرنا اور اس کا کتاب نماز پڑھانے کے لئے متعین کر کے جو  
کی تعلیم کا انتظام کر دینا جائز ہے (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

اختلاف کے وقت اکثریت رائے سے امام مقرر کیا جائے

(سوال) (۱) مسئلوں کی رائے امام مقرر کرنے میں اس وقت کی جائے کی (۲) مسجد کے مال وقف سے  
پیش امام کے ورثہ کو وظیفہ دینا پرورش یا تعلیم کے واسطے (بوجودیکہ وقف نے وقف نامہ میں اس کا چھ تذکرہ  
نہ لیا ہو) جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۷۴ محمد عبد حامد صاحب (آمرہ)

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۵) اگر متولیوں کا اختلاف ہو تو چار نمازیوں کی رائے سے امام مقرر کرنا مناسب ہے۔ اگر  
واقف نے تصریح نہ کی ہو اور متولیان سابق کا حکم زائل بھی نہ ہو تو پرورش یا تعلیم کے لئے وظیفہ وقف  
کی آمدنی میں سے نہ دیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جمال الدین صاحب  
(نخلہ ہزار پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء  
(جواب ۱۱۶) ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له

زبردستی امام بنانا درست نہیں

(سوال) زید یک مسجد میں امامت کرتا ہے جماعت شیخ اس کی اقتدا سے غرت کرتی ہے مگر زید کسی  
صورت میں بھی مہدہ امامت سے معزول ہونے کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس کا دعویٰ ہے کہ امامت وقضاء سے  
اس کا خاندانی پیشہ ہے وہ اپنے اس خاندانی حق سے دستبردار ہونا نہیں چاہتا بلکہ شہ میں چند افراد کے سوا  
جماعت کثیر اس دعویٰ امامت کی سخت مخالف ہے زید نے اپنی مدد کے لئے اپنے خویش و قریب کی ایک لگ  
جماعت بنائی ہے اس لئے مسجد میں نقص امن کا خطر پیدا ہو جانے کے باعث سرکاری جانب سے تقریباً چھ

(۱) والا حق بالامامة . ثم الاسن الح (ایضاً صفحہ گزشتہ حاشیہ ۲)

۲. قال فی الدر المختار والحرار الی القیود والاحتیاط اعتبار اکثرهم . باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید

(۳) شرط الوافق کس فی الشارع ای فی الشیوخ و لدلالة و وجوب العمل به . الدر المختار کتاب الوقف  
۴/۴۳ ط سعید کمپی

۵. قال فی سبیر المکره امامه حد و حسی و فسیح . باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید . وقال فی الدر  
المختار ولا بأس بتف الشیخ واحد سرک التحیه و سنة فیها لنفسه ولما حرم علی الرجل قطع لحيه  
(کتاب الحصر و الإباحة فصل فی البیع ۶ ۴۰۷ ط سعید)

سات ماہ سے مسجد مقفل کر دی گئی ہے لہذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) کیا زید کا دعویٰ امامت حق بجانب ہے جب کہ جماعت کثیر اس کے اس دعویٰ امامت سے سخت نفرت، اظہار کرتی ہے (۲) کیا اسلمی شریعت کی رو سے زید کا اسی طرح اپنی خاندانی امامت و قضاءت کا حق جتا جائز ہے جب کہ مدعی اس کی اہلیت بھی نہ رکھتا ہو (۳) اب صورت مصدرہ میں اسلامی نقطہ نظر سے یہ ہا والی مسجد (جو سرکار اور مسلمانان شہ کے مشترکہ سرمایہ سے تیار کی گئی ہے) کس کے حوالے کرنی چاہئے زید کے حوالے یا جماعت کے (۴) خاندانی امامت و قضاءت کا دعویٰ کرنا شریعت اسلامیہ کی نظر میں ک حثیت رکھتا ہے چونکہ زید کا دعویٰ ہے کہ امامت و قضاءت اس کا خاندانی حق ہے لہذا سرکار والی مسجد زید کے حوالے کر دی جائے؟ المستفتی: ۱۵۹۸ امر زائد حق بیگ (خلع میسور)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۷) امامت میں بیت و ریاست درکار ہے اگر اہلیت موجود ہو اور جماعت راضی ہو تو خاندانی استحقاق موجب ترجیح ہو سکتا ہے لیکن اگر اہلیت نہ ہو اور جماعت راضی نہ ہو اور ان کے راضی نہ ہونے کی وجہ معقول ہو یعنی امام اہلیت نہ رکھتا ہو اور پھر زبردستی امامت کرے تو ایسے امام کے حق میں جو حدیث شریفہ وارد ہوئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ لعن رسول اللہ ﷺ ثلثة رجل ام قوماً و ہم له کارھون الحدیث (ترمذی) (۱) یعنی رسول اللہ ﷺ نے تین شخصوں پر لعنت فرمائی ہے (ان میں ایک وہ ہے) جو کسی جماعت د امام بن بیٹھے حالانکہ جماعت اس سے ناخوش ہے یہی حکم قضاءت کا ہے کہ اس کے لئے بھی اہلیت شرط ہے پس نااہل کا یہ دعویٰ کہ امامت و قضاءت میرا خاندانی حق ہے باطل اور ناقابل قبول ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### چوری کی سزا کاٹنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور اس نے چوری کی اور سزا بھی کاٹی اور اب امامت کرنا چاہتے ہیں کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ المستفتی: ۶۰۷۱ زائد مدرس مکتب عبداللہ پور (میرٹھ)

(جواب ۱۱۸) اس شخص کی امامت مکروہ ہے ہاں جب وہ نیک ہو جائے اور لوگوں کو اس پر اعتقاد ہو جائے تو پھر امامت میں مضائقہ نہ ہوگا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) (باب من ام قوماً و ہم له کارھون ۸۳/۱ ط سعید کمپی)

(۲) قال فی التوبیر و شرحہ و لو ام قوماً و ہم له کارھون ان الکراہۃ لفساد فیہ اولایہم احو بالامامہ مدکرہ له دلت بحرسا لحدیث امی داود لا یصل الیہ صلوۃ من تقدم قوماً و ہم له کارھون (باب الإمامة ۵۵۹ ط سعید)

(۳) قال فی التوبیر: "ویکرہ إمامة عبد وأعرابی و فاسق" (باب الإمامة ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید) الثانی من الذنب کمن لا ذنب له (ابن ماجہ: باب ذکر التوبة ۳۱۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

## ہیجڑوں کی امامت کا حکم

(سوال) ہیجڑا ہیجڑوں کی امامت کر سکتے ہیں یا نہیں؟<sup>۱</sup> المفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی  
(جواب ۱۱۹) ہیجڑا ہیجڑوں کی امامت کر سکتے ہیں ہیجڑوں کی جماعت ہیجڑوں کے پیچھے ہو جائے گی  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

## عقی کی امامت مکروہ ہے

(سوال) بدعتی امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

مفتی نمبر ۶۲۵ ملک محمد امین صاحب (جائیدہ) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء  
(جواب ۱۲۰) بدعتی امام کی امامت مکروہ ہے۔ و یکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق و اعمی الا ان  
کون اعلم القوم و مستدعی اسی صاحب مدعہ (در مختار) ۲، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

## مرد کی امامت جائز ہے

(سوال) ایک شخص فطرتی نامرد ہو یعنی قوت مردی سے فطرۃ محروم ہو نیز اس کے چلنے اٹھنے بیٹھنے پونے  
میں بھی عورتوں سے مشابہت ہو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز کی اقتدا صحیح ہوگی اور کیا ایسے شخص کو امام بنانا  
صحیح ہوگا۔ المفتی قاضی عبدالحمید صاحب امام مسجد جامع کرا (بمبئی)

(جواب ۱۲۱) عین کائنات صحیح ہو جاتا ہے خواہ مادرزاد عین ہو جب کہ مرد کے اعضاء موجود ہوں اور  
نورت کے اعضاء نہ ہوں (جیسے کہ خنثی میں دونوں اعضاء ہوتے ہیں) تو وہ مرد ہے اور اس کا نکاح صحیح ہے  
رکات اور پیل چوں میں عورتوں کی مشابہت ہو تو یہ بات صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے ایسے شخص کی  
امامت بھی درست ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مسجد کو دھرم شالہ اور امام کو پنڈت کہنے والے کی امامت کا حکم

(۲) غیر محرم کنواری لڑکی رکھنے والے کی امامت

(۳) بلاوجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں

(سوال) (۱) ایک شرعی احکام کی پابندی مسجد جس میں کوئی بھی کام خلاف شریعت نہ ہوتا ہو اور امام مسجد جو کہ

۱۔ وقد صرح فی القیۃ بان اقتداء الحسنی بمنزلہ وہ روایت وان رواہ لحوار استحسن لا قیاس و یلزم من  
روایۃ الحوار لا تفسد صلوۃ بمحادثہ منہ الح (رد المحتار باب الإمامۃ ۱/ ۵۷۲ ط سعید)

(۲) باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید

(۳) عین ۲، سنت امامت کی کوئی اثر نہیں پڑتا یہ کوئی خارجی اور تمایلی عیب نہیں جو بدعت ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند  
۱۵۶۶ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)



شہداء کا فسق نہ عمران و عیسیٰ کی نماز اس امام کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

شہاب پٹنہ اور خشکشی ازہمی رکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص ہمیشہ شہاب پٹنہ اور خشکشی ازہمی خشکشی ہے اور فقہ مچانے والا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۰۶ شیخ سندر صاحب نائب لہ تووال

۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۳) شہاب پٹنہ اور ازہمی خشکشی رکھنے والے کو دوسرا مکروہ تحریمی ہے کسی نیک شخص کو امام بنانا جائز ہے۔ فقط (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

میت کو غسل دینے والے کی امامت

(سوال) امام مسجد مرادہ کو غسل فی قبیل اللہ دیوبند اجرت نہ دیوے تو نماز امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۱۱ محمد موسیٰ صاحب امام مسجد مٹن آباد (بہاولپور)

۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۴) جو امام کہ بلا اجرت میت کو غسل دیتا ہے اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

سود کی کاروبار کی کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور دین یعنی سود وغیرہ کاروبار کرتا ہے اور مسجد میں کھڑے ہو کر قرآن شریف سناتا ہے کیا یہ شخص سے پیچھے نماز تراویح جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۵۴ عبید اللہ صہیف (فیروزپور) ۲۴ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۵) سود کاروبار کرنے والے کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ تو ہو جانے کی لیکن مکروہ ہوگی لہذا اس کے پیچھے قرآن شریف سننے سے منع نہیں ہے۔ افضل ہے ہاں اگر سود کے لین دین سے توبہ کرے گا تو اس کے پیچھے بغیر کراہت کے نماز پڑھنی جائز ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

۱ وکدہ بکود حلف مود و سجدہ و مضبوط و ابرص و سوح و سجدہ و شارب الخمر الح (الدر المحتار) ص ۵۶۲ ط سعید

۲ و لا یصلح ان یصلح لیسٹ معہ و ان یصلح العال الاخر حررہ کان ثمة عبرہ و الا لا الح (الدر المحتار) ص ۵۶۲ ط سعید

۳ وکدہ بکود حلف مود و کل لرب و مود و الح (الدر المحتار) ص ۵۵۹ ط سعید (عن عبداللہ بن مسعود عن رسول اللہ ص ۵۵۹ ط سعید) (ابن ماجہ) ص ۳۱۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی



## جس کی بیوی کسی اور کے پاس گئی اس کی امامت

(سوال) ایک امام نے اس بیوی اپنے باپ کے یہاں کئی تھی باپ کے گھر سے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ چلی گئی دو ماہ تک اس اجنبی آدمی کے پاس رہی اب وہ عورت مذکورہ اپنے باپ کی کوشش سے امام صاحب کے یہاں واپس گئی اب جناب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ اس امام صاحب کے پیچھے قوم کی نماز درست بنی نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۱۸ مولوی محمد سعید صاحب (ضلع روتھ)۔

کلمہ رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۶) ہاں امام کی اس میں ذمہ نہیں اس کی امامت ناجائز نہیں ہوتی (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہابی

(۱) بد چلن بیوی رکھنے والے کی امامت

(۲) ولد الزنا کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص ہے اور اس کی زوجہ بدروش ہے اور ایک دوسرے مرد سے جو اہل ہنود ہے اس کا تعلق ہو کیا ہے اور اس سے فعل بد نہ نہ تانبے اور اس فعل سے اس کا خاوند آگاہ ہے یا اگر اس کا خاوند ناواقفیت رکھتا ہے تو اس کے فعل سے آگاہ ہیں تو ایسی حالت میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) تراوی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۶۸۶ بہار خاں صاحب

کلمہ رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۷) خاوند اور اس فعل بد سے آگاہ ہو اور عورت عور کے نہیں تو وہ قبل گرفت ہو گا اور اس کی امامت مبرورہ ہوگی ورنہ نہیں (۲) مبرورہ پڑھائیں اور جماعت میں سب سے بہتر اہمال اور علم رکھتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہابی

نیک اور صالح ولد الزنا کی اقتداء کا حکم

(سوال) ایک حافظ صاحب ہیں جو خوش انان عموماً، صلوة کے پابند اور خلیق بھی ہیں قرآن شریف خوب یاد ہیں وہ نماز میں یعنی ایک طرف کے کھڑے ہیں کیا ان کو امام بنایا جاسکتا ہے اور ان کے پیچھے نماز

(۱) ولا تقرر وازرة ورا حری الایة (سورة فاطر آیت ۱۸)

۲ فی فی سور مکرہ امامہ حد و غری وفسق الخ و فی الشامیة بل منی فی شرح المصیة علی ان کراہہ بعدہ کراہة تحریم (باب الامامة ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید)

(۳) فی لیسور و مکرہ امامہ حد و ولد لیس و یوعده من ای عند الکراہة بان کان الاعرابی افضل من لحصری و بعد من البحر و ولد لیس من ولد لیس و لا عسی من الصبر و حکم بالصد (رد المحتار باب الامامة ۵۶۰ ط سعید)

فرض اور تراویح پر ہفت جائزے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۳ محمد حسین تمباکو فروش (ستلہ)

۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۸) اگر یہ حافظ صاحب صالح اور نیک اور معاشرت کے لحاظ سے محفوظ ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے ورنہ اترنا ہونا ایسی صورت میں موجب کراہت نہیں، محمد کفایت اللہ کا لہ دہلی

امام کی اجازت کے بغیر نماز نہیں پڑھانی چاہئے

(سوال) جس مسجد میں امام مقرر ہے اس میں بلا اجازت امام مقررہ کے اگر کسی شخص نے موجودگی امام مقررہ نماز پڑھائی امام مقررہ مقتدی ہو تو نماز کل جماعت کی بولی یا نہیں؟

المستفتی: نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خان صاحب (ہر دو فی) ۱۰ رمضان ۱۴۳۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۱۳ء

(حواص ۱۲۹) نماز تو ہو گئی مگر ماہ معین سے اجازت لئے بغیر نماز پڑھانا نہیں چاہیے (۱۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

مسائل سے ناواقف اور جھوٹے دلائل والے حلفیہ اہانت کا حکم

(سوال) زید ایک مسجد کا امام ہے اور جاننا ہے لیکن نماز کے مسائل ضروریہ سے اچھی طرح واقف نہیں ہے۔  
جسٹ یونے سے پرہیز نہیں آمدنی میں حلال و حرام نبی و نواجز کا خیال نہیں ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور  
اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

المستطفي نبيہ ۲۰۲۹ شہنشاہی جلیق مینوہ محمد مستطفي سالی پور (۱۰۷۰ھ) ۱۱ رمضان ۱۴۵۱ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۳۰) دوسرا اچھا نام جو مسائل سے واقف ہو اور متقی پر ہیروز گار ہو پیدا کرے اس کو مقرر کرنا

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ و علی

جائے (۲)

فاسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص باوجود متعینہ صحت رکھنے کے تارک ارکان اسلام ہو تو کیا روئے شریعت اس کو کافر فاسق و فاجر یا منافق کہنا صحیح ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو جو شخص ایسے آدمی کو کافر کہے تو عند اشعار اس کے لئے کیا حکم ہے اور ایسے شخص کے قریبیہ نماز جائز ہے یا نہیں؟

(٩) ولو عدت اى عبة الكراهة. . . . . رد المختار باب الاعامة ٥٦٠/١ ط سعيد

٢. اعلم ان صاحب البيت ومعه مائة تسجد الرب وتبني على مائة من غير منطق الخ (الدر المختار باب

الإمامة ١ / ٥٥٩ ط سعيد)

٣. قل في اليوم ، ويكفي دفعه عند عيسى و فليس له راس الامانة ١ ٥٥٩ ٥٦٠ طبعه

المسنن، ج ۲، صفحہ ۲۰۴ (۱) صاحب (۲) ۱۳ رمضان ۳۵۶ھ ۸ نومبر ۱۹۳۷ء  
 (جواب ۱۳۶) اگر متیہ صحیح ہوگا ارکان اسلام مثلاً نماز روزہ وغیرہ فرائض کا تارک ہو یا محرمات مثلاً  
 شرب نوشی نجسیت مذہب وغیرہ کا مرتکب ہو اس کو اصطلاح میں فاسق کہا جاتا ہے کافر کہنا تو درست نہیں  
 ہر ایسے شخص کو فاسق کہنا صحیح ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) دوران تقریر امام کا منبر پر گالیاں نکالنا

(۲) بلا وجہ امام کی مخالفت نہ کرنا

(۳) احکام شریعیہ سے ناواقف کے فیصلے کا حکم

(۴) تراویح پر چائے والے کی دودھ سے خدمت

(سوال) (۱) ایک شخص شاہ محمد رحمہ اللہ کو روایتی سے بھی نہیں پڑھ سکتا صرف و نحو عربی سے ناہمد حدیث  
 قرآن کے معنی سے بیگانہ ہے روز قن شریف سورہ بعد رکوع آخر آیت شریفہ یا ایہا الذین آمنوا  
 اذا نودی للصلوة فاستجبوا لعلکم تفلحون پڑھنے کے بعد ممبر شریف پر وعظ فرمانے لگے تو  
 چنانچہ ہتھکڑوں کے حسب روئے ہاتھ نکالیں بھی استعمال میں مثلاً ہم پنجابی (گان) گوگ حقہ نوشی میں  
 مصروف رہتے ہیں (۲) جو شخص امام مسجد کا قبضہ کھو کر تو مقلد نہ ہو مگر ظاہر داری کے طور پر اس کے پیچھے  
 نماز ادا کرے اور جب موقع ملے تب ہی نماز پڑھے اور نماز پڑھ کر چھٹے چھڑ شروع کر دے تو کیا اسے  
 شخص کی نماز امام کے پیچھے جائز ہے (۳) جو شخص قانون شریعت سے قطعی ناواقف اور قانون رائج الوقت  
 سے بھی قطعی واقفیت نہ رہتا ہو تو روز قن تہجد کا یہ حلف اٹھا کر اقرار کرے کہ میں پنجیت میں بیٹھ کر  
 اسف کروں گا یہ شخص کے لئے یا نعم ہے (۴) مروجہ روایات مبارک کی ایک رات کا واقعہ ہے کہ  
 بعد از نماز شاہ امام مسجد نے نماز پڑھ کر تہجد پڑھ کر میرے واسطے پچھلے سال کی  
 تاریخ ۱۰۰۰ کا اتنی ماکڑیں قانون میں پہلی بن متدی رہنما ہونے پر شاہ محمد نامی ایک شخص نے کہا کہ تم  
 آیتوں کو پڑھتے ہو مگر شاہ امام صاحب نے شاہ محمد کی سنت و سنت کی تہذیب پر بار بار یہی کہتا رہا اور امام صاحب سے  
 اس شخص پر بار بار یہی کہتا رہا کہ یہ شخص کیسے تصدیق کی ہے اس بارے میں شاہ محمد کا ایسا کرنا یا  
 حکم رکن ہے "المسنن" ج ۲، صفحہ ۲۰۶ (۱) ابو عباس حسین صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۳ رمضان ۳۵۶ھ ۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۶) (۱) ایسے ناواقف اور بے علم شخص کو مؤمن نہیں پائیے اور ممبر پر کالیاں زبان سے نکالنا



(۲) ایک مسجد میں امام صاحب مبارک شہ مقرر ہیں ان کو اہل محلہ تین روپے ماہوار دیتے ہیں اور وہ روز میں ہیں ایک اور دوکان ساط خانہ وغیرہ کی بنائے اس میں ان کا بھی حصہ حق یعنی چارہ حصہ ہے ان کو بھی فقرہ نمبر ۱ کے بموجب دینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۰ سر بلند خاں کلید (ریاست جہند) ۱۶ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۱ نومبر ۱۹۳۷ء  
(جواب ۱۳۴) امامت کی تنخواہ دینا جائز ہے مگر قراوت میں قرآن مجید سننے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے اور امام صاحب نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کے لئے دین تو یہ مباح ہے بشرطیکہ اس کی طرف سے مطالبہ نہ ہو ورنہ تو ناراض بھی نہ ہو، محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

### غلط افعال والے کی امامت

(سوال ۱) ایک امام مسجد انعام کراتا ہے اور اس کو اس کی عادت ہے جو لوگ اس کے ساتھ انعام کرتے ہیں وہ مسجد کے اندر شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے یہ فعل اس امام کے ساتھ کیا امام وہاں کے لوگوں کے کہنے کی وجہ سے توبہ کر لیتا ہے اور مسجد میں قراوت کرتا ہے کہ اب ایسا فعل نہیں کر لوں گا مگر پھر اس کے بعد بھی وہ اس فعل کو کراتا ہے تو اس صورت میں اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور اگر توبہ کے بعد اس نے یہ فعل نہیں کر لیا مگر وہ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کراہت کرتے ہیں اور شک ہے کہ اس نے توبہ توڑ دی تو پھر شرع کا حکم کیا ہے؟

(۳) اور اگر توبہ کے بعد لوگوں کو شک نہ ہو اور اس فعل کی وجہ سے دُشمنوں نے نہیں پڑھی یعنی ایک جماعت اس کے پیچھے نماز پڑھتی ہے ایک نہیں پڑھتی بلکہ دوسری جماعت اسی وقت دوسرے امام بلائی ہے ایک مسجد میں ایک ہی وقت میں دو امام نماز پڑھتے ہیں پہلی محراب میں پہلا امام اور دوسری محراب میں دوسرا امام فساد کی جڑ جو ہے یہ امام ہے تو اس صورت میں کون سی جماعت کی نماز ہوتی ہے امام سے کہا جاتا ہے کہ تم چلے جاؤ اس وجہ سے کہ تمہاری وجہ سے فساد ہو رہا ہے مگر وہ نہیں جاتا تو اس صورت میں بھی نماز جائز ہے یا نہیں اور امام کا جو حق ہے وہ بھی اس کو دینا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۷۱ ضامن حسین صاحب بیت السلام دیوبند (سہارنپور)

۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۵) اگر امام نے خود اس فعل قبیح کے ارتکاب کا اقرار کیا ہے اور اس کے اس فعل قبیح سے وہ قنط ہو گئے ہیں تو ان کا تہنیر ہے اور جب تک وہ طہ زائل سے اپنی پوری صلاحیت اور نیک اعمال کا ثبوت نہ دے اور وہ مطمئن نہ ہو جائیں تو ان کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں معذور سمجھنا چاہیے اور

اس امام کی حمایت میں جو لوگ اصرار کریں اور وہ جہ عتیں مسجد میں قائم کریں وہ گناہ گار ہوں گے یہ واضح رہے کہ اندام کرنے والوں کی شہادت بالکل ساقط الاعتبار ہے امام کے اقرار کی صورت میں یہ حکم ہے جو تحریر کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

### تراویح پڑھانے والے کو روپے اور کپڑے دینا

(سوال) ایک حافظ مسجد کی پہچکانہ نماز پڑھاتے ہیں اور رمضان المبارک میں قرآن مجید بھی سناتے ہیں ملازم مسجد بھی ہیں ان کو متولیان رمضان المبارک میں بطور نذرانہ نقد روپیہ بھی اور پارچہ وغیرہ بھی دیتے ہیں اور یہ روپیہ اور پارچہ کی قیمت مسجد کا روپیہ بنائی صورت میں مسجد کے روپے سے دینا درست ہے کہ نہیں؟  
المستفتی نمبر ۲۰۳۷ مفتی محمد عبدالغفور صاحب (علی گڑھ) ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۹۳۶) اگر یہ رقم اور کپڑے پہلے سے ان کے لئے معین کئے ہوئے ہیں تو مسجد کی رقم سے دینا بطور ایک معین شدہ تنخواہ معاوضہ کے جائز ہے اور اگر معین کی ہوئی نہیں ہے تو جس تک عرف کا تحقق ہے اس حد تک جائز ہے۔ لان المعروف كالمشروط لیکن یہ نذرانہ صرف قرآن مجید سناتے کانہ ہو بلکہ سائنہ خدمت مسجد انجام دینے کا ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) امام حافظ نہ ہو تو تراویح کے لئے حافظ کو مقرر کیا جائے

(۲) صحیح کی موجودگی میں ناپینا کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص قرآن مجید متواتر کئی سال سے ایک مسجد میں امام مسجد کی اور مسلمانوں کی مرضی سے رمضان شریف میں قرآن شریف سناتا رہتا ہے اور امام مسجد اس کو اپنی غیر حاضری میں لوگوں کا نائب امام مقرر کرتا رہتا ہے لیکن اب امام مذکور و لوں سے یہ کہتا ہے کہ میں اس حافظ کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ قرآن مجید سنائے اور امام مذکور اس میں کوئی شرعی نقص بھی نہیں بتا کیا ہمہ۔ مسلمان اس حافظ کا رمضان شریف میں قرآن سن سکتے ہیں یا نہیں جب کہ و تراویح فرض خود امام پڑھائے گا۔

(۲) امام کہتا ہے کہ لوگ میری اجازت کے بغیر حافظ مذکور کو اپنا امام تراویح میں مقرر نہیں کر سکتے ہیں کیا لوگ اس کو اپنا امام تراویح میں مقرر کر سکتے ہیں جب کہ امام مذکور بوشرف اس حافظ پر کوئی اعتراض نہیں (۳) اگر ناپینا حافظ قرآن مجید رمضان میں حیثیت امام تراویح سنائے اس حالت میں جب کہ آنکھوں والے حافظ قرآن موجود ہیں جن میں کوئی شرعی نقص نہ ہو تو نماز عمروہ ہوگی یا نہیں؟

(۱) ویکرہ امامۃ عند واعرابی و فاسق ابیح (سورۃ) و فی الشامیہ "واما الذین فقد عللوا کراهۃ تقدیمہ بانہ لا یسمی الامر دسہ و بان فی تقدیمہ لامامۃ یعطیمہ وفد و حب غلبہم ہدسہ شرع رب الامامۃ ۱ ۵۶۰ ط سعید  
(۲) و بقی لہم بصحتہا لعلہ یفراہ و لعلہ و لامامہ و لاداب لح بدر المحتار کتاب الإحارۃ مطلب فی الاستنجا علی الطاعت ۶ ۵۵ ط سعید

المستفتی نمبر ۲۰۷۸ محمد شریف رنجیت پور (انک) ۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء  
(جواب ۱۳۷) (۱) و (۲) اگر امام خود حفظ نہیں ہے تو مسلمان نمازیں مسجد کو حق ہے کہ جس حافظ کو  
پسند کریں اس کو تلاوت میں قرآن پڑھانے کے لئے مقرر کر لیں امام مسجد کی اجازت ضروری نہیں اور  
جب کہ حافظ صاحب کے اندر کوئی شرعی نقص بھی نہیں ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ امام صاحب ان و  
قرآن سننے سے روکیں (۳) کسی نابینا ہونے کی وجہ سے تو نماز مکروہ نہ ہوگی ہاں اگر نابینا کے اندر ب  
احتیاجی اور کوئی شرعی قصور موجود ہو تو ب شک و سہ سے حافظ احق بالامامة ہوں گے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

### کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جامع قدیم کے امام صاحب جو جمعہ و عیدین کے بھی امام ہیں جو حفظ قرآن کریم کے ساتھ چند ارکان  
تائیں بھی پڑھتے ہوتے ہیں یہ وہ جو غرہ شریعت آتش پہنک و متواتر ہے درپے روحانی خدمات پتھار ہے  
ہیں اور متعدد مرتبہ جسمانی بھی مرثیت آتش پہنکے ہمیشہ ان کی تعمیرات پر پردہ ڈال کر ان کو متعدد  
مرتبہ معویاں دیکھ کر ان کے آپ و انتہا امور و حال رخصت لیکن جب کہ امام صاحب کی ذات گرامی سے  
ہوئے استہزاء اسلام و انتہائے تحقیق مسائل شریعہ آنے لگی تو ہم مجبور ہو کر امام صاحب کے رویہ کو جو  
مقتدیوں کے ساتھ ہے نیز اس کے خلاف پند و نظر عامۃ المسلمین نقل کرتے ہیں امید ہے کہ حضرات  
صحابہ کرام و مفتی صاحب جمعیتہ عالیہ ہند مولانا حسین احمد صاحب خصوصاً اپنے قیمتی و بے بہا احکام  
شریعت مقدسہ کی رو سے ہم مسکین کی ہدایت فرمائیں گے کیونکہ ہزار باشندوں کی نمازوں کا سوال ہے  
(امام صاحب موصوف کا مقتدیوں کے ساتھ رویہ)

(۱) سال گزشتہ یعنی رمضان المبارک ۱۳۵۶ء ایک حافظ صاحب مخراب سار ہے تھے جس کے امام  
صاحب مذکور وہاں سامع تھے حافظ صاحب کو جو نقشبہ ہوا امام صاحب نے دو دفعہ لقمہ دیا پھر اسی جگہ نقشبہ  
ہوا تو تیسری مرتبہ امام صاحب نے حافظ صاحب کو قدرت کی نظر سے نہ صرف جھڑکا بلکہ اپنے جنون یا تبہ  
کو کام میں آ کر مسجد کا انتہا مد نظر نہ رکھتے ہوئے مغفط لفظ کے ساتھ مخراب سے جبراً اٹھا دیا اور آپ مصیے پر  
جاکھڑے ہوئے اور شہر و ن سے قاتل شایع کیا حالانکہ پوچیس پارے ہوئے تھے۔

(۲) امام صاحب نے مقتدیوں کو جس وجہ ذیل و خوار سمجھ رکھا ہے کہ مقتدیوں کا بات کرنا بھی امام  
صاحب کی بے عزتی کا باعث ہے نیز اگر کوئی مقتدی مولانا زید الدار ذی وجہت مر جائے تو اس کے جنازے کی

۱۔ قول فی السیر و سرحہ و نحر لی نقود و احسنوا عسر کوہم بح باب الامامة ۱ ۵۵۸ ط سعید.

۲۔ قول فی السیر و سرحہ و نحرہ مدعہ عند و عسی الا ان یکون ای غیر الناس اعلم القود فیہو اولی مراتب  
الامامة ۱ ۵۵۸ ط سعید.

نماز کو خود پڑھنا اس کے کوٹھی چلنے پر جائز عیدت بھی کرتے ہیں مگر ایک وسط درجہ کا مقتدی اگر عالم دین بھی ہو تو پروا نہیں نماز جنازہ نائب یا کوئی اور پڑھا دیتا ہے کیا رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ اسی کا نام ہے۔

(۳) امام صاحب نے ایک دن مقتدیان سے صبح کی نماز کے بعد فرمایا۔ وگو! مجھ سے مصافحہ کرو میں نے تم کو مسجد قبا میں حیثیت نام نماز پڑھانی ہے اور ایک ان فرمایا کہ جناب رسوں کریم ﷺ مسجد میں مجسم تشریف لائے تھے مسجد کے چاروں طرف چہرہ کر اور مجھے دیکھ کر وہ اپس چلے گئے تم مجھ سے مصافحہ کرو۔

(۴) ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ کو امام صاحب کو سورہ نمل میں آیت یمشی فی الاسواق پر تشبہ گا پیچھے جو سامع تھا اس نے بولا۔ یمشی فی الاسواق کے یمشوں فی الاسواق بتایا سلام کے بعد جب امام صاحب عارضہ سس انیوں وضو کرنے چلے تو نائب مؤذن نے کہا اس شخص کو جس نے قلمہ دیا تھا کہ یہ دریا ہے ذر سوچ سمجھ کر قلمہ دیا رہا اس پر مقتدی ایک امام نے (جو باقاعدہ مدرسہ عربیہ امر وہ کا فارغ التحصیل اور سند یافتہ و دستر بند مولوی ہے) فرمایا۔ یہ شاعر کوئی ائمہ ضل نہیں سمجھی سامع کو بھی لقمہ دیتے وقت تشبہ لگتا ہے اس پر چند آدمیوں نے کہا کہ مولوی صاحب حافظہ یعنی امام صاحب سے دریافت کیا جائے کہ کیا سامع کا لقمہ دینا ان کو ناگوار معلوم ہوتا ہے چونکہ سورہ رکتیں ہو چکی تھیں اس لئے اس دن دریافت کرنا منسب معلوم نہ ہو وہ سرے دن امام صاحب کو ایک رکوع میں تعین مرتبہ تشبہ ہوا اور مقتدی نے گزشتہ شب کے غصہ کی بنا پر لقمہ نہ دیا تو امام صاحب نے سلام کے بعد قرآن کو خود دیکھا پھر فوراً نیت باندھ لی جب یہ نماز تمام ہو چکی تو امام صاحب نے امام صاحب سے کہا کہ کیا آپ کو مقتدی حفاظ کا لقمہ دینا ناگوار گزرتا ہے امام صاحب نے نہایت کرخستہ آواز سے جواب دیا ہاں سخت ناگوار گزرتا ہے مولوی صاحب نے پوچھا کیوں؟ امام صاحب نے جواب دیا۔ میری مرضی اس کے بعد چہ میگوئیاں ہوتی رہیں اور معلوم ہوا کہ امام صاحب نے مؤذن مسجد کو کہہ دیا کہ کوئی شخص مجھ کو لقمہ نہ دے اس سے میری بے عزتی ہوتی ہے۔

(۵) ان کے عام رویہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اپنے برابر شہر بھر میں کسی کو بھی عالم نہیں سمجھتے ہیں۔

(۶) امام صاحب ہمیشہ روزانہ سب سے پہلے دوران نماز سلام کے بعد تازہ وضو کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ان کو سس البول کا مرض ہے ان کا اپنڈیاں ہے کہ میں بہت روکتا ہوں قطریہ کا شہ ہو جاتا ہے اس لئے تازہ وضو کرتا ہوں بہت ممکن ہے کہ نماز کی حالت میں قطرہ پام ہو۔ یہ ہیں وہ واقعات جن کا انکار یہ تک نہیں کر سکتی۔ کیا ایسا شخص جو تم علم ہونے پر خلق ہو مغرور و متکبر ہو ان ندانی حاطت سے بھی کم درجہ کا ہو یعنی نہ تو شیخ نہ سادات سے ہو جو علماء میں سے صدر جمعیت علماء ہند کو برا کہتا ہو اس کی اہانت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۴ محمد بہار رحمن انصاری، برہہ دون ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ھ ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۱۳۸) امور مندرجہ بالا اگر صحیح واقعات ہیں تو یہ شخص کو امام قنبر رحمہ اللہ ہے نماز اس کے پیچھے



درست تو ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہابی

(۱) امامت کے لئے کیا شخص مناسب ہے؟

(۲) جس کی عورت پردہ نہ کرے اس کی امامت

(سوال) (۱) امامت کیسے شخص کی ہونی چاہیے اس کی تفصیل بیان کیجئے (۲) امامت میرا سی کی اور غنڈہ گردی اور وگوں میں اشتعال پھیلانے اور بھوٹ بونے والے اور جس کی عورت بے پردہ ہو ایسے آدمی کی امامت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروزپور)

۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۹) (۱) امامت کے لئے یہ شخص مستحق ہے جو ہم دین خصوصاً نماز روزہ کے مسائل سے واقف ہو متشرع ہو اور جماعت میں افضل و بہتر ہو (۲) میرا سی ہونا تو امامت کے منافی نہیں ہاں جن وگوں کی عورتیں بے پردہ پھریں اور وہ منع نہ کریں "بھوٹ بونے کے عادی ہوں" لغویت کے مرتکب ہوں وہ امامت کے مستحق نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ وہابی

منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص اپنے آپ واپل سنت و اجماعت کے اور ظاہر انمازیں پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور شکل مسلمانوں وان ہو اور حفظ قرآن ہو اور دیوبندی ہو لیکن مرزا معن اور اس کے شیعین کو کافر نہ کہے بدھ اصلی مسلمان سمجھے اور اس کے گھر سے شادی نہ ہو اور اس کے ساتھ تعلق اور برت نہ تاؤ ہو اور عیسیٰ عیہ اسلام کی وفات کا قائل ہو اور نبی اکرم ﷺ کی ذہنی معراج کا منکر ہو اور شفاعت اور کرامت اویاء اللہ کا منکر ہو آیا ایسے عقیدہ دار شخص حند شد شریعت محمدیہ میں مسلمان ہے یا کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز جمعہ عید وغیرہ پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۶۴ خلیل الرحمن (پنڈی بہاؤ الدین)

۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ مکیم جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۰) جو شخص مرزا اور مرزائی جماعت کو کافر نہ سمجھے اور مرزائیوں سے رشتہ ناتا رکھتا ہو اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہو اور معراج جسمانی کا منکر ہو اور شفاعت کا منکر ہو وہ گمراہ اور بد دین ہے اس

(۱) ویکرہ امامۃ عبد و عربی و فاسق و عی الح و فی النہر عن مسقط "صلی حلف فاسق او متدع ہال فصل لجماعۃ الح (التویر مع شرحہ باب الإمامۃ ۵۵۹/۱ ط سعید)

(۲) والا حق لا امامۃ تقدما بل یصل الی علم بحکم الصلوة فقط صحۃ و فساداً بشرط اجتنابہ لفقواحن الصلوة ثم الاحسن تلاوہ و نحوہا للقرآن ثم الاورع (الدر المحتوی باب الإمامۃ ۱ ۵۵۷ ط سعید)

(۳) قول فی التویر "ویکرہ امامۃ عبد و عربی و فاسق مع باب الإمامۃ ۱ ۵۵۸ ط سعید"

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کی امامت جائز نہیں (۱)

بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) زید ایک جامع مسجد کا امام ہے مگر بارہ سال سے اس کے خلاف چند بستی والوں کی درخواست اراکین جامع مسجد کے پاس آئی ہے کہ زید کے چال چلن کے متعلق بھی لوگوں کے بہت سے شکوک اور اعتراضات قبل و ثوق ہیں اور اس کے متعلق بہت سی شہادتیں موجود ہیں وروہ اکثر سینما تھیٹر اور ناچ گانوں کی محفلوں میں شریک رہتے ہیں درخواست دینے والے نے صرف چودہ گواہوں کے نام پیش کئے ہیں جن میں سے بارہ گواہوں کا بیان تو یہ ہے کہ ہم نے ایک دوسرے سے سنا اور ذکر کیا دو گواہوں نے جو بیان دیا وہ حسب ذیل ہے:

ہم نے زید کو جنگل کی طرف دو کافرہ عورتوں کے ہمراہ جن میں سے ایک جوان اور دوسری بوڑھی تھی دن کے بارہ بجے قریب دوسرا پیشہ جاتے دیکھا ہم بھی پیچھے ہوئے شہر سے قریب ڈیڑھ میل کے فاصلے پر زید اور دونوں عورتوں جنگل میں اس قدم ایک دوسرے سے فاصلے پر کھڑی ہوئیں زید ان میں سے ایک کو اپنی طرف بلارہا تھا گواہ عمر و بحر جو الگ چھپے ہوئے تھے ان پر زید کی نگاہ پڑی اور زید وہاں سے چلا آیا گواہ بحر نے ان عورتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے اقرار کیا کہ زید نے ایک روپیہ دینا تھا اس معاملہ میں دونوں گواہوں کی ایک ہی زبان ہے راستہ وغیرہ دونوں گواہ برابر بتاتے ہیں ایک گواہ نے جائے وقوع نہیں بتائی لیکن جو نشانات پہلے گواہ نے بتائے تھے وہی راستے بتائے جن کے ہمراہ یہ دو گواہ مختلف اوقات میں جائے وقوع بتانے گئے تھے ان میں کا ایک سیکریٹری جامع مسجد اور دوسرا ممبر ہے اور وہ دو اراکین بھی ان دو گواہوں کے بیان جائے وقوع کے بتانے سے اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ زید جنگل میں گیا۔

دونوں گواہ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں دونوں میں دوستی ہے ایک ہی جگہ کام کرتے ہیں دونوں نے بے نکاح عورتیں رکھی ہوئی ہیں زید یقیناً سینما دیکھتے ہیں زنا کا ثبوت نہیں ہے لیکن یہ سب کچھ شک پر ہو رہا ہے زید شادی شدہ ہے صاحبِ اولاد ہے عمر ۳۵ سال سے ۴۰ سال تک ہے نو بچوں کا باپ ہے اوپر لکھی باتوں پر زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۱۶۶ سیٹھ حاجی عمر ملاں (برار)

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۱) گواہوں کے پاس بے نکاحی عورتیں ہیں تو وہ خود فاسق ہیں نیز دو سال پہلے کا واقعہ بیان کرنا بھی قبل سماعت نہیں دو برس تک انہوں نے یہ واقعہ کیوں بیان نہیں کیا اس کے انفا کی وجہ سے بھی یہ

شہادت قبل سماعت نہیں ہاں سینما دیکھنے کی وجہ سے امام کی امامت مسموم ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہابی

(۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت

(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں

(۳) کچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا

(۴) نا اہل متولی کو معسزول کرنے کا حکم

(سوال) (۱) ایک بستی کے مسلمانوں نے ایک شخص کو امام بنایا پھر امام کے حالات خراب ہو گئے لوگ شک کی نظر سے دیکھنے لگے اور وہ اہل ازیم امام مذکور کا مرزائیوں کے ساتھ بہت میل ملاپ ہے ایسا کئی دفعہ عید کے موقع پر بستی کے شریف مسلمانوں نے اپنا امام اور مقرر کر لیا کیا امام اول کو امامت سے ہٹانا اور دوسرا مقرر کرنا درست ہے (۲) کوئی مسلمان نہایت والا شخص کسی مسجد کے مالک ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے امام اول اس مسجد کی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے

(۳) کیا کسی بستی کے اکثر مسلمان بستی کی چچی مسجد کو گرا کر اس جگہ پر پہلے کی نسبت مضبوط اور پختہ مسجد بنوا سکتے ہیں۔

(۴) اگر کوئی امام مسجد جس کا کیر سٹر (چال چلن) خراب ہو اور مرزائیوں کے ساتھ سخت میل جول رکھتا ہو وہ بلا ثبوت مسجد کے متولی ہونے کا دعویٰ کرے تو شریف اہل محلہ اس کو امامت اور خود ساختہ تولیت سے ہٹا سکتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۹۵ قاضی محمد شفیع صاحب (ہور)

۸ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۲) (۱) ان حالات میں پہلے امام کو عید کر دینا اور دوسرا امام مقرر کر لینا جائز ہے (۲) مسجد کا مالک کوئی نہیں ہو سکتا ہاں متولی کو تولیت کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں مگر ملکیت کا دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا (۳)

(۳) ہاں بستی والوں کو یہ حق ہے کہ وہ کچی مسجد کو پختہ بنانے کے لئے گرا دیں اور پختہ بنالیں (۴)

(۹) قال فی التبیور " ویکره امامہ عند واعزانی وفسق الحج و فی الشامیہ " وأما الفسق فقد عدلوا کراهیہ تقدیمہ بآلہ لا ینہم لأمر دہ ویا فی تقدیمہ للإمامۃ تعظمہ وقد وحی علیہم اہانتہ شرعاً الحج (ب) الإمامہ ۵۶۰/۱ ط سعید

(۲) ویبرع وحبونا لوالواقف نعمرہ لا لوالی غیر مأمون أو عاقر أو ظہرہ ففسق الحج (الدر المختار کتاب الوقف ۳۸۰/۴ ط سعید)

(۳) وأن المساجد للآیۃ سورۃ جن

(۴) أراد اهل المحلة بقص المسجد وبناء احکم من الاول لهم دین (الدر المختار کتاب الوقف مطلب احکم المسجد ۳۵۷/۴ ط سعید)

(۳) استحقاق توییت کا ثبوت نہ ہو تو متولی ہونے کے مدعی کو ہٹایا جاسکتا ہے بالخصوص جب کہ اس کے حالات بھی صداقت کے خلاف ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له العالی

(۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(۲) تماشے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ہماری مسجد میں اس کا بہت مجمع ہے اگر امام ممامہ نہ باندھے اور ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھوں تو ایک فریق اس پر اصرار ہے کہ نماز نہیں ہوتی یا مکروہ ہوتی ہے۔  
(۲) یہاں بعض مساجد کے امام لوگ سینما تک، نیو ویس اکٹرا جاتے ہیں ایسے اماموں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟  
المسئنی نمبر ۲۲۴ جناب فینش اللہ میاں صاحب مالیکوٹ (ناسک)

الربیع الاول ۱۳۵ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۳) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھنا بلاشبہ جائز ہے کوئی حدیث یا فقہ کی عبارت ایسی نہیں جو یہ ثابت کرے کہ بغیر عمامہ کے امامت جائز نہیں عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل تو ہے مگر بغیر عمامہ کے امامت کرنا مکروہ نہیں کراہت ایک امر شرعی ہے جس کے لئے شرعی دلیل کی ضرورت ہے جو لوگ بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی بات کو مکروہ قرار دیں ان کو خدا سے ڈرنا چاہئے (۱)

(۲) سینماؤں تماشاؤں اور ٹانکوں میں شریک ہونا موجب فسق ہے ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۲)  
یہ امام اگر توبہ نہ کریں اور یہ عمل ترک نہ کریں تو ان کو متحدہ ترک بہتر صالح امام مقرر کرنا چاہئے۔ فقط  
محمد کفایت اللہ کان اللہ له العالی

امامت کا حق کس شخص کو ہے

(سوال) (۱) زید و بحر معمولی سی بات پر ضد میں اگر امام مسجد کو بلا قصور بلا اجازت تمام مصلیان و اہل محلہ ہٹا کر ایک ایسے لڑکے کو امام مقرر کرتے ہیں جو احکام دین سے بالکل ناواقف ہے اور بد رویہ ہے نصف مردمان محلہ اس کی امامت سے ناراض ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگ زید و بحر کے تعظیم و جلالہ افعال سے رنجیدہ ہو کر دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے جاتے ہیں بروئے شریعت زید و بحر کا یہ فعل کیسا ہے؟

(۱) قال فی الإسحاف "ولا یولی إلا مبی من طلب الولیة علیہ ان یوفی لا یعطى له وهو کمن طلب القضاء لا یقلد (رد المحتار) کتاب الوقف" مطلب فی شروط المتولی "۳۸۰/۴ ط سعید)  
(۲) وقد "وان المستحب ان یصی فی قمص و زار و عمامہ ولا یکرہ الا کتفاء بالقلنسوة ولا عورة لما اثنیہ ابن العوام من کراہہ دلت الح (عمدة لرعاية علی حدیث شرح الوقایة" کتاب الصلوة ۱/۱۶۹ ط سعید)  
(۳) فی التوبیر "وبکره مائة عدد و سبق الح و فی الشامیة "بل منی فی شرح المنیة علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحريم (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۲) تمام نمازیوں میں اس صفت اور اس قبیلہ کا نام ہونا چاہیے  
 المستفتی نمبر ۲۲۵۵ عبدالمعین (نارنوں) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۸ء  
 (جواب ۱۴۴) (۱) یہ فعل زید و بحر کا صحیح نہیں اور احکام دین سے واقف شخص کو امام بنانا جب کہ اس  
 سے زیادہ مستحق شخص موجود ہو غلط کاری ہے جس سے زید و بحر کو توبہ کرنا اور باز آنا چاہیے۔  
 (۲) احکام نماز سے واقف قرآن مجید میں پڑھنے والے احکامات شخص امامت کا مستحق ہے (۱) فقط  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم

(۲) نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں

(سوال) (۱) کوزہ یا جذام والے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) نابالغ لڑکے کے پیچھے تراویح اور  
 ولد الزنا کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۸ اے سی منصور (بمبئی)

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۵) (۱) اگر بدن سے رطوبت بہتی نہ ہو تبسم خشک ہو تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی لیکن  
 لوگ کراہت کریں تو اس کو امام بنانا نہیں چاہیے (۲)

(۲) نابالغ کی امامت جائز نہیں، ولد الزنا اگر کہل و رشاک ہو تو اس کی امامت درست ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۴۱ حافظ محمد اسماعیل صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۶) اہل حدیث کے پیچھے نماز جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) والأحق بالإمامة نقدبنا بن ناصب إلا علم بالحكم، صلوة فقط صحة وفساداً بشرط احتسابه للمواحسن الطامرة،  
 ثم الأحسن تلاوة ثم الأورع (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

(۲) وكذا تكره حلف أمر دوسفه و مفلوح وأبرص شاع برصه الح (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۶۲ ط  
 سعید)

(۳) ولا يصح إهداء الرجل دمره وحشي وصبي مطلق الح (سور الأضار باب الإمامة ۱/ ۵۷۷ ط سعید)

(۴) قال الشامي ولو عذب في عهد الكراهه بأن كذا الأعراسي الفص من الحصر وولد الرما من ولد الرش  
 فالحكم بالصد (باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید)

(۵) قال في الدر المختار و محلف كسافعي لكن في ورايد بين المراءه له بكره أو عدمها له يصح وإن شئت  
 كره وفي الشامه وأما لا إهداء بالصدف في مبروح كذا سافعي فمحور ماله يعلم منه (حار ح)

## قیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد چند یتیم بچوں کو پریشان کرتا ہے ان کی حق رسی میں روڑے انکا کر ان کا حق ضبط کرتا ہے کچھ عرصہ ہو یہی امام مسجد ان قیموں کی حق رسی کا ضامن ہوا تھا مگر اب پر زور مخالفت کرتا ہے اس کی مخالفت کی وجہ محض ذاتی ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل واقع تو نہیں ہوتا؟  
المستفتی نمبر ۲۳۷۱ عبد اللہ صاحب (مایہ کوئٹہ) ۱۴ جمادی الاول ۱۴۳۵ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۸ء  
(جواب ۱۴۷) اگر امام مسجد قیموں کا حق تلف کرتا ہے یا کرتا ہے یا تلف میں سعی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے اس کی امامت سبک دہ ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## رشوت خور اور جھوٹ بولنے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام نے اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے طلاق نامہ بنی بنی کو اور ضلع نامہ شوہر کو دونوں کی راضی برضا پر دلوا دیا ایک ماہ کے اندر ہی یعنی عدت پورا نہ گزرنے پر اس بنی بنی نے دوسری بستی جا کر دوسرے شوہر کے نکاح میں جانے کے لئے آمادہ ہو کر اس بستی کے قاضی سے دریافت کیا تو اس قاضی نے طلاق نامہ دیکھ کر عدت پورا نہ ہونے پر نکاح پڑھنے سے انکار کر دیا بعد میں یہی امام جس نے طلاق نامہ و ضلع نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے دلوا دیا تھا اس نے اپنی جماعت کو بغیر اطلاع کئے ہوئے خفیہ طور پر جا کر کچھ رشوت لیکر نکاح پڑھ دیا کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں بعد ہفت عشرہ جماعت کو یہ خبر معلوم ہونے پر اس پیش امام سے اس نکاح کے متعلق جماعت کے دریافت کرنے پر اس نکاح کو میں نے نہیں پڑھایا کہہ کر جھوٹ بول کر جماعت کو انکار کر دیا اس تاریخ سے جماعت نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا بعد دو چار دن کے اس پیش امام نے عام جماعت میں کہا کہ خود میں نے بنی بنی یہ نکاح پڑھایا یہ اقرار کر کے معافی کا خواستگار ہوا تو کیا پھر یہ امام امامت کے قابل ہو گیا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۱۴ محمد غوث صاحب۔ بولہ بنی۔ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۸ء  
(جواب ۱۴۸) اس امام نے اول تو عدت کے اندر نکاح پڑھنے کا بڑا گناہ کیا دوسرے رشوت لی (اگر رشوت لینا ثابت ہو) تیسرے جھوٹ بول کر میں نے نکاح نہیں پڑھایا۔

پس اگرچہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر زجر اس امام کو کچھ دنوں کے لئے امامت سے علیحدہ کر دیا جائے اور جو رشوت لی ہے وہ واپس نہ لے پائے اور وہ نکاح عدت کے بعد از سر نو پڑھایا جائے جب

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ما بعد الصلوة علی عقد مقصدی، علیہ الإجماع (باب الإمامة ۵۶۳/۱ ط سعید) اس میں مقصد کے پیچھے نماز جائز ہے جو اصل سنت کے امتناعی مسائل میں مخالفت نہ کرے۔ مشرعت کی حرمت کا قائل ہو اور سب سلف کرتا تاجر نہ سمجھتا۔ وہ میرہ ورنہ ان کا حکم میں ابدتہ بیست ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاویٰ ۱/۲۵۳ باب الإمامة ط دارالعلوم کراچی)

لوگوں کو طمینن ہو جائے کہ امام نے اپنی توجہ دینی ہے اور آئندہ وہ ایسا کام نہ کرے گا تو پھر اس کو امام بنا سکتے ہیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(سوال) ایک قلم عام دین جو عرصہ دراز تقریباً ۳۰ سال سے عید گاہ میں عیدین کی امامت کرتا چلا آتا ہے اور چونکہ خطبات میں مدیم المثل ہے وقت اور ضرورت کے لحاظ سے اپنی خطبات میں مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی فلاح و بہبود اور جماعتی زندگی کے لئے صحیح راہ عمل بتاتا رہتا ہے جس سے مسلمانوں کو گونا گوں فوائد حاصل ہو رہے ہیں آج کل ہندوستان میں سیاسی اختلافات کے باعث مسلمان دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے ہیں۔ ایک مسلم لیگ اور کانگریس کی سیاسی اختلاف کی بنا پر ایک جماعت کے چند لوگ دوسری جماعت کے امام کے پیچھے جس کی تعریف اور پرہیز و رقت نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیکر مسلمانوں کو اس کی اقتداء سے روکتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں اور بدعت سے روک کر حسب سابق ہی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر مصر ہیں ایسی حالات میں مسلمانوں میں فتنہ اٹک، تشکیک اور ہنگامہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے ہذا سوال یہ ہے کہ سیاسی اختلاف کے باعث امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا یا نہیں عدم جواز کے دلیل و وجوہ کیا ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۵ ج ۱۱ ش صاحب محمد رفیع صاحب کلکتہ۔

۲۳ رمضان ۱۳۵۵ھ کے ۱۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۹) جو امام مذکور عرصہ دراز سے امامت کرتے چلے آتے ہیں وہی امامت کے مستحق ہیں۔ بدوچہ ان کو علیحدہ کرتا درست نہیں بلکہ ایک طرح مسلمانوں میں تفریق اور فتنہ کا روازہ کھلتا ہے سیاسی مسلک کا اختلاف اس کی وجہ نہیں بن سکتا کہ امامت جیسے وظائف شرعیہ میں مداخلت کی جائے۔ (۲) نقطہ

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں، اس کی امامت

(سوال) (۱) زیدؒ تہجد کا امام ہو یا مولوی امامت کی خدمت کو انجام دیتا ہے اور اس کو ایک دیرینہ انعام بازی کا بھی شوق ہے مگر اس کے اس فعل کا وہ لوگ کہ صرف شک و شبہ تھا مگر اب وثوق کے ساتھ وہ اس جرم کا پوری طرح مرتکب ہو چکا ہے تو کیا یہ امام یا مولوی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) وہ امر در ریخت طرب یہ ہے کہ منملہ یک شہ جماعت کے کچھ تھوڑے لوگ امام کے موافق ہوں اور

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ: "الامام من الدین کمین لا دین لہ" (ابن ماجہ 'دین

ذکر التوبۃ ۳۱۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) قال فی التور و شرحہ: "واعلم ان صاحب لک و مندہ لہ لمسجد الراب اولی بالامامۃ من عہدہ مطہرا

(باب الإمامۃ ۵۵۹/۱ ط سعید)

بہت سراسر افسوس کے مخاف تو ایسے امام کے پیچھے بھی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۶۷ جناب ابو الفتح صاحب (حیدر آبادی) ۲۸ محرم ۱۳۵۸ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۱۵۰) زید کا یہ فعل ثابت ہو یا جماعت کی اکثریت کو اس کی اس حرکت قبیحہ کا ظن غالب ہو تو ایسے امام کو معزوں پر یا جانے کیونکہ مستقیم امام کو امام رکھنا جماعت کی نماز کو خراب کرتا ہے اور جب کہ جماعت کی اکثریت ناراض ہے اور ناراضی کی وجہ بھی شرعی ہے تو ایسے امام کی امامت مردہ تحریمی ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### فعل بد کرنے والے امام کی اقتداء کا حکم

(سوال ۱) جب امام جامع مسجد کے متعلق (جو حفظہ حق تہجد گزار اور عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز ہے) دو شخص کو ایک اڑے باپ اور دوسرے استاد شرعی جو عام بھی ہیں علم الیقین ہوا کہ اس لڑکے کے عمر ۱۱ یا ۱۲ سال کے ساتھ مرتکب فعل باطلت ہوا ہے اس پر بد ریافت آپ نے یہ فتویٰ فرمایا تھا کہ ایسے امام کے پیچھے نماز کر اہست ہو جائے گی اور اس بدکار امام کی پردہ پوشی نہیں کرنا چاہیے اب دریافت طلب یہ ہے کہ علم الیقین اولوں کو نماز میں اقتداء قیام امام رکھنی چاہیے یا ترک کر دینی چاہیے؟

(۲) متولی صاحب مسجد نے اظہار خود چند آثار کی وجہ سے امام مذکور کا راز معلم صاحب مذکور سے معصوم کر کے صرف یہ کہہ کر کہ پہلے تو یہ عادت نہیں تھی اب ہو گئی ہوگی معاملہ ختم کر دیا ہے متولی صاحب کی یہ پردہ پوشی مناسب ہے؟ ورنہ نہیں ہے تو کیا کچھ سنہ ان کے ذمہ نہیں ہوتا ہے متولی صاحب کو مذہب عام ہونے کی صورت میں یہ صرف سوت مباح ہے یا ورنہ عمل بھی ان پر واجب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۳۹ شجاعت حسین صاحب (آرہ) ۹ رجب ۱۳۵۸ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۵۱) (۱) اراکان و یقین ہو گیا ہو تو امام و یحیدہ کر دینا لازم ہے (۲)

(۲) جب کہ متولی صاحب یقینی علم نہ ہو تو وہ سلوک ہی کر سکتے ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### بد کردار امام جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں

(سوال) زید جو مسجد کا تنخواہ دار مذکور ہے اس کے اعمال و افعال سے مسلمان ناراض ہیں کیونکہ یہ باتیں اس

(۱) فی التبیور "وسکونہ مامہ عند واعری وفسق" ایضاً و فی الشامیہ "بل مشی فی شرح المیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم" (باب الامامۃ ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

(۲) فی فی السور و شرحہ "ولم یقدم قوم و ہم لہ کارہوں ان الکراہۃ لفساد فیہ اولاً بہم احق بالامامۃ مہ کرہ لہ دلت بحریۃ" لحدیث سی داود "لا یفلن اللہ صلاۃ من تقدم قوم و ہم لہ کارہوں" (باب الامامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) و برع و حود لو یومف فعمدہ بالاولیٰ عبر مامون و عجزو طیر بہ فسق (اندر المختار) کتاب الوقف ۳۸۰/ ۴ ط سعید

بقی لا یرول بالشت الاسد و لطائر القعدة الذی ۵۶ ط میر محمد کتب خانہ کراچی



میں موجود ہیں۔

(۱) جھوٹے پونا اور جھوٹی شہادت لینا (۲) مسجد کاروپہ اپنے ذاتی منہ میں خرچ کرنا (۳) مسجد کاروپہ اپنی وجاہت پیدا کرنے یا قنم رکن کے لئے خرچ کرنا (۴) مسجد کے ملازموں سے اپنے گھر کے ذاتی کام لینا اور اپنی خدمت کرنا (۵) قبرستان کی قبروں کو منہ مکر کے اس پر ذاتی مکانات بنانا (۶) اپنے رشتہ داروں کو مسجد کا ملازم مقرر کرنا اور پھر ان سے مسجد کے کام میں غفلت اور بے پروائی پر باز پرس نہ کرنا (۷) اپنے مخالف مسلمانوں کی شکایتیں افسر ان و کامیاب تک پہنچا کر ان کو نقصان پہنچانا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص میں یہ سب باتیں موجود ہوں تو مسلمانوں کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا درست ہے یا نہیں اور وہ باوجود ان اعمال کے امامت کا اہل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۴۷ شریعہ سبب صاحب۔ پشاور۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ ۱۹ اگست ۱۹۹۴ء

(جواب ۱۵۲) اگر یہ واقعہ ہو کہ کسی امام میں یہ باتیں پائی جائیں جو سوال میں نمبر اسے ۶ تک لکھی گئی ہیں تو ایسا شخص امامت سے قی نہیں ہے اور جماعت کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا جائز ہے اور جب کہ امام سے تمام جماعت یا جماعت کی اکثریت وجود شرعیہ کی بنا پر ناراض ہو تو امام کو ہرگز امامت کرنا جائز نہیں۔ **تخفیرت فیہ فیما یات۔ ثلاثة لا تحاوز صلاتهم اذ انهم العبد الانق حتی یوجع وامرأة باتت و روحها علیها ساخط و امام قوم و هم له کارهون (ترمذی شریف)۔** یعنی تین شخص ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے تباہ نہیں کرتی (یعنی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی) ایک غلام جو آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو جب تک وہ پاس نہ آئے اور وہ عورت جو خندانہ ناراضی اور نفلی میں رات بسر کرے سوم وہ امام جس سے جماعت بیزاری ہو یہ واضح رہے کہ جماعت کی بیزاری وہی معتبر ہے جو جوہ شرعیہ پر مبنی ہو کیونکہ امام صحت امامت کی اہلیت رکھنے والے متدین تابع سنت ہو تو جماعت کی ناراضی اور بیزاری مؤثر نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

ٹوپی پہن کر نماز جائز ہے

(سوال) اگر زیادہ سے زیادہ نوے فیصدی دستار پوش ہوں تو یہ یہ سبب معمولی ٹوپی پہن کر ہمیشہ امامت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۹۰ وزیر معارف ریاست قندھار (ہوچستان) ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ (جواب ۱۵۳) ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا بابرہت جائز ہے اور امامت کی بابرہت جائز ہے خواہ مقتدی متعہم ہوں یا نہ ہوں زیادہ سے زیادہ (یہ کہہ سکتے ہیں کہ) خلاف اولیٰ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له۔

۱۔ باب ما جاء من ان یوم و هم له کارهون ۱۲۹ ط سبعة کسی یوم و هم له کارهون ان الکراهة لفساد فیہ او لا یهم احیاً لا مامد منه کراهة ذلت بحسب رتبہ هو حق و لکراهة علیہم الدنر المحذور باب الامامة ۵۵۹/۱ ط سعید

۲۔ وقد ذکر وان المسحح بتبلی فی فستق زار و عمده ولا مکروه الا کتفاء بالفلسوة ولا عرہ لما اشیر بس العوام من کراهة ذلت سج، حنودہ اربعہ باب ما یفسد سیرد و ما یکرہ فیہ ۱۶۹ ط سعید کمپی

## قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے والے کی اقتداء

(سوال) ایک امام درمیان قعدے میں اتیات کے بعد درود شریف پڑھتا ہے اور اس کو جائز سمجھ کر مجددہ ہو بھی نہیں کرتا اور خود اقرار کرتا ہے کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۶

(جواب ۱۵۴) ولا یرید فی الفروض علی التثبہد فی القعدة الاولى جماعاً فان زاد حامداً کرہ فتجب الا عادة او سہا وحب علیہ سجود السہو اذا قال اللہم صل علی محمد فقط علی المذهب المفتی بہ (درمختار) قولہ اجماعاً وهو قول اصحابنا و مالک و احمد و عبد الشافعی علی الصحیح انہا مستحبة فیہا للجمهور ما رواہ احمد و ابن حزیمة من حدیث ابن مسعود تم ان کان السی لیس فی وسط الصلوة یخص حین فرغ من تثبہدہ قال الطحاوی من زاد علی ہذا فقد خالف الا جماع بحر (ردالمحتار) درمیان قعدے میں جو امام تشہد کے بعد قصد درود پڑھے اس کی نماز مکروہ واجب الاعادہ ہوئی تب بعد اس کے پیچھے اقتداء کرنا مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

## جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت کا حکم

(سوال) جس شخص کی عورت پردے میں نہ رہے وہ شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو دوہرا ناپا جائے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۳ بدائع الحق امام جامع مجدد۔ دہلی ضلع پنج نعل۔

۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ ۲۰ م جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۵۵) اگر ماہر اپنی عورت کو پردے میں سے منع کرتا ہو اور اس کے اس فعل سے راضی نہ ہو مگر عورت خاوند کی بات نہ مانے تو امام پر اس کا مؤانذہ نہیں ہے اور اس کی امامت جائز ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

## مسائل سے ناواقف مانہ کرنے والے کی امامت

(سوال) ہمارے محل میں ایک پیش مساسب ہیں وہ صرف قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں ان کو مسائل کا علم بھی نہیں ہے اب پتہ عرسات انہوں نے سکریٹریوں کا یہ پارٹیشن کر دیا ہے بعض وقت وہ نماز میں غیر حاضر بھی رہتے ہیں۔

(۱) باب صفة الصلاة ۱ ۵۱۰ طبعہ کمیٹی دارالاندلس و دارالاحقری (سورۃ فاطر ۱۸)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: "ولا تزر وازرة وزر اخرى الاية (طہر: ۱۸)

(المستفتی: امیر الدین (امیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۶) تجارت پر نا تو ایسا فعل نہیں ہے جس کی وجہ سے امامت مکروہ ہو۔ مگر ان کا نمازوں کے وقت میں غیر حاضر رہنا و مسائل سے واقف نہ ہونا یہ ایک باتیں ہیں جن کی وجہ سے دوسرا عالم حافظ امام مقرر کرنا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له وہلی

### صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک امام صاحب ہاتھ باندھ کر بغیر عذر کے ٹوپی پہن کر فرض نماز پڑھاتے ہیں رکن الدین فتاویٰ برصغیر شریعت اور فتاویٰ مسیحی وغیرہ میں مذکور ہے کہ نسیان کے ساتھ جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔

(المستفتی: نظیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۷) ٹوپی سے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے مگر باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے مگر بغیر عذر کے صرف ٹوپی سے نماز پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے بحال سے اور قصد ترک کرنے میں مختلف حکم نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له وہلی

### حافظ قرآن ناظرہ خوال سے افضل ہے

(سوال) پیش امام حافظ قیامت کے دن امتدین کی ندا پیش کرے گا ایسی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ اور ناظرہ پیش امام سے حافظ پیش امام کی بزرگی ہے یا نہیں؟

(نظیر الدین امیر الدین (امیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۸) حافظ قرآن ناظرہ خوال سے افضل ہے بلکہ اعمال صالحہ دونوں کے یکساں ہوں (۲) نیک لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نئے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کر سکیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له وہلی

### متعلق صحت امامت

(سوال) متعلقہ صحت امامت

(۱) والحق بالامامة قدس سرہ صلا لا علم بحجۃ الاسلام صحیحہ و لسانہ سوط حبانہ لخواجہ الصمدی

الح (الدر المختار) باب الامامة ۱ ۵۵۷ ط سعید

(۲) وقد ذکرنا أن المنصب أن يصلي في قمتين... لا يكره ولا يفتى بالفساد الح، عمدة الرعاية

على هامش شرح الوقاية باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱ ۱۶۹ ط سعید

(۳) قال في السار حنية... لا ان حلهما قرا فيقدم القوم الاخر ففقدوا

السنة (رد المختار) باب الامامة ۱ ۵۵۹ ط سعید

(جواب ۱۵۹) اگر امام سود خوار کے ہاں روزہ افطار کرتا ہے تو وہ اپنا نقصان کرتا ہے اس سے تمہاری نماز میں کوئی خلل نہیں ہوئی ہونا تو اچھی بات ہے لیکن جس کے بیوی نہیں آروہ اور باتوں کے لحاظ سے یہ کی دہائی امامت بہتر ہو تو اس کو ترجیح دی جائے گی مثلاً مفتی پر ہیہ گار ہو تو قرآن مجید اچھ پرست ہو وغیرہ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

### امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے

(سوال ۱) جس ملک میں سلطان یا نائب سلطان نہ ہوں یا موجود تو ہوں لیکن شرعی امور کی طرف ان کی باطل توجہ نہ ہو تو امام یا نائب امام مقرر کرنے کا حق شرعی کس کو ہے؟ (۲) اگر مصدیان و کمیٹی مسجد ایک ایسے متدین شخص کو نیت کے لئے مقرر کریں جس پر جمہور مصدیان حسن اقتدار رکھتے ہیں اور بطریق طہ اس کی قضا کرتے ہیں اور امام نیاات کے لئے یہ شخص و پیش کرے جس پر مصدیان کا متہ اور اطمینان نہ ہو تو کیا مسدیان امام کے پیش کردہ نائب و تسلیم کرنے پر مجبور ہیں؟ (س ۱۴۰ ج ۲ سعید) (۳) شامی مجدد اول س ۵۶۲ میں ہے ہو صریح فی جوار اسسالة الخطیب مطلقا او كالصریح (س ۱۴۲ ج ۲ سعید)۔ اور س ۵۶۳ میں ہے لو صلی احد بعیر اذن الخطیب لا یجوز (س ۱۴۳ ج ۲ سعید) اور س ۵۶۴ میں ہے و نصب العامة الخطیب غیر معتبر۔ فقہی روایات سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ نائب مقرر کرنے کا حق شرعی صرف امام کو ہے۔

المستفتی عبد الوہاب سکریری مسجد کمیٹی

(جواب ۱۶۰) (۱) اگر مسجد کی کوئی کمیٹی ہے تو وہ امام یا نائب امام مقرر کرنے کی مستحق ہے لیکن اگر کمیٹی نہیں ہے تو مسجد کے نمازیوں کی جماعت کا حق ہے۔ (۲) نائب امام ہونی ہو گا جس کو مسجد کی کمیٹی یا نمازیوں کی کثرت رائے سے مقرر کیا گیا ہے صرف امام و تہا اس کا اختیار نہیں ہے خصوصاً جب کہ امام خود بھی امامت کا تنخواہ اور ملازم ہو۔ (۳) خصب سے تنخواہ دار خصب مراد نہیں ہے کیونکہ تنخواہ دار خصب تو ملازم مستاجر ہے اس کے اوپر احکام امتیاز کے نافذ ہوں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

۱۔ و لاحقاً بالامامة نفدسا بل صلا لا علم بالحکم الصلوة صحہ و فساد بشرط احتیاجہ بلغو حش الظہرہ۔ سہ لاجس تلاوة و تحوید لفقراء۔ نہ لاوری الاکثر الفقہ بسبب سہر مع لدر۔ باب الامامة ۱/ ۵۵۷ ط (سعد کمپی)

۲۔ و لحدیث الی انہم و احسنوا عنہم کثرہم و یومہ فومہ و ہم لہ کرہون لکراہۃ لفسادہ و لاہم حق مہ کرہ نہ دلت تحریر لحدیث سی دود۔ لا یقل اللہ صلاہ من صلاہ فومہ و ہم نہ کرہون لحدیث سی دود مع لدر۔ باب الامامة ۱/ ۵۵۷ ط (سعد)

۳۔ و حدیث بعضہم لافرا و احذر بعضہم عرہ و عرہ لا کر کہ فی لسراج روح (عالمگیریہ الفصل السی فی بیان من هو احق بالامامة ۱/ ۸۴ ط مکبہ ماحدیہ کوئٹہ)

تاکے مرتکب کی امامت مکرر ہو ہے

(سوال) زید ہدایتی نیک و پرہیزگار شریعت حدود و احکام کا پابند بھی اسی وجہ کا ہے اور عرصہ قسریٰ سے نماز کی کبیرا پڑھاتا ہے مگر اب کچھ دنوں سے ایک ایسے چکر میں پھنس گیا ہے کہ زنا کا مرتکب ہو گیا زید عرصہ چودہ سال سے مجروح تھا صرف نکاح کرنے کی غرض سے زنا کا مرتکب ہوا۔ مگر زید کا زنا کسی کو معلوم نہیں ہے اور واقعہ ٹھیک ہے کہ زید اس فعل سے باز آجائے اور توبہ کرے تو اس صورت میں زید کی امامت درست ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۱۶۱) زید زنا کا مرتکب ہوا تو اس کی امامت ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) رشوت دینے والے اور بلیک کرنے والے کی امامت

(۲) جواب دیگر

(۳) جواب دیگر

(سوال) زید رشوت دیکر اور بلیک کر کے اپنی روزی مہاتا ہے اور زید کا لڑکا زید کی شرکت میں ہے اور زید بلیک تجارت بھی کرتا ہے وہ بلیک سے نہیں زیدہ ہے اور زید نے دوسروں کا روپیہ مار کر دیوالہ نکالا ہے کیا زید کے لڑکے کی امامت درست ہے؟

(جواب ۱۶۲) زید اور اس کے لڑکے کی امامت ناجائز ہے کیونکہ لڑکا بھی اس حرام کاروبار میں شریک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(جواب دیگر ۱۶۳) پیش امام لڑکے کتروئے اور خشکی رکھے تو اس کی امامت مکرر ہے اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے مسجد کے دیواروں پر بلا کسی مذکر کے سونا ناجائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(جواب دیگر ۱۶۴) خدا اور رسول کے احکام میں سید اور امتی دونوں داخل ہیں اور مکلف ہیں گروہی سید کوئی خلاف شرع کام کرے تو اس پر بھی اسی طرح مواخذہ ہوگا جس طرح کسی غیر سید پر ہوتا ہے۔ سید نے کسی جائز معاہدے پر رضامندی دیدی اور اس کے بعد اس سے بلا وجہ انحراف کیا تو عمدہ شکنی اور وعدہ خلافی کا ان پر بھی گناہ ہوگا سید ہونے کی وجہ سے وہ اس مواخذے سے بری نہ ہو جائیں گے چار آدمیوں کے سامنے اقرار کر کے پھر جانا بھی ایسی ہی عمدہ شکنی ہے جیسے کہ چور کی پچھتایت کے سامنے وعدہ کر کے پھر جانے

۱، دل فی السور ویکرہ مدہ عید و اعزازی و فاسق و فی السامیة من الفسق و هو الخروج عن الاستقامة و لعل لمرادہ من یرتکب لکبر کشارب الحمر و لوی لبح (باب الامامة ۱ ۵۶۰ ط سعید)  
۲، دل فی السور ویکرہ مدہ عید و عری و فاسق و فی السامیة من الفسق و هو الخروج عن الاستقامة (باب الامامة ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید)  
۳، دل فی السور ویکرہ مدہ عید و عری و فاسق و فی السامیة من الفسق و هو الخروج عن الاستقامة (باب الامامة ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید)

کی صورت میں ہوتی بلکہ سیدوں پر اتباع شریعت کی ذمہ داری ان کے منصب کے لحاظ سے زیادہ ہوتی ہے اور سید صاحب اپنے عہد کو پورا نہ کریں اور اپنی کوتاہی پر نادم ہو کر توبہ نہ کریں تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور دوسرا امام مقرر کر لیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بطور دو افیون کھانے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص جس کی عمر اٹھتے ۷۸ سال ہے سوہ سال قبل پیش میں مبتلا ہوا تھا عرصہ دراز تک علاج کرائے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا تو حکیم صاحب نے افیون کھانے کا مشورہ دیا جب سے وہ افیون کھاتا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۷ اندیر الدین ضلع چاندہ (سی پی) کیم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۵) اگر افیون کھانے کی وجہ سے حرکات و سکنات اور شعور و احساسات میں نقوت آتا ہو تو امامت ناجائز ہے اور امر یہ بات نہ ہو اور کھانا بھی برہنہ علاج ہو تو امامت جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

جس نے سنتیں نہ پڑھی ہوں نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) جو امام فرضوں سے پہلے کی سنتیں ادا نہ کرے اور نماز کے سنے کھڑے ہو جائے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۶) اس کے پیچھے نماز تو ہو جاتی ہے مگر اسے ایسا ضرورت کے کرنا نہ چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے

(المجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید پابند شریعت ہے اور مسائل سے واقف ہے دیندار اور متقی ہے امامت اور درس و تدریس مشغول ہے اور عمر و صاحب اکثر نماز نہیں پڑھتے عمر میں بڑے ہیں لیکن تحصیل مدرسہ ہیں اور اس سستی میں جتن مسلمانوں کو قرض سودی دیا جاتا ہے اس کے محرر اور منیب ہیں امامت کے لئے ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟

(۱) وأوفوا بالعہد إن العہد کان مسئلواً (سی اسرائیل : ۳۴)

(۲) (احسن الفتاویٰ ۲۸۶/۳۰ ط سعید کمپنی حیر الفتاویٰ ۲۳۹ ط ملتان)

(جواب ۱۲۷) صورت مسئلہ میں زید امامت کا مستحق ہے اور عمرو جو نماز کا پابند بھی نہیں اس کی امامت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

استحقاق امامت کس کو ہے؟

(المجمعیۃ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) -----

(جواب ۱۶۸) جو شخص نماز روزے کا پابند اور نماز روزے کے احکام سے واقف ہے وہ امامت کا مستحق ہے امامت کے لئے ذاتی صلاحت و یاقت چاہیے باپ دادا سے امامت چلی آنے سے لازمی استحقاق حاصل نہیں ہوتا ہاں اگر خود بھی صلاحت و اہلیت رکھتا ہو تو خاندانی امامت وجہ ترجیح ہو سکتی ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(المجمعیۃ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک جامع مسجد میں باوجود امام مقررہ موجود ہونے کے ان کے حضوری میں متولی نے ایک ایسے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جو قرآن صحیح نہیں پڑھتا اور قاف میں فرق نہیں کرتا اور قصر کا لحاظ نہیں پھر آٹھ مصلیٰ اس سے متنفر و کارہ ہیں اب اس نے نماز پڑھائی اور نماز میں سورتیں کا پہلا رکوع پڑھا پس کثرت سے غلط فاحش ہو کر دہرائے یہاں تک کہ لمن المرسلین کی جگہ لا من پڑھا اور حیم کو حیم پڑھا خشى الرحمن کی جگہ خشى الرحمن باضم پڑھا مقتدیوں میں عالم محقق موجود تھے انہوں نے امام مقررہ سے نماز کو اعادہ کر لیا یہ اعادہ کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۶۹) ایسے شخص کی موجودگی میں جو قرآن شریف صحیح پڑھ سکتا ہے غلط پڑھنے والی کی امامت درست نہیں (۱) اگر کسی شخص سے سوال کوئی غلطی ہو جائے تو اس کا حکم جداگانہ ہے اور صورت مسئلہ کا حکم جدا ہے اس صورت میں بیشک نماز کا اعادہ کرنا صحیح تھا کیونکہ پہلی نماز درست نہیں ہوئی تھی امام معین کے سامنے بدوین کے ان کے دوسرے شخص کا نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

.....

۱ و اتحدتکروہ حنفی لمرد و تارت الحمر و اکل الربا الخ (الدر المختار بالإمامة ۱/۵۶۲ ط سعید)

۲ و لاحق بالإمامة نقدہا من حد الاعلم ما حکم لصلوة فقط صحہ و فساد بشرط احبابہ لشواہش الطاہرة الخ الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید

۳ و غیر لائق بہ حی دلائع علی لاصح الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۸۱ ط سعید

۴ و علم ان صاحب لیب و مثله عام للمسجد ارباب اولی بالإمامہ من غیرہ مطلقاً الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی امامت

(المجمیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص کی عورت غیر مرد کے ساتھ کھلم کھلا زانیہ کرتی ہے خوند کو بھی اس کا علم ہے ایسے شخص کو امام بنانا یا مقرر کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۷۰) اگر یہ شخص اپنی عورت کو اس فعل شنیع سے منع کرتا ہو اور اس کو روکنے کی کوشش کرتا ہو مگر وہ باز آتی ہو تو یہ معذور ہے لیکن اگر منع نہ کرے اور نہ اس کو روکنے کی کوشش کرے تو یہ دیوث اور ب غیرت ہو گا اور اس کی امامت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

ناظرہ خوال کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے

(المجمیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ناظرہ خوال یا ناخواندہ امام کے پیچھے حافظ قرآن کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۱) ناظرہ خوال یا ناخواندہ امام جب کہ قرآن مجید پڑھتا ہو اور منادات نماز کا ارتکاب نہ کرتا ہو اس کے پیچھے حافظ اور امام کی نماز بھی ہو جاتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

برص والے شخص کی امامت

(المجمیۃ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص مرض برص میں مبتلا ہے ہاتھ پیچہ اور جسم کے اعضا جسے پر سفید داغ رہتی مائل ہیں اطباء کہتے ہیں کہ یہ مرض جذام کی حد تک پہنچتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے؟ کیا اس سے مصافحہ کر سکتے ہیں؟ کیا وہ مسجد کے خوش میں یا دھوؤں سے وضو کر سکتا ہے؟

(جواب ۱۷۲) مبرص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اہل بیت جب کہ اس حد تک ظاہر ہو جائے کہ مقتدیوں کو نفرت اور کراہت پیدا ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے اس وضو میں وضو کرنا جائز ہے کیونکہ برص میں خابہ کی طور پر کوئی نجاست نہیں ہوتی صرف جلد پر دھب ہوتے ہیں مسجد کے برتن بھی وہ وضو کے سے استعمال کر سکتا ہے

محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) فی التوبہ "وذكره امامه عبد و غرابی و فاسی الخ (باب الامامة ۱/ ۵۵۹ طبع مسعود)  
(۲) واعلم ان صاحب البيت و مله امام المسجد الرب اولى بالامامة من غيره مطلقا (در مختار) وفي الشاميه  
و کتاب عبرہ من احاديثہن هو الصحيح و في (باب الامامة ۱/ ۵۵۹ طبع مسعود)  
(۳) و كذا نكره حلف امراء و ان يرضى مداع برصه الخ وفي النجاسة "و الظاهر ان مله العورة و كذا فيه الا برص  
بالشروع ليكون ظاهرا (باب الامامة ۱/ ۵۶۲ طبع مسعود)



جولائے کو امام بنانا کیسا ہے؟

(المجمعیت مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) فی زمانہ سید ہوگتہ ہیں کہ جولائے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور وہ خود پنج وقتہ نماز ادا نہیں کرتے اور جاہل و ناخواندہ ہیں اور قوم جو ایمان میں حافظ علم ہیں ان کے پیچھے جاہل سید نماز نہیں پڑھتے۔  
(جواب ۱۷۳) جولائے کی امامت جائز ہے اور جب کہ وہ علم و صلاح میں باقی لوگوں سے اچھ ہو تو اسی کو امام مقرر کرنا افضل ہے یہ خیال کہ سید کی نماز جولائے کے پیچھے نہیں ہوتی غلط ہے (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

امام مسجد نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے

(المجمعیت مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص امام ہو تا ہو کوئی غلطی کرتا ہے یا مسلمانوں میں نا اتفاقی ڈال رہا ہے بعض مسلمانوں کو اس پر بہت سے شکوک ہیں یعنی اس کے یہ جرم ہیں جو کہ ظاہر ہیں کہ وہ امام جنازے کی نماز پڑھائے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز جنازہ ہو سکتی ہے؟

(جواب ۱۷۴) اس امام کے وہ افعال لکھنا چاہیے تھے تاکہ معلوم ہو تاکہ وہ کس درجے کے جرم ہیں اور جب وہ بچکانہ نماز میں امامت کرتا ہے تو جنازے کی نماز بھی پڑھا سکتا ہے جو حکم بچکانہ نمازوں میں امامت کا ہو گا وہی جنازے کی نماز میں امامت کا ہو گا (۲) محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت

(المجمعیت مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۴ء)

(سوال) ہمارے شہر میں صرف ایک حافظ قرآن ہے لیکن اس کی ڈاڑھی ایک مشت سے کچھ مہرے کیونکہ وہ ڈاڑھی کو ترش بیتا ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟  
(جواب ۱۷۵) اگر دوسرا امام اس سے بہتر مل سکتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے یا ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کے لئے اس کو سما جائے اور وہ ڈاڑھی پڑھالے تو جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) والحق لا امامہ نقیصہ بل نص لا یمحی احکام الصلوة فقط صحة و فساد بشرط احتیاط بہ لتوافق الطاهرة (الدر المختار) باب الإمامة ۱ ۵۵۷ ط سعید  
(۲) اولی الناس بالصلاة عنہ سبطان ثم امام الحی ثم المولیٰ هكذا فی اکثر المتون (عالمگیریہ) باب الحدی والعشرون فی الحائز ۱ ۱۶۳ ط ماحدیہ کوئٹہ  
(۳) ولا بأس بشف الشیث و احد اصراف الذیة والسنة فیها القصة ولما یحرم علی الرجل قطع لحيه یخبر الدر المختار کتاب الحظر والإباحة فصل فی البیع ۶ ۴۰۷ ط سعید

(۱) تعزیہ بنانے والے کی امامت

(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میلہ کرنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص امام مسجد اپنے ہاتھ سے تعزیہ بناتا ہے اور منع کرنے والے کو کہتا ہے کہ اس کی ممانعت قرآن مجید میں دکھانا اور امام مذکور پیشاب کے بعد ڈھیل بھی استعمال نہیں کرتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے؟

(۲) ایک دور شخص امام مسجد محفل میلہ کی نعت خوانی میں باعقد و تشریف آوری رسول کریم ﷺ قیام کو واجب جانتا ہے اور یہی سگریٹ بھی پیتا ہے اور نجومیوں کی پیش گوئیوں کے فداں تارخِ خسوف خسوف ہوگا وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

(جواب ۱۷۶) (۱) تعزیہ بنانا اہل سنت و اجماعت کے نزدیک سخت گناہ ہے کہ اس میں اسراف و تبذیر اور شرکیہ اعمال و اعتقادات شامل ہوتے ہیں اس لئے اس فعل کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے۔

(۲) قیام کو باعقد و تشریف آوری آنحضرت ﷺ واجب جاننا جہالت اور ضلالت ہے حضور ﷺ کی تشریف آوری کا ثبوت عاکولی ثبوت نہیں اس فعل کے مرتکب کی امامت بھی مکروہ ہے خسوف خسوف کی خبر کو تجربہ کی بنا پر یہ سمجھنا کہ ممکن اوقات ہے یہ غیب دانی سے علیحدہ ہے اور یہ وجہ ممانعت امامت کی نہیں ہو سکتی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) بذریعہ مشین ذبح کئے ہوئے بکرے کا گوشت پینے والے کی امامت

(۲) قصاب کا امام بننا کیسا ہے؟

(۳) کچے چمڑے کے تاجر کی امامت

(۴) جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت

(۵) نشہ خور اور گالی دینے والے کی امامت

(۶) جس امام سے مقتدی ناخوش ہوں اس کی امامت

(۷) فاسق و فاجر کی امامت کا حکم

(۸) فاسق و فاجر کا زبردستی امام بننا

(المجمیۃ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) اگر ایک مسلمان حافظ قرآن ہو جو دین کے ضروری احکام سے واقفیت رکھنے کے غیر مسلم

اقوام کے پاس بغرض جھٹکے میں گردن مارنے کے لئے جانور (بکرہ وغیرہ) بچپن ہو جب کہ اس کو علم ہے کہ وہ

جھوٹ کر میں گے اور کچھ صاف ہونے کے بعد ان کے پاس قول فروخت کرتا ہوں زندہ بکر ہی قیمت مقرر کر کے دے دیتا ہوں اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اس سے گوشت خرید کر کھانا بنانا ہے یا نہیں؟ (۲) قصائی کا پیشہ اسلام میں کیسا ہے نیز ایک قصاب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جو خود ہی کھال تارے خود ہی بولی کر کے پٹے ورائی کو پنا پیشہ بنائے یہ وہ جماعت کہہ سکتا ہے؟ (۳) کچے چمڑے کی تجارت کرنا بنانا ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو ایسا کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۴) اگر کسی شخص کی عورت گانے والی ہو یا برائے نام پردہ کرتی ہو اس کی امامت کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۵) ایک شخص بدکار ہے (گالی گلوچ دیتا ہے) اور مدھک، چنڈو، گانجہ، افیون وغیرہ میں سے کسی چیز کا نشہ کرتا ہے اس کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ یا ایک شخص گناہ کبیرہ کا یہ کہتا ہے مثلاً چوری کرنا، سود خوری، یا فوٹو کھنچواتا ہے اس کی امامت کا حکم بھی کیا ہے؟ یا ایک خاندان جو خنزیر کا رانگریزوں کو کھاتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسا آدمی ایک مسلم جماعت یا انجمن کا صدر ہو سکتا ہے؟ (۶) ایسا شخص جس میں مذکورہ عیوب ہیں اور مقتدی اس کی امامت نہیں چاہتے لیکن ایک صاحب اقتدار شخص سے جس پر وہ جبراً امامت کرتا ہے اس کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۷) ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ نماز فاسق و فاجر کے پیچھے نہیں ہو جاتی ہے فاسق کی تعریف کیا ہے؟ (۸) اگرچہ مقتدی باوجود تمام باتوں کے حکم کے پنی ضد پر قائم رہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھتے رہیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۷۷) (۱) اگر کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کے ہاتھ بخرچہ دے جو جھک کر تباہی تو یہ مسلمان گناہ گار نہیں ہوگا کیونکہ جھک کرنا اس کا فعل نہیں ہے ہاں اگر اس کو یہ معلوم ہے کہ یہ جھک کرے گا تو پھر بہتر ہے اور ذبح دے تو گناہ گار نہیں ہوتا جھک کرے ہوئے بخرچہ کا گوشت پھر مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ پہلی صورت میں امامت جائز ہے اور دوسری صورت میں مکروہ ہے یعنی جب کہ وہ اپنا جانور جھک کر بخرچہ گوشت فروخت کرتا ہو۔ (۲) قصاب کا پیشہ اسد میں جائز ہے اور قصاب کے پیچھے نماز بھی جائز ہے اگرچہ وہ خود کھال اتارتا ہو اور گوشت فروخت کرتا ہو۔ (۳) مذبحہ حلال جانوروں کے کچے پھڑے کی تجارت جائز ہے ہاں غیر مذبحہ جانوروں کی کھال کی تجارت بعد دباغت جائز ہوتی ہے (۴) اگر یہ شخص اپنی عورت کے اس فعل سے رضی نہ ہو اور اس کو منع کرتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے۔ (۵) جو شخص ہر

١ لا بأس ببيع العصر لمن يعلم ان يتحدده حمرا، ومن احمر بيت ليحد فيه بيت نار او كيسة او بعة او يباع فيه لحمرا بأسر دافلا بأس به. هـ يد كتاب بكرهية فصل في بيع ٤٧٦ ط مكية شر كد عمنه ملاب

۲۱. و یحزور الاسحار عسی . کہہ ڈال کہ تمہارا ہاتھ اس کے لئے تیار ہے ، عالمگیریہ کتب الاحرارہ فصل فی  
المصرفات ۱/ ۵۵۴ : ۵۵۵ ماجدیہ کوئٹہ

(۳) قال في تنوير وشرح وحمد فيه قيل مدح وحمد في مدح وشرح وحمد وفي التمام فيه في مدح وحمد  
مئة (فد بها لا بها لو كانت مدوحه في ح لحيث وحمدها ح لانه يظهر بذلك في ح باب الـ شمس ٥ ٧٣  
ط سعيد)

(٤) قال الله تعالى: "ولا تروا ريرة وررا حري (سورة فاطر ١٨)

کام و شام و ہندہ نشہ باز ہو یا حد یہ کنہہ بیہ ہر تہا ہوا چور زانی شہاب خور ہو (اس کو فاسق کہتے ہیں) اس کی امامت مکرہ تشریفی ہے اس طرح فو و خنچوانے والے ور خنزیر پکا کر کھانے والے کی امامت بھی مکرہ ہے اور ان صفات کا شخص اس قابل بھی نہیں کہ انہیں امامیہ کا صدر بنایا جائے صدر کوئی صاحب دیندار ہونا چاہیے (۱) (۶) جب کہ مقتدی ہی طور پر امام صاحب کی امامت سے ناخوش ہوں تو امام صاحب کو نماز پر حثانی و زبردستی امامت برتی گئی ہے (۷) (۷) فاسق و فاجر کے پیچھے نماز جائز ہوتے کا یہ مطلب نہیں کہ بغیر کراہت جائز ہے نماز ہو جاتی ہے مگر بہت تحریمہ کے ساتھ ہوتی ہے (۸) (۸) جو لوگ ایسے شخص کو امام بنانے پر انداز لگائیں جس کی امامت ناجائز یا مکرہ ہے وہ ظالم ہیں اور کفران کی ضد جان بوجہ کر ہو تو وہ بھی فاسق ہو جائیں گے۔

اگر وہ شخص جس کی امامت ضرور ہے زندقہ امامت برے تو دوسرے نہیں کے دیکھو وہ چاہیے۔  
 دوسری مسجد میں نماز باجماعت پڑھ کر یا کریں اور مسجد میں دوسری جماعت قائم نہ کریں یا اسی امام کے پیچھے  
 نماز پڑھ کر اعادہ کر لیا کریں (۱) و اللہ اعلم

## کانے شخص کی امامت

(الجمعية مورخه ١٦ اكتوبر ١٩٣٢ء)

(سوال) ایک شخص یک چشم ہے اہمیت کرتا ہے حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟ جب کہ دونوں آنکھوں والا مل سکتا ہے؟

(جواب ۱۷۸) یک چشم کی امامت جائز ہے کوئی وجہ کرہت کی نہیں ہے۔ د۔ محمد کفایت اللہ کات اللہ۔

بلاوجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک

(اتمعیۃ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) زید فاضل غلط فہمی سے اپنے محمد بن مسجد کے امام سے لڑا نوبت سخت کامی نور ہتھیائی تک پہنچ گئی

۱. قال فی التوبیر: ویکرد امام محمد عیسیٰ و قاسمی سج و فی التمهید: بن مشی فی شرح لسمیه علی ب کرمه  
تقدیمه کراهة تحریم (باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ۵۶۰ ط سعید)

٢، ولو اذ قوما وهم له كارهون، الكرهه لصد فيه ولا ينهم احق بالامامة كرهه بحريمه لحديث ابي داود  
لا يسل اليه صلا من تقدمه فوف وهم له كارهون، اسر المحضر باب الامامة ١ ٥٥٩ ط سعيد.

٣. قال في نويسر: وبكره ممد عبد وخرسي وفاسق، الح وفي الشهية بل مسمى في شرح المسيد على ب  
كراهة تقديمه كراهة تحريم (باب الإمامة ١ ٥٥٩ ط سعيد)

(~) یہ حکم بطور زجریہ اختیار کے ہے ورنہ فاسق کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے وہی سبیر عن المحبت صبی حنف فاسق اور مسیح  
بال فصل الجساعة (رد المحتار باب الإمامة ۱، ۵۶۶ ط سعید)

(۵) (فناوی دارالعلوم دیوبند ۳۹۳، ۳۹۴ ط مکتبہ امدادیہ، مئتان)

تھی پچھاؤ ہو گیا جب سے زید نے امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی وہوں نے اجماعاً اسے کیا تو زید نے کہا کہ میں نے مارنے کے واسطے ہاتھ اٹھایا تھا اس امام کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔

(جواب ۱۷۹) زید کی یہ غلطی ہے اس کو امام سے معافی مانگنا چاہیے اور صفائی کرینی چاہیے اور امام کے پیچھے نماز اس کی درست ہے معافی مانگنے اور صفائی کرنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) ۱۸ رجب ۱۳۵۳ھ کے انجمیۃ کے حواشی و احکام میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ نہوتی ہے" اس جواب پر مندرجہ ذیل کتابوں کی عبارت سے شبہ ہو گیا ہے امید ہے کہ اس شبہ کو رفع فرمائیں گے شرح منہ السعدت مطبوعہ نوشہرہ صفیہ ۴۳۶ھ معنیۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے۔ "و ان حضرت علیؑ کا وہ دم ب کا وہی پوشیدہ کا وہ کا وہ ب عمامہ" اور منہ امام اعظم مطبوعہ اصح المطابع النجف و بغداد ۲۰۴ھ حاشیہ پر ہے یہ حاشیہ مولانا محمد حسن سنہجلی کا ہے۔ "رواہ الطبرانی عن ابن عمر انہ علیؑ کان یلبس قسوة بیضاء و فی روایۃ ابن عساکر عن عائشۃ کان لہ قسوة بیضاء لا طیبۃ و فی روایۃ انہ کان یلبس القلانس تحت العمامۃ و بغیر العمامۃ و یلبس العمامۃ بغیر قلانس الخ کذا قال القاری (۲)

(جواب ۱۸۰) عمامہ بغیر ٹوپی کے در ٹوپی بغیر عمامہ کے پھینکا جائز یا کراہت ہے اور ان دونوں صورتوں میں امامت بھی بلا کراہت جائز ہے انجمیۃ میں جو فتویٰ ۸ ارباب کے پرچہ میں مولانا حبیب الرحمن کے قلم سے شائع ہوا ہے کہ "بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہے" اس میں کراہت سے مراد محض خلاف اولیٰ ہے نہ کراہت تنزیہیہ نہ تحریمیہ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوسرے مذہب والے کی اقتدا کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) مفتی امام کی اقتدا کرتے ہوئے کسی شافعی مقتدی کو امام شافعی صاحب کے طریقے پر نماز کا پڑھنا جائز ہے

(۱) ولو ان قوماً وہم لہ کرمون بالکرم لفساد فیہ کرم لہ دلت بحریما وب ہوا حق لا والکرمۃ علیہم (التبویر و شرح باب الإمامۃ ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۲) (مرفقہ کتاب الناس لتصل الی ۸ ۲۴۶ ط مکہ امدادہ منار)

(۳) وفد ذکر وال المستحب بالشی فی فیصل و رار و عدمہ ولا مکرمہ لا کشفہ بالمسودہ الح (عبدہ برعدہ علی هامش شرح الوقایۃ بابہ منہ اتصالہ وما یکرمہ فیہ ۱/۱۶۹ ط سعید کسبی کراچی)

سب یہ نہیں مثلاً رفع یدین اور آمین بائبر وغیرہ اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے حنفی طریقے پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۱) ہاں شافعی مقتدی حنفی امام کے پیچھے بھی رفع یدین اور آمین بائبر پر عمل کر سکتا ہے اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے اپنے طریق پر یعنی غیر رفع یدین اور غیر آمین بائبر نماز پڑھ سکتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہوتا  
(الجمعیتہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر امام مقتدیوں سے چار یا چھ انگلی اونچائی پر ہو تو نماز ہوتی ہے یا نہیں؟  
(جواب ۱۸۲) اگر امام سو پانچ انگلی اونچی جگہ پر ہو تو نماز میں نقصان نہیں آتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

### مجاور کی امامت

(الجمعیتہ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(سوال) اگر ایک مہاروی اللہ کا پیشہ کرتا رہا ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟  
(جواب ۱۸۳) مہاروی اگر شریعت و بدعت کا مہر کرتا ہو تو اس کی امامت درست ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

### پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت

(الجمعیتہ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) (۱) زید ایک شہر کی جامع مسجد کا مہاروی کو نسل کا مہر بھی ہے جمعہ اور عیدین بھی پڑھاتا ہے مگر وہ ظہر مصر کی نماز نہیں پڑھتا اور جب کو نسل میں جاتا ہے تو کئی وقت کی نمازیں غائب کر دیتا ہے۔  
(۲) ایک شخص ایک مسجد میں موزان سے اور امامت بھی کر لیتا ہے جمعہ اور پنج وقتہ نماز پڑھا دیتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

۱۔ وکذا نکرہ حلف امرہ لى اوفى ورد من من و محلف كشافى لكى فى وىر البحر ان يفسد المراجعة  
لہ بکروہ لى و فى النمامہ و اما الافداء و السحلف فى الفروع کالشافعى فبحور مالم يعلم مہ ما یفسد الصلاة  
على اعتماد السفیدی عیہ الاحمد و اب لا مہد ۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ط سعید  
(۲) فى فى لنور و شرحہ و کمرہ و بکروہ الامام علی مدکان لیسہی بقدر الار تھاع بدراع ولا باس بمادونه و  
فیل ما یقع لا منہار و هو الاوجه اب ما یفسد الصلاة و ما بکروہ فیہ ۱ ۲۴۶ ط سعید  
(۳) فى فى سور و بکروہ امامه عبد و اعراضى و فیس و مستدع الح (باب الإمامة ۱ ۵۵۹ ط سعید)

(جواب ۱۸۴) (۱) ترے نماز میں جب فسق ہے اور فسق و امانین ناکروہ ہے (۱)

(۲) یہ شخص مومن بھی ہو وہی امامت بھی کرے اس میں کوئی کراہت نہیں (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

پیش امام کی تعظیم و تکریم واجب ہے

(المعینہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۹ء)

(سوال) پیش امام کا تہہ ہے

(جواب ۱۸۵) پیش امام من عت، توفیقہ کرنی چاہیے اس کی ب عزتی اور توہین اور ہت کرنی نہ ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ وعلی

## فصل دوم

### جماعت

مسجد میں تکرار جماعت کا حکم

(سوال) جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں

(جواب ۱۸۶) جماعت ثانیہ اگر جماعت اول کی ہیئت پر ہو اور ایک مسجد میں ہو۔ جس میں جماعت معینہ

کئی تو مکروہ تحریمی ہے اور اگرچہ تبدیل ہیئت ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور لفظ لا باس یا غصہ جوار مکروہ

تشریف سے منافی نہیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

جماعت سے بہت کراہت نماز پر ہے

(سوال) یہ مسجد میں نماز قسٹ کی جماعت ہو رہی ہے اور ایک دوسرے شخص جماعت ہونے کے وقت اپنی

اپنی نماز پر تکیہ کرتے ہوئے رہتے ہیں اور وہ جماعت میں داخل ہو سکتا ہے تو اس شخص کی نماز ہوگی یا نہیں

المسفتی نمبر ۳۵ میں امداد فدا رضع میمن نمبر ۱۲۱ کی اور ۳۵۲ اور ۳۵۳ نمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۸۷) نماز تو بوجہ من بیان کر رہا ہوں قصد جماعت و پیروی کرنا نہ نماز پر ہے تا تو ترے

۱ صاحبیہ صحیفہ دوسرے

۲ (الفصل کون الإمام هو المودع) الدر المختار باب الاداء ۱۱۱ ط سعید

۳ ویکرہ بکر الجماعۃ و دعوہ فی مسجد محمد درمحد و فی المسند و قد مضی باب الاداء

بی مسند نہ ذلک مکر الجماعۃ علی الجہ لا یلی لا یکرہ و لا یکرہ و قد مضی باب الاداء

تکرار الجماعۃ فی المسجد ۱ ۵۵۳ ط سعید

جماعت کا گناہ گار ہوگا

محمد کفایت اللہ کان اللہ

جماعت اعادہ میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں

(سوال) فرض نماز کی جماعت میں امام صاحب سے وجب ترک ہو گیا اور مجددہ سو بھی بھول گئے اس وجہ سے دوبارہ جماعت کی گئی دوبارہ ہونے والی جماعت میں کچھ نمازی جو پہلی جماعت میں شریک نہیں ہو سکے تھے شریک ہوئے اب دریافت طلب مر یہ ہے کہ اس گچھلی نماز میں شریک ہونے والوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۵۵ محمد، ختمہ خاں پہاڑی، دہلی۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۴ء، جواب ۱۸۸) ان لوگوں کی نماز فرض دانہیں ہوئی جو اولادہ والی نماز میں اگر شریک ہوئے اور پہلے وہ شریک جماعت نہ تھے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

جماعت میں عورتیں اور بچے کہاں کھڑے ہوں؟

(سوال) (۱) جامع مسجد میں میدان کی نماز پر در رمضان المبارک کے بشرات نمازی ہونے پر جماعت کی صفیں، سب بارہ اور بیس پچیس تک ہو جاتی ہیں حکم ہے کہ اول صف مردوں کی ان کے پیچھے لڑکوں کی ان کے پیچھے خشتی پھر عورتیں بچہ لڑکیاں یہ تو جب ہو سکتا ہے کہ شروع میں قسم وار افراد موجود ہوں اور ہر قسم اپنی صف میں ختم ہو جائیں اور مرد ایک صف سے زیادہ نہ ہوں بچے وغیرہ تو زیادہ ہوتے ہی ہیں اگر مرد بہت زیادہ ہوں کچھ شروع نہیں آتے ہوئے نہ ہوں اور اخیر تک آتے رہیں تو کیا لڑکوں کی صف نمبر دوتہ بنا کر پیچھے کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ مسجد سے برآمدے میں پہنچیں اور برآمدے سے صحن میں اور صحن سے اور بھی باہر۔ یا ایسے موقع پر ترتیب اور کوئی ہے؟

(۲) میں بچوں لڑکوں کو مسجد میں نماز کی عادت پڑنے کے لئے بھیجتا ہوں جب چند لڑکے جمع ہو جاتے ہیں تو جماعت میں گاہے ہنس بھی پڑتے ہیں ن پر بعد نماز آکھیں بھی دکھائی جاتی ہیں کوئی جو شیعہ تھپہ بھی مار دیتا ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسجد میں نہ آیا رہ تم ہماری نمازیں خراب کرتے ہو کیا کیا چوے؟

المستفتی نمبر ۴۶۷ نور محمد صاحب بیدار سرائے، بونڈا ضلع کرنل ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۴ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء، جواب ۱۸۹) (۱) یہ حکم ابتدا نماز کا ہے مگر عورتیں بہر حال مردوں کے پیچھے رہیں اگر درمیان نماز میں عورتیں کسی مرد سے آئے ہو جائیں تو ان مردوں کی نماز نہ ہوگی جو عورتوں سے پیچھے ہوں گے لڑکے

۱، اجتماعہ سند موكدة لرحمن و رحل و احبة لسننہ نصیر فی الإنہ بترکھا مرة، الدر المختار، باب الامامة ۵۵۴/۱ ط سعید

۲، والمختار انہ حابر للأول لا لفرص لا متكرر، درمختار، و فی اشامیة "ی الفعل الثانی حابر للأول بمسئلة الحبر بسجود لیسید و بالأول یخرج عن العیدہ و لا کان علی وجه الکراهة علی الأصح (باب صفة الصلاة مطلب واحبات الصلاة ۵۷۹ ط سعید)



درمیان میں آجائیں تو نماز فاسد نہ ہوئی ایک رکعہ ہو تو مردوں کی صف کے بائیں طرف کھڑا ہو سکتا ہے دویا زیادہ ہوں تو ان کی صف عیحدہ پیچھے کر دی جائے گی (۱)

(۲) بچوں کو نماز کے لئے مسجد میں ناچاہیے ان کی کسی شہرت اور ہنسی پر نہیں تنبیہ بھی کرنی چاہیے مگر سختی سے مارتا مسجد میں آنے سے روک دینا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کا ن اللہ

### مرتکب کبیرہ کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کسی گاؤں میں ایک مامد عمل صحیح دایک میں کمزور لیکن مفسد صلوٰۃ نہ ہو نسبت صحیح مؤذن نسبت نبیل عمل اگر ہمیشہ کے لئے اپنی عیحدہ پڑھتا رہے اس کے پیچھے پڑھنا اس کے خدق ذمہ وادائیگی قراۃ کی کمزوری وار تکاب کبیرہ کی وجہ سے پسند نہیں کرتا گناہ گار ہو گیا نہیں؟

(جواب ۱۹۰) جماعت کو چھوڑنا بد امر ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرے جس کی اقتداء عجز زب باں ایسے امام کی اقتداء اگرنا صحیح نہیں جس کی اقتداء ناجز ہو۔ محمد کفایت اللہ کا ن اللہ

### مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(سوال) جامع مسجد میں جہر کی نماز کے ختم کے بعد لوگ سنتیں پڑھ رہے تھے اس وقت پچھوگوں نے آکر جماعت تانیہ شروع کر دی اور قراۃ بھی باجہر کی ایسی حالت میں جماعت تانیہ جائز ہے یا نہیں اور تموم مسجد میں جماعت تانیہ کا کیا حکم ہے "المستفتی نمبر ۵۷۹ سووی عبدالحق (میرٹھ)

۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۱) یہ دوسری جماعت کی حالت میں کہ لوگ سنن و توافل میں مشغول ہیں ایسے مقام پر پڑھنا اور کسی طرح پڑھنا کہ دونوں نمازوں میں خلل پڑے اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل انداز ہے اور اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے مسجد محلہ سے وہ مسجد مراد ہے جس میں پنج وقتہ امامت جماعت ہوتی ہو۔ محمد کفایت اللہ کا ن اللہ ذیلی

۱. قول فی التوبیر مع سرحہ و نصف لرحل بہ لصیون طہرہ بعدہم فلو و احد دحل الصف بہ لحدنی بہ لساء" باب الامامہ ۵۷۹ ط سعید و فی لشدیۃ ن لمرۃ یفسد صلوۃ رحیں من حاسبہ و احد عن یسیرہ و واحد عن یسارہ و کذا یفسد صلوۃ من حیفھا الخ (باب الإمامة ۵۷۳/۱ ط سعید)

۲. ان تر کبھا ای الجماعۃ من غیر عذر بعذر و ترد شہادۃ و ب بہ الحیران بالسکوت الخ وحسی کسر فصل فی الامامہ ص ۵۰۰ ط سہیل کندی لاہور و کسب اردوہ مانتہ قرآن کے پیچھے پڑھ لی جاے و فی لہر عن المحيط صبی حنف فاسفی و مسدح ن فصل لجماعۃ الخ الدر اسحار باب الإمامة ۵۶۲ ط سعید

۳. و مقصی ہذا الاستدلال کرہہ التکرار فی مسجد الجماعۃ و یو بدوں اذان و یو بدہ صفی الطہیریۃ لو دحل جماعۃ المسجد بعدہ صبی فہ ہمد یصوب و حد ن و ہو طہر الروایۃ رد المحتار باب الإمامة ۵۵۳ ص سعید

## سوال مثل بالا

(سوال) ایک مسجد میں پیش امام مقرر ہیں نماز پڑھنے کے وقت کے ساتھ وہ جماعت ہوا کرتی ہے تاہم پہلے وگ ایسے بھی آجایا کرتے ہیں جو جماعت ثانیہ کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں کیا جماعت اولیٰ کے بعد ثانی جماعت بھی درست ہے یا الگ الگ؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۱ انصیہ الدین صاحب (ضلع رکن پور)

۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۲) جس مسجد میں باقاعدہ پڑھنے کے وقت کے ساتھ جماعت ہوتی ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے اگر جماعت اولیٰ کے بعد کچھ وگ آجائیں تو وہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیا کریں۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## سوال مثل بالا

(سوال) ایک چھوٹی مسجد ہے جب یک مرتبہ جماعت ہو چکی تو اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۶۲ شیخ شریعت اللہ (ضلع میرٹھ)

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب) از مولوی ابو محمد عبدالستار صاحب (صورت مرقومہ) مسئلہ بالا میں واضح ہے کہ شرعاً دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے احادیث سے ثابت ہے کذا فی مشکوٰۃ فی فقہ ابو محمد عبدالستار رحمہ اللہ الفقہار  
(جواب) دوسری جماعت مسجد مذکور میں درست ہے۔ فقط واللہ اعظم حررہ محمد اللہ سلمہ غفرلہ مدرس مدرسہ دار احادیث و سنن دہلی۔ مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ۔ جواب صحیح مطلق الحمد للہ غفرلہ نائب امام مسجد فتح پور دہلی

(جواب ۱۹۳) (زہد حضرت مفتی اعظم) اگر اس مسجد میں جماعت سے نماز ہونے کا انتظام ہے تو اس میں دوسری جماعت کرنی مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مجذور جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) مجذومی اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر دیر محمد کی مسجد میں آکر نماز جماعت میں شریک ہو جاتا ہے اور صرف میں مل کر کھانوں کے ساتھ نماز جماعت پڑھتا ہے پھر متعدد دنوں کے بعد اس کی نمازیوں کو اس کا جماعت میں شریک ہونا دشوار نظر آتا ہے اس سے اس کو شریعت جماعت سے اور مسجد میں آنے سے روکا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: نمبر ۱۳۹۱، محمد موسیٰ صاحب نے سرکاری دواخانہ (ضلع پٹنہ) ۱۳ محرم ۱۳۵۶ھ ۲۸ مارچ ۱۹۳۷ء، (جواب ۱۹۴) مجذوم کی مختلف حالتیں ہیں اگر جذام کا اثر زیادہ نہ ہو محض معمولی ہو اور لوگوں یعنی دوسرے دیکھنے والوں کو اس سے آہستہ و نفرت کی ذیت نہ ہوتی ہو تو ایسے مجذوم کو جماعت میں شریک ہونا جائز ہے ورنہ اس کو روکنا درست نہیں اور نہ ماری لگ جانے کا خیال کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن اگر مجذوم کی حالت زیادہ خراب ہو اور اس کو دیکھنے سے ہی طبی طور پر نفرت پیدا ہوتی ہو یا اس کے بدن سے زخموں کی وجہ سے بد آتی ہو یا اس کے زخموں سے رطوبت بہتی ہو اور مسجد کے لوٹے وغیرہ مٹتے ہوتے ہوں یا فرش پر اجزائے رطوبت لگنے کا اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں خود مجذوم پر لازم ہے کہ وہ مسجد میں نہ جائے اور جماعت میں شریک نہ ہو اور اگر وہ نہ مانے تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ اسے دخول مسجد اور شرکت جماعت سے روک دیں ورنہ اس میں مسجد محمد اور مسجد نبی محمد کا فتنہ نہیں ہے محمد کی مسجد سے بھی روکا جاسکتا ہے تو نبی محمد کی مسجد سے بھی روکا جاسکتا ہے اور یہ روکنا ماری کے متعدی ہونے کے عقیدہ پر مبنی نہیں ہے بلکہ تعدی کی شرعی حقیقت نہیں ہے بلکہ نمازیوں کی ایذا یا خوف تلویش مسجد یا تحقیر مباحہ نفرت و فروش پر مبنی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

قعدہ اخیر میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے

(سوال) آخری رکعت کے قعدہ میں جماعت میں شامل ہونے سے جماعت کا ثواب ملتا ہے کہ نہیں؟

المستفتی: مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۹۵) ہاں جماعت کا ثواب ملنے کی امید ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

عادیان نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے

(سوال) اگر سے وجہ ترک ہو اس نے عہدہ ہو نہیں سکتا جب ان کو یاد دایا گیا تو انہوں نے نماز کا عہدہ لیا

ان کے عادیان نماز میں جو دروس آخری شریک ہوئے ہیں ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۹۶) اس نماز میں دوسرے دن جو پہلی جماعت میں شریک نہیں تھے شریک نہیں ہو سکتے اور

شریک ہونے والوں کے فرض لانے ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

۱۔ بوسع مد و کذا کل مود ولو ساء درمجار و فی الشمة " رکعت الفص و المسد و مسجود و لا یصل ولی للاحق " لح (ب) م یصد صلاة و م یکره فیه مصب فی عرس فی مسجود ۱ ۶۶۱ ح سعد ۲ رکذا لو ادرت التهنید بکون مکرکا لفصیہ علی قریبہ لح رد المحتار باب درائے لفص ۵۶ ۲ ط سعید ۳ والمحتار انه حار بلاول لأن الفرض لا یتکثر سور مع لدر و فی التامہ ای لفعن لسی حار لدرول بمرله الحار مسجود لسیور و بلاول مخرج عن العہدہ وان کذب علی وحده انکره علی الاصح باب صمد الصلاة مطلب واجبات الصلاة ۱ ۵۷ ط سعید

امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟

(سوال) ظہر یا عصر کی نماز میں امام کو سو ہوا اور وہ چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے کھڑا ہو گیا اور مقتدیوں کو یاد ہے کہ یہ چوتھی رکعت ہے تو وہ بیٹھے رہیں یا امام کی اقتدا میں وہ بھی کھڑے ہو جائیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۱۹۷) مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ سبحان اللہ کہہ کر امام کو تنبیہ کریں تاکہ وہ بھی بیٹھ جائے اور اگر یہ وجود تنبیہ کے وہ نہ بیٹھے تو پھر مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں ممکن ہے کہ امام مجددہ سو کر کے نماز پوری کرے اور سب کی نماز ہو جائے یہ جب کہ تخری قعدہ کر کے کھڑا ہو ہو محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

### صف اول کی فضیلت

(سوال) (۱) کیا نماز میں صف اول میں کھڑے ہونے سے اور دوسری صف میں کھڑے ہونے سے ثواب میں فرق ہے۔ (۲) اور صف میں دائیں یا بائیں کھڑے ہونے میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند علی صاحب (بریلی) ۱۷ یقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۸) (۱) پہلی صف کا ثواب زیادہ ہے (۲) امام کے پیچھے کھڑا ہونا بہتر ہے پھر دائیں طرف محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

### مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

(سوال) محلہ میں ایک مسجد ہے جس میں امام و موزان مقرر ہیں اور مصیبن بھی معین و معوم ہیں وقت پر بانہ نماز ہوتی ہے اور ہوتی چلی آتی ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے علیحدہ جماعت ثانیہ کرنے کا ارادہ کیا ہے جو نماز میں اس طرح بلا تاخیر پانچویں وقت قومت کے ساتھ ساتھ امام و موزان کی اور پانچویں وقت کے ساتھ ہو کرے اب دریافت حسب مر یہ ہے کہ کیا اس قسم کی جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے اور شریعت مقدسہ اور فقہ حنفی میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے فقہ میں اگر کہیں جماعت ثانیہ کے لئے لایا گیا ہے یا نہیں علی الہیۃ الاولی وغیرہ میں کیا ہے اس سے جماعت ثانیہ اتنا قیہ گاہ بگاہ مر اسب یا بتدلی و بائیں مر مقرر یا فتویٰ عالمگیری میں جو اجازت دی ہے تو کیا اس سے اس قسم کی اجازت مراد ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ حضرت عبدالجلیل خاں صاحب (بریلی) ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

۱۔ ۲۔ بعد فی الرابعہ مثلاً قدر شہید نہ عدد و سمہ ولو سمہ و سمہ صحیح ثم لا صحیح نہ العود سطر و عدد و عدد سمہ الخ (الدر المختار باب سجود و السهو ۸۷، ۲ ط سعید)

۲۔ و بعد فی نصف الاول نفس من لدی و فی لدی نفس من الثالث و الفصل مکہ مسمود حت بکون قرب بی لام و و سموت لمر جمع فتی میں لام و صح (عالمگیری) الباب خمس فی الامامہ الفصل الخامس فی بیان مقام الامام و الساموہ ۸۹، ۹ ط محدثہ کدہ)

(جواب ۱۹۹) جس منہ میں کہ پنج وقتہ جماعت اہتمام و انتظام سے ہوتی ہو اس میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک جماعت ثانیہ مکروہ ہے۔ نہ کہ جماعت دراصل پہلی جماعت ہے اور مسجد میں ایک وقت کی فرض نماز کی ایک ہی جماعت مطلوب ہے۔ سنور انور رحمہ اللہ کے زمانہ مبارک اور خلفائے اربعہ و صحابہ کرام کے زمانوں میں مساجد میں صرف ایک ہی مرتبہ جماعت کا معمول تھا پہلی جماعت کے بعد پھر جماعت کرنے کا طریقہ اور رواج نہیں تھا دوسری جماعت کی اجازت دینے سے پہلی جماعت میں نمازیوں کی حاضری میں سستی پیدا ہوتی ہے اور جماعت اولیٰ کی تشکیل، زمی ہوتی ہے اس لئے جماعت ثانیہ کو حضرت امام صاحب نے مکروہ فرمایا اور اجازت نہ دی اور جن ائمہ نے اجازت دی انہوں نے بھی اتفاق طور پر جماعت اولیٰ سے رہ جانے والوں کو اس شرط سے اجازت دی کہ وہ ان واقعات کا امداد نہ کریں اور پہلی جماعت کی جگہ بھی چھوڑ دیں تو خیر پڑھ لیں لیکن روزانہ وہ نہ کی جماعت مقرر کر دینا اور اہتمام کے ساتھ اس کو ادا کرنا اور اس کے لئے مدائی قی و کون و بدانا اور ترغیب دینا یہ تو کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں نہ اس کے لئے کوئی فقہی عبارت دیں نہ سکتی ہے یہ تو قطعاً ممنوع اور مکروہ ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

(۱) سلام اولیٰ کے بعد اقتداء درست نہیں

(۲) بدعتی شخص کی اقتداء کا حکم

(سوال) (۱) مقتدی بہ نیت اقتداء ف تبیہ تحریر ہی سننے پایا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو یہ مقتدی اس تحریر سے اپنی نماز پوری کر کے پیروہ و رافضی نیت کر کے تبیہ پڑھ کر نماز شروع کرے۔

(۲) اگر پیش امام رسوم بدعیہ میں وجہ فی زمانہ مشعل سوم و چہم، مولود جو حقوق فسادات سے خالی نہیں اقتداء موجب حصول اجر و ثواب اور نفس و دین جانتا ہو۔ اس کی اقتداء میں کیا نماز باکراہت ہو جاتی ہے یا مکروہ تحریمی ہے کیا واجب الاعداء ہے۔

المستفتی نمبر ۲۴۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب (پورگاہ) ۲۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۰) (۱) اگر سلام سے پہلے مقتدی نے تبیہ تحریر ختم کر لی تھی تو وہ نماز میں شریک ہو گیا۔

(۲) ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت۔ ایسی نماز واجب الاعداء نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

بے (۱۶)

۱ قال فی الدر المختار و بکرہ مکرار الجماعة فی مسجد محبة لح و فی الشامة " و مقتضى هذا الاستدلال بکره التكرار فی مسجد محبة ولو بدون ادسا و يؤيد ما فی الطهارة لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه هذه يصلون واحدنا الخ (باب الإمامة ۵۵۲/۱ ط سعید)

۲ قال فی الدر المختار " و مقتضى قدوة للأول قل عليكم على المشهور عند و عليه لشفاعة لح و فی لسانية " ای بالسلاط الأول قال فی المحسن لاصحاب فرغ من صلاته فبدأ بالسلام و رحل و قدی بدفن ببول عینکم لا یبصر داحلاً فی صلاته الخ باب صلاة الصلوة ۴۶۸ ط سعید

۳ قال فی التلویح و بکرہ امامه عند و عرابی و فسق و مسدع الخ صلی حلف فاسق او مسدع من فصل الجماعة (الدر المختار باب الإمامة ۵۵۹ تا ۵۶۲ ط سعید)

## عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) (الف) انگریزی تعلیم یافتہ عورتوں کی ایک جماعت نے پوری آزادی کے ساتھ احداث کر کے مردوں کی طرح ایک بڑی جماعت میں ہر عید کی نماز قنہ کر لی چاہی اور ایک اجنبی مرد کو پیش لہذا سر کے نماز پڑھنے کی علامت کے وقت نے عدم جواز کے فتوے دیئے مگر نہ مانیں کیا یہ کوئی شرعی نماز ہوگی نیز ان کا یہ فعل کیا احداث فی الدین نہ ہوگا اور ایسی عورتوں کو شرعیاً کیا مانا چاہیے؟

(ب) ان کے مشیہ کار مردوں کا یہ دعویٰ ہے کہ حدیث نبوی میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا نماز میں شریک ہونا ثابت ہے تو کیا اس وقت زمانہ کی ضرورت کے مطابق فقہائے اقوال کو مستدکر کے ہم اجتہاد نہیں کر سکتے کہ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح جماعت سے نماز عید اور کرنے کی آزادی دی جائے اس لئے لوگوں کو شرعیاً کیا مانا چاہیے۔

المستفتی نمبر ۲۴۵۹ ہجری شمس ۱۲۸۰ (۱۶ مئی ۱۳۵۸ھ ۸ مارچ ۱۹۳۹ء)

(جواب ۲۰۱) صرف عورتوں کی علیحدہ اور مستقل جماعت قائم کرنا ب اصل و رب ثبوت ہے اس وجہ سے امت نہایت صحیح ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو عید کی نماز میں مردوں کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت بلکہ تاکید تھی عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی تاکید تھی لیکن حضور ارمیہ کے بعد مہرک کے بعد صحابہ کرام نے عورتوں کو جماعت میں آنے سے ممانعت کی۔ فقہائے کرام نے بھی زمانہ کی حالت اور لوگوں کی اخلاقی کیفیت بدل جانے کی وجہ سے ممانعت کو درست سمجھا۔

اب اگر عورتیں نہ مانیں تو وہی صورت اختیار کرنی چاہیے جو حضور ارمیہ کے زمانہ میں تھی یعنی عورتیں مردوں کی جماعت میں شریک ہو جائیں ہاں ایسا انتظام کر دیا جائے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو عورتوں کی صفیں مردوں کے پیچھے اور علیحدہ ہوں۔ محمد کشیت اللہ کان اللہ لا ینہی

## امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) (۱) منیۃ المصلیٰ و تنزیل الدقائق۔ شرعیہ و فقیہیہ و فہم میں امام کا محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی میں سے سمجھا ہے کہ اس میں مشابہت اہل کتاب کے ساتھ ہے اس لئے اس میں نماز مکروہ ہے۔

(۲) مرقاة المفاتیح ص ۴۷۳ میں حضرت علامہ علی قاری مرحوم فرماتے ہیں۔ انہ المحارب فی المساجد محدثہ اول من احدثہ عمر بن عبد العزیز فی امارۃ الولید ومن ثم کرہ جمع من

(۱) و بکرہ بحر ما جمعه بساء و لو فی الراوی و بکرہ حضور من الحمدة و لو لجمعه و عید و وعظ و لو عجز و بلاغی المذهب للمنفی لیسد الروایہ بدر السحر باب الامامة ۵۶۵ و ۵۶۶ ط سعید و فی التویر: "و یصف الرجال ثم الصبا ثم الحائض ثم النساء (باب الإمامة ۵۷۱/۱ ط سعید)

السلف اتحادها والصلوة فيها (مرقۃ باب امسجد ومواضع الصلاة ص ۴۶ ج ۲ مکتبہ حبیبیہ کونینہ پاکستان)

اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی فتویٰ جلد اول میں فرماتے ہیں۔ المسجد الشریف لم یکن له محراب فی عہدہ رحمۃ اللہ علیہ ولا فی زمن الخلفاء انتهى۔ اسی طرح سفر السعادت اور جذب القلوب میں ہے۔

(۳) عون لمعبود میں شیخ بن الہمام سے نقل کیا گیا ہے۔ بسی المحاریب فی المساجد من لدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وايضا لا يكره الصلوة فی المحاریب ومن ذهب الى الكراهة فعليه اليه (عون المعبود كتاب الصلوة باب فی كراهة الزايق فی المسجد ص ۱۴۶ ح ۲ ط دار الفكر بيروت)

جناب سے جو بطلب امر یہ ہے کہ زید عبارت اول و دوم سے محراب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی بتاتا ہے اور بحر عبارت ثبہ سوم سے محراب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھنا مستنون ثبوت کرتا ہے دونوں میں سے کون حق پر ہے اور مفتی بہ قول مذہب حنفیہ میں کونسا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۹۲ شیر المذبحہ پور۔ ۳ رجب الاول ۱۳۵۹ھ ۲۲ اپریل ۱۹۴۰ء  
(جواب ۲۰۲) صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی میں محراب نہ تھی اور یہ بھی محقق ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے میں مسجد میں محرابیں بنائی گئیں پس بناء محاریب کو ناجائز اور بدعت بتانا درست نہیں اور محراب میں نماز پڑھنا جائز ہے ہاں امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور کراہت کی وجہ یا تشبہ یا مودیا اختفاء حال امام ہے یہ نہیں ہے کہ محراب بدعت ہے اگر امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ قال فی البحر الرائق . وجهة الكعبة تعرف بالدليل والدليل هي الامصار والقرى المحاريب التي يصنها الصحابة والتابعون رضي الله عنهم فعينا اتباعهم في استقبال المحاريب المنصوبة الخ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

گھر میں نماز پڑھنے والے پر وعید

(سوال) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ جس وقت بہت سے آدمی نماز جمعہ کو نہیں آتے تھے تو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا تھا کہ اگر اس وقت میری جگہ کوئی دوسرا آدمی پیش امام ہوتا تو میں جو نماز جمعہ پڑھنے کو نہیں آئے ان کے لئے وہ لوگ کرگ کا دوں یہ حدیث مبارک صحیح ہے یا نہیں اور ایک شخص یہاں پر یوں کہتے ہیں کہ حضور جناب صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ لدعا لیلین ہیں ایسا اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتے پس مذکورہ بالا حدیث مبارک صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۴۴ سید احمد علی صاحب ضلع نماز۔ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۵ اگست ۱۹۴۰ء  
(جواب ۲۰۳) بخاری شریف میں یہ حدیث ہے۔ لقد هممت ان امر المؤذن فقیم ثم امر رجلا  
بوم الناس ثم اخذ شعلًا من نار فاحرق علی من لا ینخرج الی الصلوة بعد ۱ یعنی آنحضرت ﷺ  
نے فرمایا کہ یقین میں نے راہ دیا کہ مؤذن کو حکم کروں کہ وہ اقامت کے اور کسی شخص کو حکم کروں کہ وہ نماز  
پڑھ دے اور پھر میں آگ کے شعلے پھر جاؤں اور جو لوگ ابھی تک نماز کے لئے نہیں نکلے ان کے ہوس  
کو آگ لگا دوں اکثر روایات میں یہ فرمان عشری نماز کے متعلق ہے اور بعض روایات میں جمعہ کے متعلق۔  
اور یہ بات رحمتہ ماعلمین کے خلاف نہیں ہے جیسے کہ خدا کا ناکاروں اور کافروں کو جہنم میں ڈالنا  
اس کے رحم و راز میں ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ کفایت اللہ کا ناکاروں کو جہنم میں ڈالنا

### عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے

(سوال) یک عورت تدریس قرآن مجید کرتی ہے اور ایک لڑکی بالغہ کو حفظ قرآن کریم اس عورت معلمہ کا  
خیال ہوا کہ رات کو نماز تراویح کی جماعت اپنے گھر میں شروع کرے اور تاکہ دیگر عورتیں بھی آجائیں اور  
اس کا اہتمام بھی ہو جائے کچنانچہ گزشتہ سال نماز تراویح کی جماعت اپنے مکان میں جو کہ حویلی کے اندر ہے  
پڑھتی رہی ہیں اور بڑی جماعت ہو جاتی ہے انی طرح اس سال میں بھی دوسری لڑکی سے نماز تراویح میں  
قرآن سننا شروع کر دیا ہے اندر مکان کے باجماعت پڑھتی ہیں کافی عورتیں جمع ہو جاتی ہیں جو امام ہوتی ہیں وہ  
درمیان میں ٹھہری ہو جاتی ہے آیان کا یہ طرز عمل جائز ہے یا مکروہ تحریمی ہے اگر مکروہ ہے تو ان کے عمل کو  
بالکل بند کر دیا جائے یا کہ جائز مع کراہت عمل کو کسی مصیحت کی بنا پر جاری رکھا جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۵۵ حکیم محمد رسول صاحب (متن) ۱۵ اشول ۱۳۵۹ھ ۶ نومبر ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۰۴) حنفیہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ قرآن اور میں اس کا طریقہ جاری  
نہیں کیا یہاں حنفیہ کے اس طریقہ کا اختیار رہا ہے نہیں ہے کفایت اللہ کا ناکاروں کو جہنم میں ڈالنا

### (اشکال بر جواب بالا)

غریب نواز ہمارے مفتی ہی فرماتے ہیں کہ جب بڑا براہ راست ہے چنانچہ مولانا مہدی صاحب رحمۃ  
اللہ علیہ شریعت و قیام کے حاشیہ میں لکھتے ہیں ۱۲ کسا بکروہ حماسة النساء و حدھن سواء کان فی  
الارض او الفل و عللوه بانھا لا ینخلو عن ارتکاب مسوع و هو قیاد الامام و سطر الصف و  
لا یحفی ضعفه بل ضعف جميع ما وجهوا به الکراهة کما حققناه فی بحفة البلاء الفناء فی

(۱) (باب فصل الجماعة ۹۰/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲، وکروہ حماسة النساء ولو فی الراویح کما صححہ ابی امامہ ۱ ۵۶۶ ط سعید

(۳) (حاشیہ شرح الوقایة باب الجماعة ۱ ۱۵۳ ط سعید کمپی)



مسئلة جماعة النساء و ذكرنا هناك ان الحق عدم الكراهة كيف لا وقد امت بهن ام سلمة وعائشة في التراويح وفي الفرض كما احرجه ١٠ اس ابى شيعة وغيره و امت ام ورقة في عهد النبي ﷺ بامرهم كما احرجه ابو داود ١٠ انتهى حاشية ١٠ مؤطا محمد بن امامت حضرت عائشة في تراويحهم في نقل فرماني به اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر اقرون میں مروج تھی۔

(جواب ۲۰۵) میں نے حنفیہ کے مذہب کے مطابق جواب لکھا تھا مولانا عبدالحی نور اللہ مرقدہ کی عبارت سے جو آپ نے نقل کی ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کا مذہب کراہت جماعت النساء کا ہے مولانا نے اس مسئلہ پر ائمہ اثنی عشر کیا ہے اور اصل کراہت کو ضعیف بنا کر عدم کراہت کو حق کہا ہے یہ ان کی رائے حنفیہ کے خلاف ہے میں خود بھی ان کی رائے کو قوی سمجھتا ہوں لیکن فتویٰ حنفی فقہ کے موافق دے سکتا ہوں ہاں یہ عرض کر دوں کہ خاص شخصیات نے جماعت سے نماز پڑھ لی یا پڑھا دی تو اس سے میرا یہ ماننا کہ قرونوں میں عورتوں کی جماعت کا رواج نہیں تھا غلط نہیں بلکہ وہ باوجود اس بات کو مان لینے کے کہ بعض شخصیات نے جماعت کر لی ہے یہ قیاساً درست ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ذیلی

(۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے

(سوال) مسجد میں جماعت سے نماز ہو گئی بعد میں چند آدمی اور آئے تو جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے یا طہرہ طہرہ اولیٰ جائے ؟ (۲) صاحب ٹوپی پہن کر نماز پڑھا نہیں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں

المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ العظیم شیخ معظم (دھواہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۰۶) جس مسجد میں نماز کا باقعدہ انتظام اور التماس ہو اس میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے اگر جماعت ان کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ اپنی اپنی نماز طہرہ طہرہ پڑھیں (۱) ٹوپی پہن کر امامت کرنا باکراہت جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ذیلی

(۱) کتاب الصلوات المراد نوم النساء ۱ ۴۳۰ ط دار کتب العلمیہ بیروت لبنان

(۲) (ابو داؤد باب إمامة النساء ۱ ۹۴ ط مکتبہ امدادیہ منقذ)

(۳) (باب قیام شہر رمضان ص ۱۴۳ ط نور محمد کتب خانہ کراچی)

(۴) وکثرہ تکرار الجماعة فی مسجد محمد الحج (درمختار) و فی الشامیہ و مقتضی ہذا الاستدلال کراہۃ التکرار فی مسجد المحلة ولو بدون اذان و یوبدہ ما فی الطہریۃ لودخل جماعة المسجد بعد ما صلی فیہ ہذا یصلون وحدها الحج (باب الامامة ۱ ۵۵۲ ط سعید)

(۵) وقد ذکرنا ان المحتجب بالیمن فی لیس فی روعسمہ ولا یکرہ الاکساء بالیسوہ الحج (عمدہ لرعہ علی هامش شرح الوقایۃ باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱ ۱۶۹ ط سعید)

مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بکرتھ تو نماز نہیں ہوئی

(سوال) ۱۔ میسر کی میں ہے نیت اقدہ میں یہ ضروری نہیں کہ امام کون ہے زید ہے عمرو ہے اگر یہ نیت کی کہ اس امام کے پیچھے اور اس کی نیت میں وہ زید ہے بعد کو معلوم ہوا کہ وہ عمرو ہے تو اقدہ صحیح ہے اور اگر اس شخص کی نیت نہ کی بلکہ یہ کہ زید کی اقدہ کرتا ہوں بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے تو صحیح نہیں جائیگی یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین۔ امیرہ ضلع مشرقی خاندان

(جواب ۲۰۷) جب اس شخص کی اقدہ کی نیت کی جو نماز پڑھنا باب تو نماز نہ ہو جانے کی خواہش مقتدی کو یہ علم ہو کہ وہ کون ہے یا نہ ہو یا اس کو وہ خود زید سمجھ رہا تھا حالانکہ وہ عمرو تھا ان سب صورتوں میں نماز ہو جانے کی یقیناً مقتدی نے امامت کرنے والے شخص کی اقدہ کی نیت نہ کی بلکہ پہلے سے یہ نیت کی کہ زید کی اقدہ کرتا ہوں اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عمرو تھا تو زید کی نیت کرنے والے کی نماز نہ ہوئی۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) متعلقہ قیام امام محراب

(جواب ۲۰۸) اگر امام محراب میں کھڑا ہو اور مقتدی باہر ہوں تو نماز مکروہ ہوتی ہے ہاں امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو نماز درست ہوگی (۲)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) نمازی کو صف سے علیحدہ تھا کھڑا ہونا وجودیکہ صف میں فرجہ نہیں ہے مکروہ ہے یا نہ؟

(جواب ۲۰۹) صف کے جدا کھڑا ہونا مکروہ ہے اس شخص کو چاہیے کہ اگلی صف میں سے ایک آدمی کو اپنے ساتھ کھڑا کرنے کے لئے لے لے ہاں اس کا لحاظ رکھے کہ کسی واقف کار کو لے تاکہ نماز میں مزاحمت کی صورت پیدا نہ ہو جائے واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

۱۔ ابو بکر الاقداء بالامام اولہ بحظر بیاتہ رید او عمرو او بری نہ رید و قد ہو عمرو صح اقداء و داوی الاقداء برید و داہو عمرو لم یحر کدافی التمس (عالمگیریہ) فصل فی الیۃ ۹۷۹ مکتبہ ماحدہ کوئٹہ۔  
۲۔ وکرہ و قید الامام فی المحراب لا مسجودہ فیہ و قد ماہ خارجہ لاد العرفۃ لقدم الحج السویر و شرحہ ص ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱۶۴۵ ط سعید  
۳۔ قال فی الشمیۃ "واں و حد فی لصف فرجہ سدہ والا سطر حتی یحیی آخر لشفان خللہ و ان لم یحیی حتی رجع الإمام یختار علم الناس بئذہ المسند فیحدہ و یفقد حنفہ الحج (ص الامامۃ ۱۶۸ ط سعید)

(۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا

(۲) دروں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر؟ چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد ہو تو اب نیچے نہ پڑھیں تو اوپر بھی نماز پڑھنے کا ثواب اتنا ہی ہے جتنا نیچے کا۔

(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں کھڑے ہوئے کی وجہ سے دروں کے پتے میں نماز کے لئے جگہ نہ ہو جاتی ہے کیا ان دروں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۱۰) (۱) اوپر ہی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اوپر مسجد نہ بنی ہو تو پتے میں کھڑے ہو کر جماعت نیچے پڑھیں سب سہولتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہوئے والوں کی نماز ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم

(جمعیت مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد میں امام مقرر ہے شیخ وقتہ جماعت ہوتی ہے اس میں جماعت ثانی کے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۱) ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ ضرور ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

محکم مسجد میں نماز کا حکم

(جمعیت مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد کے متعلق صاحبان نے مسجد کی خدمت کے لئے ایک شخص مسلمان و تنخواہ مقرر کر کے رکھا اور اس سے یہ شرط ہے کہ مسجد کو خوب صاف رکھنا اور مسجد کی حفاظت کرنا اور جب نماز کی جماعت مسجد میں کھڑے ہوئے اس وقت تہجد سے جہاں مسجدوں کے رکھے جاتے ہیں اس کے قریب کھڑے ہو کر نماز باجماعت ادا کرنا چنانچہ موافق اس شرط کے وہ خادم جماعت سے بہت دیر بعد مسجد سے باہر جوتیوں کے ساتھ ایک جماعت خانہ سے تہجد کھڑے ہو کر باجماعت نماز ادا کرتا ہے یہی صورت میں اس خادم کی نماز میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے یا نہیں؟

۱۔ صعود غبی سطح کل مسجد مکروہ و بندہ اذا شہد بحر بکروہ ان یصلوہ بالحیضہ طوفاً الا اذا صاف المسجد لحد لا بکروہ صعود غبی سطحه لضرورة مع عدم سکرہ کما لکراہیۃ الباب الخامس فی باب المسجد الح ۲۲۲ ط سعید

۲۔ ولا یستطیع من لا یستطیع من غیر مکروہ لانه صف فی حق کل فرس . مبسوط باب الحیضہ ۲ ۳۵ ص بیروت لبنان

۳۔ وبکروہ بکرا الحیضہ فی مسجد مکروہ مع عدم السکرہ باب الامامة ۱ ۵۵۲ ط سعید

(جواب ۲۹۲) اگر یہ شخص مسجد کے باہر ہو تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی اور مسجد کے کسی حصے میں ہو تو اقتدا صحیح ہو جائے گی مگر علیحدہ تہذیب جانے کی وجہ سے کراہت ہوگی اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہو، ایک آدمی کھڑے ہو جائیں تو کراہت بھی جاتی رہے گی اگر اس کام پر کسی غیر مسلم کو رکھا جائے تو بہتر ہوگا۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ

صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والا کہاں کھڑا ہو؟

(المجمعیۃ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) نماز باجماعت ہو رہی ہے کسی طرف جگہ نہیں ہے باہر سے آنے والی صف میں سے بائیں سے آئی کو نکالے گا یا آئیں سے؟ اگر باہر سے آنے والے کو بائیں سے یہ ثابت ہے کہ شاید یہ شخص واقف ہے یا نہیں اور آئیں والے سے واقف ہے کہ یہ جانتا ہے تو کس کو نکالے گا؟ چہ اگر دونوں کو نہیں کہاں سکتا تو ایسے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر اس نے کسی طرف سے آئی وہاں یہ تہذیب میں پہنچ کر رہ جائے وہیں پر دونوں کے پیچھے کی صف میں کھڑے ہو جائیں؟ تہذیب سے تہذیب پہنچنے کا کتاب؟

(جواب ۲۹۳) آنے والا صف کے دائیں یا بائیں چاہے جس طرف ایسا آدمی ہو وہ شریعت کے تحت آئے ایک کو بائیں پر پیچھے دونوں کے بائیں سے پہنچ کر زمین میں نہ آئے اگر دونوں طرف ایسا آدمی نہ ہو تو تہذیب پہنچے گا ہو جائے رکعت پہلی ہو یا دوسری یا تیسری یا چوتھی کا حکم یہی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

جماعت ثانیہ کا حکم

(المجمعیۃ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) جماعت ثانیہ (ایسی مسجد میں جس میں نماز کے اوقات مقرر ہو، مؤذن و امام و مقرر ہیں اور جماعت میں شریک ہونے والے یہ مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے کثرت منہ سے پڑھتے ہیں) جائز ہے یا نہیں؟ عدم شرکت جماعت کی وجہ سے اگر بولی شریعی مجبوری یا عدم احیاء اذان ہو تو یہی صورت میں جماعت ثانیہ کی اجازت ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۹۴) جس مسجد میں پہلے جماعت مقرر ہو، اوقات پڑھتی ہو، مؤذن و امام مقرر ہو اس میں

۱۔ اداء المسحود حکم المسحود حی یؤدی فی فاء، المسحود و قدی، الامام صح اهداء و لہ تکلی لصرف متصدہ الحج (عالمگیریہ کتاب صلوہ فصل کرد خلق لمسحود ۱۰۹ مکہ محدثہ کتبہ)  
۲۔ وان وجد فی الصف فرحہ سدد و لا اسطر حی حی احرق فبقدر حنہ و لہ یحیی حتی کعب الامام یحذر علم الناس بحدہ لمسندہ و یحذر حنہ و لو یحد عالما یقف حین لصف یحد، لاسد للضرورة و رد المحتار باب الإمامة ۱، ۵۶۸ ط سعید

۱۰۰۔ ہر کی جماعت تکرار اذان و اقامت و قیام محراب با تعلق کمروہ ہے اور اذان و اقامت کی تکرار نہ کی جائے اور پہلی جماعت کی جگہ چوتھی کی جائے تو کمروہ تحریمی نہیں ہے کمروہ ہے محتبین کی ایک بڑی جماعت کے مخالفوں بتاتی ہے اور اس کے قوی ہیں اور ہر کی جماعت اس کو حذف ہونی نہیں ہوتی جماعت اولیٰ میں شرکت نہ ہونے کی وجہ کچھ بھی ہو اس کا اس مسئلے پر کچھ اثر نہیں (۱) واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

یوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا

(المجمیعہ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) رمضان شریف میں قوت کی جماعت ہوتی ہے دوسری صنف میں چارپانچ نمازیوں نے آخر فرض کی جماعت شروع کر دی کیا دونوں جماعتوں کی نماز ہو گئی؟

(جواب ۲۱۵) دونوں کی نماز تو ہوئی مگر ایسا کرنا کمروہ ہے دونوں جماعتیں متحدہ متحدہ ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہونی چاہیے تھیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ عفا عنہ

مسجد محلہ میں تکرار جماعت کا حکم

(المجمیعہ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) اگر کسی مسجد میں نماز جماعت ہو چلی ہے تو کیا اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ناجائز ہوئی اور جماعت ہو جانے کے بعد انفرادی طور پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۱۶) حنفیہ کے نزدیک ایسی مسجد میں جس میں پنج وقتہ منظم طریقہ پر جماعت سے نماز ہوتی ہے پہلی جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جماعت کمروہ ہے اگر دوسری جماعت اذان و اقامت کے بعد نہ ساتھ ہو تو ہمارے ائمہ ثلاثہ رات قریمہ پر متفق ہیں اذان و اقامت کا وعدہ نہ ہو اور محراب سے بھی عدال کر یا جائے تو اس والا صوبہ و صنف جائز ہے جماعت میں امام و حنفیہ کے نزدیک وہ بھی کمروہ ہے بین رات تحریمی نہیں تنزیہی ہے ہر فرد کی طور پر (جماعت وں کے بعد) نماز پڑھنا اسی مسجد میں جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

۱۔ مسجد دکان نہ عام معلوم و حیدرہ معلومہ فی مسجد فضلی احمد فہ جامعۃ لا باح بکرو و ہ فیہ دکان  
۲۔ دکان دکان لا باح حیدرہ معلومہ فضلی احمد فہ جامعۃ لا باح بکرو و ہ فیہ دکان  
۳۔ دکان دکان لا باح حیدرہ معلومہ فضلی احمد فہ جامعۃ لا باح بکرو و ہ فیہ دکان  
۴۔ دکان دکان لا باح حیدرہ معلومہ فضلی احمد فہ جامعۃ لا باح بکرو و ہ فیہ دکان  
۵۔ دکان دکان لا باح حیدرہ معلومہ فضلی احمد فہ جامعۃ لا باح بکرو و ہ فیہ دکان  
۶۔ دکان دکان لا باح حیدرہ معلومہ فضلی احمد فہ جامعۃ لا باح بکرو و ہ فیہ دکان  
۷۔ دکان دکان لا باح حیدرہ معلومہ فضلی احمد فہ جامعۃ لا باح بکرو و ہ فیہ دکان  
۸۔ دکان دکان لا باح حیدرہ معلومہ فضلی احمد فہ جامعۃ لا باح بکرو و ہ فیہ دکان  
۹۔ دکان دکان لا باح حیدرہ معلومہ فضلی احمد فہ جامعۃ لا باح بکرو و ہ فیہ دکان  
۱۰۔ دکان دکان لا باح حیدرہ معلومہ فضلی احمد فہ جامعۃ لا باح بکرو و ہ فیہ دکان

## محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم

(سوال) محلہ کی مسجد میں امام نہیں ہے لیکن اس کے قریب چھٹا سا بازار بھی ہے اور بزاری سڑک بھی مسجد کے دس بارہ ہاتھ کے فاصلے پر ہے آیا اس مسجد میں دوسری جماعت بلا براہت جائز ہے یا نہیں اگر مکر وہ ہو تو جماعت بہتر ہے یا لگ ایک؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر ۱)

۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۷) جس مسجد میں جماعت کا نظام ہو اور نماز کا وقت معین ہو اور امام بھی مقرر ہو اس میں جماعت ثانیہ مکر وہ ہے بازار کے قریب ہونے نہ ہونے سے اس حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

## چوتھا باب

## مسجد اور عید گاہ کے آداب و احکام فصل اول۔ مسجد میں جنبی کا داخل ہونا

مسجد میں سوتے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) اگر کوئی مسجد میں سو گیا اور اس کو احتلام ہو گیا تو کیا کرے؟

(جواب ۲۱۸) اگر کوئی شخص مسجد میں سو جائے اور اس کو احتلام ہو جائے تو تیمم کر کے بہم نظر جائے  
ادحاف الحب او الحائض سعا اولصا او سردا فلا بأس بالمقام فيه ولا ولی ال یتیم تعظیما  
للمسجد ھکذا فی التدرخانیہ (عالمگیری ص ۳۹ ح ۱، ۲، وفی فتاویٰ قاضی حان ص ۶۲  
۲، ولو کان الرجل فی المسجد فغلبه النوم واحتتم تکلموا فيه قال بعضهم لا بأس له بالخروج  
قل التیمم و قال بعضهم یباح . انتھی

## جنبی محسن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) محسن مسجد بھی مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں اور جنبی کے دخول اور خروج کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۹) محسن مسجد سے مراد شہید وہ جبکہ ہو جو فرش میاں للصدقة سے زائد خن پڑا رہتا ہے وہ مسجد کے حکم وقف میں تو مسجد کے ساتھ شامل ہے مگر تر مت دخول جنبی میں نہیں کیونکہ وہ مضام مسجد اور

(۱) قال فی تدر السحتار و بکرو بکرو بحساعة فی مساجد مسخنة باب الإمامہ ۱ ۵۵۲ ط سعید

(۲) (الفصل الرابع فی احکام الحيض والنفاس والا ستحاضة ۱ ۳۸ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) فتاویٰ قاضی حان علی حدیث لعالمگیریہ فصل فیما یجوز به التیمم ۱ ۶۴ ط سعید



وہ شخص یہ پانی نہیں پی سکا۔ (۲) جو پانی نہ پیا وہ اس کو غسل میں خرقہ نہ کرنا  
پابغیہ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

## تلاوت کے لئے مسجد کی بتی کا استعمال

(سوال) متعلقہ استعمال مال مسجد

(جواب ۲۲۳) محمد و نویری شیخ جانا نماز کے بعد درست نہیں اگر وہ قرآن شریف مسجد ہی میں پڑھنا  
چاہے تو چھوٹی بتی میں پڑھنے سے منع ہے۔ جہاں تلاوت کرے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

## مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا

(المعینہ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ڈھوڑی کی جامع مسجد میں متولیوں نے اپنی بددیانتی اور حکام کی بددست ایک شخص مفتی عبداللہ کو  
دفن کر دیا ہے جو نہ یہ سوچا تھا کہ وہاں گریزوں کے ساتھ جاتیہ حدیں و حرام کھانے کا وہی تھا کیا یہ  
فعل جائز ہے؟

(جواب ۲۲۴) جو زمین اہل کفر سے وقف ہے اس پر سوئے مصالح مسجد کے ورنہ وہی قفسہ جائز نہیں  
پس اس قطعہ زمین میں جو مسجد کا ہے موات و دفن کرنا جائز تھا۔ اس حکم میں شک و شبہ کا کوئی فرق نہیں۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

## مسجد کی درویں نو عید کا وہیں استعمال کرنا

(سوال) جانشین درویں عید و عید کے روز عید کا وہیں سے جانا و اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی مولوی عبدروف خان جہلم پرنسپل آف

(جواب ۲۲۵) جامع مسجد ملی درویں عید کا وہیں عید کی نماز سے جانا نہیں چاہیے۔ جواب۔ درویں

۱۔ رد الوقف لا یشترک فیہ وکیل و عدل و سبب حسی و محسوس لا یجوز فیہا سبب وکد فی حدیث  
المقیمین (عالمگیریہ) کتاب الوقف الباب الثانی عشر فی الربا طبع الح ۲ ۱۹۵۵ء  
۲۔ لا یجوز یوصو من محرم فی السعد و السبب فی تصحیح و جمع من توحید عبد رفیع و حمید لاشعہ۔ ما دروسہ  
حر و لا لا۔ سبب کتاب معتبر و جامع فی تصحیح و جمع ۶ ۱۹۶۶ء۔ سعید  
۳۔ و محرم و مدرس الکتاب فی تصحیح و جمع ما دروسہ و سبب تصحیح و جمع و سبب عالمگیریہ  
فتاویٰ السعد ۱ ۶۸ طبع جدید و فی عالمگیریہ و لا یجوز سبب سبب سبب فی السعد و سبب  
نسب و لا یجوز سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب  
(۴) سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب سبب  
لہ بقریہ مدفا الح (رد المحتار) کتاب الحائز مطبوعہ فی دار المیت ۲ ۱۹۳۵ طبع سعید کمپنی



کی ایک شخص کی ہوں اور اس نے اجازت دی ہو کہ جامع مسجد و مید گاہ میں استعمال کی جائیں  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

## فصل سوم۔ مسجد کے سامنے باجہ بجانا

### مسجد کے قریب باجہ بجانا

(سوال) عرصہ پچیس سال سے قصبہ سانی پت میں رام پلا ہوئی ہے اس کے راستے میں چھ مسجدیں پڑتی ہیں حکمران کاری سے یہ ایک مسجد کے قریب پچیس قدم گئے اور پچیس قدم پیچھے باجہ بند ہو جاتا تھا زمین اس میں مسلمانوں نے اس کے برعکس کام کرنا چاہتے تھے برطانوی وطن کے ساتھ مل کر باجہ ہوانے کی ہوشش کی اور یہ وقت اس ہوشش میں سرگرم رہتے ہیں اور اسلام کے برخلاف کام کرتے ہیں اپنے لوگوں کے لئے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ یوں تو جروا؟ المستفتی سید شریف حسین

(جواب ۲۲۶) جب کہ پچیس سال کے عرصہ سے مسلمانوں کا یہ حق مسلم ہے کہ ان کی مسجد کے سامنے مسجد کے حکم کے ساتھ باجہ نہیں جی جاتا تھا اور اس حق کے ثبوت میں تقاضی قانون ان کا حاق ہے تو اب تو وجہ نہیں کہ وہی مسلمان اس حق سے دستبردار کی کریں اور وہ مسجد کے احترام کی مخالفت اور باجہ کی اجازت کی صورت میں جو قطع اسلام میں حرام ہے خاصہ یہ کہ باجہ بجانا شریعت میں منع و حرام ہے اور مسجد کی اہانت یا ان کے احترام کے خلاف کوئی فعل کرنا یہ بھی حرام ہے اور نہ شدہ حق جس کے چھوڑنے میں کسی حرام کی اجازت لازم آتی ہو اس سے دست برداری کرنا بھی ممنوع ہے جو وہ مکش ہندوؤں کی خاطر خلاف قاعدہ مستمر باجہ بجانے کی اجازت دیں یا اس کی سعی کریں وہ گناہ گار اور فاسق ہوں گے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

### مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا بجانا

(سوال) شرع کے مشرکین جو ان اہانت و حقارت مسجد و تذلیل و توہین اسلام و تحقیق مسلمین اپنے ہونے کے جیوس لوشن و ثبوت کے مع باجہ و گاجوں و نعرہ ہائے غیر اللہ کے مساجد کے سامنے سے گزرنا چاہتے ہیں اور یہ مران کے مذہبی ضروری احکام میں سے بھی نہیں ہے شر کی آبادی مساوی ہے یعنی ہندو و مسلم نصف نصف تعداد میں ہیں یہی صورت میں یہ مسلمانوں کو حتی مکان و حسب استطاعت ان خرافات کو

۱۔ سرمد الوفاق کتب ساری فی المفہوم و رد لائم و وجوب عمل بہ ایح الدر السحار کتاب الوفاق مصنف فی قولہم شرط الوفاق کتب السارح ۴۳۳ ط سعید

۲۔ قال اللہ تعالیٰ "ومن اظلم من من مع مساجد اللہ ان یذکر فیہا سمد و سعی فی جواب الایہ العرفہ اب ۱۴۴ و وفی تعالیٰ عدوہ علی سر و لغری ولا عدوہ علی لائم و عدوہ اب السعدۃ اب ۲

روکنے اور مسجد کی حرمت قائم رکھنے کا شرعاً حق ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۵۲ سکریتھ کی جمعیت المسلمین مانگرول ضلع کاٹھیاواڑ۔

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۷) ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے انگریزی قانون رائج ہے عام سڑکیں گزرگاہ عامہ کے لئے ہیں غیر مسلموں کو بتوں کے جوس نکالنے اور نعرے لگانے سے باز رکھنا مسلمانوں کے اختیار میں نہیں ہے مسجد کے سامنے سڑک پر باج بجانے اور شور مچانے سے نماز و جماعت کے اوقات میں روکا جاسکتا ہے کہ اس سے نماز میں اور عبادت میں خلل آتا ہے خالی اوقات میں غیر مسلموں کو حق ہمسائیگی کی بنا پر باجہ روکنے کی فہمائش کی جاسکتی ہے مسلمانوں کو اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ اپنی مسجد کی کس قدر تکریم کرتے ہیں اگر خود مسلمان اپنے جلوسوں شادیوں میں مسجد کے سامنے باجہ جائیں تو ان کو بھی شرم کرنی چاہیے (۱) فقط  
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے

(سوال) شہر کے مشرکین اپنے بتوں کے جوس کو باجوں گاجوں اور نعرے غیہ اللہ کے ساتھ مسجد کے سامنے سے گزارنا چاہتے ہیں مسلمانوں کو ان خرافات کو روکنے کا حق ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۵۲۶۳ سکریتھ کی جمعیت المسلمین مانگرول  
۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۸) مسجد شعار اللہ میں داخل ہیں وہ شعار اللہ کا احترام مسلمانوں پر لازم ہے اصنام کے جوس کا اٹنا اور شان و شوکت کے ساتھ ان کو شوارع عامہ پر شست کرنا کفر و شرک کے شعائر میں سے ہے ہندوستان میں چونکہ حکومت قسطہ کا قانون رائج ہے اور مسلمان غیر مسلموں کو اظہار شعائر کفر سے روکنے پر قادر نہیں ہیں اس لئے ان پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے رہا مسجد کے سامنے شور کرنا شرکیہ نعرے لگانا تو یہ نماز و جماعت کے اوقات میں حقوق عامہ اور احکام نماز کے منافی ہے کہ اس سے نماز و عبادت میں خلل آتا ہے اس کے انسداد کے لئے مسلمانوں کو قانونی حق کرنی چاہیے جہاں تک ممکن ہو اس قسطے کو باہمی تصفیے سے سمجھنا چاہیے مسلمانوں کا یہ بھی فرض ہے کہ خود اپنے جلوسوں شادیوں میں بھی مسجد کا احترام قائم رکھیں اور مسجد کے سامنے ہرگز باجہ وغیرہ نہ بنائیں اور جنگ و جدل سے حتیٰ الامکان احتراز کریں (۲)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ له

۱۔ اقل سی۔ من رای مکرم مکر فیعیرہ سدہ۔ و ہ یستطیع فلیسہ و ہ لہ یسطع فیلہ و دلک صعب  
لا یجوز مسلمہ اب کون لہی عن المکر من لایمان ۱۶ ۵۹ ط فیہمی کتب حدیث کراچی  
(۲) (ایضا)

## مسجد کے سامنے باجے وغیرہ بجاتے ہوئے گزرنا

(سوال) کزشتہ کے جوابی ویسے بندہ مسلم فساد ہو گیا ہے ماسلمان اور علماء پونے دو سو گرفتار ہو چکے ہیں بنور گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے (خدا ارادہ فرمائیے) جانین سے متعدد مقتدمات درج ہیں مسجد کے سامنے باجے وغیرہ بجا کر جانے کے سلسلہ میں یہ فساد ہوا ہے یہ سلسلہ فقہائے صلیح ہندوؤں نے ایک تحریک میں مضمون کی دستخط کر کے حاکم کے سامنے دے دی ہے کہ اگر شریعت اسلام اس کو منع کرے تو ہم چھوڑ دیں گے اب معذرت اور جوابات ایک فتوے کی ضرورت ہے ورنہ ہمارے مسلمانوں کی عزت و آبرو خاک میں مل جائے گی اس سے زیادہ یاعزیز سرور مٹائی نہ رہے کہ تمام ہندوستان میں اس قسم کے فسادات کی جو نوعیت ہے یہاں بھی وہی ہے اس لئے اور زیادہ توضیح کی ضرورت معلوم نہیں ہوئی صرف اتنی بات ہے کہ ہندو غیر اوقات صلوٰۃ میں جانا چاہتے ہیں اور مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مسجد عبادت بندگی کے لئے ہے اور کوئی وقت اس سے خالی نہیں ہے اس لئے کہ وقت میں مسجد کے سامنے باجے وغیرہ بجا کر جانے نہیں دیں گے اب حالت کا اندازہ لگا کر بندہ ہماری خبر گیری فرمائیے وہ مل پیش کرنے کی تاریخ مورخہ ۱۱ اگست مقرر ہوئی ہے اس سے ہم زیادہ بیتاب ہیں قرآن حدیث فقہ و فرائض پر نظر رہے تو اچھا ہے اور چونکہ ہم جیسے بے بضاعتوں کو مل پیش کرنا پڑے گا اس لئے توضیح اور تشریح کی طرف توجہ فرمائی جائے۔

المستفتی نمبر ۲۳۹۲ محمد عبدالمطیف صاحب (اسامہ) ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۹ اگست ۱۹۳۸ء (جواب ۲۲۹) اوقات صلوٰۃ میں توجہ وغیرہ سے نماز میں خلل واقع ہونے کی بنا پر باجے و روٹیاں درست ہے لیکن غیر اوقات صلوٰۃ میں تو یہ وجہ نہیں اس میں تو صرف مسجد کا احترام پیش کیا جاسکتا ہے لیکن یہ احترام ایک اسلامی حکم ہے غیر مسلم اپنے مذہبی نقطہ نظر سے احترام کا پلندہ نہیں لہذا اس معاملے میں رواداری اور تعامل قدیم کو استدلال میں پیش کرنا قرین صواب ہے۔ محمد کفایت مددکان اللہ لہ

## فصل چہارم۔ زمین مخصوبہ یا غیر موقوفہ پر بنائی ہوئی یہاں حرام سے بنائی ہوئی مسجد

یہاں حرام سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم

(سوال) جو مسجد ناجائز مٹی سے زمین مخصوبہ پر بنائی جائے اس میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۵۳ شیخ محمد بن عبدالحق ندوی۔ ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء  
(جواب ۲۳۰) جو مسجد ناجائز مٹی سے زمین مخصوبہ پر بنائی ہوئی اس میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔  
محمد کفایت مددکان اللہ لہ



## خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا

(سوال) مسجد کے اندر یعنی اس جگہ جہاں جمعہ ہو کرتی ہے کسی شخص کا قیام بالاحتیاجت ضروری ہو وہ خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم اس طور پر کہ شخص مذکور وہیں رہے سوئے اور باتیں دنیاوی اور تمام لوازمات زندگی وہیں مسجد میں پوری کرے شرعاً جائز ہے یا نہیں " المستفتی نمبر ۲۵۳ محمد عثمان صاحب بمبئی

۷ اذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲ اپریل ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۴) اگر یہ شخص مسجد کے متعلقہ اشخاص میں سے ہو کہ مسجد کی ضروریات اس سے وابستہ ہوں مثلاً امام یا مؤذن یا خادم ہو اور اس کے رہنے کی اور کوئی جگہ میسر نہ ہو اور اس کے رہنے سے نمازیوں و تکلیف پیش نہ آئے اور وہ مسجد کے تمام امور پر نظر رکھے تو ان شرائط کے ساتھ مسجد میں قیام کی اجازت ہے اور اگر دوسری جگہ سونے کے لئے میسر ہو یا مسجد سے غیہ متعلق ہو اور مسافر بھی نہ ہو یا اس کی رہائش سے نمازیوں کو تکلیف اور تنگی ہو یا مسجد کی باندی یا توہین ہوتی ہو یا ترویج و تکلیف لازم آتی ہو تو ان صورتوں میں اس کو اجازت نہیں ہے محمد کفایت اللہ کان اندلہ دہلی

## مسجد میں رہائش کرنا

(سوال) کوئی ایسا شخص مسجد میں ٹھہرے کہ وہ مسجد میں ہی رہتا ہے اور مسجد میں ہی رہتا ہے اور دنیاوی باتیں بھی مسجد میں ہی کرتا ہے " المستفتی نمبر ۲۹۰ سیٹھ میاں محمد دوست محمد (ہمت نگر)

۷ صفر ۱۳۵۳ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۵) مسجد میں اس طرح ٹھہرنا کہ مسجد کو قیام گاہ ہے اور نمازیوں پر نماز پڑھنے کی جگہ ہو ٹھہرنا یا مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا اور باطنی ضرورت شدیدہ مسجد میں سونا خفیوں کے نزدیک مکروہ ہے کسی مسافر کو جب کہ اس کے لئے مسجد سے علیحدہ کوئی جگہ نہ ہو سخت ضرورت کے لئے مسجد میں سو رہنا جائز ہے بشرطیکہ اس کے لئے مسجد کے احکام میں فرق نہ آئے اور نمازیوں کے لئے نماز کی جگہ ٹھہرنا نہ ہو اور ضرورت پوری ہوتے ہی وہ مسجد کو چھوڑ دے اور مسجد میں کھانے پینے سے اگر مسجد بوٹے ہوئی ہے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں اگر مسجد کے ساتھ کوئی قیام گاہ مسافروں کے لئے ہو تو مسجد کو مسافر خانہ نہ کہ مکروہ ہے۔

۱. بالعموم لا یصلح عینی الخلف والبرع عسران سرحد علی الحساب والصلان، عالمگیری کتب الکراہیۃ، آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط ماحدہ

۲. مکروہ اسود والا کل فیہ لعلی لستکف لعلی ولا یاس للعرب و یصاحب ہذا یدم فی المسجد فی یصحح من السدھ والاحسن ان یترجع فیہ سدھ مع عالمگیری کتب الکراہیۃ آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط ماحدہ کوئٹہ پاکستان

### نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا

(سوال) (۱) جامع مسجد دہلی کے دالانوں میں مسلمان بے نمازی اور فقراء آوارہ گرد سوتے ہیں نماز دان نہیں کرتے مسجد کو سرائے بنا رکھا ہے (۲) نمازی مسلمان بھی بعد نماز ظہر عصر کی نماز تک اندرون مسجد سوتے رہتے ہیں مسجد کے اندر یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۱۱۱۱ محمد عثمان صاحب تنظیم جامع مسجد دہلی۔ ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۶ اگست ۱۹۳۶ء (جواب ۲۳۶) بے نمازیوں کو مسجد میں سونے اور اس کو خواب گاہ بنانے کا کوئی حق نہیں کیونکہ بے نمازی ہونے کی جہت سے بھی یہ اندیشہ ہے کہ وہ مسجد کی تطہیر و تنظیف کا خیال بھی نہ رکھیں نمازیوں کا مسجد میں اوقات نماز کے حدود لیٹ جانا اور سوجانا اتفاقی طور پر ہو تو مباح ہے لیکن مسجد کو ایک خواب گاہ بنالینا ان کے لئے بھی درست نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) مسجد کے برآمدے میں سونا

(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا

(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تنخواہ میں دینا

(۴) مسجد میں رات کو وظیفہ پڑھنا

(سوال) (۱) ایک شخص متقی پر بیزار کار کا جائے ٹھکانا نہیں اس شخص کا مسجد کے باہر برآمدہ میں رہنا سونا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کا سامان مسجد کے اندر یا باہر برآمدہ میں بیٹی میں بند کر کے رکھنا جائز ہے یا نہیں (۳) مسجد میں مؤذن روزانہ پتی سے پیسہ اٹھاتا ہے مسجد کی مرمت کرنے کے واسطے سب آدمی بطور صدقہ دیتا ہے اس جمع شدہ پیسہ سے پیش امام کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ پیش امام کی تنخواہ بستی دلوں کے چندہ سے مقرر و معین بھی ہے (۴) مسجد میں بعد نماز عشاء کے ایک دو بجے رات اس وقت کسی آدمی کا نام و نشان نہیں اس وقت میں ذکر و ذکر و مراقبہ کرنا جائز ہے یا نہیں حالانکہ جامع مسجد نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۷ مووی سران الحق صاحب (ضلع پریم) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۷ فروری ۱۹۳۷ء (جواب ۲۳۷) (۱) مسجد کا برآمدہ اگر مسجد سے خارج ہے تو اس میں کسی نیک متقی کے اتفاقاً سوجانے کا مضائقہ نہیں اگر یہ شخص مسجد کے متعینین میں سے ہے مثلاً امام ہے یا مؤذن یا نگراں تو اس کو برآمدہ میں (جب کہ برآمدہ مسجد سے خارج ہو) سونا روزانہ بھی جائز ہے لیکن اگر مسجد کے متعینین میں سے نہیں ہے اور کثیر یا دوامی طور پر مسجد میں سونے کی عادت ڈال رکھی ہے تو یہ مکروہ ہے (۲)

۱. ويكره اليوم والا كل لغير المسكف واداء ان يفعل ذلك يسعى ان يوى الاعكاف فيدخل فيه ويذكر انه تعدي بقدر ماوى او يصلي ثم يفعل ماشاء عالمگیری كتاب الكراهية ۵/ ۳۲۱ ط ماحديه  
۲. ويكره اليوم والا كل فيه اي المسجد لغير المسكف ولا باس للعرب الخ عالمگیری كتاب الكراهية ۱/ ۳۲۱ ط ماحديه

- (۲) مسجد کا سامان پٹنی میں بند کر کے مسجد کے وراندہ میں رکھ دینا جائز ہے بشرطیکہ اس کی حفاظت کا انتظام بھی کر لیا جائے اور چوری ہو جانے یا ضائع ہو جانے کا خوف نہ ہو (۱)
- (۳) مؤذن روزانہ مسجد میں جو پیسہ جمع کرتا ہے اگر مرمت کے نام سے جمع کرتا ہے تو اس پیسہ کو مرمت کے کام میں ہی خرچ کرنا چاہیے مؤذن کی یا امام کی تنخواہ اس میں سے دینا جائز نہیں (۲)
- (۴) مسجد میں ایک دو بے رات کو وظیفہ پڑھنا یا مراقبہ کرنا یا نماز پڑھنا جائز ہے مگر آواز سے پڑھنا اگر کسی سونے والے کو تکلیف پہنچائے تو مکروہ ہے بہت سے پڑھنے میں مضائقہ نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### مسافر کا مسجد میں سونا

- (سوال) کیا فقراء و مساکین اور ہر کس و نا کس کا مسجد میں سونا جائز ہے؟
- المستفتی نمبر ۲۸۰۷ محمد احسن کراچی۔ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ
- (جواب ۲۳۸) مسجد میں لوگوں کا سونا مکروہ ہے سوائے مسافریا سخت ضرورت مند کے کہ وقت ضرورت سوجائیں تو مباح ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا

- (سوال) مسجد اور اس کے تختن میں سونا ٹٹھنارات دن درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا درست ہے یا نہیں؟ باوجود حجرہ ہونے کے حجرے کو استعمال نہیں کرتے؟
- (جواب ۲۳۹) مسجد اور اس کی چھت کو ایسے کاموں سے جن میں مسجد کی تلویت ہوتی ہو یا قتال تلویت ہو یا مسجد کے احرام میں نقصان آتا ہو محفوظ رکھنا لازم ہے ضرورت کسی مسافر کو یا ہماری کی وجہ سے امام یا مؤذن کو مسجد میں سونا بننا مباح ہے مگر جب کہ حجرہ یا دوسری کوئی جگہ موجود ہو تو مسجد کو خواب گاہ بنانے سے احتیاط ضروری ہے فقط
- محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) ولا بأس بان يتحد في المسجد بياض في ليل لئلا يضر في فصل كره عن باب المسجد ۱۶۰۱ ص (ماجدہ)

(۲) و اذا اراد ان يضر شيئا من ذلك إلى ادم المسجد او إلى مؤذن المسجد يس له ذلك إلا إذا كان الوقف شرف ذلك في الوقف كذا في الدحيه (عالمگیریہ) کتاب الوقف الفصل اسی فی الوقف علی المسجد ۴۶۳۰۲ ط (ماجدہ)

۳ وفي حاشية لعموی عن الامام شعراي جمع العلماء سفا و حنف علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد و غیرها الا ان یسوس بهم علی اسم او مصل او قری الح (رد المحتار) کتاب الصلاة مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۶۶۰/۱ ط سعید

(۴) ویکره النوم والا کل فیہ لعم المعکف الح ولا بأس لتعرب ولصاحب الدار ان ینام فی المسجد (عالمگیریہ) کتاب الکراهیة آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط (ماجدہ)

(۵) (ایضا)

(۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا اوپر؟

(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر بھی نماز پڑھنے کا وہی ثواب ہے چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر نماز پڑھنے کا ثواب بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ نیچے نماز پڑھنے کا ہے۔

(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں رک جہاں ہونے کی وجہ سے دروں کے پتے میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۰) (۱) اگر اوپر بھی مسجد بسی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اوپر مسجد نہ بسی ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں سنتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان مد۔

(۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(۲) جمعہ کی سنتوں کے ”الصلوة قبل الجمعة“ پکارنا

(المجمیۃ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جمعہ کے روز مسجد میں صلوٰۃ پکارتے ہیں۔ الصلوٰۃ قبل

الجمعة الصلوٰۃ سے رسول اللہ ﷺ اور اہل سنتیں پڑھتے کھڑے ہوتے ہیں کیا یہ فعل مستحب ہے؟

(جواب ۲۴۱) مسجد کی چھت بھی مسجد ہی کا حکم رکھتی ہے چھت پر نماز پڑھنا خصوصاً گرمی کی وجہ سے بجا

اگر بہت جائز ہے۔ یہ صلوٰۃ پکارنا درست نہیں کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

## فصل ششم۔ حقوق متعلقہ مسجد

قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا

(سوال) شہ پیارہ میں ایک مسجد معروف اور اراں والی ہمارے ہوش سنبھالنے سے پہلے کی تعمیر شدہ ہے

۱۔ قال لشمی: "و جعل فوقہ ذلک طہرہ لہ لا فرق بین ان ینزل الیہ من المسجد او لا لانیہ یوحده من العلیل ان یصل عدم کونہ مسجداً فما اذالہ لکن وفداً علی مصالح المسجد و بہ صرح فی الاسعاف الخ (رد المحتار کتاب الوفاء فی احکام المسجد ۴: ۳۵۷ ط سعید و امداد الاحکام ۱: ۳۵۱ ط محندہ دار العلوم کراچی) (۲) و لا یضغاف بین لاسطوانات غیر مکررہ لانیہ صف فی حق کل فریق الخ (مبسوط باب الجمعة ۲: ۳۵ ط سروب لسان) (۳) التصعود علی سطح کے مسجد مکررہ و نہاد ادا شد الحریکۃ ان یصلوا بالجماعة فوقہ الا اذا صاف المسجد فحسد لا یکبرہ التصعود علی سطحہ لضرورة (عدسگریہ) کتاب الکراہیہ اذاب المسجد ۵: ۳۲۲ ط سعد) (۴) من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فہو رذ (بخاری) کتاب الصلح باب اذ اصطبلوا علی صلح جور فہو مردود (۱/ ۳۷۹ ط قدیمی)



سات آٹھ سال سے فرقہ حنفیہ میں سے اس محلہ میں دو ایک نمازی تھے اس لئے فرقہ احمدی کے اشخاص جو اس محلے میں تھے اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے اب چونکہ اس محلے کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور فرقہ حنفی کے چالیس پچاس اشخاص نمازی ہو گئے ہیں نماز کے وقت دونوں فرقوں میں تکرار ہونے پر پولیس نے یہ انتظام کیا ہے کہ جمعہ کی نماز ہمیشہ پہلے حنفی پڑھ لیا کریں بعد میں احمدی پڑھ لیا کریں اور دوسری نمازیں ایک دن پہلے حنفی پڑھ لیا کریں اور ایک دن احمدی پہلے پڑھ لیا کریں چونکہ احتمال ہمیشہ دنگہ کار رہتا ہے اس لئے دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک مسجد میں دو فرقوں کے دو امام اور دو جماعتیں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ اس مسجد کابلی بھی حنفی تھی۔ المستفتی نمبر ۵۹ مطب محمد ٹیکسیدار۔ پٹیلہ

۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۴۲) جب کہ وہ مسجد قدیم سے اہل السنۃ والجماعۃ حنفی فرقے کی مسجد تھی اور وہی اس کے بانی تھے تو اس میں نماز اور جماعت کا حق یہ تھا کہ اہل محلہ کو ہے وہی مسجد کے مستم اور متونی ہیں اور وہی جماعت قائم کرنے اور نماز پڑھنے کے مستحق ہیں مرزائی فرقہ جو جمہور عام کے نزدیک کافر ہیں اس مسجد میں کسی قسم کے تصرف کا اور جماعت قائم کرنے کا حق نہیں رکھتے مرزائی نہ تو حنفیوں کی جماعت سے پہلے جماعت قائم کر سکتے ہیں اور نہ حنفی جماعت کے بعد اپنی جماعت کر سکتے ہیں پہلے تو اس نے نہیں کر سکتے کہ اصل مستحقین بانی مسجد فرقہ سے پہلے انہیں اقامت جمعہ کا کوئی حق نہیں اور بعد میں اس لئے کہ صحیح طور پر جماعت ہو جانے کے بعد دوبارہ کوئی جماعت منظم طور پر قائم نہیں کی جاسکتی اگر وہ حق اپنی جماعت قائم کرنے پر اصرار کریں تو پولیس کا فرض ہے کہ ان کو داخلہ مسجد سے روک دے کہ ان کو اس کا بھی حق نہیں ہے۔ "وہذا اکلہ طاهر واللہ اعلم" کفایت اللہ کا ان اللہ نہ ندر سے امین دہلی

### حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا

(سوال) قصبہ نظام آباد کی کنبدی جامع مسجد (یادگار محی الملک والدین اور نگ زیب مائیکہ) کے چند مصلیان جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں ان کا مصمم ارادہ ہے کہ جامع مسجد کے فنڈ سے مسجد کے کل تحریکوں اور دروازوں میں لوہے کا پھانک لگایا جائے اور ہمہ وقت دروازوں میں قفل پڑا رہے اور اوقات نماز پنجگانہ میں مؤذن مسجد اپنے گھر سے آکر قفل کھول دے اور نماز وقتی ادا کرنے کے بعد فوراً قفل لگا دے باقی مصلیان مسجد جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں اکثر خاموش اور بعض ناراض ہیں مگر وہ مصلیان جو اکثر وقتی نماز اس مسجد میں ادا کرتے ہیں وہ بالکل مخالف اور ناراض ہیں کیونکہ ان کے خیال میں اس سے عبادت الہی میں رکاوٹ پیدا ہوگی وروہ خانہ خدا کا مقفل رہنا خلاف شرع سمجھتے ہیں کیونکہ جمہور کی مساجد عام

(۱) ماکول لمشرکین اب بعمر و امجد اللہ شہدین علی انفسہم بالکفر (سورة توبہ آیت ۱۷) اما بعمر

مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر الآیۃ (سورة توبہ آیت ۱۸)

مسلمانوں کے لئے ہمہ وقت کھلی رہتی ہیں جس سے قتال تصادم مصیبتیں مسجد سے (نوٹ) محض مسجد چار دیواری سے محفوظ ہے اندرون مسجد کوئی ایسی چیز نہیں رہتی کہ جو چرلی جوب مثل درمی و فرش و جہاز و فانوس وغیرہ اور نہ اس مسجد میں امام مسجد مقرر رہے ایک خاندان پسمانوں کا، عوید رہے کہ شمشادہ مہیہ نے ہمارے اسلاف قوی ملازمین کی امتداد یہ یہ خاندان تہذیب کرنا چنانچہ باوجود در رہنے کے وہ اتنا ہمارے بعد ہر عیدین ہمیشہ اس مسجد میں رہتے ہیں اور مرمت مسجد کے فنڈ کے بھی حامی ہیں لہذا ان کی خاموشی شرمناک و برباد رہنے کی سبب یہاں ہر گز نہ ان کو اس فریق کی تائید کرنی چاہیے تاکہ رفع شر ہو بحالت خاموشی افتراق مصیبتیں و رنج و تہذیب ان کا نہ ان کے رہتو نہیں ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۳۵ منشی عبد الحنفی صاحب (شیخ مظہر رحمہ)

۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۳) مسجد کے دروازوں کو بند یا مقفل کرنا مکروہ تحریمی ہے یا نہ یہ صورت نماز نہ رونے کے نام پر ہے۔ کما کرد علی باب المسجد (درمحرار) واسما کرد لانه یسبب السع من الصدوق فی تعالیٰ ومن اطلع من مع مساحد اللہ ان بدکر فیہا اسمہ لح (رد المحتار بقلا عن البحر) باب مسجد سے سامان و سبب کے پوری ہو جانے کا خوف ہو تو پھر فوراً از نماز اوقات میں مقفل کرنا مباح ہے۔ الا لحوف علی متاعہ بہ یفتی (درمختار) (۱)

گرچہ ایک لگانے اور مقفل ہونے کی ضرورت نہ ہو تو پھر اس میں روپیہ لگانا فضول و ناپربز ہے جن دلوں کو مسجد کے اسی میں ہی صورت پر بداعت کرنے کا حق ہے ان کو یہ سبب کہ وہ بلا ضرورت مسجد کو مقفل کرنے کے خلاف اپنی رائے عام میں ای طرح نمازیوں کو بھی پھیلے کہ اس کا جائز فعل کے خلاف و ازیدہ ہیں۔ محمد کفایت الدان جلد ۱ ص ۱۰۱

### مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ربانہ تحت حکم آیت قرآنی ومن اطلع من مع مساحد اللہ ان بدکر فیہا اسمہ و سعی فی حرائقہا و رعون زیوہ ظم ہے اس شخص سے کہ اندکی مسجدوں میں ذکر ابد و بد کرے اور اس کی خرابی میں خوشاں ہو۔ ریاست دہلی میں ایک قدیم مسجد ہے جسے ہندوؤں اور وہاں کی حکومت نے ہونج شامہ بنانا چاہا تھا اور اس کی نام کی تہنیتی وہاں نصب کردی تھی مسلمانان دہلی کو شش سے حکومت نے اس افتراقی مقب کو اور اس تہنیتی کو نکلو دیا اور مسجد کو اس کے صلی نام سے موسوم کیا۔

(۱) امسال رمضان شریف میں وہاں پہنچ کر حقرا عبد نے قرآن خوانی تراویح میں شروع کی حکومت مانع

(۱) (باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا) مطلب فی احکام المسجد ۶۵۶/۱ ط سعید

(۲) (ایضا)

ہوئی ور قرآن ختم نہیں کرنے دیا آخر عشرہ میں استکف کی تورات کو نکال دیا جاتا تھا ور مسجد میں قفل حکومت کی طرف سے ڈالا جاتا ہے چند روز کے بعد معتکف کو مسجد سے اور شہر سے نکال دیا۔ ۱۹۳۵ء میں تاریخ ۱۷ اکتوبر کو احقر نے چہ یہ تھا اس موقع پر بھی صورت مسطورہ پیش آئی تھی اور چہ نہیں کرنے دیا تھا۔

(۲) مسجد میں روشنی کے کافی طور پر انتظام نہیں کرنے دیا جاتا اور ایک ستون جو روشنی کے سنے قائم تھا اس کو نکلوا دیا۔

(۳) دس بجے رات کو مسجد میں قفل ڈالا دیا جاتا ہے اور ہر قسم کی عبادت سے مقیم اور مسافر کو روک دیا جاتا ہے۔

(۴) بینک نے چندہ کر کے ایک گھر کی عمارت دیکھنے کے سنے خرید کی ہے اس کو مسجد میں نہیں لگانے دیا جاتا مسجد کے اندر حوض ہے اس میں پانی کا انتظام بحفاظت کرنے سے نفع ہے اور اسی قسم کے تاج تزیینات حکومت کی جانب سے ہیں۔

صورت ہانے مسطورہ میں مسلمانوں کے کیا فرائض ہیں اور ایسی صورت میں جب کہ حکومت ہ تشدد و نگرانی حقوق مسجد کے غاصبہ دہاؤ پر مبنی ہے مسلمانوں کو انتہائی جدوجہد و آگراشت و آزادی مسجد میں حکومت سے آرا اور گورنمنٹ برطانیہ کو خاص توجہ دانا اور سعی بلیغ کرنا کس حد تک ضروری ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۷۲ حافظ مظہر احمد (بھوپال) ۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ، ۹ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴۴) مسلمانوں کو مسجد کی حفاظت و نگرانی کا حق حاصل کرتے اور اس کو آزاد کرانے و آزادی کے ساتھ اس میں نماز و عبادت و امور شریعہ اور کرنے کا اختیار بہم پہنچانے کے سنے ہر ممکن کوشش کرنی لازم ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

## محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے

(سوال) ہم نے محلے کی مسجد میں پرانے امام کو علیحدہ کر کے ایک اچھا وظہ قرآن پیش امامت کے مقرر کیا ہے اس پر ہمارے محلے کے کچھ آدمیوں نے ناراض ہو کر دوسری مسجد میں جانا شروع کر دیا ہے تو ان پر محلے کی مسجد کا حق ہے یا نہیں اور ناظرہ پیش امام سے حافظ قرآن پیش امام اچھا ہے یا نہیں؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین (اسلیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۲۴۵) اپنے محلے کی مسجد کا حق ہے بدوجہ سے چھوڑ کر دوسرے محلے کی مسجد میں نماز کے سنے جانا

۱۔ من رای مکمل مکرر بعد و ن لم یستضعف فیساد و ن لم یستضعف فقلہ و دلک اصعب الایمان المسلمین کون الھی عن المکر من الایمان ۵۱ ط قدیمی کتب حیدر آباد بعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر لآیۃ (سورۃ توبہ آیۃ ۱۸)

چنانچہ نہیں ہے نہ امام اگر قمر کی مسجد پرست ہو تو ناظر و ناظر سے افضل ہے، محمد کفایت اللہ کا نذر اللہ

### مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے

(المجمعیۃ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) اگر کسی مسجد پر کوئی شخص اپنی یا اپنے خاندان کی ملکیت کا دعویٰ کرے اور اس کا ٹھکانہ صرف خلوت میں بلکہ مجمعہ میں بھی کرے تو یہ عوام کے لئے اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے؟

(جواب ۲۴۶) جو مسجد بتادہ شریعہ میں مسجد بنائی گئی ہو اس میں باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز ہو سکتی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی ملکیت یا ملکیت جیسے معاملات کرے یا ملکیت کا دعویٰ کرے دوسرے مسلمانوں کو روکے تو یہ سب ناجائز اور ظلم ہے اور اس مسجد میں مسلمانوں کو نماز پڑھنا اور نماز کے لئے داخل رہنے کی حق ہے اور اس مدعی ملکیت کے غلط دعوے سے متاثر ہو کر اس میں نماز نہ کر سکتا ہے چاہے وہ اس کوئی مکان فی الحقیقت کی شخص کی ملک میں داخل ہے اور اس نے اس وقت نہیں کیا مسجد نہیں بنایا صرف اس میں نماز پڑھی جاتی تھی تو آپ اس کا دعویٰ ملکیت درست ہو گا اور سب وہ لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روک دے گا تو غیر اس کی اجازت کے اس میں نماز پڑھنا جائز نہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

### مکان کے اندر مسجد بنانا

(المجمعیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک نہایت وسیع مکان کے اندر ایک مسجد سے شب کو اس مکان کو درست بنا کر لیا جاتا ہے مسجد حرات سے غیر آباد ہے صاحب خانہ نماز نہیں پڑھتے ہیں کیا اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۷) اگر اس مسجد کا راستہ عام نہیں ہے اور مکان والے اس کو حبس چاہیں نہ کر سکتے ہیں تو وہ مسجد شرعی نہیں ہوئی نماز جب ملک کی اجازت سے پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ مسجد شرعی نہ ہونے کی صورت میں مسجد کا ثواب نہیں ملتا (۲) محمد کفایت اللہ کا نذر اللہ

### مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی

(المجمعیۃ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) اگر کوئی متولی مسجد چند پند سو سو، صدو مسلمان مصدقوں کو محض صوفیانہ کام سننے کی بنا پر مسجد

۱) والا فصل احبار اندی امامہ فقہ و اصلاح و مسجد حرم و ہر جمعہ فصل من الجمع رد مختار ص ۱۰۰  
بغیر الصلاہ و ما یکرہ فیہ مصنف فی فصل المساجد ۱ ۶۵۹ ط سعید

۲) قولہ تعالیٰ ومن اطعم من مع مساجد اللہ بدکثر فیہ سمعہ و سعی فی حوائجہ سورہ بقرہ آیت ۱۱۴

۳) فیو جمع وسط دارہ مسجد و انہ لیس فی دحولہ و صدوۃ لیلہ و شرعہ مع لطریق صر مساجد فی قولہم  
والا فلا (عالمگیریۃ کتاب الوقف ۲/ ۴۵۴ ط ماجدیہ)

سے جمعہ کے وقت نکال دے یا نفل جانے کو ہے تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟  
(جواب ۲۴۸) مسجد کسی کی ملک نہیں وہ خانہ خدا اور وقف ہے متونی کو جائز نہیں کہ وہ ان لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکے کسی شخص کو اس کی کسی ناجائز حرکت کی وجہ سے مسجد سے روکنے کا حق ہوا۔ اسلام یا اس کے نائب کو ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ مینیہ دہلی

”مسجد کی دیوار توڑ دی گئی“ کہنا

(انجمنیہ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) مسجد کی دیوار شہید کروئی گئی کے جانے توڑ دی گئی کیا یہ ہے؟

(جواب ۲۴۹) ”مسجد کی دیوار شہید کروئی گئی“ یہ ”مسجد کی دیوار توڑ دی گئی“ ان دونوں عبارتوں کا لفظ جائز ہے اس میں کوئی توہین نہیں ہے۔ محمد کشیت مدد خانہ دہلی

مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں

(انجمنیہ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہندو ایک مسجد کا متولی ہے۔ اس نے ایک سال کا ہوا مسجد پر تعمیر لگائی گئی تھی جو کہ کچھ روپوں کی ہے، عمل رہ گئی تھی۔ مسجد کے برابر میں ایک شخص کا مکان ہے جس پر چڑھنے سے اس کے مکان کی سب پرمان ہوئی ہے کیا مسجد کی رقم سے اس پر خرچ کر سکتا ہے؟ اور یہ مکان کی ہے۔

(جواب ۲۵۰) مسجد کی رقم سے دوسرے دیوار پر خرچ کرنا جائز ہے ہاں مسجد کی دیوار پر تعمیر کروائی جائے تو جائز ہے مگر اگر مسجد کی دیوار پر یہ خرچہ کرنے کی صورت نہ ہو سکتی ہو تو اس مسجد کا مکان کی اسپینیاں سے اتنی عانت مرویں کہ وہ اپنی دیوار پر یہ خرچہ کر سکے۔ محمد کشیت مدد خانہ دہلی

مسجد کے بانی کو توایت کا حق ہے

(انجمنیہ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر کوئی یہ کہے کہ ہر قوم کو بے دیر قوم کو کسی امر میں دخل دینے کا حق نہیں ہے۔ و نماز پڑھتی ہو پر تو ممانعت میں اس کو دخل دینے کا حق نہیں تو کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۵۱) نماز کے عائق تو تمام مسلمانوں کو ہے مگر مسجد کا انتظام کرنے کا حق مسجد کے بانی اور

۱۔ مسجد حدیث لاء بعدی ریس لاء فی حق ”قال اللہ تعالیٰ“ ”وان المساجد لله“ (فتح القدیر کتاب بوقت فصل فی حکام المساجد ۶: ۲۳۴ طحطاوی)

(۲) یہاں یہ اس بات پر مشتمل ہے کہ (۱) یہاں اس عہدے کے لئے مامور القرب بعمارتہ ثم السراج والیسط کدیت سی احقر مستطیع، مگر مسجد کتاب فی حکام المساجد ۲: ۳۶۷ ص ۳۶۷



## فصل ہشتم۔ مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا

### ویران مسجد کے سامان کا حکم

(سوال) ذریعہ اسماعیل خان میں چھاتی میں مسلمانوں کے پیسے سے جو وہاں مدرستہ تھے ساتھ ساتھ برس سے مسجد میں تعمیر کر رہی تھی ہیں باقاعدہ وہاں جمعہ و عیدین کی نمازیں پڑھانی جاتی ہیں چونکہ چھاتی اٹھ کی ہے اس لئے مسجدیں خالی ہو گئی ہیں چھاتی کا تمام اسباب مکانات وغیرہ نیا ام ہو چکا ہے اب کورٹمنٹ نے مسلمانوں کو مطلع کیا ہے کہ یہ مکان کا تمام سبب شہر میں گزیر گیا ہے وہاں کے جویان کو آباد کروائیں وکول کا خیال ہے کہ مسجدیں برائے ان کا سامان اسامیہ اسول میں گزیر چاہیے یہ مسجدیں لب سڑک شہر سے چھاتی سے پر ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۴۰۱ ص ۱۲۰ مدد دین ذریعہ اسماعیل خان۔ ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۴) جو مسجد کہ ایک بار شہر کی قاعدے سے مسجد ہو جائے وہ قیمت تک مسجد بنی رہے گی اس و غیر مسجد کے کام میں نہیں آتے اس کے قریب آبادی نہ رہے اور مسجد میں کوئی نماز پڑھنے والا نہ رہے تو جب بھی اس کی حفاظت کا سامان کر کے اسے محفوظ کر دینا ضروری ہے البتہ اگر کوئی مسجد پہلے ہی شہر کی قاعدے سے مسجد نہ ہو۔ مثلاً اس کی زمین وہ قاعدے سے ہو کسی کی ملک ہو جس نے وقت نہ کی ہو تو وہ مسجد کا حکم نہیں رکھتی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

### (۱) مسجد کے ملکہ کا حکم

### (۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا

(الجمعیتہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء)

(سوال) (۱) مسجد ہندو قیام کے سلسلے میں اگر اس کا ملکہ فروخت کر کے اس کی قیمت کو تعمیر مسجد میں دیا جائے تو اس حالت میں ہے وہ فروخت کرنا جائز ہو گا یا نہیں اور اگر تعمیر کے بجائے زمین و اس کی اور مسرف میں دیا جائے تو جائز ہو گا یا نہیں بعض اصحاب کو حضرت امام علیہ السلام کے اس فقرے سے متاثر ہو رہا ہے "ما دلت ہرہ بہ پہ ب مسجد اند نہ" فقہ دانستہ نہ قابل سوختی

(۲) تعمیر و مرمت مسجد میں اگر ہندو معمار اور ہندو مزدور جو مستعد اور خوشیار ہوں کام کریں تو شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور انما المشرکون نجس کا کیا مطلب ہے؟

(جواب ۲۵۵) (۱) مسجد کا ملکہ جو ہندو میں نہ آئے اس کو فروخت کر کے جدید تعمیر میں اس کی قیمت خرچ

رودینا جائز ہے۔ (۱) تعمیر کا فقرہ بھی صحیح ہے مگر اگر یہ مطلب نہیں ہے کہ فروخت کرنا بھی ناجائز ہو (۲) تعمیر مسجد کا کام غیر مسلم مزدوروں معذروں سے لینا جائز ہے۔ انما المسترکون مجلس سے نجاست ظاہری مراد نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## مسجد کی تعمیر سے بھی ہوئی لکڑی کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) (۱) ایک قصبے کی جماعت نے مسجد کی تعمیر کے لئے چند لکڑی جنگل سے جمع کر دیں اس مسجد کی منتظر جماعت کی اجازت سے ایک شخص نے وجہ ضرورت ان جمع شدہ لکڑیوں میں سے ایک لکڑی لیکر اپنے گھر کی عمارت میں لگا دی پس یہ فعل جائز تھا یا نہیں؟  
(۲) مسجد کی تعمیر کے لئے جو لکڑیاں تخمیناً جمع کر دی گئیں آیا وہ تمام لکڑی مسجد کی تعمیر میں ملنے سے قبل مسجد کی ملکیت میں شمار ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۲۵۶) جن لوگوں نے مسجد کی تعمیر کے لئے لکڑیاں جمع کی تھیں اگر جماعت منتظرہ کے حوالے کر دی تھیں تو وہ لکڑیاں مسجد کی ہو گئی تھیں اور اگر مسجد کی تعمیر میں ان سب لکڑیوں کی حاجت نہ تھی تو جماعت منتظرہ زائد از حاجت لکڑی کو مسجد کے لئے شہت کسی کو دیگر قیمت کو مسجد میں خرچ کر سکتی تھی ہر قیمت کسی کو دے دینے کا حق نہیں تھا جس شخص کو دے دی گئیں اس سے اب بھی قیمت وصول کی جاسکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۰ء)

(سوال) —————

(جواب ۲۵۷) اگر مسجد کے لئے سامان تعمیر اس کے متوں کے حوالے کر دیا جائے اور اس میں سے کچھ سامان بچ رہے تو وہ سامان مسجد کی ملک ہوتا ہے اور اگر مسجد میں ملنے کے قبل نہ ہو تو فروخت کر کے اسی مسجد

۱ وما یهدم من بناء یوقف ربه صرفه لحاکم فی عماره الوقف با اذاج له وال استغنی عنه امسک حتی یحاج سی عمارته فیصرف فیها یح و ب بعد عده عسہ سی موضعہ یبع و صرف سہ لی المرمۃ صرف یدل سی مصرف

المعدل (هدایۃ کتاب الوقف ۲/ ۶۴ ط مکتبہ شریکۃ علمبیہ ملتان)

۲ وفي الحر نقلًا عن الحارثی "ولا بأس أن يدخل الکافر ولاهل الدمة المسجد الحرام و میت المقدس و سایر المساجد لمصالح المسجد و غیرها من المهمات (رد المحتار کتاب الوقف ۴/ ۳۷۸ ط سعید)

۳ حشیش المسجد ذاکت له قسمة فلاهل المسجد ان سعود و ن رفعوا الی الحاکم فهو ولی عدمگیره کتاب الوقف ۲/ ۵۹ ط ماحدیہ





## عنوان مثل بالا

(سوال) بعد نماز مسجد میں اللہ کی راہ پر سوال کرنا ایسا ہے اور سائل کو دینا چاہیے یا نہیں؟  
 المستفتی نمبر ۱۲۰۱ اغام ربانی جو کسی صاحب (ضلع غازی پور) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء  
 جواب (۲۶۰) مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور سائل کو دینا بھی ناجائز ہے کسی محتاج کو، غیر سوال کے مسجد  
 میں دیدے تو جائز ہے یا مسجد میں سوال کرنے والے کو باہر نکل کر دیدے تو یہ بھی جائز ہے (۱)  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ

## ۱۱۔ ان خطبہ چندے کا حکم

(سوال) میں خطبہ خوانی کے وقت مسجد یا مدرسہ کی نقد و صولی کے لئے صف بہ صف تنگ و تاز کرنا اور پیچہ  
 وغیرہ کو آڑ دینے سے چھانٹنا تاکہ محبین متنبہ ہو جائیں جائز ہے یا ناجائز؟  
 المستفتی نمبر ۷۳۳ حافظ عبدالکریم انصاری (ضلع بنگلی)

۳ رجب ۱۳۵۶ھ ۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۱) اثنائے خطبہ میں یہ کام نہیں کرنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

## عنوان مثل بالا

(۱۱ حبیبہ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(سوال) عیدین کے خطبہ ثانی میں کیا مہیا مہیا فریاد و مہمانی کے طور خوشی چندہ کیا جائے مجبور  
 رجب میں کرتے ہیں مقصود ہر شہر میں تالاروں کی وجہ سے۔

(جواب ۲۶۲) خطبہ کے ثانی میں چندہ کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کرتے ہیں یعنی امام  
 تبارش کرے اور وہک دیدیں تو یہ مثل خطبہ کے بعد نہ ملتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

## فرض نماز کے بعد دعائے پہلے چندہ کرنا

(۱۱ حبیبہ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) جمعہ کی فرض نماز بعد نماز کے بعد دعائے پہلے چندہ کرنا کیسا ہے؟

(۱) و یحرم فیہ السؤال و یکرہ لا عطاء مظن و قبل ال بحطی الح ( الدر المحرر ) باب ما یفسد الصلوة و یکرہ  
 شب ۶۵۹ ط سعید

(۲) و کل ما حرم فی الصلوة حرہ فیہ ای الحطہ " خلاصہ " و غیرہا فی حرم اکل و شرب و کلام پس یحب ان  
 یسبح و یتکلم الح ( الدر المحرر ) باب الجمعة ۱۵۹ ط سعید

۳۔ شمس الدجیح ۱۳۵۵ھ ص ۱۲۰ ح ۱۰۱۰ ب ۱۰۱۱ ب ۱۰۱۲ ب الجمعة ۱۵۸ ط سعید



جوار میں گھوسی بھی آباد ہیں متولی مسجد کو اس بات کی اہل محلہ نے اطلاع بھی ردی ہے مگر متولی کوئی توجہ نہیں کرتا۔

(جواب ۲۶۶) مسجد کا احاطہ اور دب زمی ہے اس کو عند غت کثرت بدیو سے محفوظ اور پاک صاف رکھنا واجب ہے، دھوئی گھوسی وغیرہ کو مسجد کی جائیداد میں مسجد کے نیچے یا مسجد کے متصل آباد کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ ان کی سمونت سے مسجد اور اس کا راستہ اس کی عورت غلط کثرت بدیو سے محفوظ نہیں رہ سکتی متولی کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو جن سے مسجد کے احاطہ میں نقصان آتا ہے مسجد کی جائیداد میں آباد نہ کرے ورنہ اہل محلہ پر حفاظت مسجد کا فرض ہو گا۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان مدالہ ذہبی

### مسجد میں لیمپ جلانا

(مجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مٹی کے تیل کا لیمپ مسجد میں جلانا منع ہے استدلال یہ کرتے ہیں کہ چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیاز، سن کھار مسجد میں نہ جائے اسی طرح مٹی کا تیل بھی بدو کی وجہ سے ممنوع ہے۔

(جواب ۲۶۷) ہاں یہ سچ ہے کہ بدیو اور چیز مسجد میں نہ جانا منع ہے اور مٹی کا تیل بھی بدیو دار ہے اور بدنے میں اور زیادہ بدیو ہوتی ہے اس لئے مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان مدالہ ذہبی

### فصل یازدہم۔ مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا

#### مسجد میں مدرسہ جاری کرنا

(سوال) ایک مسجد مسلم آبادی سے دور محلہ بنود میں واقع ہے جہاں شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان نماز کے لئے آجاتا ہے کیا ایسی مسجد میں مدرسہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اس مسجد کے متعلق جو دکانیں ہیں اس کی آمدنی مدرسہ کے مصارف ضروریہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۲ قاضی محمد امیر (پالن پور)

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ یکم ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۸) اس مسجد میں مدرسہ قائم کر لینا جائز ہے مدرسہ قائم ہونے سے اس کی مسجدیت باطل

(۱) (ایضاً حاشیہ ۲ صفحہ گزشتہ)

(۲) وعن جابر قال قال رسول الله ﷺ من كل هذه النخرة المسنة فلا يقرن مسجدنا الحديث (منقول عنہ) (مشکوٰۃ باب المساجد ص: ۶۹ طبع)

نہیں ہوگی بلکہ مدرسے کے قیامت مسجد کی آبادی ہو جائے گی اس لئے قیام مدرسہ کی اجازت بے صورت مذکورہ میں دکانوں کی آمدنی مسجد مدرسہ مذکورہ پر صرف کی جاسکتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا لکھنا۔

### مسجد میں دینی کتابیں پڑھانا

(سوال) شہر بھانگلپور میں شہر اور میونسپل حلقے سے کچھ دور شاہ جنگلی تالاب کے متصل تالاب سے پورب میں ایک قدیم میدگانہ مسجد سے بجماعت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے اسکا تردد کم ہو رہا ہے پورب جانب پختہ چار دیواری سے متصل ہمارا دیواریاں ہے جماعت اس میں کثیر ہوتی ہے اس کے پچھم جانب تالاب ہے اور تر اور دشمن جانب میدان قریب سے پورب جانب قریب، تین رسی کے فاصلے پر بستی ہے چند روز سے اس مسجد کے اندر ایک شخص نے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا ہے جس میں چھوٹی چھوٹی بچیاں ابتدائی کتابیں اور قرآن شریف کی تعلیم بچوں کو دی جاتی ہے وہ بھی باضابطہ اور منظم طریقے سے نہیں مسجد کے اندر اس تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے بارے میں دو مختلف جماعت پیدا ہو گئی ہیں ایک جماعت کا خیال ہے کہ مسجد کے اندر تعلیمی سلسلہ رہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ مسجد نہ صرف نماز کا مقام ہے اس میں سوائے نماز کے اور کوئی کام جائز نہیں ہے یہ رہ کر مآگاہ فرمائیے (۲)

المستفتی: نمبر ۴۴۷ ۲۴ یو ایس بی بھانگلپور ۲ محرم ۱۳۵۴ھ ۷ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۶۹) میدگانہ کا علم مسجد کے کام سے کچھ تھوڑا مختلف ہے لیکن تعلیم کے حق میں چہرہ زیادہ اختلاف نہیں حتیٰ کہ مدارس میدگانہ میں پڑھنے کی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ کیا جائے کہ بچے پڑھ لکھ سکیں اور جماعت مسجد کا خیال نہیں رکھتے ہیں اور یہی وجہ کا نظام نہ ہو سکے تو پھر مجبوری کی حالت میں مسجد یا میدگانہ میں ہی تعلیم دینا ناجائز نہیں ہوں معلم کا فرض ہے کہ وہ مسجد یا میدگانہ کے حوالہ سے صاف کا باز رہے۔

محمد کفایت اللہ کا لکھنا۔

### بسم اللہ پڑھنے کو مسجد میں نہ پڑھایا جائے

(سوال) ایک چھوٹے بچوں کا کاتب مسجد میں قلم لکھنا جو کہ استیجاب طہارت بھی نہیں کرتے نہ مسجد کا تالاب نہ نماز کرتے ہیں ان کے جسم و لباس و مہارت بھی مشہوک ہوتی ہے مسجد کی چیزیں ضائع اور مسجد کا پانی نجس ہو جاتا ہے یہ بچے اور بچہ طہارت رکھتے ہیں ایسے بچوں کو مسجد میں پڑھانا اور ان کا کاتب مسجد میں قلم لکھنا

(۱) واما المعلم الذى يعلم الصبيان باحراد جلس في المسجد يعلم الصبيان لصرورة الحرا وغيره لا يكره اعلمكم بحرية احكام المسجد ۹ ۹۹۰ (ماجدية)

(۲) واما معلم الذى يعلم الصبيان باحراد جلس في المسجد يعلم الصبيان لصرورة الحرا وغيره لا يكره اعلمكم بحرية احكام المسجد ۹ ۹۹۰ ط (ماجدية) فيجب تربيته المسجد عنه كما يجب تربيته عن المحاط واللعلم الح (رد المحتار كتاب الصلاة احكام المسجد ۹ ۹۹۰ ط سعيد)

رہا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۹ شیخ حجت بن محمد مصطفیٰ سلطانیپور (لودھ)

۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷۰) مکتب کے لئے مسجد کے مدوہ کوئی دوسری جگہ تجویز کرنی چاہیے اور جب دوسری جگہ تجویز ہو جائے تو مسجد کوئیوں سے محفوظ رکھا جائے۔ محمد کفایت لدکان مدہ۔ دہلی

## فصل دوازدهم - استقبال قبلہ

مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے

(سوال) کیا فرائض میں صرف دین ذیل کے نقشے کے صحیح و چشم دید حادثات کے بارے میں۔ نمبر ایک نماز پنجگانہ کی مسجد جدید ہے نمبر ۱۰ جنازہ گاہ نو تعمیر۔ نمبر تین قدیمی جنازہ گاہ نمبر ایک کی محراب سے آیت قطب نما سے پچیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے۔ نمبر چار قدیمی جنازہ گاہ آیت قطب نما سے بائیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے اور قبریں بھی جدید و قدیم ان نمبر تین و چار کے مطابق دفنات ہیں مسلمانوں میں چھ سات سال سے نا اتفاقی ہو رہی ہے وہ گروہ کہتے ہیں باکراہت ہر سہ جنازہ گاہ میں نماز جنازہ جائز ہے اور پہنچانہ بھی کیونکہ جہت قبلہ شمال تا جنوب درمیان میں جہت ہے دوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ حصے میں جائز ہوئے تو بھی صحیح و بلا کراہت کے ہوتے ہوئے اور ایک ہی احاطہ میں آیتنے قریب کہ فقط چار پانچ کفر کا فساد ہے اس کے نمبر دو میں درست ہوئی سوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ میں ایک صحیح ہے تو ایک غلط ہے امر قدیم کو صحیح کہتے ہیں تو قدیم ہی میں پڑھیں کر جدید کو صحیح مانتے ہیں تو جدید ہی میں سب پڑھیں کیونکہ ایک ہی اہمیت رکھتا ہے اور جدید میں بھی اہمیت رکھیں تو اس کی اقتدار بیت سمجھتا ہوں اس لئے اس طرف والے کی ماموریت قدامتیں کرتا۔ المستفتی نمبر ۵۶ اسد لدخان۔ (مرگونی رہا)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۵ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۱) یہ صحیح ہے کہ مدہ معظمہ سے دور رہنے والے خاص شعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دینا دشوار اور مسلمانوں کے لئے مشقت کا موجب ہے اس لئے بغرض آسانی جہت قبلہ کو قاعدہ متنازعہ قبلہ کا قرار دے دیا گیا ہے مشرقی ممالک میں رہنے والوں سے قبلہ یعنی شعبہ جہت مغرب میں واقع ہے اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے اور یہ حکم اس بنا پر دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو استقبال قبلہ میں دشواری بھی نہ ہو اور قبلہ سامنے نہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کی جماعت مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے بھی نہ ہو کہ یکجہتی اور اتحاد و امت و اتحاد قبلہ کی حتمیت کے یہ امر منافی تھا اس حکم کا فائدہ یہ تھا کہ نہ صرف

ایک شہر یا دس شہروں یا ایک صوبہ یا ایک احاطے کا قبلہ ایک رہے بلکہ کعبہ سے مشرقی سمت میں رہنے والے تمام شہروں اور تمام صوبوں اور تمام احاطوں کے مسلمان ایک ہی جہت میں نماز پڑھتے رہیں اور اسی کے باعث وحدت قبلہ اور وحدت امت کا نظام قائم رہے اس لئے تمام اہل مشرق پر لازم ہے کہ وہ سیدھی مغربی جہت کو قبلہ قرار دیکر مسجد میں بنائیں اور نماز ادا کریں اور اسی پر سب کو خلافت عمل چلا کر رہا ہے اور اس مغربی جہت میں نماز پڑھنے والے خاص کعبہ سے مختلف سمتوں میں رہنے والے ہیں بعض شمالی ہیں بعض جنوبی اور پھر شمال و جنوب میں قرب و بعد کا تفاوت ہے تو تمام اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے خواہ وہ آپس میں شمال و جنوباً کتنے ہی مختلف ہوں۔

پس نمبر ۲ میں جو جہت مغرب پر مستحب ہوئی ہے اور مسجد نماز گاہ نمبر ایک کے موافق ہے نماز جنازہ پڑھنے چاہیے اور نمبر ۳، نمبر ۴ و بھی اسی کے موافق کریں یا ان میں کھڑے ہونے کے وقت ذرا تڑپتے کھڑے ہوں تاکہ سب کا قبلہ ایک ہو اور آپس میں اختلاف و انتشار نہ رہے۔

یہ بات کہ ایک ہی مسجد یا ایک ہی قبرستان کے احاطے میں تین جنازہ گاہوں کے قبلے تین سمت کو ہوں سخت مذموم ہے اور اسلامی حکمت وحدت قبلہ کے منافی ہے جس کے لئے شریعت مقدسہ نے حقیقی استقبال قبلہ کو ساقط کر کے جہت قبلہ کے استقبال کا حکم دے دیا تھا، ان لوگوں نے اس حکم کی حکمت کو ہی پٹل کر دیا اور ایک احاطے میں تین قبے بنائے اور انہیں ہدایت دے اور اتباع حق کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

### (۱) استقبال قبلہ کا طریقہ

### (۲) معمولی انحراف مفسد نماز نہیں

### (۳) قطب ستارے کے ذریعے سمت قبلہ کی تعیین

(سوال) اگر قطب نمازی کے مین شانہ سے ذرا الگ ہو اور ہٹ جائے تو اس کی جہت درست ہونے کی ہدایت کیا حکم ہے جہت کعبہ کہاں سے کہاں تک لی جاتی ہے؟

المستفتی نمبر ۶۴۹ مووی خدائش (یکم رجب) ۱۳۵۴ھ ۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۲) قطب دایم شانہ سے ذرا پیچھے رہنا چاہیے وہی کی جامع مسجد کا قبلہ اس طرح ہے جہت کعبہ میں تو وسعت ہے تاہم قبلہ کی جہت مساجد قدیمہ کی جہت سے صحیح کر لینا چاہیے (۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

(۱) والسادس استقبال القبلة فمنكم من صانه غيبها ولغيره اي غير معيها اصاده حجبها بان بقي شيء من سطح الوحدة

مسام للكمة او لغيرها الخ (الدر المختار كتاب الصلاة) بحث في استقبال القبلة ۱/ ۲۸ ط سعید

(۲) قال في الدر المختار وهو في التري ولا مصاد محارب الصحابة والتابعين وفي المفرد والمجاز السجود

كالقطب الخ وقال الشامي قوله كلفظ وهو اقوى ادلة وهو بحم صغير في باب العشر الصغرى من

الفردين والحدی اذا جعله الواف حلف اذنه الیسی كذا مستقل لليلة (بحث في استقبال القبلة) ۱/ ۳۰ ط سعید

(جواب ۲۷۳) (۶۷۳) قصد باوجود علم کے نو دس درجے کے انحراف کو نظر انداز کر دینا اور غلط سمت پر نماز پڑھنے مسمانوں کے قلوب میں خطرات و وساوس پیدا کرنے اور استقبال قبلہ کی وقعت کو گھٹانے کا موجب ہو گا اس لئے مسجد میں صحیح سمت کے نشانات قائم کر کے ہی نمازیں ادا کرنی چاہئیں ہاں یہ صحیح ہے کہ اوشدہ نمازوں کا اعداد لازم نہیں ہے کیونکہ موجودہ انحراف اتنا نہیں ہے کہ سمت قبلہ کی حد معین سے باہر ہو گیا ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ ۱۳ شعبان ۱۳۵۴ھ

(جواب ۲۷۴) (۶۷۴) تمام ہندوستان کعبہ معظمہ سے جنت مشرق میں واقع ہے اور جنت قبلہ میں اس قدر توسع ہے کہ قطب تارہ سیدھا دامن کندھے پر ہو یا قدرے پیچھے کو یا قدرے آگے کو ہٹا ہو یا دونوں صورتوں میں جنت قبلہ کا استقبال ہو جاتا ہے لیکن صحیح صورت یہ ہے کہ قطب تارہ ان میں کندھے کے پیچھے حصے کے مقابل رہے دہلی کی جامع مسجد کی یہی جنت ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ ۲۱ شعبان ۱۳۵۴ھ م ۱۹ نومبر ۱۹۳۵ء

### جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو

(سوال) ایک شرقی ملک میں ایک شہر ہے اس میں یک قدیمی قبرستان ہے اس میں نماز جنازہ کے لئے تین عمارت بنتے بنی ہوئی ہیں یہ تینوں قریب قریب واقع ہیں اور اسی قبرستان میں نماز جنازہ کے لئے ایک مسجد بھی ہے یہ تینوں جنازہ گاہیں تین قسم کی جنت پر ہیں ایک باکل مغربی جنت پر ہے شہر کی قدیمی مسجد سے اور آت قطب نماز سے بھی۔ دوسری جنازہ مسجد کے مطابق ہے نمبر ۳ شہر کی قدیمی مسجد سے اور آت قطب نماز سے بالکل ۲۵ درجے شمال کی طرف جھکی ہے نمبر ۴ آت قطب نماز نیز شہر کی مسجد سے بائیس درجہ شمال کی طرف پھری ہوئی ہے ان میں سے کس میں نماز جنازہ جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۹۳۲ ح جی محمد حنیف مرگونی ۲۶ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۵) نماز جنازہ ان مسجد اور جنازہ کی مسجد نمبر ۲ درست ہیں نمبر ۳ و ۴ غلط ہیں اگرچہ نماز جنازہ ان کے اندر پڑھنے سے ہو جائے گا لیکن قصد غلط جنت پر نماز ادا کرنا مکروہ ہے ان دونوں کو نمبر ۲ کی طرح درست کر لینا چاہیے یا جنازہ رکھتے اور صفیں قائم کرنے میں جنت نمبر ۲ کے موافق انحراف کر لینا چاہیے۔ فقط (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) فعلم ان لا انحراف اليسر لا يصح وهو اندي بقى منه الوجه و شئى من حو به مساما لعين الكعبة او لغيرها الخ (رد المحتار) مبحث في استقبال القبلة ۳۰/۱ ط سعيد و اعداد المفتين ۲۶/۱  
(۲) وفي المناورة والبحار الحوم كالقطب و في لمحار و في لشميه وهو اقوى لادبه اذ جعله الواقف حنف اديه اليمى كان مستقبل القبلة (مبحث في استقبال القبلة ۳۰/۱ ط سعيد)  
(۳) ولسادس استقبال القبلة فللمكى اصدية عيها و غيره ي غير معابها اصدية جهتها بان بقى شئى من سطح لوحه مسما لكعبة او لغيرها (السويع مع الدرر كتب الصلوة مبحث في استقبال القبلة ۶ ۲۷ ۲۸ ط سعيد)



## قبلہ سے معمولی انحراف

(سوال) ایک مسجد کی بنیاد تقویری و یہ تھی رکھی گئی اور عمارت بند ہو چکی ہے زمیندار غریب آدمی تھے ان کی عمارت پر چھت ڈال دی جائے یا نہ کہ نہیں؟

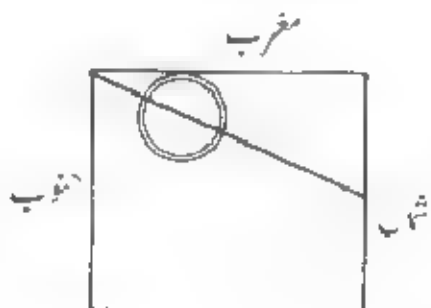
المستفتی نمبر ۱۴۳۶ چودھری خیر الدین صاحب (ضلع انبالہ) ۷ ربیع الاول ۱۴۵۶ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۷ء (جواب ۲۷۶) بہتر قویٰ ہے کہ مسجد کو قبلہ کی سمت کے موافق کر لیا جائے پھر چھت ڈالی جائے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو اور چھت ڈال دی جائے تو مسجد میں صفیں قبلہ رخ کھڑی ہوا کریں نماز ہو جائے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ له و بلی

## منحرف مسجد کا قبلہ درست کیا جائے

(سوال) قصبہ پر آپورہ ریاست جے پور میں ایک مسجد قدیم زمانے شہری کی تعمیر کی ہوئی ہے اس میں جمعہ ہمارت ہوئی ہے اب تک کی پہچان خیال نہ ہو اب چند شخصوں نے قصبہ نمود غیرہ کے ذریعہ سے دیکھا تو مسجد کا رخ سمت قبلہ کے ان قدر یہ معلوم ہوتا ہے بدیں وجہ چند صاحبان کہتے ہیں کہ بغیر درست مسجد نماز درست نہیں ہوتی اور مسجد کا رخ زیر تعمیر جدید سے ہو سکتی ہے یہ کام مسلمانوں کی حالت اور طاقت موجودہ سے بعید ہے کیونکہ قصبہ ہند میں بہت قصبے ہیں غریب مسلمانوں کے ہیں علاوہ اس کے قصبہ وفسر کا پورا احتمال ہے کہ متعصب ہندوؤں کی اکثریت کا نائب ہے مسجد کو شہید کرنے میں اور جدید تعمیر کرنے پر ضرور رکاوٹ پیدا کرنے کا خطرہ ہے خطوط کے ذریعہ صفوف کو سیدھا کرنے میں بجائے دو صفوں کے ایک صف کا ہونا بھی ناممکن ہو جاتا ہے نمازیوں کو جگہ نہیں ملتی ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حالیہ مسجد میں نماز بلکہ بہت درست و جائز ہے یہ مسجد بادشاہی زمانے کی بنی ہوئی ہے قطب نما کی جہت کا کچھ اعتبار نہیں ہندوؤں نے دین سے کٹ کر رش ہے کہ ایسی صورت میں جو حکم شرع شریف کا ہو اس سے نواہ کتب فقہ انفی مطلع فرما کر مسلمانوں کو مشور فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۹۱۵ عبد قنی صاحب (جے پور) ۱۸ شعبان ۱۴۵۶ھ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷۷) اس مسجد کی سمت کا نقشہ مندرجہ قطب نما کے خاکہ سے ہوا اگر میرے پاس کچھ نقشہ میں اس کا حکم بتاؤں گا نقشہ دینے کی صورت یہ ہے کہ ایک کانڈ پر مسجد کی عمارت کا مربع نقشہ بناؤ اور پھر اس



پر قطب نما رکھ کر دیکھو کہ مسجد کی سمت سے کس قدر بہ رخِ قمر سمت جاتا ہے اور جنوب یا شمال کس قدر تفاوت ہوتا ہے یہ نقشہ مسجد کے اندر اس کی سمت قدرت پر کاغذ رکھ کر زمین کے کاشیہ مربع مسجد کی موجودہ سمت کی سمت پر درست کر کے رکھو کہ خط مغربی مغرب کی دیوار پر سیدھا منطبق ہو اس کے بعد مغربی خط پر قطب نما رکھو اور اس کی سوئی کی دونوں طرفوں کی سیدھ میں خط لگاؤ۔ محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ دہلی

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے

(المجلیۃ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصد سونا ایسا ہے؟

(جواب ۲۷۸) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے۔

محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ دہلی

پہت مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا

(المجلیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۶ء)

(سوال) زید جب نماز پڑھتا ہے تو چاروں طرف سے لوگ و قبلہ رخ تعمیر شدہ نماز پڑھتا ہے اور قبلہ سے نہیں ہٹتا اس کے مکان کے قریب ہی مسجد ہے مسجد قطب منکسر ہے اس کی سوئی سے نیل زید مسجد و یہ بھی تاتا ہے اور اگر قطب تارہ پانچواں ہے تو نماز پڑھتا ہے کہ تم کبھی شرعی دلیل سے قطب تارہ و نہایت بروہم و گول کو قطب کی شناخت معلوم نہیں ہے۔

(جواب ۲۷۹) زید جنوب مغرب کے گوشے کی طرف منہ کر کے کس وجہ سے نماز پڑھتا ہے اور

اس جہت کو اپنے مقام کے لئے قبلہ کی صحیح جہت سمجھتا ہے اور اس کے پاس اس کی دلیل بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہو ورنہ اس کو اپنے شہر کی مسجد قدیمہ کی سمت تاتا ہے اور محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ دہلی

دور والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے

(المجلیۃ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) قرآن مجید میں نماز پڑھنے کے لئے جہت کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔ قولو اور جوہکم شطر

۱۔ وفي المسكينة ويكره من رخص لي لكعبه في يوم وعبره عند مع الدار الخمس في دار مسجد ۳۱۹ ماحديه كونه وفي السامية ويكره تحريم السفار لئلا يكره من رخص في يوم وعبره ليها عسا لانه اساء ذاب المصطفى حاكم مسجد ۱ ۶۵۵ طمسه  
۲۔ وجهه الكعبه تعرف بدين و دليل في الامصار و بغيري للسحابه لئلا يصيبها تصحاة و بعض فعيب ما عظم مع المسكينة بقتل ناس في سفار امله ۶۳ طمسه

المسجد الحرام، مغلور اور میٹور میں، موم، مساجد کا رخ میں مغرب کی طرف ہے جو قبلہ سے بہت بہت  
پر پڑتا ہے مستفتی کا ارادہ ایک مسجد تیار کرنے کا ہے یہاں بھی اسی طرح مسجد تیار کروں جس طرف  
۱۱۔ سر کی مسجد کا رخ ہے یا نقشہ اور پیاس کے لحاظ سے میں خانہ خدا کی سمت مسجد کا رخ رکھا جائے۔

(جواب ۲۸۰) یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کا قبلہ مسجد حرام یعنی کعبہ مقدسہ ہے لیکن چونکہ دور دراز ممالک  
سے رہنے والے مسلمانوں کے لئے یہ بات بہت دشوار تھی کہ وہ ہر مقام پر کعبہ کی صحیح سمت معلوم کریں  
اس لئے شریعت مقدسہ نے قرآنی لئے سے جنت قبلہ کو قبلہ کا حکم دے دیا ہے اور دور دراز کے ان ممالک  
سے جو مشرقی ممالک کے رہنے والے ہیں مغربی جنت قبلہ ہو گئی اور ان کی نمازیں مغربی جنت کی طرف  
منہ کر لینے سے درست ہو جاتی ہیں اس لحاظ سے کہ آپ ﷺ میں صحیح سمت کعبہ معلوم کر کے اپنی زیر تبویع  
مسجد کو اس کے موافق تیار کریں اصل کے لحاظ سے وہ مسجد صحیح اور بہتر ہوگی مگر چونکہ اس میں مسلمانوں کے  
خیالات میں انتشار اور طرح طرح کے اوہام پیدا ہونے کا قوی امکان ہے کہ ساری مسجدیں تو ایک طرح کی  
ہیں اور ایک مسجد دوسری طرح کی اس لئے اس انتشار و ہم سے بچنے کے لئے آپ ﷺ نے مسجد کو متمیز  
طریقے پر دوسری مسجد کے خلاف متمیز کریں اگر کوئی غیر متمیز تفاوت ہو تو مضائقہ نہیں۔ تاکہ مسلمان  
انتشار خیال اور باہمی اختلاف سے بچیں۔ محمد کفایت مدد کان امداد

## فصل سیزدہم۔ جماعت خانہ و صحن و فناء مسجد

مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا

(سوال) مسجد کے دائیں جانب ایک دکان ہے جس کی دیوار مسجد کی اور دکان کی ایک ہے لیکن دکان کا  
دروازہ باہر کی طرف ہے ان دکان کی چھت کے اوپر ایک حجرہ امام کے رہنے کے واسطے تعمیر کر لی ہے جو  
دیوار مسجد کی دکان میں آئی ہے وہی دیوار اوپر حجرے میں آئی ہے اور حجرے کا دروازہ بھی باہر کی طرف ہے امام  
بال بچے دار نہیں تنہا ہے تو کیا اس حجرے میں رہنا جائز ہوگا۔؟

المستفتی نمبر ۸۵ نور محمد جھوڑ ۵ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۸۱) امام کو اس حجرے میں جو مسجد کی فضا پر نہیں ہے بلکہ دکان کی چھت پر ہے رہنا جائز ہے  
البتہ مسجد کی دیوار کو حجرے میں شامل کرنا نہیں چاہیے، تاہم اس کی وجہ سے امام کو حجرہ میں رہنا جائز  
نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ دکان اللہ لہ

۱۔ فی السور و شرحہ و لسانہ استفسار لبقیۃ حقیقۃ او حکم فیلمکی إصانۃ علیہا ولعبر إصانۃ جہتہا در  
بقی شئی من سطح الوحۃ مساب للکعبۃ او لہو انہا (مبحث فی استفسار القبۃ ۱ ۲۷ ۴۲۸ ط سعید)  
۲۔ ولا یوصع الحدیث علی حدار المسجد وان کان من او فائدہ رد المحتار کتاب الوضوء احکام المسجد  
۴ ۳۵۸ وحرر الفتاوی احکام المسجد ۲ ۷۲۲ ط مطبوعہ

### مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا

(سوال) مسجد کی دکانوں پر مسجد کے متصل ایک مختصر باغخانہ ہے جس کا بہرہ آنے جانے کا دروازہ بھی مسجد کے دروازہ سے ٹیحدہ ہے اس میں امام مسجد مذکور مع اپنے اہل و عیال کے رہتا ہے ہذا امام کو مع اپنے اہل و عیال کے ایسے مکان یا حجرے میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۰۵ قاری عبد الرحیم (دہلی) ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ مے ۱۰ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۲) اگر حجرہ مسجد پر نہیں ہے باغخانہ دکانوں پر ہے اور اس کا راستہ دروازہ بھی مسجد سے ٹیحدہ ہے تو اس میں امام مسجد مع اہل و عیال کے رہ سکتا ہے اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔  
محمد کفایت اللہ دکان اللہ۔

### استیفاء خانوں کے اوپر امام کے لئے جگہ بنانا

(سوال) ایک دو منزلہ مسجد کے نیچے سے جس قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے سیدھا اوپر بھی اسی قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے یعنی نیچے سے سیدھا اوپر تک ایک برابر جگہ جس مسجد میں کوئی ہے اور مشرقی جانب نیچے میں کسی قدر جگہ میں حوض ہے متصل اس کے پیشاب خانہ سے کسی قدر جگہ خالی ہے جس کو کوئی جوئی وغیرہ چھوڑتے ہیں اس کے متصل گوشہ میں چھوٹی سی کوٹھری دکان ہے جس قدر جگہ میں نیچے حوض دکان وغیرہ ہیں اس کے سیدھا اسی قدر اوپر جگہ میں امام کی کوٹھری بھی ہے جو کہ وقت بنانے مسجد خود واقف و باقی مسجد نے امام کی بیت سونت کے لئے خرچ کر کے رکھا ہے بیت امام میں امام کم از کم چالیس سال سے سونت بھی کرتا ہے خاصہ یہ کہ یہ کوٹھری امام کی شرعی جانب مسجد کے سامنے دو منزلہ پر ہے جس کے نیچے بھی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ بلکہ حوض و دکان وغیرہ ہیں نیچے جہاں تک مسجد ہے اوپر بھی وہاں تک مسجد ہی ہے بیت امام باغخانہ پر اگرچہ مستقل ہے لیکن اس کی حدود دیوار سے ٹیحدہ کی ہوئی ہیں یعنی بذریعہ دیوار وغیرہ کے کوٹھری محدود محفوظ کی ہوئی ہے۔ کا دروازہ بھی الگ ہے اوپر نیچے مسجد میں آمد و رفت کے دروازے الگ ہیں غرض امام کی کوٹھری کے باعث کوئی آو دگنی یا بے حرمتی مسجد یا مصلیٰ کی آمد و رفت اوپر یا نیچے میں کوئی رکاوٹ نہیں کوٹھری کا تمام انتظام ٹیحدہ ہے آنا جانا پانی وغیرہ میں کسی حالت میں کوٹھری مذکورہ میں امام اپنی اہلیہ کے ساتھ دو دو باش کر سکتے ہیں یا نہیں؟ درمختصر بحر اراق وغیرہ میں جو لکھتے ہیں لو بنی فوقہ بیتا للامام (للمسکى) لا یضر لایہ من المصالح اس سے کیا مراد ہے۔ کیا امام کا حجرہ بنایا مع اہل و عیال کے یا امام کا خالی ٹیٹہ رہنا اور کھانا پینا وغیرہ حاجات انسانیہ کچھ بھی یہاں پر نہ کرنا جس سے حرمت مسجد میں خلل ہو حال آنکہ یہ کوٹھری زمانہ امتداد کے لئے مسجد سے ہے اور امام مدت

مدیر سے ہوتی رہتی ہیں اور یہ مستور رہنے کا نام ہے کہ یہ سب منجانب واقف واقف ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۰۲۳ مولوی محمد دریس صاحب دہلی، جامعہ دارالعلوم دیوبند

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۷ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۳) صورت مسئلہ میں یہ کوئٹہ کی جو مسجد سے چند دکان یا حوض کی پھست پر ہے اس میں امام اپنے اہل و عیال کے ساتھ سمونت کے کمرات میں رہتا ہے جب کہ یہ بقعہ اس کی امام کے سے دکان کی مرصل مسجد یعنی مکان میں مخصوص ہے یہ باطل ہے تو اس کا حکم نفس مسجد کا نہیں ورنہ اس میں سمونت کے مسجد کے حرم میں بھی دینی ٹھکان واقع نہیں ہوتا۔ درمیان مہارت ولو سی فوقہ الحج تو اس بیت یعنی کوئٹہ کے متعلق ہے، نفس مسجد پر ہو اس میں بھی امام و رہنما جاز ہے۔ مگر اس میں اہل و عیال کے ساتھ رہنا دینی یہ امام کرنا و آداب مسجد کے منافی ہو جائز نہ ہوگا۔ مگر سوال میں جو صورت ہے یہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ امام و امام

محمد غایت مدد خان اللہ دہلی

مسجد کے دروازے کے متصل بازار لگانا

(سوال) جامع مسجد کے شرعی دروازے کے سامنے ہیں تارن جاتی ہیں اور وہ جگہ مسجد کی عیدت سے ایک بازار ہو کر ان و مرغ فروختان کا بازار بن جائے اور خوجہ والے بھرت وہاں سودا ہتے ہیں ان ہوتے فروشوں اور خوانچہ و بولوں وجہ سے امام ایک جگہ رہتا ہے اور مسجد کا دروازہ باطل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نمازی اگر نماز کے لئے مسجد میں جانا چاہیں تو اس وقت ان کو سخت دشواری کا سامنا ہوتا ہے نیز اس شہر سے ہوتی ہے کہ راستہ نہیں ملتا اور محض اوقات نمازیوں کو جگہ کی کثرت کی وجہ سے واپس آنا پڑتا ہے ان کے علاوہ مسجد کے دروازہ کے آگے لوگ حقیر کی سحریت وغیرہ بیٹے ہیں اور کان کھینچتے ہیں غرض اس بازار کے لوگ نہ مسجد کا احترام کرتے ہیں نہ نمازیوں کے راستے کی پروا کرتے ہیں۔ انہیں مسجد سے نفی ہر استدعا کی گئی لیکن وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بازار شہر کے زمانے سے کتاب مسجد کے دروازہ کے آگے بازار لگانا اور بولوں کا وہاں گائی کھوج بچا اور نمازیوں کے لئے قریب قریب راستہ ہو جاتا ہے یا نہیں اور جو متضمن وجہ دینے کے باوجود اس امر کی طرف توجہ نہ کریں بلکہ صورت موجودہ میں بازار قائم رہنے اور نمازیوں کو راستہ کی تکلیف ہونے میں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۲۴ محمد امین صاحب لیس والے (خلف حاجی رفیع الدین مرحوم) (چاندنی چوک دہلی)

۱۳ صفر ۱۳۵۶ھ ۲۶ اپریل ۱۹۳۷ء

(۱) (الدر المختار کتاب الوقف احکام المسجد ۴ ۳۵۸ ط سعید)

(۲) (السیر و شرحہ "وکرہ الوط فوقہ البون والنحوط" لآلہ مسجد إلى عیان السماء) (باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱ ۶۵۶ ط سعید)

(جواب) (۱) امام صاحب فقہ پوری (بہ موثق) کہ مسجد کی نیابت تانے کا نماز کی نیابت مسجد میں  
 داخل ہونے کے خلاف منشاء و قیاس پر قائم نہ رہتا ہے بلکہ فروشوں وغیرہم واسطے خرید و فروخت  
 کی جازت، دیگر نمازیوں کی راہ تک رہا۔ نہ جہاں نہیں لائے نہ بحور بعد شرط الواقف کما فی عمدہ  
 کتب الفقہ قال فی الاسعاف ولو اراد فہ المسجد ان یسی حواست فی حریم المسجد و قد  
 قال الفقہ ابو الہدیٰ لا یحوز لہ ان یجعل سببا فی المسجد سکا و مستعلا انتہی ص ۷۴۷  
 یا حسین مانیہ کے عمل کو صورت مذکورہ میں حجت گراہنا صحیح نہیں کہ یہ حجج شرعیہ سے نہیں ہے پس  
 یہ دلیل جو انہیں ہو سکتا ہے نہ اس سے کہ جس قدر قدرت قویہ امر تہات ہو ہی نہیں سکتا انہوں نے  
 اس مقام پر ہزاروں نے و اجازت کی ہے۔ اس کا رواج آری اس کا تو پہلے زمانہ کے ساریں کے زمانہ  
 میں ہو گا جس کا مشاہدہ حسین بن ثعلبہ و یحییٰ بن ابی کے ساتھ یہاں ہو سکتا ہے اور اس صورت میں ان کی  
 تہات یہ مورد جہاں کے تہات ہو جائے گا نہ اس کی حد پر قدرت ہے اس سے شارع کا حکم اسی کی بنیاد  
 متاثر ہے۔ اس سے فافائی تو کچھ میڈوں کا اس مسئلہ کا اندازہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۷

محمد مظہر اللہ امام مسجد فقہ پوری مدنی

(جواب ۲۸۴) (از حضرت مفتی محمد امجدی) مسجد کے دو حصے ہوتے ہیں ایک تو وہ حصہ جو  
 میاں لکھنؤ یعنی اوائے نماز و عبادت کی غرض سے بنایا جاتا تھا معین کیا جاتا ہے دوسرا وہ حصہ جو پہلے حصے (میاں  
 لکھنؤ) سے خارج مگر احاطہ مسجد یا نماز مسجد میں شامل ہوتا ہے ان دونوں حصوں کے احکام جدا جدا ہیں پہلے  
 حصے میں نپاک (جنات و انسان و حیوان و غرض و عورت) کا داخل ہونا حرام ہے اور اس میں نماز  
 پڑھنے والے و مسجد کا ثواب ملتا ہے اس میں بیعت و شہادت و بیعت و بیعت کے اندر رہنا لازم ہے یہ  
 حصہ پر آسمان تک اور نیچے تخت الشریٰ تک مسجد کا حکم رکھتا ہے۔ دوسرے حصے میں جو میاں لکھنؤ کے خارج  
 ہے نپاک آدمی داخل ہو سکتا ہے اس میں نماز پڑھنے والے و مسجد کا ثواب نہیں ملتا اس میں بیعت و شہادت و بیعت  
 کے مختلف اس حصے میں بغیر عذر شرعی چڑ جائے تو اعتکاف نافذ ہو جاتا ہے اور اس کا یہ حکم نہیں کہ اوپر  
 حصہ ان تک ورنہ پتہ تہات تہات مسجد کے تمام جہات کے باقی مسائل کے متعلق یہ ہیں۔ عمدہ  
 مسجد ہی عند النساء اور محار، و کذا الی بحسب النری کما فی البیری عن الامام مسجد ہی  
 نہ مسجد۔ و حریم و لحد لا کبر و حور مسجد لا مصلی عند و حریم و رباط مدرسہ  
 مسجد۔ قولہ لا مصلی عند و حریم فہی لحد حکم المسجد فی ذلك وان کان لحد  
 حکمہ فی صحۃ الاقداء وان لم یصل الصوف و منہا فداء المسجد و تسامہ فی المحور رد  
 المحتار، کہہ کر وہ فداء صافہ غیر لیسکف فداء للہی (اور محار) میں ان سے بیعت

کے لئے مسجد کے احاطہ میں جتنی مہیا منصوبہ کی جائے گی وہ گویا اس کے اوپر یا نیچے رہائش کے لئے استعمال  
مرا تا یا اس کے اوپر آمدنی کے لئے مرے اور مکان یا اس کے نیچے دکانیں بنانا جائز ہے خواہ یہ دکانیں تجارتی  
اغراض میں استعمال کرنے کے لئے رہائش کے لئے مرے پر انھیں چاہیں پس فقہائے حقہ سبحت اور اسواق  
ن عبارت منقولہ بالا اور فتیہ بدلیث کے قول کے موجب مسجد کی پوری کی تمام دکانیں فناء مسجد میں اور  
سنہ کی مسجد اور احاطہ کمالے صاحب اور دیگر مساجد کی دکانیں جو عین مسجد کے نیچے واقع ہیں فناء مسجد میں واقع  
ہیں اور سب ناجائز ہونے میں شریک ہیں اور عین مسجد کے نیچے کی دکانوں کا حکم عدم جواز شدید ہے یہ  
بہت فناء مسجد کی دکانوں کے جامع مسجد کے شرفی دروازے کے بازار حیوانات اور اس کے شور و غلبہ  
اصل حکم یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے و زمانہ قدیم سے ہونا وجہ جواز نہیں اور اگر کمیٹی اس کی اصلاح پر قادر ہے تو  
کے بعد ان کو چھوڑ دینا اور ان کی تعمیر کا ہے جو دیگر مساجد کے فناء میں واقع ہیں اور اس سے زیادہ شدید  
ان مساجد کی دکانوں کا جو عین مسجد کے نیچے یا اوپر واقع ہیں۔ واللہ اعلمہ و علمہ اتم و احکم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

محکم مسجد میں حوض استنجاء خاندانہ نے کا حکم

(۱۶ جمعیت مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) کیا آئین مسجد میں برائے وضع و خوض اور برائے بال و پیر از ظہارت خانہ بنا سکتے ہیں؟ ایک مسجد و مندر مگر آئین قرآن اور آئین پچیس کڑے فاسے پر دوسری مسجد تیار کرنا کس حد تک صحیح ہے؟

(جواب ۲۸۵) آئین مسجد ص ۱۱۱ و معنوں پر کیا چاہتا ہے اہل مسجد کے اس غیر مستقف حصے کو آئین کہتے ہیں جو میاں مصدقہ تو بتاتے ہیں نماز و جماعت ادا کرنے کے لئے بنایا جاتا ہے لیکن غیر چست کے لہذا پتھر یا جاتا ہے وہاں حصے و آئین آئین کہتے ہیں جو موضع میاں مصدقہ کے مستقف اور غیر مستقف حصے کے حد خانہ زمین یا فرش و صورت میں پتھر یا پچا جاتا ہے گھر و نماز و جماعت ادا کرنے کے لئے نہیں بنایا جاتا۔

پہلے معنی کے لحاظ سے نعتیں تو مسجد کا تعلق ایک حصہ ہے اور اس کے احکام مسجد کے احکام ہیں اس میں کوئی اور اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔ یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ نعتیں جو جگہ ایک مرتبہ مسجد ہو جائے اور اس کو نماز کے لئے مخصوص کر دیا جائے پھر اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا جاتا اور اس سے معنی کے لحاظ سے نعتیں ایک مسجد چیز ہے یعنی اگرچہ وہ مسجد کے ساتھ وقت ہونے میں شامل ہے مگر مسجد کے احکام اس کے لئے ثابت نہیں اس میں دو تین یا چار یا ہزار نمازوں کے احکام ہیں اور نہ ہی مسجد کی توسیع کی ضرورت ہے اس

١. محل دخول حبس وحفظ كذا مسجد بورصة قدمه حج، بدر السحر حكمه المسعد ١٥٧١ ع  
سعيد وفي المدسكريد ثم مسجد لاجوز بدريسي حوسن في حد لمسعد و فامد لاد المسعد د حوس  
حبيب او مسك بسفط حرمه وهد لاجوز و قضاء تبع لمسعد فكون حكمه حكم المسعد كد في مسعد  
والفصل الثاني في الوقف على المسجد و تصرف القيمة ٤٦٢٢ ماحديه كونه

کو مسجد میں شامل کر لینا یا اس میں حوض اور وضو کی ٹالی بن لینا جائز ہے اگر وہ مسجد میں ایک مرتبہ شامل کر دیا جائے گا تو پھر وہ مسجد کے حکم میں ہو جائے گا اسی صحن بالمعنی اشانی کے کسی ایسے گوشے میں جو نفس مسجد سے دور ہو چکا نہ ہو۔ ٹالینا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کی بدو مسجد تک نہ پہنچے مسجد کو منہ مکر کے صحن ٹالینا بالمعنی اوس جائز ہے اور مسجد کو صحن بالمعنی اشانی بنانا جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

## فصل چہارم دہم۔ مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا

مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا

(سوال) مسجد میں قبلہ رخ چاند سورج چھوں پتے و آیات سنہری رنگ میں یا اہل میں منقش کرنا جائز ہے یا منع ہے؟ المستفتی نمبر ۶۳۱ عبد الستار (ضلع بلاری) ۲۹ جمادی اشانی ۱۳۵۴ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۸۶) مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

مسجد کی دیواروں پر رنگین ٹائل لگانا

(سوال) کیا مسجد میں دیواروں پر ٹائل لگانا جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۹۴۶ مولوی محمد عامر (دیوبند) ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۷) مسجد کی دیواروں پر خاص طور پر رنگین ٹائل لگانا مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

(۱) مسجد کی دیواروں پر آیات قرآنی یا ترجمہ لکھنا

(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا

(سوال) (۱) مسجد کے دروازہ یا کھڑکی یا بیرونی یا اندرونی حصے کے کسی مناسب جگہ منظر عام پر بہ نسبت نفع خالق کلمہ طیبہ یا آیات قرآنی یا ترجمہ کسی آیت یا حدیث کی بر زبان جگہ لکھنا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار میں یا محراب میں نقش و نگار کرنا کیسا ہے خصوصاً چندہ کے پیسے سے اگر ایسا نقش جو بوقت صلوٰۃ نمازی کے دل کو مائل کرنے والا ہو۔ المستفتی نمبر ۱۶۳۲ محمد عبد انور صاحب سہت (آسام)

۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ ۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء

۱، و کرہ بعض مناجات لیس علی المحراب وحده لقہ لاہ شعل فہ صلی الح (رد المحتار) مطلب فی احکام المسجد باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا ۱/ ۶۵۸ ط سعید

۲، و کرہ بعض مناجات الفوش علی المحراب و حائط القبلة لان ذلک یشتعل فہ صلی الح (عالمگیریہ الباب الخامس فی آداب المسجد ۵/ ۳۱۹ ط ماجدیہ)





## فصل شانزویہم - عید گاہ

- (۱) کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز
- (۲) مسجد کو منہدم کرانے والے گناہ گار ہیں
- (۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا
- (۴) مسجد میں نماز عید پڑھنا

(سوال) ایک ہندو ریاست نے عید گاہ میں جو قدیم زمانے سے قائم تھی تین چار سال سے عیدین کی نماز نہیں پڑھنے کی جاتی تھی اور اس سے نماز گاہ کی جگہ آگ لگائی ہوئی تھی بدلتی ریاست کے حکم و تین پر مسموں کی راہ سے مسجد غیہ مسموں کے ذریعہ شہید گراہی گئی ہے اس مسجد کے پتھر سے اور ریاست کے خرق سے اور یہ مسجد تقریباً دو میل کے فاصلے پر بلار ضائے مسلمانان شہر ہذا تعمیر کرائی ہے مسلمانان شہر ہذا غریبی و بلاء کی وجہ سے پتھر بھی بول نہ سکے چونکہ بلار ضا مندی مسلمانوں کے عید گاہ مسجد شہید کر کے اور یہ مسجد تعمیر کرائی ہے اس لئے اس دن قیام میں ایک بھی مسلم کھاتا نہیں لگا۔

(۱) کیا اس مسجد میں نماز عیدین جائز ہے یا نہیں (۲) وہ مسلمان جنہوں نے مسجد شہید کرنے کی راہ دی اور وہ ان کے جو مسلمان اس راہ کی خلاف ہیں مگر وہ غریبی و خوف و جسمی کے غیہ مسموں کو مسجد شہید کرنے سے روکنے کی مدد میں کتنے مسموں پر پساؤ نہ ہو (۳) اسی طرح اگر دیگر مسجدیں جن میں حج و قیام نمازیں ہو رتی ہیں جہاں شہید کر دی جائیں اور بجائے ان کے دوسری تعمیر گراہی جائیں تو ایسی مسجدوں میں نماز جائز ہے یا نہیں (۴) جن مسجدوں میں جمعہ و شب و قیام نمازیں ہو آگ لگتی ہیں یا ان مسجدوں میں عیدین کی نمازیں نہ پڑھتی ہیں

المستفتی نمبر ۷۰۲ - شہ نمبر ۷۰۲ - شول ۱۳۵۳ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

جواب (۲۹۱) (۱) نماز قیام نماز ہے مگر مسلمان اس میں نماز نہ پڑھیں تو بہتر ہے (۲) ائمہ امامی نے یہ کہہ کر امت مگر ملامت گاہ گاہ میں اور مجبور کی سے خاموش رہنے والے معذور ہیں (۳) جائز ہے جو بے جا نہیں ایک گاہ (۴) نماز عید قیام نماز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ شہر کے مسلمانوں میں پڑھنے کے لئے

محمد کتایت اللہ کان اللہ

( ) عید گاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے ؟

۱ ولو جعل ذمی درہ مسجد بالمسلمین و سہ کذبہ فی المسلمون و اذن لہم بالصلوة فیہ فصلا فیہ لم یب  
نہر مرانا یورثہ و ہذا قول الکمل (عالمگیری) کتاب الوقف مطلب فی وقف الذمی ۲/ ۳۵۳ ط (ما حدیہ)

۲ و سہ صم مع مساحد الدن ین ذکر فیہ سہ و سعی فی حرابہا الخ (البقرة ۱۱۴)

۳ الخروج سب ای الحانہ لصلوة بعد سہ وان وسعہم المسجد الجامع هو الصحیح (الدر المختار) باب  
عیدین ۳/ ۱۶۹ - سعد

(۲) غید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

(سوال) عید گاہ میں عیدین کے کسی روز اتنا حق کسی وقت نماز تہیہ جماعت سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ صاحب (خلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م کلیم اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۹۲) ہاں غید گاہ میں احیاءِ فرائض چنگانہ میں سے کوئی نماز پڑھی جاسکتی ہے تنہا یا جماعت سے

پڑھنا دونوں صورتیں جائز ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کن اللہ لہ

(جواب دیگر ۲۹۳) عید گاہ میں جنازے کی نماز پڑھنی جائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا لکنا۔ ذیل

عید گاہ میں فٹ بال کھیلنا

(سوال) عید گاہ میں فٹ بال اور کسی قسم کا کھینا چارے یا نہیں؟

المستفتى: ٢٥٢٦ رقم (٦٠) ٢٤ شعبان ١٣٥٨ هـ ١٢ أكتوبر ١٩٣٩ ع

(جواب ۲۹۴) عید کاہ میں بطور عجب کے فٹ بال ٹیمیں اور کوئی کھیل نہیں مکر رہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له وہابی

(۱) عید گاہ میں حاضر اور جنسی داخل ہو سکتے ہیں

(۲) عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم

(سوال) مسجد اور عید گاہ دونوں میں کیا فرق ہے؟ مرتبہ مسجد کا زیادہ ہے یا عید گاہ کا؟

المستفتی نمبر ۷۲۴۲ شیخ عظیم شیخ معظم (دھولیکہ ضلع مغربی خاندیس)

## گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید

(سوال) ایک شہر جس کی آبادی ایک ہزار مسلمانوں کی ہے اور عید گاہ موجود ہے کسی اختلاف کی بنا پر چند مسلمانوں کی سرکاری عید گاہ اس کے قریب ہی بنانا چاہتے ہیں چند قدم کا فاصلہ ہے اور ایک کی تکبیر کی آوازیں بھی وہاں کی عید گاہ تک پہنچیں گی راستہ بھی ایک ہی ہے۔

(جواب ۲۹۷) دو عید گاہیں چھوٹی سی بستی میں بنانا اچھا نہیں سب کو ایک ہی عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا چاہیے اور خصوصاً اتنی قریب دوسری عید گاہ بنانا کہ ایک کی تکبیر کی آواز دوسری میں سنی جائے زیادہ برا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

## فصل ہفتم مسجد میں خرید و فروخت کرنا

امام کا مسجد کے حجرہ میں خرید و فروخت کرنا

(سوال) مسجد کا امام نمازیں پل محلہ کی اجازت سے حجرہ مسجد میں اپنے ذریعہ معاش کے لئے خرید و فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً جلد بندی کتب فروشی وغیرہ؟

المستفتی نمبر ۸۴۵۵ آیت حسین انوار حسین (لدہیہ)۔ ۸ محرم ۱۳۵۵ھ مکرم اپریل ۱۹۳۶ء  
(جواب ۲۹۸) اگر حجرہ کا روزانہ مسجد کے اس حصہ میں نہ ملے جو نماز کے لئے مخصوص ہوتا ہے یعنی خرید و فروخت کرنے والوں کو مسجد میں سے نہ گزرنا پڑے تو امام کا ایسے کام کرنا مباح ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## فصل بیجم مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ

مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا

(سوال) جامع مسجد میں یا کسی اور مسجد میں مسلمانوں کی دعوتی کے لئے کسی امر کا باہمی مشورہ کرنا یا کسی امر کی نسبت جس سے مسلمانوں کی نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اس سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟  
طوریہ جمعہ کے دن مجمع شیعہ ہوتا ہے جس میں مقامی و غیر مقامی اشخاص شریک ہوتے ہیں چند اشخاص جو آخر جماعت میں شریک ہوتے ہیں یا کسی سے نماز پڑھتے ہیں یا نماز کے بعد تشریف لاتے ہیں امر ان صاحبان ہاں ہی رہا جائے تو بیشتر حصہ اختیار کرنا نہیں چاہتے جس کی وجوہات عازمہ مستیہ بیکار و بار میں اگر کوئی دیر بے رویہ وقت مقرر کیا جائے تو مقامی اشخاص زمانے کے مطابق و چسپی نہیں لیتے اور نہ ہی اثرات سے شریک ہوتے ہیں اور یہ وہی تو قطعی طور سے محروم رہتے ہیں امر مذکور ہوا وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے

۱۔ و خروج الہدی لحدیہ لصلوٰۃ بعد سہ و ن وسعیہ لمسجد جامع وهو الصحیح (بدر المحرر ص ۱۶۹ ط سعید)

۲۔ و کبرہ حریسہ الحرم، فوفہ و سائل و لعیوط و امجادہ طریقا بعد عمر الحج (بدر المحرر ص ۱۶۹ ط سعید) مکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ۱ ۶۵۶ ط سعید



(۱) نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یا دینی کتاب کا درس

(۲) سنتوں اور نوافل کے وقت کتاب سنانا

(سوال) (۱) ایک شخص قریباً چار سال سے جامع مسجد کلاں میں عشاء کی نماز سنتیں دو تہ نوافل کے ختم ہو جانے نصف گھنٹہ گزرنے اور پوری جماعت کے مقتدین میں سے دوحے آدمی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر جانے کے بعد وجہ بند صرف نصف گھنٹہ تفسیر حنفی اور ساتھ ہی ساتھ دیگر مسائل وغیرہ کی کتابیں مثلاً سن بدین یا عقائد اسلام مرتبہ مولوی مہدی حق صاحب مصنف تفسیر حنفی یا بہار شریعت یا تعلیم ارشاد کے حصے یا مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی کتابوں میں سے جزء اول یا شوق و طن یا فتویٰ اشرفیہ یا معراج المؤمنین وغیرہ پڑھ کر سنا تا ہے اور پندرہ سو آدمی و بچے سے سنتے بھی ہیں لیکن شخص مذکور عام نہیں ہے البتہ دینیات سے شوق و دلچسپی ضرور ہے تو ایسی صورت میں شخص متذکرہ کا فعل مسجد میں جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ یہ فعل مسجد میں ناجائز ہے (مسجد بڑی ہے۔ اکثر دو ایک آدمی رات کے تک قضا و اولی و وظائف وغیرہ دایر تک پڑھتے ہیں)

(۲) لیکن حر مقتدی زید کو جواب دیتا ہے کہ جو صاحب دیر تک وظیفہ پڑھتے ہیں یہ جماعت ختم ہونے کے بعد آتے ہیں (اور وہ بھی ایک دو صاحب) اگر ان لوگوں کا واقعہ ہوتا ہے تو ایسا صاحب ذرا عیدہ فی سب پر جا کر پڑھتا ہے یا حرج ہے اور بونیک کام حرج سے دور رہتا ہے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچا رہتا ہے اس کیوں نہ رہے۔ اس وقت ہو آن تک کسی عالم نے اعتراض نہیں کیا اور اگر بعض ایسا فعل ناجائز ہے تو اکثر علماء و متذکرہ پندہ فیہ کی مجال مسجد میں کیوں منعقد کرتے ہیں کی طرح پیش امام صاحب جمعہ وہ بھی مستند عالم ہیں قبل از خطبہ خطبہ کا ترجمہ اردو میں کیوں بیان کرتے ہیں۔ اس وقت بھی بہت سے اشخاص سنن و نوافل و درود وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں اور یہ وقت بہ نسبت عشاء کے وقت کم بہت ہوتا ہے عشاء میں قضا نماز و نوافل حد ثانیہ سے بھی پڑھ سکتے ہیں و رشوب بھی زیادہ ہو گا تو یہ حرج کا منافی ہو گا یا نہیں؟

(۳) زید معتزل کہتا ہے کہ عطا و پندہ فیہ کی مجال میں خطبہ کا ترجمہ ہفتے میں ایک بار ہوتا ہے اور یہ فعل بھی ناجائز ہے جس صاحب کے وظیفہ وغیرہ میں خلل واقع ہو تو وہ اس کام کو بھی فوراً بند کر سکتا ہے جسے تو عشاء کی نماز میں تفسیر خوانی سے خلل واقع ہوتا ہے اس سے میں تو اس کام کو بند کر کے ہی رہوں گا اگر یہ ایسے موٹے بند نہیں کریں گے تو بند رچیدہ پوس۔ بند سروں کا مسجد مذکور میں پچاس بچپن نمازی ہوتے ہیں کوئی شادی نہیں ہے صرف ایک شخص زید اس کام میں حرج ہے جمہ مقتدین کی یہی مرضی ہے کہ جو کام جس طرح کر رہے ہو کرو ہماری نماز میں کسی قسم کا خلل آپ کے پڑھنے سے واقع نہیں ہوتا تو ایسے آدمی کے یہ حکم سے ورس سے دیگر مسلمانوں کو یہ بتا کر کناپا ہے

لےسٹنٹ عبدالحزیز خاں پسر مولوی عبدالکریم صاحب مفتی۔ ۲۸ اپریل ۱۹۵۲ء

(جواب ۳۰۱) (۱) نماز مشاء کے نصف گھنٹہ بعد مسجد میں لوگوں کو ترجمہ القرآن مجید یا ضروریات دینیہ سنائی جائز ہیں، باجوہ نوافل و سنن پڑھتے ہوں اور مسجد بڑی ہو تو وہ ہٹ کر نماز پڑھیں یا اپنے گھر جا کر پڑھیں نوافل و سنن کے لئے گھر پر ادا کرنا افضل ہے (۲)

(۲) بحر کا قول صحیح اور شرع کے موافق ہے (۳)

(۳) زید معتزل کا یہ کہنا کہ عطا ہفتہ میں ایک دن ہوتا ہے اور وہ بھی ناجائز ہے صحیح نہیں ہے اس کو خود اپنی نماز و عطا کے مقام سے ہٹ کر ادا کرنی چاہیے اس ذکر نے کوہند کرنا درست نہیں ہے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(جواب) (از علماء ٹونک) استفتاء ہذا اور اس کے ہمراہ دوسرے استفتاء دو فرق کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں دونوں استفتاء ایک ہی موقع کے سے ہیں لیکن مضامین استفتاء اپنے اپنے خیال کے تحت لکھے گئے ہیں یہ واقعہ جامع مسجد امیر گنج ٹونک کی نسبت ہے اس مسجد میں ایک عرصہ سے ایک صاحب تفسیر حقانی وغیرہ بعض مقتدیوں کو سنیا کرتے ہیں سننے والوں کے علاوہ دیگر مقتدی اس مقام پر کھن میں جہاں مشاء کی جماعت ہوتی ہے سنن وتر اور دو وظائف پڑھتے ہیں اور ایسے بھی نمازی جو شریک جماعت نہیں ہوئے تھے وہ آکر اپنے فرائض وغیرہ پڑھتے ہیں اس واقعہ کو ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ایسے وقت میں جب کہ حقانی جماعت ختم ہو چکی تھی اور مقتدی اپنی نمازیں پڑھ رہے تھے اور بعض مشغول وظائف تھے تفسیر حقانی بیان کی جا رہی تھی اور دو چار آدمی سن رہے تھے۔

ہر ایک کام خواہ اوامر سے ہو یا نواہی سے اس کا ایک موقع اور محل ہوا کرتا ہے ہر ایک کام ایک موقع پر زیبا ہوتا ہے اور دوسرے موقع پر وہ تازیبا ہو جاتا ہے دیھو امر معروف نہی منکر ہر وقت ضرور ہوتا ہے یا جس وقت حضور ﷺ کا نام نامی آوے اس وقت درود شریف پڑھنی چاہیے لیکن یہ موقع اگر خطبہ کے وقت آوے تو ہرگز امر معروف نہی منکر کی اجازت نہیں اسی طرح خطبہ کے وقت حضور ﷺ کا نام نامی باوجود سننے کے درود شریف پڑھنا زبان سے درست نہیں پس تفسیر حقانی وغیرہ کتابوں کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا اگرچہ ایک بہتر کام ہے مگر اس کی بہتر کی اسی حد تک ہے جبکہ دوسروں کی نمازوں میں خلل واقع نہ ہوتا ہو دیھو قرآن شریف پڑھنا افضل عبادت ہے مگر اس کو ایسی جگہ نہ پڑھنا چاہیے جہاں نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو حکم اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا (جب قرآن پاک پڑھا جائے تو اس کو سنو اور کان دھو) قرآن شریف کا سننا فرض ہے پس ایسی جگہ قرآن شریف کا پڑھنا جہاں دوسرے لوگ مشغول نماز

(۱) ما للتدريس او للتدكير فلا لانه مسمى له واد حار فيه ولا يحور العلم في دكان في فاء المسجد و عدد اسي حبيبه و عدد هما يحوران لانه مصر دعمة (البحر الرابع) فصل كره استقبال القصة ۲/ ۳۸ ط بيروت (۲) اول السيرة "فعلمكم بالصلاة في بيوتكم فان حير صلوة المرء في بيته الا المكتوبة (مسلم) باب استحباب صلوة النافلة في بيته ۱/ ۲۶۶ ط قديمي كتب حاشية كراچی (۳) اما للتدريس او للتدكير الحج (۴) (ابصار)

ہوں یا وظیفہ ہوں ہرگز زیبا نہیں ہے اور ممانعت کے باوجود اگر وہ شخص باز نہ آئے گا تو وہ گناہ گار ہو گا پس جس جگہ تفسیر حقانی پڑھی جاتی ہے یا تو ایسی جگہ پڑھی جائے کہ جہاں سے نمازیوں کی نماز اور وظیفہ میں حرج واقع نہ ہو یا ایسے وقت میں پڑھی جائے جب کہ نمازی اپنی نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر چلے جائیں۔

سلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا جزو انضمام اتحاد ہے اور اسی اتحاد کو قائم کرنے کے لئے پنج وقتہ نماز جمعہ و عیدین مقرر کی گئی ہیں آپس میں مسلمانوں کو یک جہتی سے زندگی بسر کرنی چاہیے اور آپس کے اختلافات سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے کہ نتیجہ اس کا بہتر نہیں۔

(دستخط مفتی صاحب ٹونک) محمد ایوب صاحب مفتی سابق۔ ۹ شعبان ۱۳۷۱ھ ۵ مئی ۱۹۵۲ء (جواب ۳۰۲) (از حضرت مفتی انضمام) یہ جواب اصول شریعہ کے پیش نظر صحت سے گرا ہوا ہے مسجد میں نوافل و وظیفہ پڑھنے کا جس طرح ہر مسلمان کو حق ہے اسی طرح تذکیر و تعظیم دین کا بھی حق ہے ہر مسجد بڑی ہے اور س میں گنجائش زیادہ ہے تو نوافل و وظیفہ پڑھنے والے اس کے ایک گوشہ میں پڑھیں اور تعظیم و تدریس کرنے والے دوسرے گوشہ میں کریں اس طرح دونوں کام ہوتے رہیں گے اور دونوں کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔ (۱)

## فصل نوزد ہم۔ مسجد میں اکھاڑ بنانا

مسجد میں اکھاڑ کرنا جائز نہیں

(سوال) اندرون چھار دیواری مسجد عدوہ محسن مسجد جو زمین ہو وہ حکم میں مسجد کے اور حقہ مسجد میں متصور ہوگی یا نہیں بھورت اوس محسن مسجد یا حقہ مسجد میں کوئی محرمی اکھاڑ یا دنگلی اکھاڑ یا دنگل قائم کرنا اور ساتھ عدم ستر کے محض لٹاؤٹ یا جالگہ باندھ کر لڑنا شرعی نقطہ نگاہ سے جائز ہو گا یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ تیر اندازی و فتن و ہجری کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں محسن مسجد نبوی ہی تھا اور صحابہ کرام تیر اندازی وغیرہ محسن مسجد میں ہی کرتے تھے۔ المستفتی نمبر ۶۰۵ حکیم حافظ مولوی محمد حسین صاحب (ضلع گیارہ)

۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۰۳) اکھاڑے میں کشف ستر اور شور و شغب اور بسا اوقات سب و شتم ہوتے رہتے ہیں اور حاطہ مسجد و حریم مسجد میں یہ چیزیں احترام مسجد کے خلاف ہیں اس لئے مسجد کے احاطے میں اکھاڑ خواہ محرم کا خواہ دنگل قائم کرنا جائز نہیں ہے زید کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرام کے حالات و اخلاق بہت ارفع و اعلیٰ تھے۔ وہ احترام مسجد کا پورا اظہار کرتے تھے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ اما للتدریس و للتدکیر فلا لایہ ما بنی لہ و ان جار فید و لا یحور العلم فی دکان فی فناء المسجد عند اسی حصة و عندہما یجوز اد لم یصر لخدمة لبح (ابحور الرائق) فصل کرہ سقما المصۃ ۲ ۳۸ ط بیروت  
۲۔ عن وائید بن اصفع ان السی بنی فی حرم مساحد کم صباکم و محاسیکم و شراء کم و بیعکم و حصو منکم و رفع اصواتکم (مسند ابن ماجہ) ص ۵۵ ط میر محمد کتب خانہ کراچی





الا انهم يتقربون الى الله ولم اعلم مع انفسهم فعدوه عمر فصدقوه وامره بالصلوة في مسجد قباء  
ول عطاء لما فتح او عسى عمر بن الخطاب الا مضار من المسلمين ان يسوا المساجد وامرهم  
ان لا يبنى في موضع واحد مسجدین يضار احدهما الاخر (۱)

۶ رجب ۱۳۳۵ھ

(جواب ۳۰۵) حسد و تباہیت ریاض آخرت دانی ہوئی مسجد بے شک مسجد ارکا کا قسم رکھتی ہے کہ  
تفسیر مدارک و کشاف دنیہ و دین تہمت ہے۔ لیکن آن کل تم کسی مسجد پر یہ قسم نہیں لگا سکتے کہ وہ حسد  
و تباہیت یا ریاض آخرت نیت ہے۔ دانی فی سب یہ باتیں مورد تباہی ہیں اور ہمیں دوسرے کے مذہب و عقیدہ کا ہم  
نہیں زمانہ وحی میں آنحضرت نے لوط و زید و اخی دوسرے دین و مذہب کے خلاف جاتی تھیں اس سے  
آپ قسم لگا سکتے تھے۔

(۲) مسجد نہ ارکا اور نہ ارکا راہ نہ رکھتا ہے۔ اس سے وہاں امامت نہ ہو تو اس کی امامت ہوا  
اہل بیت جاز ہے۔

(۳) یہی جواب اس نمبر کا ہے۔

(۴) اس روایت سے تو وہی تفصیل معلوم ہوتی ہے جو نمبر ۲ میں بیان کی گئی یہ روایت خازن میں مذکور  
تفسیر معالم التنزیل للبعوی سے لی گئی ہے اس میں بھی یہ روایت مذکور ہے لیکن بعوی نے بھی اس کی سند ذکر  
نہیں کی صرف روایت کے بیان کی ہے لیکن اس حدیث میں کوئی شہد نہیں ہے کیونکہ مسجد نہ ارکا اور نہ خود  
بھی مضرت کی نیت رکھتا ہو تو اس کے فاسق یا منافق ہونے میں کیا کلام۔ اور اس وجہ سے وہ نہ وہ امامت اور  
ناقب امامت ہوگا لیکن اگر وہ قصد مضرت میں شریک نہ ہو اور اس کی جگہ سے وہاں امامت کرتا رہا ہو تو اس کے  
امرازم نہیں بلکہ وہ معذور ہے اور اس کی امامت جاز ہے جیسا کہ خود حضرات مہر کا مجمع جاریہ کے تذکرہ  
قبول فرما کر مسجد قبائیں امامت کی جواز دے دینا اس حدیث میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد میں جوتیاں رکھنا

(سوال) جوتیاں کس طرح مسجد میں رکھنا جائز ہے اور کس طریقے سے جائز نہیں؟

(جواب ۳۰۶) اگر کوئی ایک جگہ ہو جہاں جوتیاں رکھی جائیں تو جوتیاں مسجد میں ہے جہاں مناسب  
نہیں اور اگر نہ ہو تو مسجد میں ہے جانے کا مضائقہ نہیں لیکن اس طرح رکھے کہ مسجد کا نشانہ نہ ہو۔ وبعی  
لداخلہ تعاہد نعلہ وخفہ (در مختار) (۲)

(۱) (تفسیر معالم التنزیل للبعوی: سورہ توبہ ۲/۳۲۷ ط ادارہ تالیفات و شذیہ ملن)

(۲) (باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱/۶۵۷ ط سعید)

(۱) جامع مسجد کے کہتے ہیں؟

(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) کسوی ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھاونی ہے بمبوی آبادی قریباً تین ہزار مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس کو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے؟  
(۳) موجودہ مسجد مسلم آبادی کے ایک بڑے حصے سے دور واقع ہے گلوں اور مارکیٹ بازار پکھری اور ڈاکخانہ وغیرہ سے کافی فاصلہ پر ہے اکثر مسلمان بالخصوص تجارت و ملازمت پیشہ اصحاب پنج وقتہ نماز جمعہ و تراویح میں وجہ دوری، قسٹ وقت شامل ہونے سے قاصر رہتے ہیں اور ایک دوسری مسجد کی جو قریب تر واقع ہو نہ درست محسوس ہو رہی ہے اندریں صورت دوسری مسجد کی بناء ڈالنے والے کس حد تک اجر و ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

(جواب ۳۰۷) اس مسجد کو ذب کہ وہ جمعہ کی جماعت کے لئے کافی ہو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ (۲) اس مسجد بنانا موجب اجر و ثواب ہے کیونکہ نمازیوں کو ہر وقت اتنی دور مسجد میں جانا یقیناً موجب حرج و مشقت ہے۔ والحر ج مدفوع محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد ہونے کے لئے کیا شرطیں ہیں؟

(سوال) صوبہ گجرات اور بالخصوص ضلع سورت میں عام دستور یہ ہے کہ جب مسجد بناتے ہیں تو اس کے سقف حصے کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں اس لئے اس کو جماعت خانہ کہتے ہیں اسی کے ساتھ کچھ کھل ہوا حصہ بطور صحن کے بناتے ہیں اس لئے کہ اس میں اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں جو مسجد کے احترام کے خلاف اور ممنوع ہیں مثلاً ہر وقت اٹھنا بیٹھنا اور وہیں سونا اور دنیاوی باتیں کرنا یہاں تک کہ حالت جنابت میں بھی اس صحن میں رہتے ہیں کیونکہ اس کو خارج از مسجد شمار کیا جاتا ہے نیز اس میں جماعت خانہ کی طرح بھی نماز جماعت نہیں ہوتی پس رائدیری مسجد چنارواڑ بھی اسی طرح ہے کچھ مختصر ہنی ہوئی تھی اور اس کے صحن کے ساتھ بالکل نیم مسجد کا برتاؤ کیا جاتا تھا تقریباً ۱۹۲۹ء میں یہاں کے بعض بزرگوں نے اسوازمہ نو بنیاد وریک زمین خرید کر اس میں شامل کر کے وسیع کیا جس طرح اس کے جماعت خانہ کو بڑھایا اسی طرح اس کے صحن کو بھی وسیع کر دیا چنانچہ جس جگہ قدیم مسجد کا حوض تھا اس جگہ کو مانکہ بن کر اس کے بعض حصے کو صحن میں شامل کر دیا اور حصہ بنوئی جانب کا برتدہ کے طریق پر ضروریات وضو کے لئے مخصوص رکھا جدید تعمیر کرنے والے صاحب کے زمانہ سے اب تک بھی اس صحن کے ساتھ خارج مسجد کا سربراہ بنایا جاتا تھا اور وہ وہاں ملے اور سمجھدار تھے جو داخل مسجد اور خارج مسجد کو ذب سمجھتے تھے پھر بھی

کبھی انہوں نے اس صحن کو مسجد میں شامل نہ سمجھا اس کے علاوہ ایک عام رواج یہ بھی ہے کہ اکثر مسجدوں کے صحن میں قبریں بناتے ہیں چنانچہ اس رواج کی کوئی مسجد کی شکل سے ملے گی جس کے صحن میں کسی پرانی قبر کا نشان نہ پایا جاتا ہو پس یہ صورت بھی اس کا ہوا ہو، قرینہ ہے کہ صحن کو مسجد میں داخل نہیں سمجھتے۔

بعض حضرات تھوڑے عرصے سے یہاں کی مسجدوں کو دہلی وغیرہ کی مسجدوں پر قیاس کرتے ہیں یہ قیاس صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وہاں کی مسجدیں اثر ایسی بنائی جاتی ہیں کہ ہوادار نہیں ہوتیں ان وجہ سے وہاں گرمی کے موسم میں صحن میں نماز پڑھنا اور صحن کو مسجد میں داخل سمجھنا ضروری ہوتا ہے اس کے برخلاف یہاں کی مسجدیں نہایت ہوادار اور کشادہ ہوتی ہیں ہوائ آمد و رفت کے لئے چاروں طرف درتیں وغیرہ بنائی جاتی ہیں اسی وجہ سے بھی صحن میں نماز پڑھنے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی اور اس صحن کو داخل مسجد کرنے کا اب تک کوئی ثبوت بھی باقاعدہ نہیں ہے پس یہ صورت میں مسجد چنارواڑ کا صحن شرعاً مسجد سے خارج سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور جنازہ کی نماز صحن میں پڑھنا جائز ہو گا یا نہیں؟

المستفتیان محمد اسماعیل عارف۔ احمد ابراہیم سنگاپوری

(جواب ۳۰۸) کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔

(۱) واقف نے جو صحیح طور پر زمین کا مالک تھا وہ وقف کرنے کا اختیار شرعی رکھتا تھا اس کو مسجدیت کے لئے وقف کیا ہو خواہ وہ زمین خالی عن العمارة ہو یا عمارت بھی ہو (۱)

(۲) اس کو اپنی ملک سے ایسی طرح پر علیحدہ کر دیا ہو کہ کسی دوسرے شخص کا یا خود واقف کا کوئی حق متعلق نہ رہے (۲)

(۳) وقف کر کے اس کو متوں کے سپرد کر دیا ہو یا واقف کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ بھی نماز جماعت ہو گئی ہو۔

جس زمین یا عمارت میں یہ باتیں متحقق ہو جائیں وہ مسجد ہو جائے گی (۲) ان میں سے پہلی بات یعنی مسجدیت کے لئے وقف کرنا واقف کی نیت سے متعلق ہے اگر نیت کی تصریح موجود ہو جب تو کوئی اشغال ہی نہیں لیکن اگر تصریح نہ ہو تو پھر قرآن سے اس کی نوعیت متعین کی جاسکتی ہے گجرات کی اثر مسجد و رہا لخصوص مسجد چنارواڑ (راندر ضلع سورت) کے وہ صحن جو مسقف حصے کے سامنے مشرقی جہت میں واقع ہیں میرے خیال میں ان کی مسجدیت راجح ہے جماعت کا باعموم مسقف حصے میں ہونا اس امر کا مقتضی

(۱) ولا ینم الوقف حتی یقصر بہ نقل المتولی لان تسم کل شیء بما یلیق بہ حتی المسجد ولا حرار و فی غیرہ بصب المتولی و نسلیہ ایہ ایچ (تتویر مع الدرر) کتاب الوقف ۴/۳۴۸ ط سعید  
 ۲ من سی مسجد لم یزلہ عن ملکہ حتی یقررہ عن ملکہ بطریقہ و بادل بالصلوۃ فیہ اما الا فرار فلا نہ لا محض لدہ  
 لا لی الا بہ الحج (عالمگیریۃ الباب الحادی عشر فی المسجد ۴/۵۵۴ ط ماجدیہ)  
 ۳ المسجد الی الموی یقوم بمصالحة بحوزہ ان لم یصل فیہ و هو الصحیح (عالمگیریۃ فصل ۱۰)  
 قد نصرت مسجد ۲/۵۵۵ ماحدہ کونہ و التسم فی المسجد ان یصلی فیہ الجماعہ بدوہ مع (ایض)

نہیں کہ غیر مستقف حصہ خواہ مخواہ مسجد کے حکم سے خارج ہو مستقف حصے کا نام جماعت خانہ رکھ دینا بھی غیر مستقف حصے کو مسجدیت سے نہیں نکالتا اس نام رکھ دینے کا یہ اثر ضرور ہوا کہ گجرات کے لوگ اس جماعت کے لئے مخصوص سمجھنے کے ورنہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس صحن میں نوافل و سنن برابر پڑھتے ہیں اور قرضوں کی جماعت بھی اگر بڑی ہو جیسے کہ جمعہ کی نماز میں ہوتی ہے تو اس صحن میں برابر تفصیل ہو جاتی ہیں اگرچہ صحت اقتداء کے سے یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر یہ حصہ مسجد ہو تو اقتداء میں سے ورنہ نہیں تاہم اس میں کھڑے ہونے والے اور نماز پڑھنے والے مسجد کا ثواب اس وقت پا سکتے ہیں کہ یہ حصہ مسجد قرار دیا جائے میرا خیال ہے کہ اس حصہ کو مسجد قرار دینے میں نمازیوں کا بہت زیادہ فائدہ ہے اور اس لحاظ سے یہ امر اقرب الی القیاس ہے کہ واقف اس حصے کی مسجدیت کی نیت کرتے ہوں گے مسجد چنارواڑ کے شمالی سمت میں جو دان ہے اور شمال مشرقی دہانے ٹٹھنے سونے کے نام کے ہوں تو یہ قرین قیاس ہے لیکن کھڑا ہوا صحن بھی مسجد نہ ہو یہ بات میری سمجھ سے تو باہر ہے۔

مسجد کے جماعت خانے میں کتنی بنی کھڑکیاں ہوں لیکن جس وقت ہوا بند ہوتی ہے تو اندریاں بے فائدہ پہنچ سکتی ہیں اور مسجد نہ ہو میں بجلی کے بجٹ نہ ہوں ورنہ وقت ہو کے بند ہونے کا ہو تو جماعت خانہ و رخصت کا فرق بدیہی طور پر معلوم ہو سکتا ہے کرائیں جرات میں اس مستقف حصے کا نام جماعت خانہ مشہور نہ ہو گیا ہوتا اور ان کے خیانت میں جماعت کے سے یہ حصہ مخصوص نہ ہو جاتا تو وہ بھی گرمیوں میں ہو بند ہونے کے زمانے میں باہر کے صحن میں جماعت کرتے بہر حال جماعت کا ہمیشہ اندر ہونا اس کی دلیل ہے کہ جماعت خانہ یقینی طور پر مسجد ہے مگر اس کی دلیل نہیں کہ صحن مسجد کے حکم سے خارج ہے۔

رہی اس صحن میں ہنڈیوں نماز تو حنیفہ کے نزدیک مسجد میں ہذا عذر جنزب کی نماز مردہ ہے وہی عذر ہو مثلاً باہر کوئی پاک جہہ نماز کے سے موجود نہ ہو تو اس صورت میں مکروہ بھی نہیں دوسرے کہ مسند مجتہد فیہ ہے اس میں زیادہ بھڑنے کا موقع بھی نہیں ہے جو لوگ پڑھ لیں ان کو مطعون کہنا نہیں چاہیے جو مسجد میں نہ پڑھیں ان کو براہ منہ نہیں چاہیے اگر یہ منظور ہو کہ سب لوگ شریک ہوں ایسے طور پر نماز پڑھو کہ کسی کو اختلاف نہ ہو تو صحن مسجد سے باہر نہ ہوتا کہ سب با اتفاق شریک ہو سکیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں

(سوال) زمانہ قدیم کی ایک پہوٹی سی مسجد لب سڑک بنی ہوئی تھی اس کے متولی نے اس قدیم مسجد کی پشت پر ایک جدید وسیع مسجد تعمیر کی جس میں متولی و دیگر اشخاص نماز پڑھتے ہیں اب متولی مذکور نے قدیم

پھوٹی سی مسجد کے صحن میں جو سب سڑک بنے دکانیں قیہ ن ہیں ہر وہ شرعاً یا حکم ہے؟  
 المستفتی نمبر ۱۶۸ حاجی محمد اسحاق بڑو بندر لاہور۔ ۱۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء  
 (جواب ۳۰۹) جو مسجد کہ ایک دفعہ باقاعدہ مسجد ہو چکی ہو اس کو پھر کسی دوسرے کام میں ناجائز نہیں  
 ہے اس لئے مسجد قدیم میں دکانوں کی قیہ درست نہیں۔ فقہ محمد کفایت اللہ کان اللہ

### مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ

(سوال) ایک مسجد شہر میں ہے اور پچ بازار میں ہے مسجد کا دروازہ اور دروازے کے اوپر کی چھت اور مینار  
 موجود ہے اندر مسجد کا پیرہ صحن دروازہ کے قریب سے گزرتا ہے سب منہ منسوب ہے اب اس مسجد کے متولی  
 نے مسجد میں صحن ایک باورچی پر یہ پردہ لٹکی ہے وہ باورچی اندر کھانا پکاتا ہے اور وہ اس مسجد میں بیٹھ کر  
 جاتے ہیں مسجد میں ناپاک جانور بھی بیچ جاتے ہیں اور متولی نمازوں کا اہتمام نہیں کرتا اور اذان بھی نہیں  
 بولتی؟ المستفتی نمبر ۱۶۸ ڈاکٹر ڈی۔ ای۔ اینڈ کو مقام پٹن (گجرات)

۱۷ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۱۳ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۱۰) مسجد خدا تعالیٰ کا ہے اور اس کو خدا کی عبادت کرنے نماز پڑھنے اور ذکر اللہ کے لئے  
 قائم کرنے کا حکم ہے اس کو اگر ایسا پر دینا اور اس میں سے کام کرنا جو مسجد کے احترام کے خلاف ہوں ناجائز  
 ہے متولی کا یہ فعل خلاف شرع ہے اور اگر متول اپنے فعل سے باز نہ آئے تو دیگر مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسجد  
 کا احترام قائم کریں اور اس کو غسل نماز و عبادت کے لئے تیار کریں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

### مسجد پر ملکیت کا دعویٰ

(سوال) زید ایک مسجد کو اپنی جائیداد میں لکھتا ہے کہ اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ  
 اس مسجد کو زید کے آبا و اجداد نے بنایا ہے ایسا ثبوت نہیں صرف زید متولی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۶۵ ڈاکٹر عبد الباقی (خلع احمد آباد) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۹ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۱۱) اس مسجد میں زید نماز پڑھنے کی عام اجازت دیتا ہے تو اس میں نماز کے جواز میں کام  
 نہیں آئے یہ بھی فرض کرنا جائز ہے کہ وہ عام مسجد نہیں ہے جب بھی نماز جائز ہوگی اب یہ بات کہ آیا وہ مسجد  
 درحقیقت مسجد ہے یا نہیں اس کے لئے ثبوت درکار ہے زید جو اپنی ملکیت بتاتا ہے اس سے ملکیت کا ثبوت

۱۔ فہم المسجد لا یحور لہ الا سبی حورست فی حدود المسجد او فی فہمہ لان المسجد اذا جعل حیوانا او سبک  
 سقط حرمة و ہذا لا یحور عسکریہ کتاب لوفف حکم المسجد ۲۶۲ ط ماحدیہ (۲) کتاب المسجد لہ  
 سورہ حق ۱۸ قال فی سورہ مسجد ان المسجد للفقیر و البیوت للفقیر و البیوت للفقیر و البیوت للفقیر  
 کتاب الحجاب ۲۲۵ ط سعید حبر مسجد کہ صبیحہ و محبیحہ و سورہ کہ و بیعکم و حصوما بکم  
 الحدیث (بہن اس ماحدیہ کتاب ما یکرہ فی المسجد ص ۵۵ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

طلب کرنا چاہیے جو مسجدت میں ان سے مسجد کا ثبوت مانگن چاہیے مسجد کے ثبوت کے لئے تو یہ بھی کافی ہوگا کہ اس میں زمانہ قدیم سے بارہا لوگ جماعت کے ساتھ مسلمان نماز پڑھتے چلے آتے ہوں۔  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ له

### گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز جماعت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۶۹ حکیم محمد رحمہ (ریاست سرہتی) ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۴ء  
 (جواب ۳۹۲) (از منہ مفتی اعظم) مسجد کی چھت پر نماز کی جماعت جائز ہے اور اگر گرمی وغیرہ کے  
 عذر کی وجہ سے ہو تو کسی قسم کی رباہت بھی نہیں البتہ بالآخر ہو تو سہنا پر کہ جماعت کی اصلی جگہ نیچے کا  
 درجہ اور مخراب ہے اور جماعت رہنا خلاف لاف ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ له  
 (جواب) (از منہ مفتی اعظم) مسجد کی چھت پر نماز کی جماعت جائز ہے اور اگر گرمی کی شدت ہو کہ  
 نشوون و خشوع قائم نہ رہے تو بہت پر نماز جماعت و تسبیح و تہلیل پڑھنے بھی مکروہ نہ ہوں گے اور اگر  
 اس قدر شدت کی گرمی نہ ہو تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت وغیرہ مکروہ ہوگی فتاویٰ عالمیہ کی میں ہے۔  
 الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ وهذا اذا اشتدت الحر یکرہ ان یصلوا بالجماعة فوقه الا  
 اذا صاق المسجد فحبس لا یکرہ الصعود علی سطحه للضرورة کذا فی الغرائب ۶ (جلد  
 خمس ص ۳۵۶) فتاویٰ حبیب الرحمن مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کونہ چھوڑیں

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) اگرچہ میں چند سنتوں سے ہمارے یہ مشغلہ نکال رہے ہیں کہ جب نماز مغرب کی اذان ہوتی ہے تو بہت  
 سے لوگ جمع ہو کر ناقوس و ہنار اور بے کارے مسجد کے قریب ایسی زور و شور سے نکالتے اور جاتے ہیں اور  
 جیتے ہیں کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنا اور شور ہو جاتا ہے اور سوائے شور کے کچھ اور نہیں آتی امام خود بھی اپنی  
 آواز نہیں سن سکتا پس ایسی صورت میں کیا یہاں سے مسجدوں میں نماز پڑھنی جائے؟

المستفتی نمبر ۳۸۸ مفتی محمد (آمرہ) ۷ اگست ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۹۳) نماز مسجدوں میں نہ پڑھنی چاہیے اور بندہ ان کے اس فعل کو آئینی طریقوں سے

۱۔ ما یصلوۃ فلا یلاہ من سبب عبدی حنفیہ لہ و المسلم فی المسجد ان یصلی فیہ الجماعة بحدیث لہ  
 علیہ السلام کتاب الوفاء ححد المساجد ۲/۴۵۵ ط مرقیہ

(۲) (کتاب الکراہیۃ الباب الخامس فی آداب المسجد ۵/۳۲۲ ط مرقیہ کونہ)

روکنے کی کوشش کی جائے مسلمان اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا کر نہ کریں اور اپنے اسلامی فریضے کی ادائیگی اور معاملے کو آشتی سے سمجھانے کی کوشش کرتے رہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ

(جواب ۳۱۴) (نمبر ۳۹۰) بنو کا یہ فعل کہ مسلمانوں کی نماز کے وقت مسجد کے قریب مسجد اس کے دروازے پر اس قدر شور و شغب کریں کہ مسلمان اپنی نماز ادا نہ کر سکیں اخلاق اور قانوناً اور مع شرعاً ہر طرح جرم ہے اور مسلمانوں کو اپنی نماز کی دینی اور صحت اور عبادت کی سلامتی کے لئے اس حرکت کی مدافعت قانونی اور باہمی مفاہمت سے کرنی لازم ہے مسجد کو بند کر دینا جائز نہیں اور نہ اس سے کوئی معتد بہ فائدہ ہو سکتا ہے اگر مسجد کی نماز شور و شغب کی وجہ سے ٹھیک صور پر ادا نہ ہو سکے تو گھر میں جا کر نماز کا اعادہ کر لیں مگر مسجد کو نہ چھوڑیں اس حالت میں مسلمان مظلوم ہیں اور مظلوم کو مدافعت کا حق قانوناً و شرعاً و اخلاقاً حاصل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۵) (۳۹۱) ایسی نماز یقیناً خراب ہوئی اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا اطمینان کی جگہ بدادہ کر لیں مگر اس فتنہ کی وجہ سے مسجد میں نماز کی ادائیگی ترک نہ کریں مسجد میں باقاعدہ اذان و نماز و جماعت قائم رکھیں (۳)

ہندوؤں کی اشتعال انگیزی سے صبر و سونہ ہاتھ نہ دیں اور تمام ممکن تدابیر اور آئینی ذرائع سے اس فتنہ کو دفع کرنے کی کوشش کرتے رہیں اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا نہ کریں ہندوؤں کے طمانہ رویہ کی مدافعت میں مسلمان معذور ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء

### مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا مانگنا

(سوال) مساجد جو کہ خاص عبادت گاہیں ہیں ان میں کسی غیر مسلم بادشاہ خصوصاً ایسا جس کی ذات سے اسلام کو کافی نقصان پہنچ چکا ہو اس کی سلامتی کے لئے دعا مانگنی اور اس کی تاج پوشی کی خوشی میں مسجد اللہ میں روشنی کرنی مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص ایسے بادشاہ کی تعریف میں قصیدہ لکھے اور کہے کہ اے اللہ جب تک بادشہم چیتی رہے اور پھولوں میں خوشبو پھرتی رہے ان کے لئے کوہارے سر پر قائم رہے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا شخص نائب رسول ﷺ کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟

۱۔ فان الصلاة في المسجد من كبر شعير الدين وعلامته و في تركها بالكلية او في المفسد و نحو آثار الصلوة بحث بقص لي يعود هم كبر الحلق عن اصل فعلها و بعد قال عبد الله بن مسعود لو صلت في سونكم الح (مجموعة)

لحديث سوي كتاب الصلاة لا من القسم من السب كالمسجد في اداء قصيد الجماعة ص ۵۵۴ ط (بص)

(۲) (ايضا)

(۳) (ايضا)



المستفتی نمبر ۴۷۵ محمد عطاء الرحمن اجمیر - ۲۵ محرم ۱۳۵۳ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء  
 (جواب ۳۱۶) مساجد اللہ عرفان و عبادت و رات نام شعائر اللہ کے لئے استعمال کی جاسکتی ہیں ولی  
 غیر مسلم بہ شہادت مسلمان ظالمی فاسق و فاجر بہ شہ بھی اس کا مستحق نہیں کہ اس کے اعزاز و کرامیہ جشن کے  
 و زم مسجد میں ادا کئے جائیں غیر مسلم کی زندگی زیادہ ہونے کی وجہ سے خاص و صرف مطلوب کی ہمت  
 سے اور اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مشرف بہ اسلام فرمائے مباح ہے مسجد کو روشنی کی بہمت سے  
 محفوظ رکھنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

- (۱) قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں؟
- (۲) مسجد کسی کی ذاتی ملکیت نہیں
- (۳) جھوٹے اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی امامت
- (۴) بداد وجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے
- (۵) مسجد میں سگریٹ نوشی اور چائے پانی
- (۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چندہ لگنا

(سوال) (۱) مرزائی خواہ وہ انجمن احمدیہ شاعت اسلام سے تعلق رکھتے ہوں یا انجمن احمدیہ قادیان  
 سے مسلمان ہیں یا نہیں؟ (۲) انجمن احمدیہ شاعت اسلام اور تمام مسلمانوں سے روپیہ اٹھا کر  
 برلن میں مسجد تعمیر کی لیکن وہ مسجد جناب صدر اردین صاحب نمائندہ جماعت احمدیہ لاہور کی  
 ذاتی ملکیت ہے کیا انہوں نے کام اسلام مسجد کی شخص کی ذاتی جائیداد ہو سکتی ہے (۳) کیا اس مسجد کا امام یہاں  
 شخص ہو سکتا ہے جس نے آٹھ دفعہ مرزائی اخبار پیغام صلح کے ذریعے برلن مشن کے بارے میں شخص سے  
 بھڑکایا ہو کہ آمدنی چھٹی ہولند ہندوستان سے زیادہ رقم آئے (۴) کیا اس مسجد کے امام کو حق ہے کہ  
 یہ جرمن نو مسلم و مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دے (۵) کیا یہ جائز ہے کہ برلن کی مسجد میں  
 جرمنوں کو چائے کی دعوت دی جائے اور مسجد میں کرسیاں بچھ دی جائیں اور سگریٹ نوشی ہو (۶) کیا یہ جائز  
 ہے کہ مسجد کا امام آٹھ احمدی رہنماوں میں یہ پروپیگنڈہ کرے کہ برلن میں اس مسجد میں پانچوں وقت نماز ادا کرنا  
 دینی ہے حالانکہ حقیقت بعد تک کی نماز نہیں ہوتی۔

المستفتی نمبر ۶۲۲ حبیب الرحمن سیکریٹری جماعت اسلام برلن  
 ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

۱ قال اللہ تعالیٰ "وان مسجدہ من ذلک ما دعا منہ احد" لانا سورہ حن ۱۸، وفي العنکبریہ ولا یحور  
 لہ برد غنی سورج مسجد سورہ کاف فی سہر رمضان وعمرہ قال ولا یبرین بہ المسجد الحج، کتاب یوفی  
 حکام المسجد ۶۶۱ ط (محدثہ)

(۱) جواب ۳۱۷ (۱) مرزائی فرقہ ضالہ کی دونوں شاخیں، ہوری اور قدیانی جمہوری عامۃ اسلام کے متفقہ فتوے کے موجب دائرہ سلامت خارج ہیں مرزا محمد احمد قدیانی نے دعویٰ نبوت کیا یہ دعویٰ ان کی تالیفات میں اتنی کثرت اور صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ کسی شخص کو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی قدیانی جماعت تو اس کا التزام ہی کرتی ہے اور مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے اپنی چوٹی کا زور لگاتی ہے اور ہوری جماعت اگرچہ التزام نہیں کرتی اور مرزا صاحب کی عہد توں کی تاویل میں کرتی ہے مگر وہ تاویلیں کسی حالت میں بھی مقبول نہیں ہو سکتیں اس لئے ان کا نبوت مرزا اور عامۃ نبوت سے انکار کرنا مفید نہیں اس لئے عامۃ اس فرقہ ضالہ کے خارج از اسلام ہونے کے اور بھی وجوہ ہیں۔

(۲) اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپ سے بھی مسجد تعمیر کر کے وقف کر دے اور وہ مسجد باقاعدہ مسجد ہو جائے تو اس کو بھی وہ اپنی ذاتی ملکیت قرار نہیں، اسے سکتا ہی جب کہ وہ خود واقف بھی ہو انتظام کے بعض حقوق رکھتا ہے لیکن اگر وہ مکانہ حقوق کا مدعی ہو تو اس کو روک دیا جائے گا اور مسجد اس کے قبضہ قویت سے نکال لی جائے گی اور مسجد جب کہ عام مسجدوں کے چندے سے تعمیر ہوئی ہو تو پھر تو بننے والے کو کوئی مزید حقوق حاصل ہی نہیں ہو سکتے بلکہ چندہ دینے والوں کی مرضی سے کوئی جماعت یا کوئی فرد انتظام کے لئے مقرر یا معزول کیا جاسکتا ہے (۲)

(۳) اگر امام کا کاذب ہونا اور جھوٹا پروپیٹنڈا کرنا ثابت ہو جائے تو وہ امامت کا اہل نہیں (۳)  
(۴) مسجد میں آنے سے کسی کو روکنے کا بلا وجہ شرعی کسی کو حق نہیں اگر کسی کو دخول مسجد سے روکا جائے تو اس کے لئے کوئی شرعی وجہ بیان کرنی لازم ہوگی۔  
(۵) سٹریٹ نوشی مسجد میں حرام ہے اور چائے کی پارٹی دینی بھی ان لوگوں کے ساتھ جو فی زمانہ مروج ہیں اور جو احترام مسجد کے منافی ہیں مکروہ ہے (۵)

(۶) اگر مسجد میں شیخ وقت نماز جماعت بلکہ بعد کی نماز بھی التزام کے ساتھ نہیں ہوتی تو یہ شائع کرنا کہ مسجد مذکور میں پنجویں وقت نماز ہوئی ہے کذب صحت مند ہو کہ وہی ہے اور ہی طرح اس جھوٹے پروپیٹنڈے کی شریعت عقیدہ جازت نہیں دے سکتی اور اگر اس جھوٹے پروپیٹنڈے سے جب زہر مقصود

(۱) وان اکو بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها الح ( الدر المختار ) باب الإمامة ۱/ ۵۶۱ ط سعید  
۲، من سی مسجد الم بول مکہ عہ حی بقرہ عن مکہ بطریقہ و یادن للصلاة فیہ اما الاقرار فلا ینحصر بلہ  
عالمی فہو جعل وسط دارہ مسجد و ادب مدس فی مدحون والصلاة فیہ ان شرط فیہ بطریق صدر مسجد الح  
عالمگیرہ کذب اللوفف الفصل الاول فیما بصیرہ مسجد ۲ ۵۵۴ ما حدہ کوئٹہ (۱) فی البحر قدس  
بلا ینوفف ثابہ مدحیہ الح رد المحتار کتاب الوقف مصب ولا ینصب انصب اللوفف ۴ ۴۶۱ ط سعید  
۳، فی السویر وکروہ ما حدہ عری و فسی الح باب الاممہ ۱ ۵۵۹ ط سعید  
(۴) ومن اطلب من مع مساحد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ الایة (البقرة ۱۹۴)  
۵، عن حابر فی فی رسول اللہ من کل هذه شجرة المنة فلا یفر من مسجد و ان لملاکة تدی  
مما یتادی منه الایس (مسلم ۱ ۲۰۹ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

ہو تو اس کی قیاحت دو چند ہو جاتی ہے (۱)

- (۱) مسجد کا احترام واجب ہے
- (۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کر سکتے ہیں؟
- (۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
- (۴) سوال مثل بالا
- (۵) مسجد میں نعت خوانی اور مٹھائی تقسیم کرنا
- (۶) جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھیں
- (۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع ہے
- (۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم
- (۹) تلاوت کرنا فرض نہیں، سننا فرض ہے
- (۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاندار کا بورڈ لگانا
- (۱۱) امام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھڑو یہ رکھنا چاہئے
- (۱۲) کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا
- (۱۳) میلاد میں قیام کرنا بدعت ہے
- (۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
- (۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو اتاراجائے
- (سوال) مندرجہ ذیل مسائل میں شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

(۱) حتمہ مسجد (۲) مسجد میں نماز کے علاوہ دیگر نیک کام کیا کیا کر سکتے ہیں (۳) مسجد میں ہر نماز کے بعد یہ کسی نماز کے بعد کلمہ شریف یا درود شریف جب کہ جماعت سے علاوہ دوسرے اور نمازی بھی اپنی نماز ادا کر رہے ہوں بلند آواز سے پڑھنا کہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو (۴) علاوہ ازیں کوئی نماز بھی نہ ہو تو باوجود بلند کلمہ شریف یا درود شریف مسجد میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) مسجد میں اس جگہ جہاں جماعت ہوتی ہو یعنی محراب مصلیٰ میں بیٹھ کر ختم کا میپاک کرنا اور محراب مصلیٰ کے نزدیک نعت خوانی یا ازبندہ کرنا، ایسی تقریب میں چائے، بحث پان وغیرہ تقسیم کرنا اور گلاب چھڑکنا جب کہ اور نمازی اپنی نماز و آخرت ہوں جائز ہے یا نہیں (۶) مسجد میں جماعت کی نماز کے علاوہ جس شخص کو جماعت نہ ملی ہو اس نماز کی کو اپنی نماز ادا کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ (۷) مسجد میں مشرک کے لئے دعائے مغفرت مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۸) نماز کے بعد مسجد میں چند آدمی کا مپاک کی تلاوت کرتے ہوں اور وہیں چند آدمی باواز بلند درود شریف پڑھتے ہوں دونوں میں راہ راست پر کون ہے؟ (۹) کا مپاک کا پڑھنا فرض ہے یا غور سے سننا؟ (۱۰) مسجد کے بیرونی حصے یعنی دروازہ صدر پر ایک دوکاندار نے اپنی جانب سے ہائیسکوپ کا تصویر دار بورڈ لگایا ہوا ہے، شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ (۱۱) مقتدی اور امام میں کسی مسئلے پر اتفاق نہ ہو تو مقتدی کو امام یہ کہہ سکتا ہے کہ جہاں مجھے تمہارے جیسے مقتدیوں کی کوئی پروا نہیں چاہیے میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲) جب کہ مسجد میں میاد شریف کر لیا جائے اس میں سلام ختم الایمان کی ذات و صفات کے لئے بیٹھ کر پڑھنا یا کھڑے ہو کر پڑھنا دونوں صورتوں میں کون سی صورت جائز ہے؟ (۱۳) میاد شریف کا رانا یا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں اور ناجائز ہے تو کس صورت میں؟ (۱۴) کسی شیعہ سے چندہ لیکر کا مپاک کا ختم کرنا اور مسجد میں نعت خوانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مسجد اہل سنت و جماعت کی ہے (۱۵) سوال نمبر ۱۰ کے متعلق متولی مسجد و کارکنان مسجد کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ ہائیسکوپ کی تصویر دار بورڈ کو مسجد سے اتار دے یا نہیں؟ اگر متولی یا کارکنان مسجد اس پر غور نہ کریں تو عام مسلمانوں کو یہ اختیار ہے کہ اس بورڈ کو اتار پھینکیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۲ عبد المجید خاں (شعبہ) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۸) (۲) ہم مسلمان پر مسجد کا شرعی احتیاج لازم ہے اس کا احترام یہ ہے کہ اس میں نماز اور ذکر اہل بیت جائے اور اس کو پاک و صاف رکھا جائے شور و غل بیعت و شتم استہزاء نہ کیا جائے وغیرہ (۳) وہ نہ نمازی نہ ہوں تو بلند آواز سے قلم یا قرات مجید پڑھنا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ آہستہ پڑھے (۴) جو فعل کہ نمازیوں کی نماز میں خلل پیدا کرے یا مسجد کو مٹا کرے یا شور و غل ہو وہ مکروہ ہے (۵) ہاں وہ مسجد میں اپنی نماز ادا کر سکتا ہے اس کو اس کا حق ہے (۶) مشرک کے لئے دعائے مغفرت ممنوع ہے مسجد میں ہو یا اور نہیں (۷) بلند آواز سے بیعت میں درود شریف پڑھنا کہ ذکر و تلاوت و نماز میں خلل

۱۔ قل لله تعالى و لا تسجدوا لاله سواه من ۱۸۔ فاحب نوره المسجد عنه كما يحب نوره من المحاط و لمعه مع رد المحتار باب ما يقصد الصلاة وما يكره فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر ۶۶۰ ط سعد عن وائس بن الاسقع قال احبوا مساجدكم صباكم و محاسنكم و شراكم و بكم و حضرم بكم و رفع اصواتكم لعل يسمي من احبها ما يكره في المساجد من ۵۵ ط مير محمد كك حجة (کراچی)

۲۔ فاحب جمع العناء عن استحباب ذكر الحسنة في المساجد وغيرها الا ان يشوب حشرهم عني باسم او مصل و كذا في المح رد المحتار باب ما يقصد الصلاة وما يكره فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر ۶۶۰ ط سعيد

۳۔ عن وائس بن الاسقع قال احبوا مساجدكم صباكم و محاسنكم الحديث (من ماحه)

۴۔ من احب مساجدكم و رفع اصواتكم لعل يسمي من احبها ما يكره في المساجد و كذا في المح رد المحتار باب الامانة ۶۶۰ ط سعيد

۵۔ ما كان للشي والدين امور ان يستعروا المشركين ولو كانوا اولي قربى (سورة توبه: ۱۱۳)

یہ کہ کر دیتے۔ (۹) نماز میں نفل نہیں ہے لیکن سنت فرض ہے (۱۰) اس کو مسجد کی دیوار پر پورا اٹانے کا حق نہیں۔ (۱۱) یہ نکتہ عام کے شایان شان نہیں ہے کھنگلی سے مسئلہ سمجھا دینا اور اختلاف رفع کر دینا چاہیے (۱۲) مسجد میں تصدقہ عامہ پر ہونا جائز ہے مگر لختہ ہونا ضروری نہیں پڑھ کر بھی پڑھتے ہیں قیام و ضروری سمجھنا ناجائز ہے (۱۳) میں و شریف کی مروجہ صورت اور تمام قیود و شرائط جو روان پذیر ہیں بدعت ہیں (۱۴) ہاں آنحضرت ﷺ کے حالات اور یہ بات مقدمہ صحیح روایتوں سے بیان کی جائے تو موجب ثناء و ست ہے (۱۵) چندہ ائیر قرائن خوانی یا نعت خوانی کرنا بھی درست نہیں (۱۶) باب متولی اور نمازیوں و نفل و شغل کرنی چاہیے کہ اندر اس پر وہاں سے اتارے کہ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(جواب منکبر ۳۱۹) (۱۶۲) (۱) کہتا ہوں کہ اس میں نماز اور نماز کیا جائے اور اس بات میں دلیل نہیں شور و شغب بیجا و شرعاً منع ہے مگر جو جائز ہے اور وہی ناجائز ہے اس کے اندر نہ ہی جائز (۲) و (۸) جب کہ مسجد میں نماز پڑھنے والے کو اس میں ذکر اللہ یا تلاوت قرآن مجید یا مریضہ کا نمائندہ جہرا پڑھنا جائز ہے۔

(۳ و ۶۴) جن وکوں و بدعت نہیں ہیں ان کو مسجد میں نماز اور نماز کے کا حق ہے اور ان کی نماز کے درمیان میں کسی و زور زور سے نہ کر کے عایدت کر کے یا رو و اشعار پڑھنے کا حق نہیں ہے۔ (۵) چاہے مسجد ہونا یا نہ ہونا اگر عزت کرے ہو تو ناجائز و بظاہر اجرت کے نہ ہو تو مباح ہے مگر اس شرط سے کہ مسجد کا فرش ملوث نہ ہو۔

(۱۰) اگر اس شخص نے مسجد کی دیوار پر چسپاں کیا ہے تو قطعاً جائز ہے و اگر اپنی دیوار پر کیا ہے تو یہ بات کسی قدر حرج و مرجع کے خلاف ہے اس کے نرمی اور حسن تدبیر سے اس کو تہنید کر دینا چاہیے۔ (۱۱) باب مسجد میں یا اس کی باہر متعلقہ میں کوئی ایسا فعل جو احکام مسجد کے خلاف ہو اور اتھاقی طور پر ناجائز ہو تا ہو اور اسے اور متولی اسے روکے ہیں تو مسلمانوں و روکے کا حق ہے۔

۱۔ وفي حرمه بحوى لسعري قد جمع العلماء سنة و حنف غني سحاح ذكر احصاء في مساحد و حروف لا يسوس حبرهم غني سنة و حنف غني سحاح ذكر احصاء في رفع الشوب  
بالذكر ۶۶۰ ط سعید

(۲) و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون (سورة الاعراف ۲۰۴)

۳۔ ولا يجوز احد لا حره منه ولا جعل مساحد ولا سكي لح (در محار و في التامد) فب  
و نه عنه حكمه ما يصعد بعض حيران مساحد من وضع حدود غني حرة و نه لا بحل ولو دفع الاحرود الح كك  
الوقف احكام المساحد ۳۵۸ ط سعید

(۴) عن عائشة قالت قال النبي ﷺ "من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاری)

۵۔ قال تاج الشريعة في شرح ليله لا يحره لا سكي الزاب لا للمب ولا للثاري و قال العسي في  
شرح ليله و سعي الثاري سعي لا حرة سعي الله لح رد سحر لا حرة الله سعي في عدد حو  
الاستحار على التلاوة ۵۶۶ ط سعید

۶۔ فب حرمه و لو غني حرة لا حرة منه ولا جعل مسك الح و الدر المسحر كك  
الوقف احكام المساحد ۳۵۸ ط سعید

محمد کفایت اللہ۔ ۱۶ محرم ۱۳۵۴ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

مسلمان حاکم پر مسجد کا قیام لازم ہے

(سوال) شرعاً مسجد کا انتظام کرنا قاضی شرع پر فرض والزام ہے کہ نہیں؟

(جواب ۳۲۰) مسجد کا انتظام کرنا مسلمانوں پر زمام ہے جہاں باختیار مسلمان حاکم ہو تو اس پر زمام ہے کہ نماز کے لئے مسجد بنائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد میں خرچ کی جائے

(سوال) ایک مسجد جس کے نیچے دکانیں ہوں (یعنی دکانیں ہوں) اس میں نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ یہی دکانیں جن پر مسجد کی بنیاد ہو مسجد کی ملک ہو سکتی ہیں یا کسی اور شخص کی جو ان کا کرایہ وصول کر کے چھ مسجد پر صرف کر دیتا ہو اور کچھ اپنے صرف میں لاتا ہو۔

المستفتی نمبر ۹۵۵: ۱۳ ربيع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۱) جس مسجد کے نیچے دکانیں ہوں انہیں نماز پڑھنی درست ہے مسجد کے نیچے کی دکانیں مسجد ہی کی ملک ہو سکتی ہیں کسی دوسرے کی ملک نہیں ہو سکتیں نہ کوئی دوسرا ان کی آمدنی میں حیثیت شریک ملکیت کے حقدار ہو سکتا ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں بیٹھ کر حجامت کروانا مکروہ ہے

(سوال) ایک مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد حجامت بنواتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا یہاں کمال ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۸۰۷: ارفیق میر محمد یعقوب صاحب میر (گجرات پنجاب)

۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۲) مسجد میں بیٹھ کر حجامت کروانا مکروہ ہے مگر اس درجہ کا گناہ نہیں ہے کہ موجب فسق ہو اور اس کی وجہ سے حجامت ناجائز ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد کے حصے کو گودا بنانا جائز نہیں

(سوال) ایک مسجد قبرستان میں ہے اس کے سقف حصے یعنی داران کو زید نے نوے کا جنگہ اور جلی لگا کر

۱۔ واد جعل حصہ سرداب و مصباحہ ای المسجد حار (درمختار) قال الشافعی ' و طاهرہ وہ لا یرق بس ان یكون لبس للمسجد اولاً الا ان یوجد من العمل ان یحل عند کبره الخ کتاب الوقف مطلب فی احکام المسجد ۳۵۷/۴ ط سعید

۲۔ ولا یجوز لا مصباح یصل الی قد ولا بطیہ یصل ولا اسول والقصد فیہ ولو فی بناء الخ (الدر المختار) باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیہا ۶۵۶، ۱ ط سعید

مقتضیٰ کتابیات اور اس میں امامیوں کی کتاب احادیث و فقہ کا مدان 'مکتبہ' صحرا حیاں ترک اور ستر و غیرہ رکھ کر مال کو دوا میں لایا اور قبضہ جماعت اور اس کا نام زروبہ اور غریباں رکھ کر اپنے نام سے منسوب کر دیا اب اسے سمجھا جاتا ہے کہ اپنا مال کو دوا سے ہٹاؤ تو کہتا ہے کہ مسجد ویران تھی میں نے اس کو آباد کیا تھا پہلے اس میں بہت کم کوئی نماز پڑھتا تھا اب اس کے صحن میں نماز پڑھنے سے کوئی چیز خارج نہیں بلکہ اکثر نماز ہوتی ہے نیز ان میں جس پر قتل لگا ہوا ہے حدیث و فقہ کی کتابیں ہیں اگر یہ چیزیں بنادی گئیں تو میں پھر مسجد کی صفائی کا ذمہ دار نہیں یہ ویران ہو جانے کی دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا کوئی شخص کسی ویران مسجد کی صفائی رکھے اور اس کے صحن میں اقامت المسلمین کے لئے مولت کا انتظام کر دے تو کیا اس کے صلے میں اس کو حق ہے کہ مسجد کے داران (موقوفہ) پر قبضہ کر کے جس میں محراب و ممبر ہے اس کو بند رکھ سکے اور رہائش و دوا کو دوا کے کام میں اسے خصوصاً سادب کہ بارش یا دھوپ و گرمی کی وجہ سے صحن میں نماز پڑھنا ناممکن ہو جانے تو اس حالت میں بھی زیادہ شخص موقوفہ سے کو بند رکھنے کا مجاز ہے؟ فقط

المستفتی نمبر ۱۱۰۳ احمد حسین بیگ صاحب حبیب دہلوی (جمیر شریف)

۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۳) مسجد نماز کے لئے ہے نہ کہ دوا میں بنانے کے لئے اور حفاظت کے صلے میں اس کو مال کو دوا بنانے کا حق نہیں فوراً اس کو خالی کر کے نماز و جماعت کے کام میں لانا چاہیے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(الجواب صحیح) مسجد مسجد ہونے کے بعد قیامت کے قائم ہونے تک مسجد بنی رہتی ہے اور اس کے آداب و حرمت ہر وقت مسلمانوں پر واجب ہے کو دوا بنانا مسجد کو مسجد کی نہایت بے حرمتی ہے اور دوا میں بنانے والا سخت گناہ کار ہو گا جب حرمتی گناہ مسجد کے۔ فقط

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا درست نہیں

(سوال) ایک مسجد جس میں لوگ جمعہ و نماز و جگہ جماعت مدت تک ادا کرتے رہے ہوں اور عرف عام میں مسجد مشہور ہو بلکہ کاغذات سرکار میں بھی مسجد کا اندراج باقاعدہ ہو اور بعد میں کسی وجہ سے مسجد کو مقفل کر کے مسلمانوں کو اس میں عبادت کرنے سے محروم کر دیا جائے تو ایسی صورت میں کیا مسجد کی حیثیت میں کوئی فرق آجاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۰ نام قادر صاحب (ریاست فرید کوٹ)

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جب کسی مسجد میں بعد تقیہ کے بہ اجازت بانی مسجد کے اذان و نماز باجماعت ایک مرتبہ بھی ہو جائے گی تو یہ مسجد تا قیام قیامت مسجد ہی رہے گی اور نمازیوں کا حق نماز پڑھنے کا اس میں قیامت کے قائم ہونے تک رہے گا جو شخص کہ اس کو مقفل کر کے نمازیوں کو نماز پڑھنے سے روکے گا تو یہ شخص بڑے سخت گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔ **وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَعَ مَسَاجِدِ اللَّهِ أَنْ يَذْكَرَ فِيهَا اسْمَهُ وَسَعَىٰ فِي حُرَائِلِهَا الْآيَةَ (۱)** لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ اس بنی حرمت سے قوبہ کرے اور مسجد کے قفل کو کھول کر نمازیوں کو نماز پڑھنے دے ورنہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے ساتھ میل جول ترک کر دیں تاکہ یہ پریشان ہو کر قوبہ کرنے لگے واللہ اعلم اجابہ وکتبہ حبیب الرحمن سلیم مفتی عنہ۔

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۳۲۴) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مصلح) جب بانی مسجد کی جگہ کو مسجد قرار دیدے اور اس کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ نماز باجماعت ہو جائے تو قیامت تک وہ مسجد رہتی ہے اسے بند کرنا اور نماز سے روکنا ظلم عظیم ہے (۲)۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) قصبہ جاکول ضلع ریتک میں ایک جامع مسجد خدیم مراد ۳۶ سال سے قائم ہے اور تادم تحریر اذان جماعت ہنگامہ نماز جمعہ جملہ امور بہ اہتمام تمام انجام دینے جارہے ہیں اس کے علاوہ کوئی دوسری مسجد اس قصبہ میں موجود نہیں ہے اب مسلمانان قصبہ نے اس کی عمارت پختہ کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ ہندوؤں نے پختہ تعمیر کرنے سے انکار کر دیا مسلمانوں نے اس کے متعلق عدالت دیوانی میں استغاثہ دائر کر دیا ہندو بھڑک اٹھے اور مسلمانوں کا قیام جنوری ۱۹۳۷ء سے سوشل بائیکاٹ کر دیا اس پر فوجداری مقدمہ قائم ہوا اور اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی شہادتیں ۱۴-۱۳ مردمان کی حسب دو ہزار روپے فی کس تا فیصلہ عدالت مجازنے حاصل کر میں مقدمات جاری ہیں مسلمان پریشان ہیں۔

(۲) عدالت مجاز اور پولیس افسر ان ہر ہندوؤں کی یہ مرضی ہے کہ مسلمان مسجد جامع متنازعہ کے بجائے کسی دوسرے مقام پر پختہ مسجد بنائیں اور اس مسجد مذکور کو بدستور رہنے دیا جائے تو معاملہ رفع ہو سکتا ہے اور نیز یہ بھی ان کا وعدہ ہے کہ مسجد متنازعہ کی ب حرمتی نہ بن جائے وہ بدستور رہے گا۔ بعد نماز اذان جمعہ جملہ امور شرعیہ انجام دینے کی اجازت ہوگی اور اس مسجد کے جملہ حقوق محفوظ رہیں گے تو یہ مسلمان ایسی صورت

(۱) (البقرة: ۱۱۴)

۲۱. وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَعَ مَسَاجِدِ اللَّهِ أَنْ يَذْكَرَ فِيهَا اسْمَهُ وَسَعَىٰ فِي حُرَائِلِهَا الْآيَةَ (البقرة: ۱۱۴) السَّيْلِي فِي الْمَسْجِدِ النَّصْبِي فِيهِ الْجَمَاعَةُ نَادِيَهُ الْحَقَّ الْعَالَمِيَّ كِتَابُ الْوَقْفِ الْفَتْحِ لَاوِلْ فِسْطِ بِشَرْحِ مَسْجِدِ ۲ ۵۵ ط ماحدہ کوئٹہ) ۲۱. مَنْ فِي سُبُورِهِ وَسُجُودِهِ وَلَوْ حَرِّبَ مَا حَوْلَهُ وَسَعَىٰ عَنْهُ بِفِي مَسْجِدِهِ عِنْدَ الْأُمَمِ وَلِأَمَانَةِ اللَّهِ لَمْ يَكُنْ السَّاعَةَ وَبِهِ بَقِيَّتِي "الْحَقَّ" (كِتَابُ الْوَقْفِ أَحْكَامُ الْمَسْجِدِ ۴ ۳۵۸ ط سعید)



میں اس جامع مسجد خام کو کچی ہی رہنے دیں اور اس کی جگہ اور حقوق کو محفوظ رکھتے ہوئے دوسرے مقام پر مسجد پختہ تعمیر کر دیں تو کوئی باعثِ گناہ کا قنہ ہوگا اور جب کہ ہندو لوگ کثیر التعداد ہیں اور مسلمان اقلیت میں تو یہ رفعِ فساد و شرکے لئے ایسا کرنے کی اسلامی اجازت بھی ہے یا نہیں؟

(۳) کیا اس دوسری جدید پختہ مسجد میں نماز و واجبات و جملہ امور مفروضہ درست ہوں گے یا نہیں؟  
(۴) ان جملہ امور کے متعلق کس قرآن و حدیث کا بھی حوالہ دیا جائے تاکہ حکام مجاز کی سلی اور عام مسلمانوں کو آگاہی ہو۔ المستفتی نمبر ۳-۱۳ اکیم الدین احمد خالد حمیدی (عمر لکھی) معرفت مولوی سائبر دین صاحب (مدیر مدرسہ مہینہ دہلی ۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۷ جون ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۲۵) اگر مسجد مذکور بہ دستور مسجد ہی رہے اور اس میں ذن و نماز باجماعت کے تمام حقوق قائم رہیں اور اس بات پر نزاع رفع ہوتا ہو کہ اس کی عمارت پختہ نہ کی جائے بلکہ پختہ مسجد دوسری جگہ تعمیر کر دی جائے اور مسجد خام کو خام ہی رہنے دیا جائے تو مسلمان اس فیصلے پر عمل کرنے میں گناہ گار نہ ہوں گے اور اگر یہ پختہ مسجد میں جو مسلمان بنائے گئے نماز و اذان و جمعہ سب امور ادا کرنا جائز ہوگا۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### مسجد کے اندر حلقہ ذکر منعقد کرنا

(سوال) کیا مسجد کے اندر حلقہ ذکر کرنا درست ہے بشرطیکہ مصدعوں کو یا آس پاس سونے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ المستفتی نمبر ۵۲۲ اخوجہ بہداجید شاہ صاحب (بکال)

۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۲) مسجد کے اندر ذکر منعقد کرنا مباح ہے بشرطیکہ کسی نمازی کی نماز میں یا کسی سونے والے کی نیند میں خلل انداز نہ ہو ورنہ ذکر بھی زیادہ شور و شغب اور افعال مکرہہ پر مشتمل نہ ہو۔ (۲)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس دینا

(سوال) (۱) مسجد حنفیہ کا امام جمعہ نماز سے فارغ ہو کر مسجد مذکور میں قرآن عزیز کا ترجمہ کرتا ہے امام مذکور کا ترجمہ قرآن بیان کرنا اہل حدیث و خوش نہیں آتا وہ چاہتے ہیں کہ یہاں ترجمہ قرآن نہ ہو اور وہ ہمیشہ صحیح کی

(۱) و نوادی فی مصر واحد من صرح کثیرہ مطلقاً الخ الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید  
(۲) قال الشافعی "وفي حاشية الحموي بشعراي" "اجمع العمام سيفا و حيفا عني اسحب ذكرا الجماعة في المسجد وغيرها الا ان يشوش حبرهم على الله و فصل او فارئ الخ (باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱ ۶۶ ط سعید)

نماز ختم ہونے کے بعد اگر اپنی الگ الگ نماز پڑھتے ہیں اور یہ نماز کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ جس وقت تک قرآن کا ترجمہ ہوتا رہتا ہے جب ترجمہ ختم ہوتا ہے تو پھر یہی لوگ امام صاحب سے ٹرتے ہیں کہ یہاں پر لوگ نماز پڑھتے ہیں اور تم ترجمہ کر رہے ہو یہ کہاں جائز ہے ترجمہ بند کرو۔ ایسی صورت میں امام صاحب کو قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا نماز فجر سے فارغ ہو کر جائز ہے کہ نہیں۔

(۲) امام مذکورہ بالا نے مسیحین سے کہا کہ تم اپنے مسک کے مطابق آئین باجہرہ کو مگر ضد میں گمراہی چوٹی کا زور دیکھ کر مسجد کو سر پر نہ ٹھافو تو انہوں نے اس کے باطل برعکس عمل کیا اور یہاں اور جوانوں نے بہت چیخ و مین کی تاکہ یہ لوگ اور چریں اور کوئی نہ۔ تو اس سے لڑیں بربر میں مل حدیث کی مسجد ہے یہ لوگ اس میں نماز نہیں پڑھتے مسجد حنفیہ میں آتے ہیں کیا وہ لوگ کے جد نے اور چڑانے کے لئے آئین اتنی بلند آواز سے پکارنا جائز ہے؟

(۳) مذکورہ بالا قسم کے مل حدیث صاحبان و مسجد میں غل شور اور لڑائی جھگڑا کے لئے نماز کے یہاں آنے دینا جائز ہے کہ نہیں؟ المفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب) (۱) (زمونا مظهر اللہ صاحب) (۱) بعد نماز فجر مسائل و بیہ کاریاں اور ترجمہ قرآن کرنا نہایت مستحسن امر ہے جو لوگ جماعت کے بعد نماز کے آتے ہیں ان کو چاہیے کہ کسی عیحدہ مقام پر یا اپنی مسجد میں جائز نماز پڑھیں (۲) امام صاحب صحیح فرماتے ہیں ان دونوں کو اس پر عمل کرنا چاہیے جہر پر عمل صرف اتنی آواز سے ہو سکتا ہے کہ قریب کا آدمی اس کو نہ سنے جو وہ اپنی مسجد چھوڑ کر محض فساد کے لئے اس مسجد میں آتے ہیں ان کو روکنا نہ پر واجب ہے جو روکنے پر قدرت رکھتے ہیں۔

مہر مسجد فتح پوری۔ محمد مظهر اللہ غفرلہ امام جامع فتح پوری دہلی

(جواب ۳۲۷) (از حضرت مفتی اعظم) قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا ایک بہتر صورت ہے مگر نمازیوں کا خیال رکھنا لازم ہے قرآن مجید کا ترجمہ آفتاب نکلنے کے بعد شروع کیا جائے تاکہ وقت کے اندر نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل نہ آئے جواب نمبر ۲۰ نمبر ۳ صحیح ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

### مسجد میں افطار اور شیرینی تقسیم کرنا

(سوال) (۱) ہمارے یہاں رواج ہے کہ اکثر مسجد میں مولود شریف پڑھواتے ہیں اور کچھ شیرینی وغیرہ مسجد ہی میں تقسیم کرتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

(۱) اما للتدریس أو للتذكير فلا لانه ما سى له وإن حار فيه ولا يحوز التعلم في ذلك في هاء المسجد عند أبي حنيفة وعندهما يجوز (البحر الرائق) فصل في المسجد ۳۸/۲ ط بیروت

(۲) وأكل نحو نوم و يجمع منه وكذا كل مود ولو بلسانه الح (الدر المختار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۶۶۱/۱-۶۶۲ ط سعید

(۳) اما للتدریس أو للتذكير فلا الح (البحر الرائق) ۳۸/۲ ط بیروت



مسجدنا (الحديث بحاری ۰ و مسلم ۰ مشکوٰۃ ۳) الزقاق فی المسجد حطیة (الحديث بحاری ۱ و مسلم ۵ مشکوٰۃ ۶) وحدث فی مساوی اعمالها الحمامة فی المسجد لا تدفن (مسلم ۸ مشکوٰۃ ۸) امر رسول الله ﷺ ساء المسجد فی الدوران یظف و یطیب (ابوداؤد ۱۰ ترمذی ۱۰ ابن ماجه ۱۱ مشکوٰۃ ۱۰) قال رسول الله ﷺ اذا رأیتم الرجل یتعاهد المسجد فاستهدوا له بالاسنان (الحديث ترمذی ۱۳ ابن ماجه ۱۴ دارمی ۱۵ مشکوٰۃ ۱۶) رای النبی ﷺ حمامة فی القبلة فشق ذلك عنه حتی ربی فی وجهه فقام فحكه یدیه (الحديث بحاری ۱۷ مشکوٰۃ ۱۸) جنوا مساحدکم صیابکم و مجانبکم و بیعکم و شراءکم و رفع اصواتکم (الحديث منذری رد المحتار ص ۴۶۱ ح ۱) وکرده تحریم الوطی فوقه والبول والمعوط و اتحاده طریقه عبر عدرواد حال نحاسة فيه و علیه فلا یجوز الا سمسح یدیه بحس فيه ولا تطیینه بحس ولا البول والنصد فيه ولو فی اداء (درمختار) لا یدخل المسجد من علی یدیه نحاسه (رد المحتار ۲۰ عن الهندیة ص ۴۶۱ ح ۱) کرده تحریم البول والتعوط فوقه لانه مسجد الی عمان السماء (درمختار) وکذا الی تحت البری (رد المحتار) ۲۱

- (۱) (باب ما جاء فی النوم والصل والکرات ۱/۱۹۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۲) (باب النهی من أکل ثوما أو بصلا الح ۱/۲۰۹ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۳) (باب المساجد و مواضع الصلاة ۱/۶۸ ط سعید)
- (۴) (باب كفارة البضاق فی المسجد ۱/۵۹ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۵) (باب النهی عن البضاق فی المسجد ۱/۲۰۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۶) (باب المساجد و مواضع الصلاة ۱/۶۹ ط سعید)
- (۷) (باب النهی عن البضاق فی المسجد ۱/۲۰۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۸) (باب المساجد و مواضع الصلاة ۱/۶۹ ط سعید)
- (۹) (باب اتحاد المساجد فی الدور ۱/۷۲ ط مکتبه امدادیہ ملتان)
- (۱۰) (باب ما ذکر فی تطییب المساجد ۱/۱۳۰ ط سعید)
- (۱۱) (باب تطهیر المساجد و تطییبها ص ۵۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۱۲) (باب المساجد و مواضع الصلوة ص ۶۹ ط سعید)
- (۱۳) (باب ما جاء فی حرمة الصلاة ۲/۲۰ ط سعید)
- (۱۴) (باب المساجد و انتظار الصلاة ص ۵۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۱۵) (باب المحافظة علی الصلوات ۱/۳۰۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۱۶) (باب المساجد و مواضع الصلاة ص ۶۹ ط سعید)
- (۱۷) (باب حلت الزقاق بالیدین فی المسجد ۱/۵۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۱۸) (باب المساجد و مواضع الصلاة ص ۶۹ ط سعید)
- (۱۹) (باب ما یکره فی المساجد ص ۵۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۲۰) (باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱/۶۵۴ ط سعید)
- (۲۱) (ایضا )

زیر تعمیر مسجد میں جو تاچین کر جانا

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۲ء)

(سوال) صحن مسجد زیر تعمیر جس میں صفائی وغیرہ ابھی نہیں ہوئی ہے اس میں نمازیوں کا جو تاچین کر جانا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۳) بہتر یہی ہے کہ جو تاچنا کر جائے تاچیم اگر جو تاچینی ناپاک نہ ہو تو مباح ہے۔  
محمد کفایت اللہ غفرلہ

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصد اسونا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۴) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف دین ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ غفرلہ

احاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۵ اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) احاطہ مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد اپنا ذاتی کاروبار کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۵) مسجد یعنی اس حصے میں جو نماز کے لئے مہیا کیا جاتا ہے بیع و شرا کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا جس سے نمازیوں کو تکلیف ہو یا احترام مسجد کے منافی ہو جائز نہیں ہے باقی مسجد کے احاطے میں دوسرے حصص جو نماز کے لئے مہیا نہیں کئے جاتے ان میں بیع و شرا جائز ہے مگر متولی کی اجازت سے ہونی چاہئے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ غفرلہ

(۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا

(۲) زیر تعمیر مسجد میں جو توں سمیت گھومنا

(اجمعیۃ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) قیام مسجد میں منظور شدہ مالی امداد غیر مسلم ہندو وغیرہ کی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ حاشی تلوٹ المسجد بک سعید عدمہ وال کتب طہرہ الحج رد المحتار باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ۱ ۶۵۷ ط سعید

۲۔ کما کرہ مد الرحمن فی یومہ او غیرہ الیہا ای عدمہ لانه بساء فادب والدر المحتار باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ۱ ۶۵۵ ط سعید

۳۔ عن واثمة بن الاسقع قال قال لیسی علیہ السلام جئوا مساجدکم ومحایبکم وشرءکم وبعکم وحصوماتکم (ابن ماجة) باب ما یکرہ فی المساجد ص ۵۴ ط قدیمی

(۲) نئی مسجد کی تعمیر کے وقت یہ مسجد قدیم کی تعمیر جدید کے وقت سودی یا سودی یہ وہ جو شہر پڑوں کے رائج مزدور جو تاپہن کر مسجد میں کام کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۶) (۱) اگر غیر مسلم بطیب خاطر کوئی رقم یا سامان مسلمانوں کو دیدے کہ وہ مسجد میں بنادیں تو اس کا لینا اور لگانا جائز ہے ہاں مسلمانوں کو مسجد کے لئے غیر مسلم سے امداد طلب کرنی ناجائز ہے (۲) نئی مسجد تکمیل اور قومت نماز باجماعت کے بعد مسجد ہوگی اس لئے اس میں تعمیر کے درمیان جو تاپہن کر آئے جانے میں مضائقہ نہیں ہاں مسجد قدیم میں اگر ضرورت والی ہو تو پاک اور نیا جو تاپہن کر کام کرنا جائز ہوگا۔ نجس اور پرانا جو تاپہننا خلاف دین اور ناجائز ہے۔

محمد کفایت اللہ شفر لہ

سودی رقم سے خریدی ہوئی دریلوں پر نماز مکروہ ہے

(المجمعیۃ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص سودی رقم سے خریدی دریاں خرید کر مسجد کو دیتا ہے یا رقم سود نقد دے دیتا ہے اور ارکان مسجد بدو ن تحقیق مسجد کے صرف میں لے آتے ہیں اور تنبیہ کرنے پر ضد کرتے ہیں کہ جو پتہ ہے ٹھیک ہے ایسے دس مسجد کے زمین ٹٹے کے، کتنے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۷) اگر یہ بات محقق ہو جائے کہ وہی سودی دریاں سود کے روپ سے خریدی گئی تھیں یا جو رقم نقد دی گئی ہے وہ سود میں حاصل کی ہوئی رقم ہے تو اس کو مسجد میں استعمال کرنے کے لئے لینا ناجائز ہے ایسی دریلوں پر جو مال خرمن سے خریدی گئی ہوں نماز پڑھنا مکروہ ہے جن ممبروں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ روپیہ حرام طریقے سے آیا ہوا ہے مسجد کے لئے قبول کیا یا قبول کرنے پر اصرار کیا وہ مسجد کی ریت کے قابل نہیں ہیں۔ مفتا و مدارعہ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) تعمیر مسجد کے لئے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں

(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے

(المجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

۱۔ ان شرط وقف الدمی بکون فرد عدد و عدده کدوقف علی الفقراء او علی مسجد الح (رد المحتار کتاب الوقف ۳۴۱ ط سعید)

۲۔ المسجد فی المسجد ان یسقی فیہ لجماعہ و یدفع الح (اعمالگیریۃ الباب الحادی عشر فی المسجد ۴۵۵ ط سعید) ۳۔ حرمہ کونہ، مکن د حسی بویث فرش المسجد و یسعی عدہ الح (رد المحتار باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۶۵۷ ط سعید)

۳۔ قال تاج الشریعة "أما لو یسقی فی دلف ولا حیث وما لا یسہ الحیث و لطلب فیکرہ لأن اللہ تعالی لا یقبل الا لطلب فیکرہ بویث سند لا یسہ الح (رد المحتار باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۶۵۸ ط سعید)

(سوال ۱) ایسے مسلمان سے کیا حکم ہے جو قیام مسجد کے نام سے وصول کر کے زرچندہ اپنے مکان کی قیام میں نہ صرف کرے۔ (۲) ایسے مسلمان کی فوجیدگی کے بعد جو تمام عمر تارک التعلوۃ و تارک الصوم رہا ہو اس کے ورثہ کا ایسا ثواب اور متوفی کی بخشش کے لئے خرچ کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور جب کہ متوفی متروک نہ ہو اور ورثہ ہر بار ہر بار تقاضا کرنے کے بعد بھی ادا نہ کرتے ہوں۔

(۱) وہ شخص سخت کنوہ گار اور توفیق ہے اور اس رقم کا ضامن ہے جو اس نے مسجد کے نام سے وصول کی ہے (۲) اس کی طرف سے ایسا ثواب کرنا جبکہ ورثا اپنے مال میں سے کریں تو جائز ہے مگر اس کے بعد قرضہ ادا کرنا مقدم ہے پس قرضہ ادا کرنا چاہیے اس کے بعد اگر کوئی وارث اس کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہے اور اپنے پاس سے مال خرچ کر کے ایسا ثواب کرے تو جائز ہے۔

مسجد کو دھونا جائز ہے  
(الجمعیت مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء)

(سوال) یہاں ہر جمعہ کا بند ہوتا ہے تو کیسی جاتی ہے اگر ضروری سمجھ کر دھوئی جائے تو کیا حکم ہے؟  
(جواب ۳۳۹) ہر جمعہ ہر مسجد دھونا ہونی شرعی حکم نہیں ہے اگر صفائی کے لئے دھوئی جائے اور اس  
پوشہ شرعی حکم نہ سمجھا جائے تو مباح ہے۔ مگر کفایت اللہ کا نالہ۔

وہی ان مسجد کو چار دیواری بنا کر بند کر دیا جائے  
(المعینہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء)

رسوائی چند روز سال کی مدت گزری۔ مقام کدس پور ضلع گیا کے ایک زمیندار نے مسجد بنانے کا ایک قطعہ زمین وقف کیا تھا۔ حج و عمرہ کی اور سیدنی اختیاری و شش سے چندہ سے مسجد کا اندرونی، اسی میں یہاں نصف منبر بھی بنا دینا بھی تیار ہو گیا چار دیواری و بیرونی، اسی قطعہ ختم ہو جانے کی وجہ سے زمین ہاں کے بعد سے آج تک تعمیرات میں ناقص ہے۔ قباب و جوار میں بھی کوئی خوش حال مسلمان نہیں کہ اس کی تکمیل میں چار دیواری نہ بنوانے سے جانور سے سفر تک اندر آجاتے ہیں اس پر حرم حق کو

٩ رَحَلَ جَمِيعَ مَالِهِ مِنَ الدِّينِ سِتْفَةً فِي بَيْتِ السَّجْدَةِ وَبَقِيَ مِنْ بَيْتِ الدَّرَاهِمِ فِي حَاجَةِ نَفْسِهِ لَا يَسْقُدُ لَهُ شَيْءٌ  
دَلَّتْ بِرَحْمَتِهِ فِي الْإِسْتِحْسَانِ - يَقُولُ مَنْ دَلَّتْ فِي السَّجْدَةِ وَجُودَ وَ يُخْرِجُ عَنْ أَيْدِيهِمَا سِدْرًا وَ بَيْتَ لَدَى  
الْحَبْلِ (قَاصِي حَائِطِ الرِّجْلِ) يَجْعَلُ دَارَهُ مَسْجِدًا ٣ ٢٩٩ ط مَحْدِيهِ كَوْنُهُ

٢ - سداس من بركة ليست شجرة من غير نفع إلا سدر به سدود يابدها إلى لها مصلاب من حنجر العدايح ، ليد  
المختار كتاب الفرائض ٦ ٧٥٩ ط سعيد

(۳) عن عائشة قالت: مر رسول الله ﷺ في الدور في سبط وأبسطه الح (اس ماحد رب  
تظهر الماحد و تطيها من ۵۵ فدبني ك حاده)

۱۔ بیچ کر شیخ کا رومہ کی اور سید بنی شتر نے فیصد کر یا ہے کہ باب کہ مسجدوں کے افلاس کو دیکھتے ہوئے اس کی تعمیر ممکن نہیں تو اس پر بر زمین کے برابر دیا جائے ب سوال یہ ہے کہ اس کی ب ادلی و ب حرمی کا قلم رکھنا بہتر ہے یا اس کا انہدام بہتر ہے؟

(جواب ۳۴۰) جب زمین مسجد کے وقت ہو چکی اور اس پر مسجد کی تعمیر بھی شروع ہو گئی تو اب اس کو کسی دوسرے کام میں ناجائز نہیں اس کے کمر احاطہ کر کے اسے محفوظ کر دینا چاہیے یا کسی طرح تکمیل کی کوشش کرنی چاہیے؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے

(المجمیعہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۴۱) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

## پانچواں باب

## نماز جمعہ

### فصل اول - احتیاط الظہر

جہاں جمعہ شہ عا واجب ہو وہاں احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) زید قصبہ یا قریہ میں جمعہ نماز جمعہ کے احتیاط الظہر پڑھنے کو ناجائز بتاتا ہے اور عمر و ب زکات ہے رکعت ہے کہ جو شخص اس نماز کے پڑھنے کو ناجائز بتائے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں اب شہ نماز احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے اور منع کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۲) شہ اور قصبہ میں جمعہ کی نماز درست ہے اور صرف جمعہ کی فرض ہے اور چونکہ قیوس صحیح و مفتی بہ جمعہ پڑھنا ہندوستان کے شہروں اور قصبوں میں جائز ہے اس کے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں اور چونکہ اکثر عوام کے لئے احتیاط الظہر موجب فساد عقیدہ ہے اس لئے احتیاط الظہر کے جواز کا فتویٰ دینا جائز نہیں ہذا عمر و کا قول غلط ہے البتہ کاس میں جمعہ کی نماز جائز نہیں دیہات میں خطہ کی نماز

۱۔ اداسمہ المسجد فی متالی بعدہ مستاحد بحور و لہ فی فیہ و هو الصحیح ایح التسلیم فی المسجد  
ضمی فیہ ایحصاءہ و دہ بح و عائمگورہ باب یحادی عشر فی المسجد ۲ ۵۵۰ ماحدیہ  
۲۔ و الکلام المسح و فیہ فی الظہر و لہ بح و لہ لکن فی لہر الإطلاق و حہ ایح (الدر المختار باب ما  
لہ فی الصلاة و ما یکرہ فیہا ۱ ۶۶۲ ط سعید)



باعتبار پڑھنی چاہیے۔  
مذکورہ کتابت مدخلیہ مواد مدرسہ مدرسہ مینیہ دہلی

### احتیاط الظہر کے مجوزیت کے جوابات

(سوال) جہاں پر جمعہ تین دنوں موقع پر بعض شرائط کے عدم وجود کی وجہ سے مثلاً قاضی وغیرہ شرط ہو یا مشغول ہے یا مشغول ہے مسے پر قیاس کر کے صلوٰۃ آخر الظہر یا احتیاط الظہر کا مسئلہ استنباط کرنا جائز ہے یا نہیں۔  
یہاں پر بڑے شیعہ قاضیوں نے یہاں پر تفریق کر کے اور اس طرح کہہ کر دیکھ لیا کہ فتاویٰ حنفیہ میں آخر الظہر پر حدیثیں ہیں اور جامع برہان میں فرض لکھا ہے اور فتاویٰ مالکیہ میں بھی فقہاء موجود ہیں اور شافعیوں کے ہاں بھی یہاں پر حدیثیں ہیں اور مشغولہ شریف میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر سال میں ایک بار ہوتا ہے سب لوگوں کو اس کی اتباع کرنی چاہیے چنانچہ مقامات امام ربانی میں ہے کہ حضرت مجدد مکیؒ کی تصنیف ہے آخر الظہر پڑھنے کے لئے ضروری فرمایا ہے لہذا اسی پر عمل واجب ہے اور حدیث تنقیہ اور سہ احیاء وغیرہ میں بھی اسی طرح مرقوم ہے اب اگر صرف صاحب جرح کا قول عدم جواز احتیاط الظہر کا ہے باوجود ان کتابوں کے جو کہ مذکور ہوا ہیں کسی طرح ترجیح دی جائے وللا کثر حکم الکمل و سب تقیم کرتے ہیں اور بڑے بڑے بزرگ و کبار علماء ہمیشہ پڑھتے تھے اور سب و حکم دیتے تھے اور زمانہ حال میں بھی بڑے بڑے عالمین پڑھتے ہیں اور جناب مولانا مودودی کرامت علی صاحبہ جو پوری ہمیشہ پڑھتے تھے اور جو ہر کتابوں نے تصنیف کی ہیں سب میں یہی حکم ہے ہر حال اس مختلف فیہ مسئلہ کا صحیح حکم کیا ہے؟ مع سند کے جس کتاب کا حکم سب عالماتے ہیں اور نہایت معتبر ہے تحریر فرمایا میں کہرونی یہ ہے۔ آج کل کے علماء خصوصاً دہلی کے منع کریں تو نہیں مانا جائے گا اور اگر دہلی کے علماء نہ سب بولتے ہیں اب اس قول کا کیا حکم ہے؟ یہ تو جرح و

(جواب ۳۴۳) احتیاط الظہر جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت بلکہ بعض فقہاء نے اس وجہ سے کہ بعض شرائط بعد کے وجود میں شبہ تھا محض احتیاط کے طور پر استنباط کیا حکم دیا تھا۔  
نظم احتیاطی پڑھنا جائز ہے کہ احتیاط وہاں مقصور ہو سکتی ہے جہاں شبہ اور شک ہو تھا۔ بعد یہ عدم وجود سلطان مسلم یا اختلاف فی حد المصر کی وجہ سے جو اختلاف پیدا ہوا ہے وہ فقہائے کرام کے فیصلے سے طے ہو گیا کہ بنابر روایات صحیحہ تمہیہ تعدد جائز ہے (۲) اور سلطان مسلم کا وجود شرط نہیں اور حد مصر

۱) و يقع شرط فی القضاء و یسأل فیہا اسرقی لح و فیصل هذه العدة و یهد صہر حہل من ہوں  
لا تصح الحجة فی رد بقصد مع ما شیع فی البلاد فی سیرنی علیہا انکفوا الح و رد المحتار باب الحجة  
۲) ۱۳۸ ط سعید و قد فی حد مصر بعد صلاہ لا یج بعدہ سہ احو ظہر خوف اعتداد عدم فرصہ لحجة لح  
(الدر المختار باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) و تودی فی مصر واحد سراج کبر مصنف علی المذهب و عند الشوی الثوبیر مع سراج باب الجمعة  
۲ ۱۴۴، ۱۴۵ ط سعید

میں جو اختلاف تھا اس میں سے امام ابو حنیفہ کی تعریف صحیح ہے پس جب کہ ان مسئلوں میں قوت دلیلیں سے وہی جانب راجح اور متعین ہو گئی جس میں جمعہ کی صحت یقینی ہے تو اب احتیاط الظہر کے باقی رہنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ احتیاط کا منہوم یہ ہے کہ قوی دلیل پر عمل کیا جائے فان الاحتیاط هو العمل باقوی الدلیلین ۱ اور صورت مذکورہ میں اقوی اور اصح جمعہ کی صحت ہے رہا بعض لوگوں کا احتیاط الظہر پڑھنا اور عدم شرمی کا احتیاط کو بمعنی هو الخروج عن العہدة بیقین (۲) بیکر عام حکم دینا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بات کسی درجہ میں قابل اعتبار بھی ہو تا ہم لوچہ خوف مفسدہ عظیمہ واجب اتر کر ہے وہ مفسدہ یہ ہے کہ احتیاط کا حکم دینے کی صورت میں عوام کے عقیدہ میں یا تو جمعہ کی فرضیت مشکوک ہو جائے گی یا ایک وقت میں ۱۱ نوبتوں کے فرض ہونے کا یقین کر لیں گے اور یہ دونوں باتیں حرام ہیں پس ایک امر مستحب کی تحصیل کے لئے عوام کو حرام میں مبتلا کرنا کسی سمجھ دار آدمی کا کام نہیں اور نہ قواعد شرعیہ اس کی اجازت دیتے ہیں بل خواص خود غیر اس کے کہ عوام کو حکم کریں یا اپنے پڑھنے کی ان کو خبر کریں اس پر عمل کر لیں تو مضائقہ نہیں لیکن عام حکم دینا ہرگز جائز نہیں۔ (۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں

(۲) عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا

(سوال) بعض لوگ جمعہ کے بعد صرف دو سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چھ سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعتیں احتیاط الظہر بھی پڑھتے ہیں ان میں سے کون سی صورت معتبہ ہے؟

(۲) امام عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۴) احتیاط الظہر پر حنا جائز نہیں کیونکہ بلاد ہندوستان میں مذہب مفتی جہ کے موافق شہر وں میں جمعہ جائز ہے پس احتیاط ظہر کے کوئی معنی نہیں اور یہی قول راجح ہے (۱)

(۲) خطبہ صرف عربی نہ میں ۱۱ نوبتوں سے اور یہی صورت سلف صالحین اور ائمہ متبوعین سے منقول

(۱) (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۴۵ ط سعید

(۲) (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۴۵ ط سعید

۳. وفي نحو وفد نسب مراراً بعد صلاة الاربع بعد سبب حر طهر خوف اعتماد عدم فرصة الجمعة وهو بحسب في رتب الدر المنثور باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید، وفيما ذكرنا اسرد الى انه لا تحوز في الصغيرة في نس فيفاض ومبر وحظ كذا في لخصرات رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعید

۴. وفي نحو وفد نسب مراراً بعد صلاة الاربع بعد سبب حر طهر خوف اعتماد عدم فرصة الجمعة الح (در المنثور باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید، وفي اوله كذا يحوز للمسلمين اقامة الجمعة وبصير القاضي صاحب نراحي المسلمين ويحب عليهم ان يتنصروا واليا مسما (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید

ہے اس کا خلاف مکروہ ہے (۱) فقہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) جس قبیلے کی آبادی اس ہزار سے زائد ہو اور جہاں متعدد مسجدوں میں اب بھی نماز جمعہ پڑھنی جاتی ہو ایسی سستی کا ایک شخص کہ جس کا شمار جاننے والوں میں کیا جاتا ہو اور وہ اس خیال سے کہ بندہ تان میں کسی جگہ بھی جمعہ کی تسبیح نہیں پچاس سال کی عمر ہوئے تک جمعہ کی نماز نہ پڑھے اور صرف جمعہ کی نماز دایا کرے مگر جب وہ روپے ہزار مقرر کر دیئے جائیں تو چند سال جمعہ کی نماز کی اہمیت کرے اور جب اس خدمت سے موقوف ہو تو معافی نماز جمعہ بھی پتھر بیٹھے اور ایسا کرتے میں کوئی موانع یا مذرات شرعی نہ ہوں نہ جن مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے وہاں تک جانے سے مجبور ہو تو اس شخص کا مندرجہ بالا عمل درست سمجھنے کے لئے کوئی شرعی دلیل ہونا ممکن ہے اگر شرعی حکم کے خلاف ہو تو اس عمل کے لئے اور ایسا شخص سے کیا حکم ہے؟ جمعہ کی نماز کے بعد اگر کوئی احتیاط نہ پڑھتے تو اس پر کوئی مذہبی نقص یا شرعی حرف آسکتا ہے؟ اگر احتیاط پڑھنے کا حکم دیں تو فرمائیں کہ اس کی نیت اس طرح کی جائے؟ احتیاط وہ واجب کیا جائے تو جب مندرجہ بالا ہے؟

المستفتی محمد خاں نقشبندی، حوالہ ضلع احمد آباد، کمر تہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

(جواب ۳۴۵) اس شخص کا یہ فعل اس کی بیباکی اور امور دینیہ کی جانب سے بے پروائی پر دلالت کرتا ہے اور اس میں خوف کفر ہے۔ یونکہ اگر کسی وجہ سے وہ اس جگہ جمعہ جائز نہیں سمجھتا تھا تو پھر وہ روپے تیسر جمعہ پڑھا دینے کے یہ معنی کو یہ وہ اپنے خیال سے مطابق نفل باجماع پڑھتا ہے لیکن وہ اس کے پیچھے جمعہ کی نیت سے نماز پڑھتا ہے اور وہ مفترض ہیں اور امام متزل تو ان کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں اور یہ بھی دو روپے کے لالچ سے ان کی نمازیں فاسد کرنے پر آمادہ ہو گیا نفل کی نیت ہونا اس کا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ پہلے جمعہ پڑھتا تھا ورنہ تنخواہ بند ہونے کے بعد جمعہ پڑھتا رہا اور اگر جمعہ کو فرض سمجھتے کہ وہ خود جمعہ نہیں پڑھتا تاہم فاسق ہے اور اس صورت میں امامت تو اس کی صحیح ہونی اور اجرت بھی جائز و ان کی نماز بھی ہو جائے گی مگر یہ خود ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہو گا مگر چونکہ سوال میں تصریح ہے کہ وہ بندہ ستمان کے کی شر میں بھی جواز جمعہ کا قائل نہیں اس لئے پہلا احتمال متعین ہے اور اس کا یہ خیال کہ ہمیں جمعہ نہیں پڑھنا تاہم یہ فقہ کی تصریح موجود ہے کہ ایسے شہروں میں جہاں کفار کا ہم ہوں مسلمانوں کو جمعہ عیدین پڑھنا جائز ہے، پس مندرجہ قول راجح اور معتد اور معمول ہے کہ شخص

۱۔ وہ لا شت فی ال الحظہ بعد نعیرہ خلاف لیسۃ نسواریۃ من السیئۃ والصحابۃ لیکون مکروہا تحریم (عمدة الرعاۃ علی هامش شرح الوقایۃ باب الجمعة ۱، ۳۰۰ ط سعید)

۲۔ فلو الولاء کفار بحور المسلمین و فی الجمعة و بشر الناصی فاصبا تراوی المسلمین رد المحتار باب الجمعة ۲، ۱۴۴ ط سعید

مذکور ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہے۔

جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنا واجب نہ ہے واسب کہنا چہ معنی وارد؟ نہ پڑھنے میں نقصان ہونا کہا بلکہ نہ پڑھنا ہی متعین ہے۔ بقیہ محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہ ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۳۶ء  
مہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

### عنوان مثل بالا

(سوال) جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۴۶) جمعہ کے بعد چار رکعتیں جو بہ نیت احتیاط الظہر پڑھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہیں (۱) نماز جمعہ کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ بہ نیت سنت یا نفل پڑھی جائے ظہر کی نماز کی نیت یا ارادہ نہ ہو اب یہ سب باقی رہتا ہے کہ جمعہ کے بعد سنتوں کی کتنی رکعتیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تعدد رکعات میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک صرف چار رکعتیں ہیں اور بعض کے نزدیک صرف دو اور فقہاء نے دونوں قولوں کو جمع کر کے چھ رکعتیں اس سے بتائی ہیں کہ چار والوں کا قول بھی پورا ہو جائے اور دو والوں کا بھی۔ اس سے آپ کی سمجھ میں یہ بات آجائے گی کہ یہ چھ رکعتیں خاص سنت کے ارادہ سے پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی صرف چار پڑھے تو وہ بھی قابلِ رخصت نہیں ہے اور جو صرف دو پڑھے وہ بھی مستحق ملامت نہیں ہے اور جو چھ پڑھے وہ افضل والوں پر مثل کرنے والا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

### عنوان مثل بالا

(سوال) بہت سے کہتے ہیں کہ جمعہ کے بعد چار رکعت سنت پڑھی جاتی ہے اس کو احتیاط الظہر پڑھو تو یہ سنت اس طرح سے پڑھی جائے کہ نہیں اور بعد چار سنت کے دو سنت اور دو نفل جو پڑھی جاتی ہے تو اس کی نیت کس طرح سے کرے ظہر کی نیت کرے یا کہ بعد از جمعہ کر کے نیت کرے

المستفتی نمبر ۱۱۷۳ عبد الرزاق صاحب (شیخ میدانی پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء  
(جواب ۳۴۷) جمعہ کے بعد چار سنتیں سنتوں کی نیت سے پڑھنی چاہئیں احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا درست نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

۱۔ وفی البحر وفد ثبت مراراً بعدم صلاة الأربع بید آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرصة الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدور المختار باب الجمعة ۳۷/۲ ط سعید)

۲۔ والسنة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع وعدها أربع يوسف لسنة بعد الجمعة ست ركعات وهو المروى عن عبيد ولا فصل ان يصلي اربعاً ثم ركعتين لبحر الخ وحلى كسر باب الوافل ص ۳۸۹ ط سهيل اكيدي لاهور پاکستان

۳۔ والسنة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع وحلى كسر باب الوافل ص ۳۸۹ ط سهيل اكيدي لاهور وفد ثبت مراراً بعدم صلاة الأربع بعد آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرصة الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدور المختار باب الجمعة ۳۷/۲ ط سعید)

## سوان مثل بالا

(سوال) ایک شہر یا قصبہ میں نماز جمعہ کے بعد ظہر، احتیاط پڑھنا ضروری ہے یا نہیں اور شرط ختلف تارک ادا کا قبل گرفت ہے یا نہیں؟<sup>۱</sup> المستفتی نمبر ۱۷۱۷۷ فیروز خان صاحب (جہلم)

یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۴۸) شہر یا قصبہ میں جمعہ دن نماز ادا کی جانے اس کے بعد ظہر احتیاطی پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس فقہانے ظہر احتیاطی کی جازت دی ہے مگر وہ بھی ضروری اور لازمی نہیں بتاتے اور تارک و مامت نہیں کرتے اور قول قوی اور راجح یہ ہے کہ جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنے کا عوام کو حکم نہ دیا جائے ورنہ ان کے عقیدے خراب ہوں گے اور نہ ان کا جمعہ صحیح ہوگا نہ ظہر۔ یہی احوط اور قابل فتویٰ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ذیلی

## متعدد جگہ جمعہ اور احتیاطی ظہر کا حکم

(سوال) اسوۃ ثلاثہ کا خدعہ یہ ہے کہ جمہورت اشتباہ جواز و عدم جواز تعدد جمعہ پڑھنا یہاں ہے اور جہاں مصر ہونے میں شبہ ہو وہاں جمعہ پڑھنا جائے یا نہیں اور پڑھے جانے کی صورت میں احتیاطی ظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۴۹) نعم ان ادى الى مفسدة لا يفعل جهر او الكلام عند عدمها ولذا قال المقدسی نحن لا نأمر بذلك امال هذه العوائد بل بدل عليه الخواص ولو بالنسبة اليهم انتهى (شری ص ۵۹۶)۔ اقول وقد كثر ذاك من حيلة رمانا ايضاً و منشأ حيلهم صلاة الاربع بعد الجمعة سنة الطهرو اسما وضعتها بعض المساحرين عند الشك في صحة الجمعة بسب رواية عدم تعدد في مصر واحد وليست هذه الرواية بالمحتارة وليس هذه القول اعلى اختيار صلاة الاربع بعدها مرويا عن ابي حنيفة و صاحبيه حتى وقع لي ابي اثبت مرارا بعدم صلاحيتها خوفاً على اعتقاد الحيلة بانها الفرض وان الجمعة ليست بفرض. (بحر ص ۱۵۱)

مع مالزم من فعلها في رمانا من المفسدة العظيمة وهو اعتقاد الحيلة ان الجمعة ليست بفرض لما يسهلون من صلاة الطهرو فيطوون انها الفرض وان الجمعة ليست بفرض فيتكاسلون عن اداء الجمعة فكان الاحساط في تركها وعلى تقدير فعلها من لا

(۱) قال في الدر المختار: وفي البحر وقد ائتمت مرارا الح (باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) (رد المختار) باب الجمعة ۱۴۶ ط سعید

(۳) (باب الجمعة ۱۵۹/۲ ط بيروت) (ان)

یحاف علیہ مفسدة منها فالاولی ان تكون فی بیتہ حفیة خوفا من مفسدة فعلها ۱، واللہ تعالی اعلم (ص ۱۵۵)

### اقول و باللہ التوفیق

(۱) جواز تعدد جمعہ میں کوئی شبہ نہیں جہاں اقامت جمعہ جائز ہے وہاں تعدد جمعہ بھی جائز ہے مذہب مختار اور معتد اور مفتی بہ یہی ہے۔ چنانچہ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہے۔ وتؤدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا علی المذهب و علیہ الفتوی ۲ (شرح الجمع للعینی والامامة فتح القدیر، فتاویٰ در مختار) قوله علی المذهب فقد ذکر الامام السرخسی ان الصحيح من مذهب ابی حنیفة حوار اقامتها فی مصر واحد فی مسجدين او اکثر وبه ناخذ لا طلاق لا حمعة الا فی مصر شرط المصر فقط و بما ذکرنا اندفع ما فی البدائع من ان ظاهر الرواية حوارها فی موضعين لا فی اکثر و عیبه الا اعتماد فان المذهب الحواز مطلقا ۳، (رد المحتار، نقلا عن البحر الرائق)

وتؤدی الجمعة فی مصر واحد فی مواضع كثيرة وهو قول ابی حنیفة و محمد وهو الاصح و ذکر الامام السرخسی انه الصحيح من مذهب ابی حنیفة وبه ناخذ هکذا فی البحر الرائق ۴، (فتاویٰ عالمگیریہ)

پس جب کہ مذہب مختار اور مفتی بہ یہی ہے کہ ایک شر میں چند جگہ جمعہ جائز ہے تو اب اس میں شبہ کرنا فضول ہے اگرچہ متقدمین سے عدم جواز تعدد کی روایت ہے لیکن جب معلوم ہو گیا کہ ان کا قول ضعیف اور خلاف مذہب ہے اور جب کہ متاخرین نے بال اتفاق اس کے خلاف پر اولیہ عقلیہ و نقلیہ قائم کر کے جواز تعدد کو مذہب مفتی بہ قرار دے لیا تو اب قول اول کو ہنی شبہ قرار دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اس کے علاوہ امام سرخسی کے قول سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام صاحب کا مذہب صحیح یہی ہے کہ چند مقام پر جمعہ جائز ہے اور عدم جواز تعدد کی روایت امام صاحب سے ضعیف ہے۔

(۲) جب تک کسی مقام کا مصر ہونا متعین نہ ہو جائے اس جگہ جمعہ نہ پڑھا جائے کیونکہ مصر شرائط جمعہ سے ہے اور تا وقتیکہ وجود شرط یقینی نہ ہو جائے وجود مشروط یعنی صحت جمعہ کا یقینی حکم نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں اقامت جمعہ جائز نہیں اور مصر کی تعریف صحیح معتبر یہ ہے کہ جس جگہ کوئی شخص واقعات مختلفہ میں فتویٰ بتائے وال اور ایک ایسا عام جو فتنہ و فساد کو روک سکے اور مظلوم کی دادرسی کر سکے موجود ہو اور وہاں کلیاں برکیں اور بازار ہوں وہ مصر ہے۔ اس بنا پر آج کل تمام ضلعے اور اکثر قصبے مصر میں

(۱) (باب الجمعة ۲/ ۱۵۵ ط بیروت، لسان)

(۲) (باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

(۳) (باب الجمعة ۲/ ۱۴۵ ط سعید)

(۴) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱/ ۱۴۵ ط ماجدیہ)

داخل ہیں۔ وظاهر المذهب انه كل موضع له امير وقاص يقدر على اقامة الحدود كما حررنا فيما علقاه على المسقى (درمختار) قوله وظاهر المذهب قال في شرح المنية والحد الصحيح ما اختاره صاحب الهداية انه الذي له امير وقاص ينفذ الاحكام و يقيم الحدود ۱ (ردالمحتار) والمصر في طاهر الرواية الموضع الذي يكون فيه ممت وقاص يقيم الحدود و ينفذ الاحكام و بلغت انيته انية منى. هكذا في الظهيرية وفتاوى قاصي حان و في الخلاصة وعليه الا اعتماد كذا في التاتار خانية و معنى اقامة الحدود القدره عليها. هكذا في الغياثة ۲ (فتاوى عالمگیری)

(۳) جمعہ قائم ہونے کی صورت میں احتیاط نظر پڑھی جائے یا نہیں اس کے جواب کے لئے چند امور بطور تمہید کے تحریر کر کے جواب لکھوں گا۔

(الف) احتیاطات ہیں عمل باقوی لدلیلین نو۔ یعنی اگر کسی مسئلے میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں اور ان دونوں کے لئے دلیلیں ہیں ان میں سے قوی دلیل پر عمل کرنا احتیاط ہے۔ قال الجلی فی حاشیة التلویح و ذکر فی الجامع السمر قندی ان الاخذ بالا احتیاط عمل باقوی الدلیلین و قال فی البحر فیس الاحتیاط فی فعلها لانه العمل باقوی الدلیلین وقد علمت ان مقتصر الدلیل هو الاطلاق (۳)

(ب) جب کسی فعل کی دو صورتیں ہوں اور ان میں سے ہر ایک میں کوئی مفسدہ نہ ہو لیکن ایک میں مفسدہ عظیم ہو اور دوسری میں اس سے کم تو اس وقت اس صورت کو اختیار کریں گے جس میں مفسدہ کم ہو۔ من اتلی بلیتین فلیحترأھو نہما۔ و هذا ظاهر

(ج) جو فعل عوام کے لئے قبل فتویٰ نہ ہو صرف خواص کے لئے ہو اس پر عمل جائز ہو اس کو عام تحریروں اور ردو میں رسالہ یا فتویٰ کے طور پر شائع کرنا ہرگز جائز نہیں مفتی کا فرض ہے کہ زبانی یا کسی ایسی تحریر کے ذریعے سے جس کا عوام تک پہنچنا غیر مقصود ہو خواص کو بتائے اور ان خواص پر بھی ضروری ہے کہ وہ اس کو مشتہر نہ کریں مشتہر وہی فتویٰ کیا جائے جو عوام کے عمل کے لائق ہو اور جس میں خواص و عوام یکساں ہوں۔

(د) کتب فتاویٰ فقہیہ میں بعض ایسے مسائل مذکور ہیں جو خواص کے لئے مخصوص ہیں اور ان میں تصریح کی گئی ہے کہ یہ مسائل خواص کے ساتھ مخصوص ہیں پس ایسے مسائل کو محض اس وجہ سے کہ کتب فتاویٰ میں موجود ہیں عام فتوؤں میں تحریر کر دینا اور عوام کی حالت کو نہ دیکھ کر مفتی کی قست فہم پر

(۱) (باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ۱۳۸ ط سعید)

(۲) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱ ۱۴۵ ط ماجدیہ)

(۳) (باب الجمعة ۲ ۱۵۴ ط دار المعرفة بیروت السال)

وال ہے۔

بعد تمہید ان مقدمات کے معوم کرنا چاہیے کہ چونکہ یہ سوال عام ہے اور مقصود سائل کا یہی ہے کہ اس کے جواب کو طبع کرا کے مشترک کروں گا اس لئے اس کا جواب مقدمات مجملہ پر نظر کر کے یہی ہے کہ احتیاط الظہر پڑھنا جائز ہے اور اس کی تین وجہیں ہیں۔

اول یہ کہ احتیاط الظہر جس کا نام ہے وہ احتیاط ہی نہیں ہے کیونکہ احتیاط نام ہے عمل باقوی مد بین کا اور یہاں معلوم ہو چکا کہ دلیل قوی یہی ہے کہ جمعہ متعدد جہد ادا ہو جاتا ہے اور عدم جواز تعدد کا قول ضعیف ہے ہذا اس پر عمل کرنا احتیاط نہیں ہے۔ بحکم المقدمة الاولى کما حققه فی البحر الرائق وهذا الصمہ اقول وقد کثر ذلك الخ

دوسری وجہ یہ ہے کہ بر تقدیر تسیم اس بات کے کہ یہ احتیاط بمعنی الحرج عن العہدہ یقین ہے جیسے کہ عدم شکی کے رائے ہے اس کے اوائل میں خوف فساد عقائد ہے لیکن ایک فرض عدم فرضیت کا اعتقاد ہو جائے بر اثری حال عوام کے لازم آتا ہے ورنہ کرنے میں صرف ایک وہم عدم خروج عن العہدہ کا ہے اور نہ ہی ہے کہ فساد اول یعنی فساد عقیدہ فساد دوم یعنی وہم عدم خروج سے بدرجہہ زائد ہے پس حکم مقدمہ ثانیہ ضروری ہے کہ فساد عظیم سے احتراز کیا جائے و فساد قلیل کا ارتکاب کرنا پڑے۔ وهذا ظاهر جدا لمن له نظر وسيع في الفقه ويؤيده قول صاحب البحر مع مالوم من فعلها الخ

تیسری وجہ یہ ہے کہ بر تقدیر تسیم جواز کے یہ حکم خواص کے لئے ہے نہ کہ عوام کے لئے اور اس پر اس کے جواز کا علی الامدین علم دین اور رسالوں اور فتوؤں میں شائع کرنا ہر کسی رویت فقہی سے ثابت نہیں ہو تا بلکہ خود عدم شکی جن کا قول اثبات احتیاط الظہر میں بڑے زور و شور سے پیش کیا جاتا ہے خود اپنی تحقیق کے آخر میں کہتے ہیں نعم ان ادی الى مفسدة الخ۔ اس عبارت سے اور عامہ متعدی کے قول سے صاف معلوم ہو گیا کہ عوام اس کے کرنے کا حکم بہ گرنہ دیا جائے عدم شکی فرماتے ہیں کہ اگر احتیاط الظہر میں کوئی مفسدہ ہو تو اس کو حکم کھل نہ کرنا چاہیے (۱) صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں عوام کے عقائد میں اس احتیاط الظہر کی وجہ سے فرضیت ظہر اور عدم فرضیت جمعہ کا فساد پیدا ہو گیا تھا تو پھر زمانہ حاضریہ کے عوام تو وہ جہد قلت علم و عدم توجہ الی الامدین صاحب بحر الرائق کے زمانے کے عوام سے زیادہ غلطے میں ہیں اور ان کے متکبران کے اندیشہ بدرجہہ زائد ہے۔

آخر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب فقہانے خواص کے لئے اجازت دی ہے تو اگر کوئی مفتی اس

(۱) (باب الجمعة ۲/۹۴ ط سعید)

(۲) (باب الجمعة ۲/۹۵ ط بیروت)



طرح شائع کر کے خواص سے جائز ہے اور عوام کے لئے ناجائز تو اس میں کیا قباحت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں وہ شیوخ اعجاب کل ذی رأى برأیة ایک عام بلایہ پھیل گئی ہے کہ جاہل سے جاہل اپنے آپ کو خاص بدھ انھیں خواص خیال کرتا ہے وہ اس فتوے پر عمل کر کے خود بھی گمراہ ہو گا اور وہ قلمت مباحات کے دوسروں کو بھی بتائے گا کہ میں نے فذل رسالہ میں یا فتوے میں یہاں ہے کہ احتیاط اظہر جائز ہے پس سب کے سب صلوا و اضلوا کے مصداق ہو جائیں گے۔

پھر یہ کہ عامہ مقدسی نے قول بل ندل علیہ الحواص سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عوام اس کے جواز کی خبر بھی نہ دینی چاہیے صرف خواص کو مفتی بطور خود حنفیہ اجازت دے سب سے بڑا خط وہ یہ ہے کہ اس قسم کے فتویٰ سے عوام میں ایک اور فساد پیدا ہو گا کہ شریعت بھی دو قسم کی ہے ایک خواص کے لئے اور ایک عوام کے لئے اور اس کے مسائل بھی خاص و عام ہیں اور یہ تصور متضمن فسادات غیر متناہیہ ہے۔

خلاصہ کا کام یہ ہے کہ احتیاط اظہر حکم فتویٰ ناجائز ہے اور اس کی اجازت عامہ تمام فقہاء نے اقوال کے خلاف اور اجازت خاصہ علی المدین بھی قصہ یحات محققین کے خلاف ہے پس احتیاط اظہر ہے جو فتوے علی المدین شائع ہوئے ہیں اور متضمن اجازت عامہ ہیں وہ سب مذہب حنفیہ کے خلاف ہیں تب فقہ حنفیہ معتبرہ میں ان کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ هذا والله اعلم بالصواب

محمد کفایت اللہ عفی عنہ

### قصبہ میں جمعہ اور احتیاط اظہر کا حکم

(اخبار الجمعۃ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۲ء)

(سوال) ایک قصبہ ضلع لدھیانہ میں ہے وہاں جمعہ کے بارے میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط اظہر پڑھنی چاہیے کوئی انکار کرتا ہے جمعہ کے بعد کی سنتوں کے متعلق بھی اختلاف ہے؟

(جواب ۳۵۰) اس قصبہ میں جمعہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے تو پڑھتے رہئے اور احتیاط اظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں جمعہ کے بعد چار سنتیں ایک سلام سے پھر دو سنتیں کل چھ سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ عفرلہ

(۱) (موقع فرصاً فی القصص والفری الکبیرۃ الی فیہا أسواق الحج (رد المحتار) باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید و ذکر فی الأصل وأربع قبل الجمعة وربع بعدہ و ذکر الطحاوی عن بی یوسف أنه قال یصلی بعدها ست یعنی ان یصلی أربعاً ثم رکعتی الحج (بدائع) فصل فی صلاة المسبوبة ۱ ۲۸۵ ط سعید و حلی کبیر باب صلاة الجمعة ص ۳۸۸ ط سہیل)

## فصل دوم - شرائط جمعہ

قصبہ جس میں تھانہ یا تحصیل ہو، جمعہ کا حکم

(سوال) ایک بستی موضع ٹینگ رتال سے ۱۵ میل مغرب کی طرف سب ترک واقع ہے جو آبادی کے لحاظ سے تخمیناً چوبیس پچیس سو کی مردم شماری ہے گاؤں مسلمانوں کا ہے پانچ مسجدیں ہیں سب مسجدوں میں ہفتگانہ نماز بھی اقامت ہوتی ہے تھانہ ڈاؤن اور سرکاری مدرسہ بھی ہے عید کا بھی موجود ہے باقی ضروریات بھی قریب قریب پوری ہو جاتی ہیں بعض صاحب نماز روزے کے مسائل بھی جانتے ہمارے موجود ہیں اگرچہ علم عربی کے ماہر نہیں اس بستی میں ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے جمعہ پڑھنا ترک کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب گزارش ہے کہ کیا ہمارے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۱) جس گاؤں میں تھانہ یا تحصیل ہو وہ عموماً بڑا ہی ہوتا ہے جب کہ مذکورہ گاؤں میں تھانہ موجود ہے تو یہ قصبہ کے حکم میں ہے اور اس میں جمعہ جائز ہے۔ محمد کشیت اللہ کان اللہ۔

دیہات میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ایک بڑا گاؤں جس کو اہل علاقہ یعنی اس کے اردو نواح والے بڑاگان جانتے ہیں اور آبادی اس وقت ۱۲۵۳ آدمی شمار میں آتی ہے ایک مدرسہ اور کئی مسجدیں بھی اس گاؤں میں ہیں آیا یہ گاؤں میں عند الفقہاء جمعہ و عیدین جائز ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

(جواب ۳۵۲) دیہات میں جمعہ پڑھنا فقہائے حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ منجملہ شرائط صحت جمعہ کے مصر جامع یا فن مصر ہے اور مصر جامع وہ جگہ ہے جس میں بازار، سڑکیں اور ایسا عام موجود ہو جو طلبہ کے اعتبار سے ظالم سے مظلوم کا انصاف لے سکے۔

اما المصر الجامع فشرط وجوب الجمعة و شرط صحة اداءها عند اصحابنا حتى لا تحب الجمعة الا على اهل المصر و من كان ساكنا في توابعه و كذا لا يصح اداء الجمعة الا في المصر و توابعه فلا تحب على اهل القرى التي ليست من توابع المصر ولا يصح اداء الجمعة فيها ۱، (بدائع ص ۲۵۹ ج ۱) وروی عن ابی حنیفۃ انه بلدة كبيرة فيها سلك واسواق ولهار ساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمه و

(۱) و عبارة الفهناسي نفع قوم في الفصائل والقوى الكبيرة التي فيها اسواق (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۸ ط سعید (۲) لأن الامير والداي الذي شاه القدوة على نقد الاحكام واقامة الحدود لا يكون إلا في بلد كذلك (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید  
(۲) (بدائع فصل في بيان شرائط الجمعة ۲۵۹/۱ ط سعید)

علمہ او علم غیرہ والناس یرجعون الیہ فی الحوادث وهو الاصح ، (مدان ص ۲۶۰ ح ۱) وقال فی العالمگیرية ولا دانها (ای الجمعة) شرائط فی غیر المصلیٰ مہا المصر کذا فی الکافی والمصر فی ظاہر الروایة الموضع الہی یكون فیہ مفت وقاض یقیم الحدود و یفقد الاحکام و بلغت انتہیۃ ابیۃ منیٰ ہکذا فی الطہیریۃ و فتاویٰ قاضی حان و فی الحلاصۃ و علیہ الاعتماد کذا فی التتارحانیۃ و معنی اقامة الحدود القدرة علیہا ہکذا فی العنایۃ و کما یحور اداء الجمعة فی المصر یحوز اداؤہا فی فناء المصر وهو الموضع المعد لمصالح المصر متصلاً بالمصر . انتہی . (ص ۱۵۳ ح ۱) پس جو مقام کہ خود مصر ہو یا توابع مصر سے ہو اس میں جمعہ جائز ہے اور جو مقام ایسا نہیں ہے اس میں جمعہ جائز اور صحیح نہیں ہے توابع مصر وہی جگہ ہو سکتی ہے اس سے مصر کے تعلقات وابستہ ہوں اور ضروریات مصر وہاں سے بہم پہنچائی جاتی ہوں ان دو جگہوں کے علاوہ کسی اور جگہ کے باشندوں پر جمعہ فرض بھی نہیں اور نہ ان کے کرنے سے اور نہ گناہندان میں جمعہ نہ صرف ان جگہوں میں جائز ہے جہاں کوئی حاکم مجاز رہتا ہو کسی امین مستی میں جہاں کوئی حاکم مجاز نہ ہو جمعہ صحیح نہیں اور نہ وہاں کے باشندوں پر جمعہ فرض ہے لیکن اگر کسی جگہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے ، وہاں بوقوف کرنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ میوات و پنجاب کے بعض دیہات کے متعلق نہ کیا ہے کہ وہاں جمعہ موقوف کیا گیا تو لوگوں نے ہنگامہ نماز بھی چھوڑ دی تو ایسی صورت میں اس کا بند کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ نماز چھوڑ دینے سے تو یہی بہتر ہے کہ جمعہ پڑھیں اس لئے کہ جمعہ حسب اختلاف روایات یا اختلاف مجتہدین ایسی جگہ پڑھنا جائز تو ہے اور ترک صلوة سخت کبیرہ ہے۔

واستشهد له بما فی النجیس عن الحلوانی ان کسالی العرام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یمنعون لانہم اذا معوها ترکوها اصلاً واداءوها مع تجویز اہل الحدیب لہا اولیٰ من ترکها اصلاً (رافعات) (باب اعیدین مطلب یطلق علی انہ یوبالغاس نس ا۔ ان ۱۲ اتی (ایم سعید)

### تحقیق جمعہ فی القرئی اور مصر و قریہ کی تعریف

(سوال) (۱) عند اہل احناف جو جمعہ کے واسطے مصر کی قید ہے اس سے یہی عرفی مصر مراد ہے یا اور کچھ۔  
 اہل عرفیہ تو قسبات اور بڑے گاؤں میں جمعہ درست نہ ہوگا کیونکہ ان کو عرف میں شہر نہیں کہا جاتا حالانکہ فقہان ہردو میں جمعہ درست کہتے ہیں تعریف مصر میں فقہاء کے کس قدر اقوال ہیں ؟ اور مختار

(۱) (ابصار حاشیہ گذشتہ صفحہ ۲۶۰/۱)۔

(۲) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱۴۵/۱ ط ماجدہ)

متاخرین مثل صاحب شرح وقایہ ودر مختار وخطاوی وبحر العلوم وغیرہ کیا ہے؟

(۲) قصبہ وقریہ کبیرہ اور قریہ کبیرہ و صغیرہ میں ماہ اغریق کیا ہے؟ اس کو بسط کے ساتھ تحریر فرما میں جس سے شہر قصبہ قریہ کبیرہ و قریہ صغیرہ میں بین فرق معلوم ہو جائے۔

(۳) مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی اور بحر العلوم مولانا عبدالعلی حنفی تھے یا غیر مقلد؟ اول الذکر مصنف شرح ماہ صا میں شہر اور قریہ دونوں میں جمعہ واجب کہتے ہیں اور مؤخر الذکر ارکان اربعہ میں کہتے ہیں۔ فالقابل للفتویٰ فی مذهبنا الروایۃ المختار للبلخی

(۴) کیا شرطیت سلطان و مصر میں اختلاف فاش اس امر کی دلیل نہیں کہ یہ دونوں قطعی نہیں جمعہ ظنی ہیں جیسا کہ بحر العلوم اور مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں فیوض قاسمیہ میں ہے ”اگر کے دروینہ جمعہ قائم کند دست و گریبان نش زمند کہ شرط مصر فنی است بل ہم ضعیف“ ایسی صورت میں تمام مشرود جمعہ موجود ہوں اور صرف مصریت مروجہ نہ ہو تو جمعہ بہتر ہے ظہر پڑھنے سے یا اس کا عکس؟ (۵) الجمعة واحدة علی کل فربذاں حدیث کو مدعیو سنی نے جامع صغیر میں اور مولانا شاہ ولی اللہ نے حجتہ ابدیہ میں نقل کیا ہے یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف؟ موضوع؟ نیز اس سے مولانا شاہ ولی اللہ استدلال علی وجوب الجمعة فی القری صحیح ہے یا نہیں

(۶) ایسے گاؤں میں جس پر حنفی فقہاء کی بیان کی ہوئی تقریفوں میں سے کوئی نہ کوئی تعریف صادق آتی ہو جمعہ پڑھنے والے غیر مقتدہ ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ جو شخص حنفی مذہب عالم کو صرف ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے غیر مقتدہ کہہ کر وگوں کو اس کی طرف سے بدگمان کرے وہ کیسا ہے؟ جب کہ مولانا محمد قاسم مولانا محمد یعقوب صاحب امداد اند ماہ جرمی و مولانا عبدالحق دیوبند کی وغیرہم دیہات میں جمعہ پڑھتے رہے ہیں کیا یہ سب حضرات دیہات میں جمعہ پڑھ کر گناہ کار ہو گئے؟

(۷) جس مقام میں تین مسجدیں ہوں اور وہاں کی بڑی مسجد میں مکلف باجمعہ مسلمان نہیں سما سکتے بلکہ تینوں مسجدوں میں بھی نہیں سما سکتے اور چار پانچ دکانیں بھی ہوں جن سے ضروری اشیاء خوردنی و پوشیدنی دستیاب ہو سکیں جمعہ درست ہے یا نہیں؟ مختار شرح وقایہ ودر مختار وخطاوی وبحر العلوم کے موافق اگر مذکورہ بالا گاؤں والے جمعہ پڑھ رہے ہوں اور وہاں دوسری مسجد میں چند آدمی ازراہ نفسانیت و تعصب اسی وقت بالقابل اپنی مسجدہ اذان و اقامت کہہ کر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں جس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے ان دو چار آدمیوں کا یہ فعل کیسا ہے؟ حالانکہ مجلس اہل ار میں ہے لو صلیت الجمعة فی القرية وکت فیہا یلزمک ان تحضرھا الخ سب سوالات کے جوابات مشروح اور مدلل ہوالہ کتب تحریر فرما کر مطمئن فرما میں۔ خاکسار حنفی امام الدین

(جواب ۲۵۳) حضرت علیؑ کے قول میں لفظ مصر موجود تھا اور اشترط مصر میں یہی قول حنفیہ کا ماخذ ہے مصر اگرچہ عرف میں معروف اور معلوم المراد لفظ تھا مگر فقہائے حنفیہ نے اس کی تعریف بیان کی ہے

اور قرین مختلف بہر قول میں ہو میں اس کے قیمن مراد میں اختلاف ہو کیا چونکہ بعض قرینیں ایسی بھی تھیں جو قصبہ اور قریہ یہ وہ پر صادق آتی تھیں اس سے فقہاء نے قصبات و قریات کبیرہ کو مصر میں داخل کر دیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مصر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ کو شرعاً تین چیزیں قرار دیکر تینوں میں جمعہ جائز قرار دیا۔ مطلب یہ تھا کہ چونکہ مصر کی تعریف قصبات و قریات یہ وہ پر صادق آتی اس لئے یہ تینوں شرعاً مصر قرار پائے اور جمعہ کے جواز کا حکم دیا گیا۔

ب یہ بات کہ حنفیہ کا اصل مذہب کیا ہے تو یہ بات صاف صاف ہے کہ اصل مذہب جو متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ جمعہ کے لئے مصر شرط ہے جس جو مقام کہ مصر قرار پائے گا وہاں جمعہ جائز ہوگا (خواہ وہ عرف میں شہر کہلاتا ہو یا قصبہ یا بڑا گاؤں) مصر کی کوئی تعریف معتبر ہے تو معتبر تعریف تو یہی ہے جو امام ابو حنیفہ سے باختلاف عبارت منقول ہے اگرچہ بہت سے متاخرین نے مالا یسبع اکبر مساحدہ اہلندہ کو اختیار کیا ہے مصر کی شرط بے شک حنفی ہے لیکن حنفیہ کے اصل مذہب میں مصر کا شرط ہونا ظنی نہیں ہے اور ایک ظنی حیثیت حنفی ہونے کے اس کا انکار نہیں کر سکتا حضرت شاہ ولی اللہ فریغ میں مذہب حنفیہ کے قبیح تھے لیکن چونکہ وہ ایک قبح اور محقق عالم تھے اس لئے انہوں نے چند مسائل میں حنفی مذہب کے خلاف ہی ضرر رائے کیا ہے اسی طرح مولانا بحر العلوم سے چند مسائل میں حنفیہ کا خلاف کرنا منقول ہے ان بزرگوں کے قول کا یہ مطلب ہے کہ شرط مصر ہمارے نزدیک ضروری نہیں اگرچہ حنفی مذہب اس کے شرط طاعت ہے نہ شرط تہاتر ہے یہ مطلب نہیں کہ حنفیہ کے مذہب میں مصر شرط نہیں ہے (۲)

پس اگر کوئی حضرت شاہ ولی اللہ کے اس قول کے موافق عمل کرے یا فتویٰ دے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اس مسئلے میں اپنے امام کی تقلید چھوڑ کر شاہ ولی اللہ صاحب یا مولانا بحر العلوم کی تقلید کی ان دونوں بزرگوں نے اس میں اگر حنفیہ کے اصل مذہب سے بدول کیا تو حنفی ہونے سے نہ نکلیں گے کیونکہ ان کا تبحر اور درجہ تحقیق بہت اعلیٰ ہے۔

حدیث الجمعة واحدة علی کل قریة مجھے اس کی سند اور مرفوع یا موقوف ہونے کا علم نہیں گاؤں میں (جس پر مصر کی کوئی تعریف صادق آتی ہو) جمعہ پڑھنے والوں کو غیہ مقصد نہیں کہ جاسکتا زیادہ سے زیادہ ان کے فعل و مرجوح کہا جاسکتا ہے چونکہ ایسے گاؤں کے مصر ہونے نہ ہونے میں

(۱) (الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید)

(۲) (بدر ط لصاحب سعید دار المصنوع الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید)

(۳) (نقیرت نے حدیث الجمعة اجماعی علی کل قریة کے بارے میں وقفیات میں بھی اشارہ فرمائی ہے اور ضعیف حدیث الحدیث مع ضعف رواۃ منقطع ایضاً فلا یسھض لا یتجلیح بہ دس دار فطی باب الجمعة علی اہل القریہ ص ۷ ط دار نشر الکتاب الاسلامی لاہور) اس طرح سب سے زیادہ اہل حدیث میں سے الحدیث من عبد اللہ متروک و معاویۃ بن یحییٰ ضعیف ولا یصح ہذا ان الزہری وقد روی فی ہذا باب حدیث فی الخمس لا یصح اسدہ ۲ ۱۷۹ ط سبر السیۃ بیرون بوہر گیس اعلنان)

اختلاف ہے اس لئے جمعہ پڑھنے والے اور نفل پڑھنے والے دونوں مافوق ہیں دوسرے کی تنسیخ یا تنسیق نہیں کر سکتے ہاں ہر ایک اپنے فعل کو رائج و ردو سے فعل کو مرجوح ثابت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے نفسانیت امر مفتی ہے اس کا الزام کوئی دوسرے پر نہیں لگا سکتا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ بدرمہ امینیہ دہلی

تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھاؤنی والی جگہ جمعہ

(سوال) کسولی ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس مسجد میں نماز جمعہ کا مل اجر و ثواب کے ساتھ ہو سکتی ہے؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایک بستی میں ایک سے زائد مساجد ہوں تب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکتی ہے ورنہ نہیں اگر یہ خیال صحیح ہے تو کیا جمعہ کے دن نماز تھہر کی ادائیگی پر اکتفا کر لینا چاہیے؟

(جواب ۳۵۴) جمعہ کے جواز کے لئے یہ ضروری نہیں کہ متعدد مساجد ہوں جب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکے بستی پر مصر کی تعریف صادق آتی چاہیے کسولی اپنی تعداد آبادی اور فوجی چھاؤنی ہونے کے لحاظ سے اس کی قابلیت رکھتی ہے کہ اس میں نماز جمعہ پورے ثواب کے استحقاق کے ساتھ ادا ہو لہذا اس میں جمعہ کی نماز جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد کے قریب جماعت خانہ بنانا

(سوال) ایک قصبہ میں زمانہ قدیم سے سب اہل اسلام ایک مسجد میں نماز جمعہ پڑھتے تھے چند دنوں سے ایک فرقہ ذاکرین کا آیت انہوں نے ایک جگہ ڈسرو شخص اور حلقے کے لئے مقرر کی ہے وہ زاویہ بنتے ہیں یہ لوگ مسجد قدیم میں جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں آتے بلکہ اسی زاویہ میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ان کے اس فعل سے مسجد کی جماعت میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے آئندہ عید کی نماز بھی وہ لوگ اسی زاویہ میں ادا کریں گے مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے وہ وگ زاویہ میں ہمیشہ جماعت کرتے ہیں آیا ان لوگوں کی نماز جمعہ و عید وغیرہ اس جگہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ادا ہو سکتی ہے تو ثواب مسجد و جماعت سے محروم ہوئے یا نہیں؟ اور جب کہ مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے انہوں نے یہ فعل کیا ہے تو ان کے زاویہ پر احکام مسجد ضرار کے عائد ہوں گے یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۳۵۵) اگر ان کے اقرار یہ قانون قویہ معتبر ہو تو ان کی یہ نیت ثابت ہو جائے کہ مسجد کی

جماعت کم کرنے کے لئے انہوں نے یہ فعل اختیار کیا ہے تو ان کی جماعت پر حرام ہونے کا حکم کیا جائے گا اور اگر اس نیت کا ثبوت کافی طور پر موجود نہ ہو تو بصورت واقع میں اس نیت کے ہونے سے جماعت تحریمی لازم ہے اور اگر نیت مذکورہ نہ ہو تو نہیں البتہ زاویہ میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب بہر صورت نہ ملے گا اسی طرح اگر جماعت قلیلہ سے نماز پڑھیں تو جماعت کثیرہ کے ثواب سے محروم رہیں گے تقفیل جماعت مذکورہ تحریمی ہے تاخیر عشا نصف لیل پر مکروہ تحریمی اسی وجہ سے ہے۔ فان اخروها الی صراط علی الصف کرہ لتفیل الحساعة (درمختار) قوله کرہ ای تحریما (رد المحتار) ۱ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

### قلم کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم

(سوال) ملک برہما میں شہر مانڈے سے ۳۲ میل کے فاصلے پر ایک قصبہ چوکسی نام کا ہے اس قصبہ سے تین چار میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جس کا نام لیمپان ہے گاؤں اور قصبہ کے پچ میں حیت اور جنگل ہیں اس گاؤں میں کافر سرکاری طرف سے ایک نائب ہے جسے برہمن زبان میں تجی کہتے ہیں وہ مسلمان ہے اور ایک عالم ہے ابودی مسلم وغیرہ مسم چودہ سو نفوس ہیں اس گاؤں میں ایک مسجد ہے جس کی لمبائی ۳۰ ہاتھ اور چوڑائی ۲۴ ہاتھ ہے وہاں پر مہمانے سے جمعہ ہوتا ہے اب یہ چرچا ہوا کہ مذہب حنفی میں گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب دوسرے ہو گئے ہیں ایک مکروہ جو ترک جمعہ کا قائل ہے اپنی دلیل میں بھستری کوہ ص ۹۲ اور فتویٰ عالمگیری ص ۲۰۴ اور فتویٰ امدادیہ جلد اول ص ۹۰ اور قلمہ فتاویٰ امدادیہ جلد اول ص ۳۲ اور ترجیح لراجہ حصہ دوم ص ۱۱۱ کے حوالے پیش کرتا ہے آپ کے نائب مشتق صاحب نے فرمایا ہے کہ ”اگرچہ چھوٹے گاؤں میں موافق مذہب حنفی کے جمعہ نہیں ہوتا ہے لیکن جس گاؤں میں قدیم سے جمعہ قائم ہو تو روکنا نہیں چاہیے اپنے مذہب کی پابندی سے اور روک دینا سے مفاسد عظیمہ میں پڑ جانے کا خوف و خطر لظن غالب ہوتا ہے لہذا اس ضرورت کی وجہ سے اپنے مذہب کی پابندیوں کو چھوڑ دینا جائز ہے۔ ہاں نہ پڑھنے والوں پر معترض بھی نہ ہونا چاہیے“ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا ہے مگر روکنا نہیں چاہیے نہ روکنے کی صورت میں جو وہ جمعہ پڑھیں گے ان کا فرض ادا ہو جائے گا یا نہیں اگر نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟

جس جگہ نماز جمعہ فرض نہیں ہے وہاں جمعہ پڑھنے سے اپنے مذہب کے لحاظ سے چند کمزور بات کا ارتکاب لازم آتا ہے اول نفس کی جماعت۔ دوم تواقل تمہار میں جہر سوم غیر لازم کا التماس چہارم تاک

بہت فرس طرح پیغم کر کوئی نہ پڑتے تو ترک فرینہ کہ حرام اور فسق ہے! یہ تو جروا  
المستفتی نمبر ۱۱۱۱۱۱ صاحب موضع نڈ لوکانوں ضلع چوکسی۔

۲۴ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۶) گاؤں میں جمعہ کا کھینچ ہونا نہ ہونا مجتہدین میں مختلف فیہ ہے حنفیہ کے نزدیک جواز جمعہ  
کے لئے مصر ہونا شرط ہے لیکن مصر کی قریف میں ختاف عظیم ہے تاہم جس مقام میں کہ زمانہ قدیم  
سے جمعہ قائم ہے وہاں جمعہ کو ترک کرانے میں جو مفسد ہیں وہ ان مفسد سے بدرجہا زیادہ سخت ہیں جو  
سائل نے جمعہ پڑھنے کی صورت میں ذکر کئے ہیں جو لوگ جمعہ کو جائز سمجھ کر جمعہ پڑھتے ہیں ان کا فرض  
وہو جاتا ہے نفل کی جماعت یا جہر قرات نفل نہایت ترک فرض لازم نہیں آتا۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا

(۲) فنائے مصر کی تعریف

(سوال) (۱) وجہ تنگی مسجد کسی شخص کے مملوک مکان میں کہ جس میں تمام مسلمان بداروک ٹوک  
آسکیں اور فراخ ہو جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) فنائے مصر کس کو کہتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۵ محمد لائل پوری دیوبندی (ضلع لدھیانہ)

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۴ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۷) ہاں مکان میں بھی جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے جب کہ کسی کی روک ٹوک نہ ہو مگر ہمیشہ  
مکان میں ہی نماز قائم کرنا اور مسجد کو معطل کرنا نہیں چاہیے (۱)

(۲) فنائے مصر وہ مقام ہے جو شہر سے باہر مگر متصل ہو اور شہر کی بعض ضروریات اس مقام سے بہم پہنچتی  
ہوں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) گاؤں میں فتنہ کے خوف کی وجہ سے جمعہ جاری رکھنے کا دستور ہے یہ قول تابع ورافی کے پرچم ہے کیونکہ تمام کتب میں عدم جواز  
یہ تصریح کی گئی ہے اس کے علاوہ قاری موصوفہ ص ۱۰۰ فتاویٰ ۲۶۶ ختم الفتاویٰ حسن اعتقاد ص ۱۰۰ فتاویٰ دار  
العلوم دیوبند ص ۱۹۹ میں بھی عدم جواز یہ اتفاق ہے بعد ازاں اس کے مسائل جمعہ کی تحریر کے بارے میں حضرت ذہبی  
رحمہ اللہ ص ۳۸۹ میں نمونے کے تحت فرماتے ہیں: وتقع فرصا فی المناسبات والقری الکسرة  
سی فیہا اسواق الحج (الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ سعید) وفي الحواضر لوصلو فی القری لرمہم اداء  
لظہر الحج (رد المحتار ج ۲ ۱۳۸ سعید) وفي الدر المختار صلوۃ العید فی القری مکروہ تحریمًا الحج  
وفي السامة ومثل الجمعة باب الجمعة ۲ ۱۵۲ ط سعید (۲) والسابع الاذن العدم وهو يحصل بفتح ابواب  
الجمع ليواردین الحج (الدر المختار ج ۲ ۱۵۲ سعید) (۳) وشرط صحیح لمصر وفاء وهو ما اتصل به  
لاحق مصالحہ کدف المونی وورکش لحیل الحج (الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)



گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سما سکیں، جمعہ کا حکم

(سوال) گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے گناہ نہ ہو تو نہیں آتا اور نہ اس کے ذمہ سے ساقط ہوتی ہے یا نہیں؟ اور جو مصری تہذیب شرعیہ میں لکھی ہے معتبر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۴ عبد العزیز بن حسین پور ڈاکخانہ طاب پور۔ ضلع جالندھر

۱۵ شوال ۱۳۵۲ھ ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۵۸) اے آپ! موضع میں جو جمعہ جاری ہے اور متعدد مسجد متین، وہ یہاں سے مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکلف باجموعہ اشخاص نہ سما سکیں تو وہاں جمعہ پڑھتے رہتے ہیں مضائقہ نہیں اور فرض نہ ذمہ سے ساقط ہو جائے گا شرع و قایہ کی یہ تہذیب قابل تمسک ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له

جس گاؤں میں سویرے سے جمعہ ہوتا ہو

(سوال) ایک گاؤں جس کے اندر رؤیت سہلہ ہندو مسلمانوں کے ہیں چند چھوٹی چھوٹی گائیں مری مساہ کی ہیں بازار اس گاؤں کے تین میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں پر قریب ایک سو برس سے جمعہ پڑھا جاتا ہے لیکن ایک مولوی صاحب آکر ہم دھرم و دھوٹ و حدیث و مسئلہ سے سمجھا کر گاؤں میں مطلق جمعہ لگانی مذہب میں جائز نہیں اب ہاں میں ایک جماعت جمعہ پڑھتے ہیں اور ایک جماعت ظہر پڑھتے ہیں یہ دونوں جماعتیں جمعہ پڑھتی ہیں لیکن کربزرگ صاحب کے یہ کہنے پر کہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب جو جمعیت عامہ ہند کے صدر ہیں اور تمام مسلمان آپ کو بزرگ عالم مانتے ہیں سرورہ اجازت دیدیں گاؤں میں جمعہ پڑھنے کی تو ہم سب متفق ہوں گے۔

المستفتی نمبر ۱۵۵ امجد النبی صاحب محلہ سر دھاپور ڈکخانہ خورہ ضلع پوری۔

۲۵ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۵۹) اے آپ! یہ سویرے سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے تو اسے بند نہ کرنا چاہیے کہ اس کی بندش میں دوسرے فتنے، فسادات، فساد شریعت ہو جائے جو لوگ نہ پڑھیں ان پر بھی اعتراض اور طعن نہ کرنا چاہیے وہ اپنی ذمہ داری نماز پڑھ لیا کریں اور جو جمعہ پڑھیں وہ جمعہ پڑھ لیا کریں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له

۱۔ و عند البعض موضع د جمع ہند فی اکثر مساحدہ ہم مسیحیہ و حصار لمصنف ہذا بقول دہ لا یسع کد مساحدہ ہند مصر و مساحدہ ہند بقول دہ لا یسع الاون بقول الوسی فی حکم بطرح (سورج بوندہ باب الجمعة ۱۹۸/۱ ط سعید)

۲۔ و اسسید لدیما فی الحسن علی لحدیثی ان کسائی العاد اذا صنوا الفجر عند طلوع الشمس لا یسعون لایم الا معرو ترکوا اصلا رد وہا مع محویر ہیں الحدیث لہا اوی من ترکہا اصلا الح رد مسعودی ۱۷۱/۲ ط سعید

## چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) اس جگہ ہمارے قریب تحصیل گوبد جو کہ ایک معقول قصبہ ہے دو مسجدیں ہیں اور دونوں میں نماز جمعہ ہوتی ہے ہر دو امام صاحب یہاں ایک مصنوعی مزار کے پجاری ہیں اور اس کی آمدنی سے مزار اوقات کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں حوائفوں کا کھانا بھی بڑی خوشی و دلچسپی سے نوش فرماتے ہیں اور ناچ رنگ تہنیزی سے بھی قطعی پرہیز نہیں اور خود اپنی تقریروں میں بھی طوائفوں کو بلاتے ہیں اور آتش بازی بھی استعمال کرتے ہیں۔ تھوڑے نمازیں ایک مسجد میں تقریباً آٹھ دس نمازی دوسری میں پندرہ بیس نمازی جمعہ میں شرکت کرتے ہیں نمازی سب کے سب بے علم ہیں اور امام صاحب بھی تقریباً ایسے ہی ہیں کیا ان صورتوں کے ہوتے ہوئے نماز جمعہ ادا کریں یا ظہر؟ نیز بندہ اپنے پورے فضل پور میں رہتا ہے جہاں ہم صرف پانچ مسلم آباد ہیں صرف دو گھروں کے، مگر جمعہ کے دن اور عید کے دن ارد گرد کے مسلم صاحبان و جد ہونے مسجد کے جمع ہو جاتے ہیں کیا ہم نماز جمعہ اور عید ادا کریں یا نہیں؟ اور ہماری عید میں پانچوں وقت نماز کے لئے اذان ہوتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۰ محمد عبدالحمید زمیندار فیاض پورہ ریوے اسٹیشن۔ گوبد روڈ۔ ریاست ویدار

۳۰ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۵ فروری ۱۹۳۲ء

(جواب ۳۶۰) ایسی صورت میں اگر ان اماموں کی جگہ کوئی اور بہتر اور متدین اور مسائل سے واقف شخص کو امام مقرر نہیں کیا جاسکتا تو آپ کے لئے بہتر ہے کہ اپنے گاؤں میں نماز ظہر یا جمعہ ادا کریں۔ اگر آپ کو گاؤں بہت چھوٹے اور جمعہ پڑھنے کے قابل نہیں ہے، محمد کفایت ندکان اللہ۔

## بستی والوں کا شہر جا کر جمعہ پڑھنا

(سوال) ہمارے گاؤں سے کوئی شہر یا قصبہ سات کوس سے کم نہیں اس لئے جمعہ کی نماز سے محروم رہتے ہیں گاؤں سے دو کوس فائدہ پر ایک اوسط درجے کی بستی ہے وہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اس میں دو مسجدیں ہیں ایک شیعوں کی دوسری سنیوں کی گاؤں میں صرف ایک آدھ مکان پر کچھ پنڈت مل جاتا ہے اور ایک ناکھل سی دکان پنساری کی بھی ہے مسجدی یا سنی وغیرہ کو کوئی دکان نہیں برست ڈھانی کوس پر ہے۔ وہاں بھی جمعہ کی نماز ہوتی ہے برست میں پنڈت ساتھ مسجدیں ہیں مگر سب شیعوں کی ہیں انہوں نے ایک مسجد سنیوں کو دی ہوئی ہے ان میں جمعہ ہوتا ہے اور جب چاہتے ہیں پھین لیتے ہیں دوسری کوس پر ہے یہاں مگر برست میں سوائے سنی کے ضروریات کی سب چیزیں ملتی ہیں اور آبادی دونوں سنیوں کی تقریباً بیس ہے کیا ہم ان دونوں سنیوں میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۹ شہباز خان سب سپر پولیس موضع رڑھی بیر ڈاکخانہ گھروندہ ضلع کرنال

۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۱) ان دونوں مقاموں میں سے کسی ایک جگہ جا کر جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہوں

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھتے

(سوال) اگر الوداع کو وجہ کثرت آدمیوں کے جمعہ کی نماز عید گاہ یا حدود شہر میں اور جگہ پڑھی جائے جامع مسجد کو چھوڑ کر کیا یہ جائز ہے؟ اور ثواب میں کمی تو نہیں ہوگی؟ اس جگہ دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو جامع مسجد کو چھوڑنا دوسرے ثواب وغیرہ میں کمی مہربانی فرما کر اپنی رائے بیان نہ کریں بلکہ کتاب کا حوالہ دیں بالآخر کتابوں میں یہ جزئی موجود نہ ہو تو پھر اپنی رائے پیش فرما سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲ مولوی محمد عبدلطیف جامع مسجد سرگودھا۔ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۶ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۲) کوئی جزئی نہیں دیکھی۔ مگر مسجد کو چھوڑنا منسب نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو

(سوال) ہمارے گاؤں جس میں تقریباً ایک سو ساٹھ گھر ہوں گے اور باغ مرد و ستون ہیں دو مسجدیں ہیں جمعہ پہلے سے جاری ہے تقریباً تین ساڑھے تین صفیں نمازیوں کی ہو جاتی ہیں اب ایک ماہ سے ایک مولوی صاحب نے آکر جمعہ بند کر دیا ہے اس دن سے ظہر کی ڈان بھی سنائی نہیں دیتی کیونکہ ہمارے امام صاحب اور چند آدمی ڈوان میں جمعہ پڑھنے چلے جاتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۳۵۳ نذر محمد (ضلع جلم)۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۵ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۳) اس مقام پر پہلے سے جمعہ قائم تھا تو اب اس کو بند کرنا نہیں چاہیے جمعہ کی نماز بدستور

پڑھتے رہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ و نفع فرصا فی القصص والقری لکیرۃ فی فیہا سواہی لح۔ رد المحتار۔ باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید۔

۲۔ و نو دی فی مصر و حد بمواضع کسرة مطلقا علی المذهب و علیہ الفتوی (السویر مع شرحہ باب الجمعة

۲ ۱۴۴ ط سعید) و شرط لصحتها سعة شيء الاول، المصر الخ، اندر المحتار، باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید۔

۳۔ واستشهد له بما فی اسحس عن سحرانی ان کسانی العوم ادا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یمعون

لاہم ادا معوا برکوها اصلا و وہ مع سحریر هل احدث بها اولی من ترکها اصلا الخ (رد المحتار باب

لجمعة ۲ ۱۷۱ ط سعید)

ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط اظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ہندوستان میں غیر مسلم حکومت کی وجہ سے جمعہ فرض نہیں دلائل کے طور پر کہتے ہیں کہ شہر کے اندر قاضی یا مفتی کا ہونا ضروری ہے جو شرعی حدود جاری رکھ سکتا ہو اور ہندوستان میں شرعی سزا نہیں دی جاسکتی اس لئے جمعہ فرض نہیں اور اس صورت میں چار رکعتیں نماز ظہر ضروری پڑھنی چاہئیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۲ مؤذن صاحب گوروالی مسجد دہلی۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۸ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۴) ہندوستان میں جمعہ کا فرض نہ ہونا صحیح نہیں جن شرائط کی بنا پر فرضیت جمعہ میں شک کیا جاتا ہے ان کا فیصلہ محققین فقہ کرچے ہیں اور جب کہ فرضیت جمعہ رائج ہے، تو احتیاط اظہر کی ضرورت نہیں ہے جمعہ بھی پڑھنا اور پھر احتیاطی ظہر بھی پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اور عام طور پر عقیدے سے نوبکار نامے اس لئے اس نماز کو روانہ دینا اور عوام کو تحیم دینا کہ احتیاطی نہ پڑھیں درست نہیں۔  
فقط 'محمد کفایت اللہ کان اللہ'۔

جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو

(سوال) ایک بستی میں ہمیشہ سے لوگ جمعہ پڑھتے ہیں اب ایک مولوی صاحب بند کرنا چاہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس سب گجرات میں چھوٹی چھوٹی بستیاں ہندوؤں کی بسائی ہوئی ہیں اور ان میں پانچ یا سات گھر مسلمانوں کے ہوں وہاں جمعہ شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۴ وی بی ٹیل (ضلع بھروچ) ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۵) جن بستیوں میں قدیم سے جمعہ پڑھا جاتا ہے اور جمعہ چھوڑانے سے لوگ نماز پڑھنے سے بھی چھوڑ دیتے ہیں ایسی بستیوں میں جمعہ پڑھنا چاہیے تاکہ اسلام کی رونق اور شوکت قائم رہے اور جو لوگ ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے وہ نہ پڑھیں ان سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیے پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں ہیں اور نہ پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں آپس میں اختلاف اور فتنہ و فساد پیدا کرنا حرام ہے ہاں جن چھوٹے گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے وہاں قائم نہ کریں اور جہاں پہلے سے قائم تھا پھر چھوڑ دیا اور اس کی وجہ سے لوگوں نے نماز جمعہ چھوڑ دی وہاں پھر شروع کر دیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ فیو ایلاہ کفار بحور المسلمین و فیہ الجمعة و عصر القدسی فاصبا مقرا صی المسلمین (رد المحتار باب الجمعة ۱۴۴ ص ۱۴۴) وفي اسحر رد فست مرار لعدم صلاة لارب بعدد سبة آخر ظہر خوف اعتماد عدم فرضہ الجمعة وهو الاحيط في رد المحتار باب الجمعة ۲ ص ۱۳۷ ص ۱۳۷  
۲۔ واستشهد له بما في الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم من تركها اصلاً الح (رد المحتار باب الجمعة ۳ ص ۱۷۱ طبع سعيد)

## ڈھانکی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) ضلع مظفر نگر میں ایک جگہ پھلت ہے جس کی موجودہ حالت حسب ذیل ہے کل تعداد آٹیس سو آدمیوں کی ہے اشیائے ضروریہ دستیاب ہو جاتی ہیں چھ دکانیں پرچون کی ہیں دو بزاز کی دو عصار کی تین درزی کی۔ پانچ چھ دکانیں اور متفرق ہیں دس کپڑہ دکانیں قصاویں کی ہیں پانچ چھ حکیم ہیں حافظ پندرہ ٹیس کے قریب ہیں 'موٹوی پندرہ ٹیس کے قریب ہیں ایک بازار ہفتہ وار تین بیٹھے ہوتی ہے چار مسجدیں ہیں ایک ان میں سے جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے یہ مسجد پہلے چھوٹی تھی لیکن جمعہ ہوتا تھا اور اس مسجد کی دوبارہ تعمیر کی بنیاد حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمائی ہے جو بڑے پیمانے پر تیار ہے ایک مدرسہ اسلامیہ ہے جو فیض الاسلام کے نام سے موسوم ہے جفت فروشوں کوئی دکان نہیں ہے اور تھانہ ناگنہ شفا خانہ مدرسہ سرکاری ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے پھلت میں ایک عرصہ سے جمعہ قائم ہے جس کی ابتدا معلوم نہیں ہے ایک صاحب مسمیٰ حافظ احمد صاحب جن کی عمر پور اسی سال ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ہوش سے یہاں جمعہ ہوتا دیکھ رہا ہوں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ اور حضرت مولانا شاہ اہل مدرسہ اللہ علیہ ان دونوں حضرات کی پیدائش پھلت کی ہے اور حضرت شاہ اہل مدرسہ کا تو قیوم ہمیشہ پھلت میں ہی رہا ہے حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی چونکہ یہاں قریب آدھار ہفت کا سلسلہ ضرور رہا ہوگا اس سے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا اور اس زمانے کی آبادی کا حال کچھ معلوم نہیں حضرت مولانا شاہ محمد عاشق صاحب و حضرت مولانا شاہ محمد قاسم و حضرت مولانا شاہ محمد حسین اللہ صاحب یہ تینوں حضرات بھی پھلت کے ہیں اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا حضرت مولانا نواب قطب الدین خاں دہلوی حضرت مولانا وحید الدین چلتی مولانا محمد صاحب پھلتی مولانا عبد القیوم پھلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا محمد یوب چلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا عبد الرب چلتی مولانا عبد العادل چلتی مولانا محمد یحییٰ چلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا فیض احمد چلتی مولانا محمود احمد چلتی مولانا محمد فیض چلتی مولانا محمد قمر نانوتوی مولانا محمد یعقوب نانوتوی شیخ اللہ مولانا محمود الحسن دیوبند کی رہنمائی سے یہاں جمعہ پڑھا ہے اشد قریب جواری کی بستیوں کے آدمی پھلت میں آکر جمعہ و عیدین پڑھتے ہیں اور اشد دیہات میں مسجد بھی نہیں ہیں اور وہاں کے مسلمان کفار کی رعایا رہتے ہیں جو حضرات یہاں پر جمعہ پڑھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں بہت سے علماء نے جمعہ پڑھا ہے جن کے اسمائے گرامی و پردہ رتی ہیں ان کے فعل ہمارے لئے سند ہے اگر ناجائز ہوتا تو یہ حضرات کیوں پڑھتے اور اس سے یہ کہ جس جگہ ایک مدرسہ سے جمعہ ہو رہا ہو اس میں نہیں کرنا چاہیے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جب تیس سال تک نمازیں تھیں اور مسلمان حاکموں نے روکا نہیں تو اب کسی شخص کو روکنے کا اختیار نہیں ہے جو صاحب یہاں جمعہ نہیں پڑھتے وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک کواں میں جمعہ درست نہیں اور

پھلت بھی گاؤں ہی ہے چونکہ آبادی تھوڑی ہے علیٰ ہذا القیاس بازار جس میں کل تیرہ دکانیں ہیں اور ایک بستی جس میں تین ہزار آدمیوں سے کم ہوں اور بازار بھی نہ ہوں وہاں جمعہ درست نہیں ہے بہت بہت علماء کی تحریرات سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے ذیل میں بعض علماء کی تحریرات نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے جو فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم میں مرقوم ہے وہ ہندوہ جس موضع میں دو ہزار آدمی ہندو مسلمان ہوں اس جگہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جمعہ ادا نہیں ہوتا ہے الخ حضرت مولانا سبزواری رحمہ اللہ مرقدہ مفتی دار العلوم دیوبند نے ایک استفتاء کے جواب میں ارقام فرمایا ہے وہ استفتاء کے جواب ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ استفتاء جس آبادی میں مسجد نہ ہو وہاں جمعہ درست ہے یا نہیں؟<sup>۱۹</sup> الجواب۔ اگر وہ بستی بڑی ہو مثلاً قصبہ یا بڑا قریہ ہو کہ تین چار ہزار آدمی وہاں آباد ہوں اور بازار ہوں تو اگرچہ وہاں مسجد نہ ہو جمعہ صحیح ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے بھستی گوبر میں تحریر فرمایا ہے ”مصر یعنی شہر یا قصبہ پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں ہے۔ البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے“ حضرت مولانا فیاض احمد صاحب مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے ایک سوال کے جواب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ ”قصبے کی آبادی تین چار ہزار ہوتی ہے“ اور یہ کہنا کہ علماء کا فعل ہمارے لئے سند ہے غلط ہے کیونکہ کسی عالم کا فعل حجت شرعی نہیں ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جس جگہ ایک حصہ سے جمعہ ہو رہا ہے اسے ہند کرنا نہیں چاہیے ضرور ہند کرنا چاہیے اگر اس میں فی الحال شریعت صحت جمعہ مفتوحہ ہوں یعنی وہ چھوٹا گاؤں ہو اب چونکہ وہ محل اقامت جمعہ نہیں ہے اور ایسی جگہ جمعہ پڑھنے والے فقہائے کرام و مجتہدین صدام مکروہ تحریمی فرماتے ہیں یہ امر دریافت طلب ہے کہ مقام مذکور میں مناسبات موجودہ نماز جمعہ و اعیاد عند اختلاف جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۵۰ حافظہ قائم (پھلت) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۶) (از مفتی نسیم) پھلت کی یہ حیثیت جو سوال میں مذکور ہے اس کو قریہ کبیرہ ہندینہ کے لئے کافی ہے اس سے اس میں اقامت جمعہ جائز ہے بالخصوص حصہ دراز کا قائم شدہ جمعہ ہند کرنا مناسبتیہ کا موجب ہے اس لئے اس کو ہند کرنا صحاح شریعہ کے منافی ہے الحمد کفایت اللہ کان اللہ (جواب) (از نائب مفتی صاحب) موضع پھلت میں جمعہ کی نماز پڑھنی بنا بر فتویٰ متاخرین فقہائے حنفیہ کے جائز ہے کیونکہ جو تعریف منہ کی متاخرین فقہائے حنفیہ نے کی ہے اور معنی یہ بھی اکثر فقہائے نزدیک قریف ہے۔ المصور وهو مالا یسع اکر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا وعلیہ فتویٰ اکثر الفقہاء (مجتبی) لطہور التواشی فی الاحکام، تصویر الابصار و در مختار علی

(۱) وفتح فرما فی الفصا و الفری الکبیرۃ الی فیہا اسواق الخ، رد المحتار، حصہ ۲، ۱۳۸ ط سعید  
(۲) (باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید)

ہامش رد المحتار ج اول ص ۵۸۹ تو اس قریف مذکور کی یہ ہستی پھلت بھر مصداق ہے اور اگر بالفرض مصداق نہ بھی ہو تو قدیمی جمعہ واحد قائم شدہ کو روکنا نہیں چاہیے۔  
حبیب المرسلین عنہ

تیس گھروں والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) موضع امو کونہ جس کی آبادی میں چونتیس گھر اور اکاون مرد مکلف تھے ہیں ایسا موضع ہے یا پور کہ موضع امو کونہ سے تخمیناً سو ہاتھ فاصلے پر ہے اس میں تیس گھر ہیں اور ستاون مرد مکلف تھے ہیں ان سب آدمیوں کا پیشہ کاشتکاری ہے اور موسم برسات میں ہر موضع کے چاروں طرف پانی سے سیلاب ہو جاتا ہے جو بدولت کستی کے آمد و رفت دشوار ہے ہر موضع کے چاروں طرف زراعت اور تین طرف ندی بھی ہے اور دونوں موضعوں کے درمیان جو فاصلہ ہے چراگاہ ہے موسم برسات میں وہ بھی دوڑھانی ہاتھ پانی نیچے پڑتا ہے اس آبادی میں کوئی بازار وغیرہ نہیں ہے اب علی الاغراض دونوں موضعوں میں جمعہ قائم کرنا اور درمیان کی چراگاہ میں علی الاجمال مید گاہ کے نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۰۹ چودھری محمد صفدر (ضلع سہل) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۱۲ ستمبر ۱۹۳۳ء (جواب ۳۶۷) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے لیکن اگر قدیم الایم سے ان میں جمعہ قائم ہو تو اسے بند بھی نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق جمعہ ہو جاتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کا لہ

جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) اس جواب حضرت والہ کی جس عبارت کا مطلب پوری طور پر سمجھ میں نہیں آیا اس کے متعلق عرض ہے (۱) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز (حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے) عبارت مذکورہ افہام ناقصہ کے نزدیک معنی کے محتمل ہے اول یہ کہ ان مواضع میں اگر پہلے سے جمعہ قائم نہ ہو اب تو حنفی مذہب کے موافق اب جدید طور پر قائم نہ کرنا چاہیے (پھر فقط نہ کرنا چاہیے کا مطلب مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی ہے یا حرام و نادرست)

دوسرے یہ کہ ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق پڑھنا ہی نہیں چاہیے لیکن اگر پہلے سے وہاں قائم رہا ہو اب یہ عدم صحت جمعہ فی القری کے ترک کرنا چاہیے (اس کا مطلب ترک افضل ہے یا واجب یا فرض)

اگر پہلے احتمال کو موضع مذکورہ میں نیا طور پر قائم نہ کرنا اور قدیم الایم سے جسے آٹ والی نماز کو قائم رہنے دینا یہ حکم حنفی مذہب کے موافق ہے یا حنفی مذہب میں قدیم و جدید کا فرق نہیں رکھا گیا دوسرے احتمال مراد ہو تو اس حالت میں عبارت کے الفاظ سے وہ معنی صاف طور پر سمجھ میں نہیں آتا

(۲) ”لیکن اگر قدیم الایم سے“ ”تو اسے بند نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق ہو جاتا ہے“ اس حالت میں اگر جمعہ کو قائم رکھا جائے تو ایک حنفی کے لئے اپنے مذہب کے موافق فرض ظہر ادا کرنا چاہیے یا نہیں؟ المسئلتی نمبر ۶۱۰ محمد زاہد الرحمن (ضلع سلسٹ)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۴ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۸) حنفی مذہب کے موافق قری یعنی ایسات میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا اس لئے اگر کسی گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے تو وہاں جمعہ قائم نہ کرنا چاہئے کیونکہ حنفی مذہب کے موافق اس میں جمعہ صحیح نہ ہو گا اور فرض ظہر جمعہ پڑھنے سے ساقط نہ ہو گا لیکن اگر وہاں قدیم الایم سے جمعہ قائم ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ اسلامی حکومت میں بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہوا تھا تو حنفی مذہب کی رو سے بھی وہاں جمعہ صحیح ہوتا ہے اس سے بند کرنا درست نہیں یا یہ کہ بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہوا تھا تب نہیں یا یہ معصوم ہے کہ مسلمانوں نے خود قائم کیا تھا مگر ایک زمانہ درازت پڑھا جاتا ہے اس صورت میں حنفی مذہب کے اصول کے موافق تو اسے بند کرنا چاہیے یعنی بند کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ عرصہ دراز کے قائم شدہ جمعہ کو بند کر دینے میں جو فتنے اور مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان کے حائل سے اس مسئلے میں حنفیہ کو شوائع کے مذہب پر عمل کر لینا جائز ہے اور جب کہ وہ شوائع کے مذہب پر عمل کرے جمعہ پڑھیں گے تو پھر ظہر ساقط نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور مفاسد لازمہ عمل مذہب الغیر کے لئے وجہ جواز ہیں۔

فقہ محمد کفایت اللہ کان اللہ له

کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں مصر کی مفتی بہ تعریف

(سوال) جمعہ کے لئے جو مصر کی شرط ہے فقہائے تومسہ کی مختلف تقریبات میں مصر کی معتبر اور محقق تعریف تحریر فرمائیں مصر کی تعریف متحرر ہونے کے بعد یہ چیز بھی قابل دریافت ہے کہ مصر کے رہنے والے سب کے سب یا اکثر مسلمان لوگ ہوں یا مثلاً ایک شہر ایسا ہے کہ سب کے سب رہنے والے کفار ہیں مسلمانوں کے اس پندرہواں حصہ میں کیا یہ لوگ بھی وہاں جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

المسئلتی نمبر ۷۵۰ مولوی سراج الدین (ضلع ستان) ۸ ازیقندہ ۱۳۵۳ھ ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(۱) وھما ذکرہ اشارہ لی انہ لا یجوز فی الصلوة التی یس فیہا قص و مر و حطب کما فی المصنوعات (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید) وعن أبي حنيفة انه بلدة كسرة فبها سبک و اسواق و بهار سابق و فبها و ان لح (رد المحتار جمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید) والذی السبک و ماوردہ بکمتھا الح (التبیر و شرحه باب الجمعة ۲ ۱۳۹ ط سعید) السبع لادن بغداد من الإمام الح (الدر المحتار باب الجمعة ۲ ۱۵۹ ط سعید)



(جواب ۳۶۹) فی حد ذاتہ تحقق مصریّت کے لئے تمام آبادی کا مسلمان ہونا یا اکثر کا مسلمان ہونا ضروری نہیں البتہ ظاہر رویت کی قرینہ کی بنا پر وہاں حکومت اسلامیہ قائم ہوئی شہر طہ شہر طیت مصر میں فقہانے بہت تنزل کر دیا ہے حتیٰ کہ صالا یسع اکثر مساجد اہلہ المکلفین بھا تک اتر آئے اور اس قریفہ پر خالص کافر حکومت کے شہر مثلاً ندن وغیرہ بھی مصر میں داخل ہو جاتے ہیں نیز بہت سے دیہات بھی مصر میں شامل ہو جاتے ہیں۔ فقط الحمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

### ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت

(سوال) ہند میں آج کل جمعہ پر حنا فرض ہے یا نہیں؟ اگر فرض ہے تو پھر فقہاء کی دو شرائط یعنی ہمت اور مصریّت کا جواب کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ۔ ۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء۔ ضلع گجرات

(جواب ۳۷۰) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے ورنہام (یعنی سلطان) اور مصر کی وہ قریفہ جو نفاذ حدود کام شریعہ پر مشتمل ہے خود فقہانے حنفیہ کی تہت سے متروک ہو چکی ہے۔ بلاد علیہا ولاہ کفار یحوز للمسلمین اقامة الجمع والا عیاد فیہا ۲۰ (رد المحتار)

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ کا نروم ہمارے ملک پاکستان میں کتنی بستی پر ہو سکتا ہے؟ احتیاط الظہر جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۱) جو بستی بڑی ہو اور اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں یا وہاں ضروری سامان مل جاتا ہو اس میں جمعہ پڑھنا پابغیہ ظہر احتیاطی کی شرعی چیز نہیں ہے جمعہ پڑھیں یا ظہر پڑھیں۔ دونوں پڑھنا صحیح نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

### قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم

(سوال) یہاں جمعہ کی نماز کی وجہ سے دوپڑیاں قائم ہو چکی ہیں اور آپس میں جنگ و جدال رہتا ہے اور ایک ہی مسجد میں بیک وقت دو جماعتیں ہوتی ہیں۔

(۱) المصر وهو صالا یسع اکثر مساجد اہلہ المکلفین بھا و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الح و طہر المذہب اند کل موضع لد میر وقاص بقدر علی اقامة الحدود الح (التوضیح مع شرحہ باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ۱۳۸ ط سعید)

(۲) (باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۳) و یقع فرضا فی القصبہ والقری الکبیرہ لی فیہا اسواق الح (رد المحتار: جمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)

تاریخین جمعہ کے استدلالات حسب ذیل ہیں۔ اول یہ کہ قریہ بیکہ حقیقت میں کاؤل ہے اور ان کے زیادہ تر استدلال اس میں جن والعدل کو جزواللہ سے مولوی میرات شاہ کشمیری سے نقل کیا ہے اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ قریہ بیکہ سے ہمیشہ تشبہات ہی مراد ہوتے ہیں اور مصر سے قطع مراد ہوتا ہے قریہ بیکہ سے فقہاء کی مراد وہ تشبہ ہوتا ہے جس پر مسرین حریف صادق آتی ہو اور جو حقیقت ایک چھوٹا سا شہر ہی ہوتا ہے دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے کان میں جمعہ کی تمام شرائط بھی یا فرض موجود ہوں تاہم سب تک وہ وہاں ہے اس میں جمعہ نہیں ہو سکتا تھی۔ وغیرہ ذیل طویل۔

فریق ثانی اپنے استدلال میں فتاویٰ جماعت پیش کرتے ہیں اور ان کا یہ بھی استدلال ہے کہ قریہ بیکہ ظہر ہے کہ مافوق قریہ الضحیرہ وہاں مصر ہو اور کرمادون مصر نہ ہو تو وہ بین مصر ہے نوامد اور ہذا تشبہات و قریہ البیہ قیں داخل کرنا اور مصر سے خارج کرنا صحیح نہیں ہے اس سے کہ عرف عام میں سب ڈویژن کو تشبہ کہا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سب ڈویژن کو عرف عام میں شہر اور مصر کہا جاتا ہے ہذا تمہار استدلال ٹھیک ہے کہ میں کو عرف عام کو بیٹے ہو اور میں من گھڑت فقر میر کرتے ہو۔

حدود زین مجوزین کے مد نظر سون تین مسلمین ہے تاکہ جہاں تک ہو سکے آپس میں تہنیت و افریق تظلیل و تفسیق نہ ہو۔ والجماعة النابية فی وقت واحد وفي المسجد الواحد علی سبیل الدوام والا ستمرار و غیر ذلك کثیراً من المسجسات اور بعدل ہا اتنی بڑی جماعت کو جو تمام ہندوستان میں باالاشنا ہوتی ہے اس کو تارک سو قنار من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر (حدیث) کا تحت قرار دینا یہ سب ظاہر ہے کہ اشد ہیں الجمعة فی القرية الکبيرة سے الفنة اشد من القتل۔

المستفتی نمبر ۹۳۴ مولوی محمد اسماعیل (کلک)

۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۲) قریہ بیکہ جس پر مسرین کوئی حریف بھی صادق آجائے مثلاً مالا یسع اکبر مساحدہ احمد السکلفیس لہا اس میں قومت بعد چائز ہے اور اگر کوئی حریف بھی صادق نہ آئے جب بھی اس مسئلے میں حنفیہ کے لئے مصاحح امام احمدیہ کے لفظ سے شوافع کے مسلک پر عمل کر لینا جائز ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ (لرعب والمرعب من الحديث الشريف) انترہب من برك الصلاة معصدا و إخراجہ عن وقفہا بھوون ۳۸۲/۳۸۱ ط إحياء التراث العربی بیروت لبنان

۲۔ (المصر وهو مالا یسع اکبر مساحدہ احمد سکلفیس لہا و عیدہ فوی اکثر سفہاء الحج (لدر بمختار باب الجمعة ۱۳۷۰۲ ط سعید) و يقع فرضا فی لفصات والقری الکبیرة الی فی سوق الحج (رد المحرر) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید)

جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات

(سوال ۱) مسر از روئے شریعت کے کہتے ہیں جس میں جمعہ کا جواز اور صحت ہو اور دیہات میں جمعہ جو ملاتے یا نہیں (۲) ان القریۃ الکبیرۃ فی حکم المصر قریہ بصرہ کہتے ہیں جو مصر کا حکم رکھتی ہو (۳) لا جمعة الا فی مصر جامع کا یا مطلب ہے ۴ اور ان القریۃ الکبیرۃ کے مقابل میں اس عبارت کا یا مطلب ہے ۵ (۴) مالا یسع الناس اکثر مساحدہ کا کیا مطلب ہے ۶ مساجد عینہ منتفی المجموع کا ہے اگر ایک ہی مسجد ہو تو اس پر مصداق ہو گیا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳۹ سیماں (پانچ پر) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۳) حنفیہ کے اصول کے بموجب دیہات میں اقامت جمعہ درست نہیں مصر ہونا جواز جمعہ کے لئے شرط ہے (۱) لیکن مصر کی قرینیں مختلف و متعدد منقول ہیں اس مسئلے میں زیادہ تحقیق کا موقع نہیں ہے اور اس زمانے کے مساجد عامہ ہمہ اس امر کے مقتضی ہیں کہ اقامت جمعہ نہ ہو نہ ہو جائے تو بہتر ہے بالخصوص ایسی حالت میں کہ مدت درازت جمعہ قائم ہو اس کو روکنا بہت سے مفاسد و تنظیم کا موجب ہوتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

”لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع“ کا مطلب

(سوال ۲) لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع اس نئی سے کیا نفی وجوب مراد ہے یا نفی استحباب اگر نفی وجوب ہے تو کس قانون سے؟

المستفتی نمبر ۹۵۷ مولوی عبداللطیف (ضلع شادور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء  
(جواب ۳۷۴) لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع اس میں اس نئی صحت مراد ہے کہ مقتضی ہے کہ نفی وجوب مراد ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

شرائط جمعہ کیا ہیں؟

(سوال ۳) شرعیہ نماز جمعہ یا تہن یا اینہ کاؤں میں جہاں پچاس سہاٹھ گھ مسلمان آباد ہوں اور شہر قریب قریب بنتر جاتی ہو نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم ایم صاحب نصاریٰ مقام باکھاؤاک خانہ تھووی ضلع سارن

۱ وفی ذکرہ شریعتہ ای لا یجوز فی لشعرة نئی سس فی فاض و مصر و حصی الح رد المحتار باب جمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید

(۲) ویشرط لصحتها سعة انشاء الاول المشر الح (لدر المحار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید

(۳) لا یصح الجمعة الا فی مصر جامع لقولہ عبدہ السلام لا جمعة ولا یسر الح ہدایۃ باب جملة الجمعة ۱ ۱۶۸ ط مکہ شرکۃ علمیہ ملتان

۳ رجب الثانی ۱۳۵۵ هـ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(حوا ۳۷۵) جس مسجد میں قدیم ایما سے جمعہ ہوتا ہو اور وہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں وہاں جمعہ قائم رکھنا جائز ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہوری)

(۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے

(۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) (۱) اس وقت بعد ازاں سے بحیثیت ممبر شریعت اس مپرفرض ہے یا نہیں؟ (۲) جمعہ سے  
سے ظہر کی نماز کے فرض ادا کرنے پر ہمیں یا نہیں کرہیں تو ایسے ادا کرنے پر نہیں کرہیں تو کیوں؟

المستفتی: فیہ ۱۱۹۱ محمد نیال صاحب (تور) ۲۸ جمادی ثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

جواب (۳۷۶) (۱) جمعہ ہندوستان میں مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کی دہائی شمار کی جاتی ہے۔  
 (۲) جمعہ کی نماز ادا کرینے سے جمعہ کی نماز ساقط ہو جاتی ہے اس سے جمعہ کی نماز پر جمعہ کریمہ پر ہندو  
 درست نہیں کہ ایک وقت میں دو فرض نہیں۔ محمد کفایت اللہ جان نداد لاہوری

۳۵۰ گھروں کی بستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ہمارے شہر میں مسجد بنائی جا رہی ہے اس مسجد میں عداوت کے حاملہ ہونے کی وجہ سے جس کے تین گنبد ہیں اور اچھی تعمیر و اس جگہ جمعہ پر ہوتے ہیں اور شہر انہیں نے قریب ۵۰ سال پہلے آباد ہوں گے یہ پتہ کہ پتہ زیادہ دور ہوا ہے اس مسجد کے اور ہونے مسجد نہیں ہے شہر کے باہر وہ مسجد کے قریب تھوڑے تھ ہیں اس جگہ ایک مسجد ہے اور کوئی مسجد نہیں ہے اور اس کے اس جگہ جمعہ جاری نہیں تھا بھی تھوڑے عرصہ سے جمعہ پر ہوتے ہیں اور عام بھی ہونے نہیں ہے علم فقہ حدیث کوئی نہیں جانتا نہ حافظ قرآن و ناظرہ قرآن میں مسائل سے ناواقف ہیں اور اس جگہ اعلیٰ میں کے فساد پر یہ شہر نے اس جگہ جمعہ جاری ہے اور اس جگہ ہر امیر آدمی بھی ہونے نہیں جس کی بات ٹاؤگوں پر شہر ویاں کے تابع ہوں اور قاضی خود نہیں ہے بازار بھی نہیں ہے کہ ہر ایک چیز مل جائے بے مہربانی فرمانروا فتویٰ دیویں کہ جمعہ جاری کر دیویں تو ہو گا یا نہ ہو گا؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۰ پیشتر مدد کی خال صاحب (ضلع نال پور) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء

١٠) وقع فرصا في القصب والقرى الكبرى سى فيب سور والى الحد السحر حسه ٢ ١٣٨ ط سعيد )  
 ٢١) قبل الولاة كفار حوز بمسلمين اثمه بحسبه ر بشر شاصى قصب سور سى مسلمين و يحب عليهم ان  
 يلتصوا واليا معلما (رد المحتار باب الجمعة ٢ ١٤٤ ط سعيد )  
 ٣) وفي الخبر وقد اقتب من ر عدد صلاة أربع عده سية اخر ظهر حواف اعتقاد عدم فرصه بحسبه لى  
 الدر المحتار باب الجمعة ٢ ١٣٧ ط سعيد )

(جواب ۳۷۷) تشریح سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹا گاؤں ہے اس لئے سب لوگ اتفاق کر کے اس جگہ ظہر کی نماز پڑھنا سنت و عریضہ ہیں۔ محمد کفایت اللہ کات اللہ۔ زوالی

## سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

[illegible]

(١) و فيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا يحوز في الصغيره اسي من قبله فاص و مسر و حطب كما في المصنوعات و  
المختار باب الجمعة ٢ ١٣٨ ط سعيد )

نزاری کا موقع بخشش اور تشریف آوری کی تاریخ معین فرما کر ملتذا ان و ملتھن فرما میں اور عند اللہ ماجور  
 ان سرقبوں اقتدر ہے عہد شرف۔ نیز تفصیل حالت مسکنی شدہ شریف متعذر جماعت دورہ مسجد فتح پوری  
 ہو کہ قصبہ ہذا کا باشندہ ہے جناب خدمت میں حاضر ہو کر عرض نزاری ہاں کو بذریعہ مراسلہ مطہر  
 کیا گیا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۹۳۱۰ دیار صاحب مدرسیہ اہل سوال قصبہ بہر پور ضلع شملہ می

۲۶ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۰ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۸) قصبہ بہر پور جس کی حیثیت آپ نے اس کاغذ کی پشت پر تحریر فرمائی اس بقعہ ہے  
 کہ اس میں بعد کی نمازاں جائے ہالا یسع اکبر مساحد یر بہت سے مشائخ حنفیہ نے فتویٰ دیا ہے  
 تنفیذ احکامہ اقامت حدود والی تشریف آں کل کسی شہر پر صادق نہیں ہے اور قدرت علی التوفیق کی تاویل  
 بھی اقامت حدود میں صحیح نہیں یونہی حدود شریعہ قانون مروجہ کے ماتحت امتناع اقامت میں کوئی حاکم  
 حتیٰ کہ دیہات بھی رہبر پر قدرت نہیں رہتا قطع ید پر قدرت نہیں رہتا اس لئے اس کو جواز جمعہ کے  
 سے مدار حکم نھہر انا کسی بھی صورت میں بہر حال بہر پور میں جس کی حیثیت ایک قصبہ اور شہر کی  
 ہوئی ہے اس میں بغیر تردد و بعد جائز ہے آپ نے اس کی حیثیت متہ ہوئی کہ گزشتہ زمانے میں علماء نے وہاں  
 جمعہ نہیں پڑھا مگر اب جمعہ ترک کرنا درست نہیں، اموان خیر محمد صاحب ایک اچھے معتبر عالم ہیں ان کو  
 بدراطمینان کر میں خاطر آئے سے معذور ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ ربہ ذیل

ہندوستان میں جمعہ فرض ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ اس وقت فرض ہے کہ چالیس یا پانچ گنا پنجاب میں خصوصاً لاہور میں بعض  
 لوگ نماز جمعہ فرض نیت کر کے پڑھتے ہیں اور بعض صوفیہ و رکت نماز جمعہ پڑھتے ہیں بعض لوگ کہتے  
 ہیں کہ ہندوستان پنجاب اور اتر بے فرض کہتے ہیں کہ دراصل مان ہے اب تحریر فرمائیں جمعیتہ عامہ  
 الہند اس مسئلے کو اگر جمعہ نہیں ہوتا یعنی فرض نہیں ہے تو پھر نماز ظہر پڑھی جانے یعنی چار فرض ظہر کے  
 پڑھے جائیں اور اگر یہ قطعی قطع فی فرض میں ہے تو نماز جمعہ کس لئے پڑھی جائے؟  
 المستفتی نمبر ۱۶۹۰ مبدلین صاحب خطیب مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش (لاہور)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۷۹) جمعہ فرض قطعی ہے اور ہندوستان اگرچہ دارالخبرہ ہو پھر بھی یہاں اقامت جمعہ فرض  
 ہے یونکہ اقامت جمعہ کی کوئی قانونی ممانعت نہیں ہے یہاں جمعہ ہی ادا کرنا چاہیے نہ کہ ظہر کہتے

فتہ کی تقریر میں اس کی تصریح موجود ہے۔ بلاد علیہا ولادہ کفار یحور للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد فیہا، اور اسی تصریح سے قیاساً تقدیر اور معراج الدرایہ وغیرہ سے منقول ہے رہا یہ کہ نیت میں دو رکعت نماز فرض جمعہ نہیں یا صرف دو رکعت نماز جمعہ تو اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ زبان سے غلط فرمائی گئی نہ کہ نیت میں خیال اور ارادے میں اس کو فرض سمجھ کر پڑھنا چاہیے اور اسے جمعہ کے بعد جو وہ چار رکعتیں بیت جمعہ احتیاجی پڑھتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ مدنیوں نے اسے نیت نہیں کیا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

جس گاؤں میں پانچ سو گھر ہوں اور اشیاء نہ ورت مل جائیں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں میں تقریباً پانچ سو گھر کی آبادی مسلمانوں کی ہے ماکان نیک میرت پابند شریعت ہیں آبادی مذکورہ میں تین مساجد بڑی آباد ہیں اور سات مساجد آٹھ پاس ہیں مکان بازار گلی کوچہ خرید و فروخت کے پینے کی تیار ہیں جامع مسجد میں نماز جمعہ عرصہ سے جاری ہے اور نماز عیدین بھی عرصہ سے جاری ہے عید کا نام وہاں آبادی کے ساتھ ہے اور ایک عام جمعہ کے روزہ عطا نصیحت فرماتے ہیں رہنما کی خوب ہے اور ایک عام کے آخر جمعہ مبارک و رات دینے اور نماز عیدین بھی روک دی ہے وہ صاحب فرماتے ہیں کہ گاؤں مذکورہ میں نماز عیدین و جمعہ جاری نہیں اگر کوئی پڑھے گا تو سزاوار مذہب نہ ہو گاں پر عید ہے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عید ہے ہم لوگ دن سارا تہ اختیار کریں المسببی نمبر ۱۸۲۳ ص ۱۸۲۳ (تذکرہ مدینہ صاحب (ضلع غلامی) ۲۳ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۹ مئی ۱۹۳۷ء (جواب ۳۸۵) اس مقام میں اس گاؤں کے مال میں سے کہ اس میں جمعہ کی تعداد مساجد دن اس ہے اور آبادی میں تمام اشیاء ضروریہ مل جاتی ہیں بازار کافی وسیع ہیں اور عرصہ دراز سے وہاں نماز جمعہ عیدین قائم ہے شبہ نماز جمعہ عیدین جائز ہے۔ مالا یسع اکر مساحدہ اہلہ اس تعریف پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دیے اور امام غفرلہ کی روایت پر باقی حلق ممل متروک ہے کیونکہ اجراء احکام ورتغذ حدود تو بہت سے ممالک اسلامیہ میں نہیں ہے جائیکہ ہندوستان میں نیز فقہاء کی اس تصریح سے کہ داراعرب میں بھی جمعہ ادا ہوتا ہے بلاد علیہا ولادہ کفار یحور للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد فیہا مصر کی تعریف میں اجراء احکام، تنہی حدود کی شرط کو نظر انداز کر دیا اسی طرح باقی شرط بھی مالا یسع والی تعریف میں نظر انداز کر دی گئیں اور اس پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دے دیے اور آج کل اقامۃ جمعہ بہت سے مساجد میں جاری ہے۔ مدنیوں نے اسے بھی ور اس نظر سے نہیں دیکھا۔

(۱) فلو لولا کفار یحور للمسلمین اقامۃ الجمعہ ربیع الفاضلی فاصیای تراویح المسلمین الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱/۱۴۴ ط سعید)

۲. وفد لب مرار بعدہ صلاۃ لا یسع بعدہ بلہ اخر ظہر حواف اعقاد عدد فی صلاۃ الجمعة وهو الاحاط فی ومانا الخ (الدر المختار باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)

جمعہ قدیمہ و بلند آبرنامہ سے فتنہ ہائے شدیدہ کا موجب ہونا ہے۔ مآثر والی روایت پر عمل کرنا لازم ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی)

### ۸۵۰ والی آبادی میں تھانہ بھی ہو تو جمعہ کا حکم

(سوال) کہاں کا کسی آنے کے تقریباً دو سو ماں ثابت تو حسب سے یہ ہاں تو نم ہوئے اس وقت سے یہاں پر عیدین کی نماز ہوتی ہے۔ و قرب و جوار سے وہ بھی آ کر شریک نماز ہوتے ہیں اور یہاں کی آبادی قریباً آٹھ سو سارے تھے سو چار مل ہے پچیس تھانہ ہے ریل ہے اور کاری سبوں ہے سوائے ہندی بھیاتی کے ضرورت کی ہر شے مل جاتی ہے ہندی بھیاتی بھی مل جاتی ہے اور جب گاؤں میں پیداوار ہوتی ہے تو ہمیشہ مل جاتی ہے مساجد میں ہیں اور یہاں کی بڑی مسجد میں آکر سب جمع ہوں تو سب نہیں آتے مسجد کے تین حصے ہیں ہر تین کا عرض و صوں درجہ میں ہے حد و مل کا طول پس ہاتھ عرض پودہ ہاتھ حصہ ثانی کا طول سارے پودہ ہاتھ عرض چھ ہاتھ حصہ ثالث کا طول ۲۶ ہاتھ عرض ۲۴ ہاتھ۔ ثالث تین سے باقی ان کے مل خانہ وغیرہ علیحدہ ہیں تو کیا ان سب باتوں کے باوجود یہاں پر نماز عیدین یا جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ المسلسلی نمبر ۲۰۰۹ ایچ کے ایس ایچ کے قدوسی صاحب

مدیر۔ ملازمیہ کاوکی منار، ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۱) قلم شدہ نماز عیدین و نماز جمعہ اس موضع میں ادا کرے رہنا جائز ہے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

### ۸۵۱ سو گھ والی آبادی میں چالیس سال سے عیدین ہوتی ہو تو جاری رکھیں یا نہیں؟

(سوال) تحصیل تلہ کنٹ ضلع شمل پور میں موضع نال واقع ہے جس میں تقریباً دو سو گھ والی آبادی ہے جسے در زیعنی چالیس سال سے ہی رہ رہے چلے کہ عیدین کی نماز وہاں پڑھائی جاتی ہے جس میں وہاں کے باشندے اور مردہ دفن کے وہ عمارت سے بنی ہو جاتے ہیں جس میں اکثر اس طور پر ملاحظہ حسنہ سے جبر و نہایت فی بد و تواب اب نہایت سال سے ایک ملازمی صاحب نے آکر فرمایا کہ یہاں عید مبارک نہیں ہو سکتی یہاں عید پر حسنا پر حاکمانہ جائز ہے و کثرت پریشان اور تیر الن ہیں اقامہ ہو کیا

۱. المصنوع وهو لا يقع كبر مساجد هذه لمكلف بها وغیرہ فوری اكر الفقهاء الح (المر مسجودات  
الجمعة ۱۳۷۲ ط سعید) وفي المسند فلو اولاه كفارا محو للمسلمين فامه لجمعه ويصير لقاضي فاصبا  
بقراصي المسلمين الح (رد المحتار باب الجمعة ۱/۴ ط سعید)

۲. و سبيل له بما في الحس عن محو بي كسبي العزم دا صورا المحر عند طلوع الشمس لا يصح  
رائيه دا معو بر كوها اصد و دا اوهام مع محو بر اهل محدث ليد ولي من تركها صلا الح (رد المحتار باب  
العیدین ۱۷۱۲ ط سعید)



اور کسی مولوی نے ناجائز نہیں مانتی کہ عید نہ پڑھی جائے تو نہ کسی ورثہ میں شوق کر کے جائیں گے اور بہت خطرہ ہے کہ بہت جاؤں نہ ہو یا میں نہ ہوں ایسا معین وقت نظر آتا ہے کہ ان کو جمع کر کے وعظ سننے دیا جائے مہربانی کر کے مطلع فرمادیا جائے۔ منداشہ کی ایسی جگہ عیدین کی نماز کو ممنوع کر دیا جائے کہ اہل حق سابقہ نماز پڑھیں جائے۔ المستفتی نمبر ۲۰۱ فیض بخش صاحب (یکمیل پور)

۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۲) چالیس برس سے عید کی نماز اس موضع میں پڑھی جاتی ہے تو اب اس کو بند کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں دینی فتنہ ہے، لہذا عیدین کی نماز وہاں حسب دستور قائم رکھنی چاہیے اور جمعہ کی نماز بھی وہاں ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

پھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

(سوال) ایک موضع میں قریب ۳۰ آدمی مصلیٰ ہیں اور ایک مسجد ہے ہفتہ میں دو بار بڑی باز رکھتی ہے یہاں ضروری مشا کفن وغیرہ ہوتے ہیں ہذا مصلیان نماز جمعہ بھی اس موضع میں ادا کرتے ہیں اور ہفتوں کی تعمیر کے لئے ایک قاری صاحب بھی مقرر ہیں اب اس موضع میں شرعاً جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۱۲ مرزا عبد الستار (بارہ بنگی)

(جواب ۳۸۳) اگر نماز جمعہ وہاں عرصہ سے قائم ہے تو اب اس کو بند کرنے میں مذہبی و دینی فتنہ ہے اس لئے اس کو موقوف کرنا درست نہیں بلکہ اس مسئلے میں امام شافعی کے قول یا امام مالک کے قول کے موافق عمل کر لینا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں

(سوال) دیہاتی آبادی کے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں جہاں مسلمان کم تعداد میں ایک یا دو چار گھر آباد ہیں وہاں عیدین یا جمعہ کی نماز پڑھتے یا نہیں کرتے انہیں یہاں توں میں کوئی گاؤں مرکزی حیثیت رکھتا ہو اور وہاں تعداد بھی زیادہ ہے ہمیشہ جمعہ عیدین کی نماز بھی پڑھی جاتی ہے تو کیا چھوٹے چھوٹے گاؤں والوں کا وہیں شرکت کرنا ان میں سے المستفتی نمبر ۲۰۲۸ ایچ ایم رفیق صاحب (بہا)

۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۴) ایسے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں کہ ان میں صرف ایک یا دو چار گھر مسلمانوں کے ہیں

(۱) واستشهد له بما في المحس عن لعلو من ان كسبي العوم اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمعون لانهم اذا معوا تركوها اصلا وادوا مع محو اهل الحديث لها اولي من تركها اصلا الح رد لسحاب باب العبدین ۲ ۱۷۱ ط سعید

جمعہ کی نماز پڑھنا درست نہیں ہاں ان میں سے کوئی بڑے گاؤں جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو اس میں اس پاس کے مسلمان مرکزی حیثیت سے جمع ہو سکیں اس کو جمعہ یا میدان کی نماز کے لئے مقرر کر لینا بہتر ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

### چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) بستیوں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو فقہاء کرام رحمہم اللہ کے مقرر کردہ شرائط کا کیا جواب ہے اور بعد اوائے جمعہ احتیاطی ادا کرنا کیسا ہے؟  
المستفتی نمبر ۲۱۹۸ شیخ محمد عبداللہ صاحب (مفت کٹرہ) ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء (جواب ۳۸۵) چھوٹی بستیوں میں نماز جمعہ حنیفہ کے نزدیک نہیں ہے، لیکن انہوں نے جمعہ کی اہمیت کو قائم رکھتے ہوئے مصر کی قریف میں یہاں تک تنزل کیا ہے کہ ہالا یسع اکر مساحدہ اہلہ المکلغین بھا ۲ تک لے آئے۔ محمد ان کے اپنے اقرار (هذا یصدق علی کثیر من القوی) سے یہ قریف بہت سے قریوں پر صادق آتی ہے جس نماز جمعہ کی اہمیت اور مصالحِ مہمہ ہا یہ اسلامیہ کا مفتفتی یہ ہے کہ نماز جمعہ کو ترک نہ کیا جائے اگرچہ اہم شافعی کے مسلک پر عمل کے ہی ضمن میں ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) شہر کی شرعی تعریف کیا ہے

(۲) چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) (۱) یعنی شرعی تعریف کیا ہے (۲) جس موضع کی مسجد میں نہ فیس یا تمسیر تقرباً یا اس سے اور جمعہ ہوں یا ایسے ایسے حالت میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اور دیہاتوں میں ایسی حالت پر نماز جمعہ پڑھیں تو حکم شرعی کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۴۰۴ نبی یرخا صاحب (فیض آباد)  
۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۶) (۱) جمعہ کے مسئلے میں شہر سے مراد ایسی بستی ہے جہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں تھانہ یا تحصیل اور اکتانہ ہو کوئی عامیتی مسائل ضروریہ بتانے والے اور کوئی معائنہ موجود ہو۔

۱، ولما ذکرنا اشارة الى انه لا يجوز في الصغيرة التي ليس فيها خمس ومسرح رد المحتار باب الجمعة (۱۳۸، ۲)

(۲) (ایضا)

(۳) (الرد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

۴، عن أبي حنيفة انه يندد كسره في سكك وأسواق وليد رمانس وفيه وال بقدر على انصاف المطبوع من نطلم الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۲) مفتی صاحب کے موافق ایسی جگہوں میں جہاں جمعہ جائز نہیں، مگر آج کل انہی میں سے کسی میں شافعی مذہب کے اوپر عمل کر سکتے ہیں۔  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

ہندوستان میں جمعہ فرض ہے

(سوال) بعض حضرات کہتے ہیں کہ فی زمانہ ملک ہند میں اداء جمعہ فرض نہیں کیونکہ شرائط ۱۰ جو شریعت نے مقرر فرمائی ہیں مثلاً امیر اور قاضی جو اجر الکامہ شریعی کا کر سکتا ہو یہ مفتوی ہیں لہذا نماز جمعہ بدعت و بلا مانع فرض مطلق نماز نیت سے ادا کرنا چاہیے اور حد کو نماز ظہر بنا کر احتیاط پڑھنا ضروری ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز جمعہ و فرض کی نیت سے پڑھنا درست نہیں اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ جمعہ بدعت فرض پر سنا ضروری ہے اور احتیاطی پر نیت کی کوئی ضرورت نہیں اور شرط امیر و قاضی کے واسطے عدا و عدا و وقت شایستہ رہتا ہے کیونکہ مسجد مذکور شدت سے زیر بحث ہے اور عوام کو یقین عمل میں نہایت غلبان اور انہیں سب واقع ہے لہذا حسبہ شد جہد تر موافق لیل سنت و اجتماعت مدخل مفصل رہا۔  
 عمل کی بدایت بطور فقہاء فرمایا جائے تو من عامہ اور برادرین کا باعث ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۴۱۳ قمر شہ صاحب (جمعہ) ۲۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۸۷) فقہاء حنفیہ نے تصدیق کی ہے کہ جن بادلوں میں کافروں کی حکومت ہو وہاں بھی مسلمان نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں ملاذ علیہا ولاد کفار یحور لیسلمس اقمہ الجمع والا عبادہ علیہا۔  
 (راہنما فقہاء معنی) اس کے صاف جواب ہے کہ مسلمان اسلام کی شرط و نظر انداز کر دیا گیا اور نماز جمعہ کا حکم دے دیا گیا ہے اسی پر امت کا عمل ہے پس جمعہ کی نیت سے نماز پڑھنا چاہیے اور ظہر احتیاطی کی ضرورت نہیں۔  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

دوسو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک موضع کریم نگر ریاست اور جس کی آبادی قریب دو سو آدمیوں کی ہے ان میں سے ۱۰۰ آدمی قوموں کے صرف پچیس تہیں آدمی ہیں بقیہ سب مسلمان ہیں، جگہ نمازی قریب پچاس آدمی ہیں اس گاؤں میں سنایا ہے کہ جس پچیس سال قبل جمعہ ہوتا تھا یہاں کے باشندگان کو نماز جمعہ کی سخت تکلیف ہوتی ہے جس مت پر قدیمی جمعہ ہوتا چلا آتا ہے وہ اس گاؤں سے تین چار کوس کے فاصلے پر ہے وہاں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے چاند اور ایک آنا اس میں بہت تکلیف ہوتی تھی ماسون بیکار ہو جاتا تھا

(۱) و فیما ذکرنا سارہ الی اند لا یحور فی بصیرہ سی لیس فیہ فص و مسر و خطیب الحج (رد المحتار ج ۱، الجمعة ۱۳۸ ط سعد)

(۲) (رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعد)

اس گاؤں میں صرف ایک مسجد ہے اس میں جو مقررہ امام ہے سال بھر سے جمعہ پڑھاتا شروع کر دیتا ہے۔ بارہ آدمی کسی جمعہ میں باہر سے بھی آجاتے ہیں جمعہ کی نماز میں بلاشبہ ہر جمعہ کو اندازاً چالیس چالیس آدمی ہو جاتے ہیں لہذا دریافت طلب مر یہ ہے کہ اس گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے یا نہیں اور آیا یہ ایک سال سے جو جمعہ ہو رہا ہے اس کو بند کر دیا جائے یا جاری رکھا جائے؟

المستفتی نمبر ۲۶۸۲ ثمود حسن خاں وغیرہ (ریاست اور) ۱۱ ربیع ۱۳۶۰ھ ۶ اگست ۱۹۴۱ء (جواب ۳۸۸) جمعہ بند نہ کیا جائے جاری رکھا جائے اور سب لوگوں کو یہ ہے کہ اتفاق سے رہیں آپس میں اختلاف کرنا بہت برا ہے۔

فت و هذا وان كان عبر موافق لما عديه الحنفية ولكنه اشد موافقة لمصالح الاسلامية والاجتماعية خصوصا في هذا القطر وفي هذا الزمان فان اعداء الاسلام يظفرون بمقاصد هم المسمومة في فري لا تقام فيها الجمعة و يخبون في مواضع اقامة الجمعة والتوفيق من الله عز وجل و حفاظة الاسلام خير من الاصرار على تركها والمسئدة محتهد فيها (۱)

## ۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں جس کی کل آبادی ۱۰ سو پچاس ہے اور بارہ سو سی آدمیوں پر مشتمل ہے نیز چند دکانیں بھی موجود ہیں جن سے معمول نمٹ مرتج وغیرہ کی ضرورتوں کا انتظام ہو جاتا ہے وہاں یہاں گاؤں میں انوائے اصول مقررہ مذہب حنفی جمعہ پڑھنا چاہئے یا نہیں اور کیا اتنی آبادی پر تفسیر مصر حسب اصول فقہاء حنفیہ (کثر اہم مد تعالیٰ) صادق آتی ہے یا نہیں اور اتنی آبادی میں اگر جمعہ کی نماز ادا کی جائے تو ظہر ساقط ہو جائے کی یا ذمہ باقی رہے کی مصر یہ قریہ کبیرہ کی وہ تعریف مع مذہب حنفی کے اصول مقررہ کے موافق بہ طور فقہاء حنفیہ کے نزدیک مسلم ہو تحریر فرمائی جائے صورت مسنونہ ہا میں محض امام عظیم کا مذہب درکار ہے امت کے کسی دوسرے متفق کی تحقیق کی بنا پر رخصت اور گنجائش مقصود نہیں علم فقہ کے مشہور و معتبر متقن قدوری میں ہے۔ لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلی المصر ولا يجوز في القرى۔ اتنی جمعہ کی نماز مصر جامع میں یا مصلی مصر میں درست ہے اور گاؤں میں درست نہیں ہوتی کیا مذہب حنفیہ کے اصول مقررہ کے موافق صحیح ہے اور ہم مقلدین مذہب حنفیہ کو اس پر عمل کرنا لازم ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۸۰ شبیہ احمد صاحب۔ نوں (کوڑ گاؤں) ۲۰ صفر ۱۳۶۰ھ ۹ مارچ ۱۹۴۲ء

(۱) ایضاً تہذیب النہج ص ۱۰۰۔ (۲) باب الجمعة ۳۱ ص ۱۰۰۔ (۳) تہذیب النہج ص ۱۰۰۔ (۴) تہذیب النہج ص ۱۰۰۔ (۵) تہذیب النہج ص ۱۰۰۔ (۶) تہذیب النہج ص ۱۰۰۔ (۷) تہذیب النہج ص ۱۰۰۔ (۸) تہذیب النہج ص ۱۰۰۔ (۹) تہذیب النہج ص ۱۰۰۔ (۱۰) تہذیب النہج ص ۱۰۰۔

(جواب ۳۸۹) یہ صحیح ہے۔ حنفیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز جمعہ کے لئے مصر شرط ہے گاؤں میں نماز جمعہ نہیں ہوتی لیکن مصر کی تعریف میں جو قدر یہی تنہا فقہاء و مشائخ حنفیہ کرتے رہے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہے پہلے خطاب روایت کی بناء پر مصر کی تعریف یہ تھی کہ مصر وہ مقام ہے کہ جہاں امیر الامام ہو اور حدود شریعہ کی تنہا وراکلام اسلام کا اجراء ہو خطاب ہے کہ اگر اس تعریف کا اعتبار لیا جائے تو آج دہلی، لاہور اور سندھ و ستان کے بڑے سے بڑے شہر میں بھی جمعہ جائز نہیں کیونکہ اس تعریف کے موجب ہونی شہر مصر نہیں اس لئے فقہاء کرام نے امام ابو یوسف کی دور کی تعریف۔ مالا یسع اکبر مساحدہ اہلہ المسکنین یا مو معتبر اور معمول اور مفتی بہ لیا اور فقہاء کا خود اقرار ہے کہ یہ تعریف بہت سے قری پر صادق آتی ہے و ہذا بصدق علی کثیر من القری (رد المحتار) پس اگر مسجون منہ موضع پر یہ تعریف صادق آتی ہو کہ اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکملین یا جمعہ نہ ہو سکیں تو اس میں مذہب حنفی مفتی بہ کے موافق نماز جمعہ جائز ہے اور امام ابو حنیفہ کے قول اور ان سے جو تعریف مصر مروی ہے اس کے موافق تو دہلی و لاہور میں بھی جائز نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

(۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے

(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) ( ) ایک گاؤں میں چھ سو پانچ (۶۰۵) مسلمان ہیں دو جگہ یا اس سے زائد جمعہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) جمعہ باشرائط ہے یا بلاشرائط پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) جمعہ کی نماز کے بعد فرض احتیاطی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۱۷۲ راج فیہ از خان (جہلم) مکمل ہمدی الاول ۱۳۱۸ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۲ء

(جواب ۳۹۰) (۱) جس مقام میں جمعہ کی نماز پڑھنی جائز ہے وہاں دو جگہ بھی پڑھنی جائے تو درست

ہے (۲) لیکن اگر وہ بستی زیادہ بڑی نہ ہو اور ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے میں دشواری نہ ہو تو ایک ہی

جگہ ادا کرنا افضل ہے کیونکہ جمعہ کی نماز میں جہاں تک ممکن ہو تعدد نہ ہونا چاہیے اور نہ مدت تعدد

(۱) (باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) المصر وهو مالا یسع اکثر مساحدہ اہلہ المسکنین یا وعیدہ فی اکثر الفقہاء (السر المحترم باب الجمعة

۱۳۷/۲ ط سعید)

۳. و ہمدی فی مصر و حد مومع کسر و مطلق علی المذہب و عیدہ لغوی (الذکر المحترم الجمعة ۱۴۴/۲ ص

سعید)

کی ہو تو تعدد بلا کر اہت جائز ہے اور بلا ضرورت تعدد ہو تو خلاف افضل ہے۔

(۲) جمعہ کی شرطیں ہیں جب وہ شرطیں پائی جائیں تو جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے، اور اگر شرط نہ پائی جائے تو پھر جمعہ کی جگہ ظہر یا جماعت پڑھی جائے یہ سوال مبہم ہے جس شرط میں کلام ہو اس کو صاف صاف تحریر کر کے اور اس کی صورت بیان کر کے دریافت کرنا چاہیے۔

(۳) اگرچہ جمعہ کی نماز کے بعد ظہر احتیاطی کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے مگر صحیح اور قوی قول یہ ہے کہ ظہر احتیاطی کوئی ثابت شدہ نماز نہیں ہے اس لئے اس کا ترک اس کے فعل سے اولیٰ ہے اور محققین کا اس پر توافق ہے کہ عام طور پر اس کا فتویٰ و حکم نہ دینا چاہیے اور اگر کوئی اس کا قائل نہ ہو اور نہ پڑھے تو اس پر کوئی ازام اور اعتراض نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

## ۲۵ گھر والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) اعظم پور میں قریب ۲۰-۲۵ گھرمسلم آباد ہیں قربانی ہر سال ہوتی ہے چھوٹی سی مسجد ہے پنج وقتہ نماز میں دو تین افراد اور نماز جمعہ میں دس بارہ افراد شرکت کرتے ہیں عیدین بھی وہیں ادا کرتے ہیں۔ المستفتی محمد اور لیس اعظمی ۱۱ اپریل ۱۹۵۱ء

(جواب ۳۹۱) اعظم پور چھوٹا سا موضع ہے اس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھنی چاہیے اور اگر کوئی دینی مصلحت ہو کہ وہاں جمعہ پڑھنا مناسب ہے تو پھر حنفیہ کے نزدیک تو جمعہ جائز نہیں دیگر ائمہ کے قول کے موافق پڑھ لیں تو گنجی نش ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

## اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب

(سوال) متعلقہ اقامت جمعہ بزواب مکتوب حضرت مولانا میر ک شاہ صاحب کشمیری (جواب ۳۹۲) مکرری محترمہ دامہ فضلہم۔ بعد سلام مسنون۔ فتویٰ مرسلہ پہنچا ہوا اس مسئلے میں میرے پیش نظر یہ بات ہے کہ ہمارے فقہاء حنفیہ نے اقامت جمعہ کو اس قدر اہم لکھا ہے کہ ظاہر روایت کی تمام شرائط کا گاہگھونٹ کے ان کو کالعدم بنادیا شرط طیت مصریقین متفق علیہ ہے یعنی متون اس پر متفق ہیں لیکن مصر کی تعریف ظاہر الروایۃ میں یہ تھی کہ وہاں امیر و قاضی ہو جو تنفیذ احکام و اقامت حدود کرتا ہو لیکن اسلامی زمانے میں ہی تنفیذ احکام و اقامت حدود میں سستی واقع ہوئی تو انہوں

(۱) وبشرط بصحبہا سبعة أشياء الاول المصر الخ (الدر المختار باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)

(۲) قال فی البحر: "وقد أقيمت مراراً بعدم صلاة الاربع بعدها سبعة آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرصة الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدر المختار باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)

(۳) و فيما ذكرنا إشارة إلى انه لا تحوز في الصغيرة لتي يس لها قص ومبر و خطيب الخ (رد المختار باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید)

نے یہ دیکھ کر کہ جمعہ بند ہو جائے گا فوراً یسجد و یتیم کی جگہ یقیناً علی التفیید والإقامة کر دیا اور جب بداد سلامیہ پر کفار کی حکومت ہو گئی تو انہوں نے بلاد عذیبہا ولایة کفار یحوز للمسلمین إقامة النجم والاعیاد فیہا ۱۔ یہ دیکھ کر ظاہر روایت کی تعریف کے موجب وہاں مصریت باطل ہو جانے کے بعد بھی جمعہ قائم رہا کی طرح سب سے قید و شرط کا گلا گھونٹ دیا اور سب سے آخر میں مالا یسع اگر مساحدہ اہل ۲۔ کہہ کر اور بداد محکومہ کفار میں اجازت دیکر دونوں شرطوں کو عمداً باطل کر دیا اس کے عدوہ شریعت مصر و جوہ جمعہ کے لئے تو صحیح لیکن جواز کے لئے بھی ہو یہ میں نہیں سمجھ سکا اور اس زمانے کی شریعت اس کی مقتضی ہیں کہ اگر حنفی مذہب کی رو سے کسی طرح بھی اجازت نہ ملے تو اور سے ائمہ کے مذہب پر ہی عمل کر کے دیہات میں اقامت جمعہ سے نہ روکا جائے اور قائم شدہ جمعہ کو نہ کرنا تو بہت خطرناک چیز ہے ہم از ہم میں اس کی جرأت نہیں کر سکتا اور ایک مجتہد فیہ مسئلہ میں ترک ظہر کی بناء پر مسلمانوں کو فاسق یا گناہ گار کہنا امر عظیم ہے امید ہے کہ مزارع مقدس خیر ہو گا

محمد کفایت اللہ کان اللہ - ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ شنبہ - ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء

جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے

(سوال) متعلقہ تعداد مقتدیاں نماز جمعہ

(جواب ۳۹۳) نماز جمعہ میں عدوہ امام کے اگر تین مقتدی ہوں تو نماز جمعہ جائز ہے جماعت کے تین مقتدیوں کا ہونا کافی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

(۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(۲) مصر اور فنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۹ اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) اگر شرائط واجبہ الیٰ جمعہ میں اشتباہ واقع ہو تو کیا صلوٰۃ جمعہ کو ترک کریں گے اگر ترک کریں گے تو ظہر پڑھیں گے یا نہیں (۲) ایک قصبہ کی آبادی دو ڈھائی سو تک ہے تو اس میں صلوٰۃ جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اگر اس میں تین مسجدیں یا زیادہ ہوں تو سب مسجدوں میں پڑھیں گے یا ایک میں؟ (۳) وہ کون سا شہر ہو گا جو جامع شرائط ہو اور اس کے گھروں کی تعداد بھی معلوم و مقدار شرعی ہو؟ (۴) جس گاؤں میں تین یا تیس گھر ہوں اس میں اقامت جمعہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۵)

(۱) ( الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید )

(۲) ( رد المحتار باب الجمعة ۲ ۱۴۴ ط سعید )

(۳) والسادس الجماعة وافہا ثلاثہ رجال ولو عبر الملائۃ الدین حصروا الحطۃ سواہی الإمام بالصل لانی لا بد من الداکر وهو الحطب وثلاثة سواہ الح ( التوبیر مع شرحہ باب الجمعة ۲ ۱۵۱ ط سعید )

وہ کس قدر فاصلہ ہے جو قارق المصرین ہو؟

(جواب ۳۹۴) شرانہ وجوب اور شرط ادا کا پورا فیصلہ کر کے رائے قائم کرنی چاہیے اور پھر صرف جمعہ یا صرف ظہر پر تنہا چاہیے دونوں نمازیں پڑھنے کے کوئی معنی نہیں جس قصبے میں تین مسجدیں ہوں اور بڑی مسجد میں وہاں کے مکلف باجماعہ اشخاص نہ ہوں سب تو وہاں جمعہ پڑھنا چاہیے۔ نمبر ۳۴۳ کا جواب یہ ہے کہ نہ کوئی تعریف متفق ہے نہ کوئی تعداد کہ وہاں کی معین ہے نہ کوئی فاصلہ معین ہے۔  
محمد کفایت اللہ غفرلہ

جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو وہاں جمعہ کا حکم  
(الجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک قریہ میں ایک جامع مسجد زیر تعمیر ہے مسلم آبادی کا مرکز ہے یکھد سے زائد کائنات کا بزرگ رب بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہونے کی وجہ سے صد ہا نمازی موجود رہتے ہیں ایسے عورتوں کے لئے شرطی حکم کیا ہے جو عذر جواز کے شہ یا بہانہ سے جمعہ کے دن ترک اجتماع رہتے ہیں؟  
(جواب ۳۹۵) ایسے مقام میں جس کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے نماز جمعہ جائز ہے، جو لوگ کہ وہاں جمعہ نہ پڑھا جائے سمجھ کر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے ان کے ساتھ کوئی سختی نہیں رہتی چاہیے کہ ان کا خیال بھی مذہبی وجوہ پر بنتی ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق

(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو مسلمان اپنا امیر بنیں

(۳) ہندوستان میں جواز جمعہ کے لئے ”وقایہ“ سے استدلال

(۴) ”عمدہ الرعاۃ“ کی طرف منسوب عبارت کا مطلب

(سوال) (۱) زید ایک ایسے موضع میں جمعہ پڑھتا ہے جس میں نو مسجدیں ہیں اور تعداد بیشم مسلمہ مقلدان باغیان پر مشتمل ہے جو یہ کہہ لایسے اکثر مساحدہ کا مصداق ہے زید پکا خنکی اور اسامی و راسخہ سے خدیافتہ اور دھوکوں میں مبتلا ہے کہ زید کو حق ہے کہ جمعہ قائم کرے (۲) جمہورت نہ

۱۔ المصر وہو ما لا یسع کثیر ما حدہ حدہ اسکتش بہ و عمہ فوی کثر یقہاء الح، الدر المختار جمعہ ۱۳۷/۲ ط سعید

۲۔ عمہ ان بعض المحققین من سرحح صلی اللہ علیہ وسلم سلفہ و المعروف احسن من التحدید لایہ لا یوجد ذلک فی کل مصر واما ہو بحسب کثر المصر و صغره الح، رد المحتار باب الجمعة ۱۳۹ ط سعید

۳۔ وینع فرحہ فی انصاف و تروی انکسود الی فیہ اسواق، بدر المختار باب الجمعة ۱۳۸ ط سعید، و غی  
ابی حنیفہ انہ یعدہ کبرۃ فیہ سکت و سہ و ولہار ساس و فیہ و ان یقدر علی انصاف المصروف من لظلمہ الح، رد  
المختار باب الجمعة ۱۳۷ ط سعید



ہوئے بادشاہ اسلام کے جو ایک شخص پر اتفاق کیا جاتا ہے اس میں شہ کے کل افراد کی رائے ضروری ہے یا جنس کی؟ یا اکثر کی؟ (۳) وجہ نہ ہونے بدشاہ اسلام کے اور تحریف اول مصر کہ کل موضع لد امیر وقاص یفذل الاحکام و یقیم الحدود زید پر مبتدع ہونے کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بصورت اول ہندوستان کے اہل سنت و اجماعت اسی روایت و قیہ کو مقبول دیکر ہر مصر میں نماز جمعہ کیوں پڑھا کرتے ہیں؟ (۴) نیز صاحب عمدة الرعاۃ نے بلاد تحت الیدی الکفرہ میں شرط سلطان کو ضروری جانے والے کو فضل و اضل سے منسوب کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ حالانکہ سب کتب فقہ حنفیہ میں سلطان کا شرط بلا کسی قید کے موجود ہے۔

(جواب ۳۹۶) (۱) ایسے موضع میں اقامت جمعہ جائز ہے اس موضع میں اقامت جمعہ کرنے والے قابض امتہ اضل اور مستحق ملامت نہیں (۲) موجودہ زمانے میں شرط سلطان کی جگہ مسلمانوں کا اتفاق کر لینا کافی سمجھا گیا ہے و اتفاق کے لئے مسجد کے نمازیوں کا اپنے امام پر اتفاق کافی ہے کیونکہ بڑے شہروں میں متعدد جگہ مسجد میں جمعہ قائم ہوتا ہے اور تمام شہریا اکثر شہر کے مسلمانوں کا اتفاق تمام ائمہ مساجد کے لئے نہ آسان ہے اور نہ اس کی کوئی ضرورت ہے (۳) و قیہ کی روایت اکثر علماء کے نزدیک معمول اور مفتی بیہا ہے اور اس پر شبہ کرنے کی کوئی مضبوط اور مستحکم وجہ نہیں ہے (۴) یہ تحقیق مولانا بحر العلوم کی طرف منسوب کرنی چاہیے کہ انہوں نے رسائل المارکان میں تحریر فرمائی ہے مولانا عبدالحی صاحب نے عمدة الرعاۃ میں رسائل المارکان سے ہی نقل کی ہے اور ان کی یہ ذاتی رائے ہے جو اکثر علماء حنفیہ اور فقہاء کے خلاف ہے شرطیت سلطان کے لئے مولانا عبدالحی نے جو آثار ان حاشیہ میں نقل فرمائی ہے وہ کافی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

## موضع پیر جی میں جمعہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہمارا گاؤں موضع پیر جی میں ایک مسلمان رئیس اعظم کی واحد معیت ہے جس کی تمام آبادی ایک سو ستر گھروں پر مشتمل ہے اور تمام آبادی سوائے چند ہندو دکانداروں کے اہل اسلام کی ہے اور تین بستیاں اہل اسلام کے اس کے جوار میں ایک میل کے حدود کے اندر آباد ہیں خاص پیر غنی میں دو پختہ مسجدیں ہیں اور تمام آبادی حنفی مذہب مسلمانوں کی ہے اس گاؤں میں ہندو اور مسلمانوں کی سات دکانیں ہیں

(۱) المصر وهو ما لا یسع أكبر مساحة اہلہ لمکلفین بہا و عبہ فہو اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار) ۲/ ۱۲۷ ط سعید

(۲) فلو الولاۃ کفاراً بحور للمسلمین اقامۃ الجمعۃ وبصر القاصی قاصباً تراصی المسلمین و یحب علیہم ان یتصموا و الیہا مسلما الخ (رد المحتار) باب الجمعۃ ۲/ ۱۴۴ ط سعید

(۳) (ایضاً)

جن میں کافی خرید و فروخت ہوتی ہے اور کافوں کی ضرورت کی تقریباً تمام اشیاء ان میں مہیا رہتی ہیں ان حالات میں ہم کو جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۹۷) اس سلسلے میں جمعہ پڑھنا جائز ہے حنفیہ کے مذہب میں بھی اس کی تائید ہے کیونکہ حد مصر میں مالایسع اکثر مساحدہ پر بہت سے فقہائے حنفیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## ہندوستان کی بستیوں میں جمعہ کا حکم

(انجمنیہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) حیدر آباد وکن تھوپال رامپور اور دیگر مسلمان ریاستیں جو ہندوستان میں ہیں انہیں کے جیسے اختیارات مثلاً ٹیل پھا کی جرمانہ وغیرہ ہندو ریاستوں کو بھی ہیں اور بڑی سے بڑی بڑودہ کشمیر گوالیار اندور اور پھار پھار چھوٹی ریاستیں جو مشرقی ہند میں ہیں مثلاً بھارتس کی کل آبادی ۵۰ لاکھ ہے اور انڈیا دہلی یونینس جس کی کل آبادی ۵۰ لاکھ ہے حیور ایسٹی اور ٹیل وغیرہ بھی ایسے اختیارات رکھتے ہیں بنگالہ میں جو مسلمان آباد ہیں ان کے نماز جمعہ منہ سے رائج ہے یہیں ان پہاڑی ریاستوں کی راجدھانی شریا قصبہ یا گاؤں کس چیز میں شمار ہیں۔

(جواب ۳۹۸) ہندوستان تمام کا تمام غیر مسلم چنی انگریزوں کے زیر حکم ہے ان میں ہندو ریاستیں بھی انی حکم میں ہیں اس ریاست میں مسلمانوں کو نماز جمعہ ادا کرنے سے ممانعت نہ کی جائے وہاں جمعہ پڑھنا رائج ہے یہی یہ بات کہ اس مقام پر وہ شہر کہا جائے تو یہ تو مصر کی مختلف قریبوں کے تہذیب و قدرے مختلف ہو سکتا ہے تاہم اس جگہ ہم لازم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے مسلمان مکلف جمعہ نہ پڑھیں وہ شہر کا حکم رکھتی ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

## ۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ

(انجمنیہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہمارے ضلع میں چار موضعیت بڑے بڑے ہیں آبادی ان موضعیت کی کل دو ہزار سے زائد ہے اور مسلمانوں کی تعداد بھی بڑے اور چار چار پانچ پانچ مسجدیں ہیں اور نماز جمعہ بھی سو برس سے

۱۔ مختصر وهو لا یسع اکثر مساحدہ ہند سکشنس ہند و حیدر آبادی اکثر المساحدہ ۲ ۱۳۷ ط سعید  
 ۲۔ دفعہ فی الفصائل و تفری الکبیرہ لئی فیہا سو فی بح ارد المساحدہ ۲ ۱۳۸ ط سعید  
 ۳۔ فی لولافہ کھنڈا بحور سیکشنس ہند و حیدر آبادی اکثر المساحدہ ۲ ۱۳۷ ط سعید  
 ۴۔ فی لولافہ کھنڈا بحور سیکشنس ہند و حیدر آبادی اکثر المساحدہ ۲ ۱۳۷ ط سعید  
 ۵۔ فی لولافہ کھنڈا بحور سیکشنس ہند و حیدر آبادی اکثر المساحدہ ۲ ۱۳۷ ط سعید

جاری ہے اب چند روز سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں جمعہ جائز نہیں ہے۔؟  
 (جواب ۳۹۹) سیرس سے قلم شدہ جمعہ نوہند کرنا مصالح مہمہ اسلامیہ کے خلاف ہے اور جب کہ  
 مواضع کی آبادی بھی زیادہ اور مسجد بھی متعدد ہیں اور مکلف باجمعہ بڑی مسجد میں نہیں آتے تو حنفی  
 مذہب کے موجب بھی ان مواضع میں جمعہ جائز ہے۔ یہی حالت میں منع کرنے والے غلطی کر رہے  
 ہیں ہاں پڑھنے والوں کو بھی ہاتھیں پر تھکا دینا چاہیے جو نہیں پڑھتے ان سے تعرض نہ کریں  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ

### مصر کی تعریف میں "مالا یسع اکبر مساجدہ" کی شرط

(جمعیتہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) مصر کی مختلف قریوں میں سے کیا یہ بھی صحیح ہے کہ جس جگہ کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان  
 میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے مسکن مکلف نہ سائیں تو وہ شہر ہے۔  
 (جواب ۴۰۰) ہاں یہ تعریف بھی مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین لہا بہت سے  
 فقہائے عظام کے نزدیک معتبر اور مفتی بہ ہے اس لئے اس کے موافق عمل کرنے میں بھی کوئی مضائقہ  
 نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

## فصل سوم - خطبہ واذان خطبہ

### غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے

(سوال) خطبہ جمعہ یا عیدین میں اردو فارسی یعنی غیر عربی نظم یا نثر بطور وعظ کے پڑھنا درست ہے یا  
 نہیں اور اگر درست ہے تو فرض ہے یا جب یہ سنت یا مستحب اور خاص عربی میں پڑھنا وجود یہ واجب  
 سمجھتے بھی نہ ہوں بہتر ہے محتاط عربی اور غیر عربی سے خصوصاً جب کہ لوگ خاص عربی پڑھنے پر  
 اصرار کریں اور خاص عربی پڑھنے والوں کو غیر مقتدی کا اصرار لگائیں اور اس کو غیر عربی پڑھنے پر  
 مجبور کرتے ہوں اور ناجائز ہے تو یہ حرام یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟ مع حوالہ کتب فقہ تحریریہ فرمائیں۔ بیوا  
 قوجہ۔

(۱) وفتح قرصا فی القصص و لغوی سکیرہ لئی فیہ اسوق لہ رد لسحر باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید  
 واستشهد لہ فی التحیس عن الحدیث ان کمالی المعوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یملعون لایہم د  
 معوا ترکوها اصلا و ادواہ مع محو ہن یحذیہ لہا و سی من ترکھا صلا لہ رد لسحر باب العیدین  
 ۲ ۱۷۱ ط سعید (۲) رد لسحر باب الجمعة ۲ ۱۳۷ ط سعید



النتهى، (رد المحتار شامی جلد ۱ مطبوعہ مصر) واللہ اعلم۔

بسمہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

باتھ میں عصا لیکر خطبہ پڑھتے

(سوال) ہمارے شہر جہان پور تمام قلعہ کا ٹھیکہ دار میں جمعہ کا خطبہ پڑھتے ہوئے ایک عاصی نے مزین سے کرکھڑا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے اور بغیر عاصی خطبہ پڑھنے کو خلاف سنت بتایا جاتا ہے اور تارک و نامت و رطلعن کیا جاتا ہے اور شدت زید یہ دیتا ہے کہ شامی میں اور حدیث ابو داؤد میں ایسا کرنا سنت لکھا ہے مگر وجوہ تارک ہے کہ کتاب کے حضور آیت ہے اس وقت تک عاصی کر خطبہ پڑھتا ہے جب تک منہ نہیں بٹھا۔  
 قلعہ میں ایسا کرنا منقوض نہیں اور مہدی میں خاصہ ورمیہ کے حوالہ سے قوس پر یہ عاصی پر سہار کا کر خطبہ پڑھنا مکروہ لکھا ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ کرام ساتھ دلیل کے ہم کو اس کا فیصلہ دیں کہ مفتی بہ حنفیہ کے نزدیک کیا قرار دیتا ہے اور اب وہ اور شامی میں سنت ہوئے کا جواب کیا ہے؟ پتو اتوجرو

(جواب ۴۰۳) عصابہ تجھ میں بہتر خصلہ پر حثیت تو ہے لیکن بغیر غصہ کے خصلہ پر حثیت اس سے زیادہ ثابت ہے پس قسم یہ ہے کہ عصابہ میں جیسا بھی چیز ہے اور نہ مینا بہتر ہے اور حقیقہ نے اسی کو اختیار کیا ہے پس اس کو ضروری سمجھنا اور نہ مینا کے مصلحت شیعہ کرنا درست نہیں اسی طرح لیتے والے کو بھی درست کرنا درست نہیں (۲) فقط

اردو زبان میں خطبہ خلاف سنت متواتر ہے

(سوال) مسلمان ہندو مائری زبان میں خود سے ورو زبان میں سے بالکل واقف ہیں نیز کثیر مسلمان اہکام ضروریہ سے بھی بہرہ میں خصبہ عربی میں پڑھا جاتا ہے تو وہ اس سے کچھ بھی مستفید نہیں ہو سکتے اس لئے ان کو خوش ہے کہ عربی خطبہ پڑھتے کے بعد اس کا ترجمہ اردو زبان میں پڑھا جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی سید ابوالحسن قادری مددگار صدارت العالیہ سرکار علی

(جواب ۴۰۴) خطبہ کا سنون امر متورث طریقہ یہی ہے کہ خالص عربی نیت میں بوقت اذان میں ہوا،  
ثبوت ہو۔ اور ان میں تبلیغ، تنظیم و ضرورت آج سے بہت زیادہ تھکی و رعبہ کر ام میں بھی زبان جانے  
وہ بھی موجود تھے۔ ہوا، نہیں ثابت نہیں کہ نجی زبان میں خطبہ پڑھا گیا ہو تنظیم کی ضرورت  
نے انکار نہیں لیکن طریقہ ہمارے کی حفاظت بھی ضروری ہے اس کی اچھی صورت یہ ہے کہ خطیب مادی

(٩١) (باب الجمعة ٢ : ٩ : ٩ ط بعد

۲، و مکره یکنی علی فرس و غصب و محاربه و شکی سببه فی رواية بی داؤد بن مسعود قیام ای فی حقه  
سؤگه علی غصب و فرس و سن قیامی علی غصب و محاربه و حد لغت سببه کالقیام (ب) لجمع ۲ ۱۶۳ ن  
(بعد)

زبان میں خطبہ شروع کرنے سے پہلے تقریرِ بَرکات و برکات و بیانیہ برکات کے بعد خطبہ کی اذان ہو اور  
۱۰۔ انوں خطبہ عربی زبان میں پڑھے۔ انہوں میں اختصار و مد نہ کر کے مشابہہ عربی زبان میں ۳۰ منٹ تقریر  
کرے اور دونوں عربی خطبہ پانچ سات منٹ میں تمام کرے کی طرح تبلیغ و تفہیم کی ضرورت بھی پوری  
ہو جائے گی اور خطبہ کی ہیئت و اندازہ ماثروہ بھی محفوظ رہے گی۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ۔ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۰ھ

### اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہیے

(سوال)۔ اذان بروز جمعہ وقت خطبہ خطیب کے سامنے پڑھی جاتی ہے وہ مسجد کے اندر خطیب کے  
سامنے ہو یا ہر صحن میں؟

(جواب ۴۰۵)۔ خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہونا چاہیے خواہ مسجد کے اندر ہو یا باہر۔ اس حدیث میں  
۱۰۔ انوں طرح وارد ہوا ہے ثانی جہاد میں ہے۔ وقل ابن سعد بالسند الی ام رید بن ثابت کان یبکی  
الطول بب حول المسجد فکان لال یودن من اول ما اذن الی ان نبی رسول اللہ ﷺ مسجده  
فکان یودن بعد علی طهر المسجد وقد رفع له سبی فوق طهره ۲، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ  
مدیر مسجد کے اندر اذان دینا جائز ہے اور خواہ آنحضرت ﷺ کی مسجد میں حضرت عباسؓ چھت پر اذان سے  
تھے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ شہری مسجد اہلی

### ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال)۔ ایک سستی کی آبادی چھائی ہزار ہے تین مسجدیں ہیں آبادی کل مسلمانوں کی ہے ضروریات بھی  
میں ہوتی ہے جمعہ نمازات تینوں مسجدوں میں جمعہ پورا ہے ایک بزرگ صاحب آج کل آئے ہوئے ہیں  
۱۰۔ جمعہ نہیں پڑھ رہے ہیں۔ المسفتی نمبر ۹۹ قد حسین موضع شہادت ڈکھانہ کھور ضلع میرٹھ

۸ ارجب ۱۳۵۲ھ ۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۰۶)۔ جمعہ کی نمازات سستی میں پڑھی جائے مگر تینوں مسجدوں میں سے ایک مسجد میں جو بڑی  
ہو پرستی چاہیے مگر تینوں مسجدیں ہر روز جو مسجد سب سے قدیم ہو اس میں پڑھیں (۲)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ قد لانت فی ہ خطبہ بعد لعربہ حدیث مسند مشورۃ علی لسی و الصحاہ شکوہ مکروہ تحریم لہ  
(عمدة الرعایة علی هامش شرح الرویة باب الحصة ۲۰۰/۱ ط سعید)  
۲۔ باب لادب مضطرب من بی لیل لادب ۳۸۷/۱ ط سعید قل فی سور و شرح و یودن دیا میں ہدی  
محض الح و فی شامہ کی میں مسند کما یضمر من کما منہ باب جمعة ۱۶۱/۲ ط سعید  
۳۔ وضع فرج فی لفساد و لفساد کما یضمر من کما منہ باب جمعة ۱۳۸/۲ ط سعید

جمعہ وعیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) جمعہ کا خطبہ اردو فارسی نظم میں پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۷۱۱۱۱: ہدایت دہلی، قصبہ دارالافتاء، جنوری ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء،  
(جواب ۷۰۷) جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں نظم و فارسی پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ قرآن اور میں ہونا، جو  
نہ مرتب شدیدی کے عربی کے ساتھ اور عربی زبان میں خطبہ پڑھے جانے کا ثبوت نہیں ہے اور نثر کے ساتھ  
نظم و جو نہیں ہے طریقہ سنت متواتر یہی ہے کہ خطبہ خاص عربی نثر میں پڑھا جائے۔ (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(۱) مسجد میں آتے ہی سنت پڑھی جائے

(۲) اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے

(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی اور کچھ اردو میں پڑھنا

(۴) دوران خطبہ منبر سے یہ زینہ اتر کر پھر چڑھنا عمت ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں اکثر صاحب اس طور پر نماز جمعہ ادا فرماتے ہیں کہ جمعہ مسجد میں آکر پہنچتے ہیں جب ایک بیت تہنات خطبہ سے پہلے ایک تمبیہ کی جاتی ہے جب تمبیہ پکاری جاتی ہے تو عربی سنت کے تحت میں وہ سنت ادا کرتے ہیں۔ بعد خطبہ ہوتا ہے تمبیہ و خطبہ کے ساتھ مصلیٰ و امام تمبیہ کے الفاظ و مثل ذیل کی تمبیہ کے دو احوال ہوتے ہیں، بعد خطبہ شروع ہوتا ہے جب امام خطبہ ادا کرنے کے اندر پہنچتے ہیں تو اس کا ترجمہ اردو شعر میں کر کے خطبہ اور ختم کرتے ہیں جس سے خطبہ مکمل ہو جاتا ہے بعد اس کے خطبہ تانیہ میں حسب الفاظ و تہنات سلطان المسلمین کے مقدم پر آتے ہیں تو منبر سے اتر کر زینہ پر بیٹھ جاتے ہیں اور الفاظ و تہنات ختم ہونے پر پھر سابق مقام پر لوہر جاتے ہیں یہی صورت میں آپ کے نمبر و اذیل کی صورتوں پر غالب فتویٰ ہوں کہ ان صورتوں میں از روئے عقائد حنفیہ امامت و امامت یقیناً متواتر ہے جو اب سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) سنت قبل بعد و تمبیہ سے پہلے نماز عیدین (یعنی تمبیہ مسبوقة پر سنت پڑھنا) کیسا ہے؟

(۲) صلوٰۃ خطبہ کے الفاظ کو مثل الفاظ اذان و ہرانا اور دعا مانگنا پابندی نہیں؟

(۳) خطبہ کے اندر خطبہ اور عربی زبان میں پڑھ چکنے کے بعد ترجمہ اردو شعر میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) خطبہ تانیہ میں متواتر عربی و عربی کے ساتھ زینہ نیچے آنا اور پھر اوپر چڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۰: محمد ابراہیم علی محمد مونی کی پی ۳ شعبان ۱۳۵۲ھ

(حواص ۸۰۸) (۱) سنتوں و تہذیب سے متعلق فرما نہیں چاہیے۔ حد زواں مسجد میں آنے والے آتے ہی سنتیں پڑھ میں بلکہ ٹیٹھنے سے پہلے سنتوں و شریعت میں روایت پڑھیے۔ یعنی مسنون ہے۔  
(۲) اذان خطبہ کو دہرائے امام کے نزدیک نہیں چاہیے۔ اذان اولیٰ کی اجابت مسنون ہے نہ اذان خطبہ کی۔  
یعنی امام محمد کے نزدیک اذان خطبہ کا جواب بھی دینا جائز ہے اس کے موافق دہرائیں تو آہستہ دل میں دہرائیں۔

(۳) اردو ترجمہ نثر یا نظم میں کرنا سنت متواترہ کے خلاف ہے (۴)  
(۴) وقت دعاء سحران اٹھائیں یہ زینہ بیچے اترنا اور پھر چڑھنا۔ نہیں ہے ورنہ مکروہ ہے۔

- (۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے
  - (۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا
  - (۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا
- (سوال) (۱) جمعہ کے دن ایک آدمی خطبہ پڑھے اور دوسرے آدمی سے نماز پڑھانے کو کہے تو جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) دو آدمی اگر محراب کے اندر کھڑے ہو جائیں اور ایک آدمی نماز پڑھائے اور دوسرا ایوانی مقتدی بن کر کھڑے ہو اور باقی سب وک چلیں۔ کہ ہوں جگہ بھی بہت سے نفلوں کے اندر کھڑے ہو دو سو آدمی اور بھی ہوں تو آسکتے ہیں تو یہی صورت میں امام کے ساتھ کہ انہو کا بڑبڑا نہیں؟
- (۳) اگر ایک معمولی نواب کی گاؤں کے اندر آجویں اور جمعہ کا دن ہو اور خطبہ پڑھنے کے وقت ان کا نام خطبہ میں شامل کر کے پڑھ میں تو بڑبڑا نہیں؟
- (۴) ایک معمولی نواب کے لئے مسجد سے نکلے وقت ایک آدمی پکار کر کہے کہ ان نواب کا نام زور سے میں دہرائی سب لوگ آمین کہیں یہ بڑبڑا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۲ مووی عبد الستار صاحب نول کڑھ

۳ شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء

۱ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ ﷺ قال: إذا جاء أحدكم المسجد فليصل سجدة بين من قبل أن يجلس. (توضیح: باب ما جاء في الصلوة عند دخول المسجد ۱/ ۷۴ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)  
۲ عن فی السورۃ: وخرج لإمام فلا يصوب ولا كلام إلح. باب الجمعة ۳/ ۱۵۸ ط سعید، وفي الشامة يسعي أن لا يجيب بلسانه اتفاقاً بين يدي الخطيب إلح. (باب الأذان ۱/ ۳۹۹ ط سعید)  
۳ قوله لا ست في أن الخطيب يعرف يعرفه حاشا السيد لموارنة من السلي والصحة فيكون مكروه بحرم ما إلح. (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقيلة باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)  
۴ عن ابن حجر في المحند: وسحب أن ما عند لأن من السور في الخطبة الثانية إلى درجة سمي ثم العود بدعة فصححة شعبة (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۶۱ ط سعید)



(جواب ۴۰۹) (۱) یک شخص بعد کا خطبہ پڑھے اور اس کی جازت سے دوسرا شخص نماز پڑھوے تو یہ جائز ہے۔

(۲) جگہ نہ تو امام کے ساتھ ہے نہ سونا چاہیے جہاں تکنی ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے۔

(۳) معمولی نوب اگر اختیار عام ہو تو غیر ورنہ غیر مختار اور غیر عام کا نام لینا مکروہ ہے (۱)

(۴) اس سوال سے کیا غرض ہے سمجھ میں نہیں آئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

پس وعظ کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے

(سوال) ایک فریق یہ کہ عربی خطبہ کے مفہوم و اردو میں سننے اور سمجھنے پر مہم ہے دوسرا فریق ایسا ہے کہ بعد امت اور مکروہ قرآنی قرار دیتا ہے اور اپنی تائید میں معتدین کے مسلک کو پیش کرتا ہے اختلاف ہونے کا کوئی حسن نہ دیکھتا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۴۶۶ عبد الشکور صاحب

۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۱۰) اس اختلاف ہونے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خطیب منبر پر جا کر پہلے عربی میں وعظ، نصیحت جو کچھ کرنا ہو کر دے پھر خطبہ عربی میں اس کے دو دوں خطبے خالص عربی میں نہایت مختصر طور پر پڑھ دے کہ انہوں خطبوں میں پانچ منہ عرفی ہوں اس طرح دونوں فریق مطمئن ہو جائیں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ

(سوال) خطبہ جمعہ سے قبل وعظ کی ندرت۔ المستفتی نمبر ۲۴۷۷ انوار الحق صاحب

نامہ نمبر ۲۷ تبوید القرآن قصبہ جہاں وضع ہو۔ ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۱۱) خطبہ جمعہ سے قبل وعظ مناجات ہے اس میں کوئی وجہ ممانعت کی نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

غیر عربی میں خطبہ درست نہیں

(سوال) پنجاب میں رجحان ہے کہ جمعہ و بعد ان دنوں ثانی خطبہ عربی میں پڑھ کر اردو میں نشر و تفسیر وغیرہ کرتے ہیں جس جگہ کی کئی جگہ تک وعظ ہے۔ بعد خطبہ پڑھ کر کرتے ہیں کہیں کہیں دوران وعظ میں چندہ بھی جمع

۱ لا یسعی ان یصلی غیر المحض لا لیجمع مع بعضہ کسی واحد فلا یسعی ان یفعلہا بار بار فعل جہاں  
بحرورد المختار باب الجمعة ۱۴۱ ط سعید

۲ لا بدعاء یسقط علی سائر عبادہ لا من سجد سجدۃ فیس نوافل یحتسب عند الخ رد المحتار باب  
جمعة ۱۴۹ ط سعید

ہوتا ہے نماز جمعہ میں اکثر تین دن جاتے ہیں کیا یہ حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے؟ نیز قبل از نماز ہجکانہ یا قبل از ان خطبہ مسائل و احکام دین بیان کرنا (تاکہ وہ بیکار نہ ہوں) جائز ہے یا نہیں؟ یہ عاجز سہرپور کا باشندہ ہے اور مشاہیر صوم سے تحصیل علم کی ہے۔ اس کا طرز عمل یہ ہے کہ پہلی اذان کے بعد جب تک خطبہ کا وقت ہو اور وہ تکبیروں پہلے ضروری مسائل سن دیتا ہے اس پر اہل حدیث لوگ خصوصاً مولوی عید اللہ امرتسری اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کہیں ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے نہ صحابہ نے نہ اس کے بعد تابعی نے کیا یہ بدعت ہے اس سے بچنا چاہیے گویا خطبوں کے درمیان وسط حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۱ حاتم محمد حنفی انصاری۔ راپڑ۔ ضلع الہ آباد۔ ۱۳۵۳ھ ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء (جواب ۴۱۲) خطبہ جمعہ خراسانی میں تین دنوں کے بعد عرلی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ سنت نہیں ہمارے صحابہ ہمہ خاندان کے زمانے میں بنی فارس وغیرہ فتح ہو گئے تھے اور لوگوں کے جدید اسلام ہونے کی وجہ سے ان کی زبان میں تنہا نہ رہتے تھے بلکہ زیادہ تھیں اور صحابہ اور مسلمانوں میں فارسی زبان جاتے رہے بھی ثابت ہے مگر وہ کہتے ہیں جو اس کے عرلی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ نہیں پڑھنا کیا اس کے خطبہ کا طریقہ ماثورہ متواترہ مسنونہ یہی ہے کہ وہ خراسانی میں ہو اور تطویل خطبہ کی بھی ضرورت ہے کہ وہ لوگوں کے پریشان نہ ہو اب رہا فہم، تنبیہ کا مسئلہ تو اس کی بہتر صورت یہی ہے کہ خطبہ کی زبان سے پہلے مقامی زبان میں دو دو اذنی نہ وریات و رنہ وری مسائل سے آگاہ کر دیا جائے لیکن تطویل نہ کی جائے تھوڑا سا وقت جو قابل برداشت ہو اس میں یہ کیا جائے اس کے بعد خطبہ کی اذان ہو اور خطبہ مسنونہ طریقہ پر خالص عرلی میں ادا کیا جائے، ان خطبہ نہ فپانچ منٹ میں ادا ہو سکتے ہیں اس میں کوئی کراہت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ!

(۱) عنوان مثل بالا

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) المستفتی نمبر ۳۱۵ محمد رفیق، صاحب معتمد (بی) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۷ جون ۱۹۳۴ء (جواب ۴۱۳) خطبہ جمعہ خراسانی میں پہلے مقامی زبان میں وریات و رنہ وریات کرنا جائز ہے خطبہ خراسانی میں مستنون و متواتر سے اس کو تغیر عرلی سے مخلوط نہ کرنا چاہیے اگر کیا جائے گا تو مستنون متواتر سے خلاف ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ!

(جواب ۴۱۴) (المستفتی نمبر ۱۱) سید محبوب حسن (زرائع مذہب)

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء

جمعہ کے خطبہ میں اردو فارسی نظم یا نثر خلاف سنت ہے (۱) عربی نثر میں خطبہ پڑھنا مسنون ہے خطبہ سے پہلے اپنی زبان میں وضو نصیحت کرتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۴۱۵) (المستفتی نمبر ۵۲ مرزا یوسف بیگ) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء  
جمعہ کی نمازیں مسلمانوں کے جمع عظیم کے اجتماع اور اظہار شوکت اسلامیہ کو بڑا اہمیت سے اجتماع عظیم کے سامنے ذرا ایسے مقصد ان کی اپنی اجتماعی ضرورتوں کا رفع کرنا اور ان کے متعلق احکام اسلامیہ کی تبلیغ کرنا ایک بزرگوار امتیازی حیثیت سے رب العالمین کی بارگاہ معلیٰ میں بہت ہو جاتا ہے ایک خطبہ ہمیشہ کے سے معین برائے ہر جمعہ کو وہی پڑھ دینا اگرچہ خطبہ کی فرضیت کو پورا کر دیتا ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ مقصد خطبہ سے دور ہے یا اس ہم خطبہ میں نظم و اشعار پڑھنا غیر ضروری باتیں کرنا عربی نثر کے سوا اور کسی طرح خطبہ پر نہ بھی سنت قدیمہ متواترہ کے خلاف ہے (۲) بہتر صورت یہ ہے کہ اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں تمام ضروری باتیں بیان کر دی جائیں جن میں مسائل بھی ہوں و ردہ نہ ہوں اجتماعی اور سیاسی ضروری باتیں بھی ہوں اس کے بعد خطبہ کی اذان ہو اور زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں دونوں خطبہ ن اہل عربی زبان میں آج کے دن میں اس میں ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور خطبہ کی وضع مسنون بھی قائم رہے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان ثانی کے بعد دعا زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) اذان ثانیہ جو منبر سے سامنے کی جاتی ہے اس کے بعد کیا ہے جیسا کہ اذان اول میں مسنون ہے اللہم رب هذه الدعوة الخ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۳۳۱) (ازرا یوسف) ۱ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء  
(جواب ۴۱۶) اذان ثانیہ کے بعد دعا اذان نہیں پڑھنی چاہیے لیکن اگر کوئی شخص دل ہی دل میں بغیر ہاتھ اٹھائے امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے پڑھ لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اگرچہ نہ پڑھنا بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وقت خطبہ ہاتھ میں مصالینا کیسا ہے؟

(سوال) گرفتن مصالہ وقت خطبہ خواندن نماز جمعہ کیونہ ست

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۱)

(۲) وہ لا ینک فی الحصد بعد عربیہ خلاف لیسۃ سورۃ من السیۃ والصحبہ فکوب مکروہ

حرمۃ لہ (عمدۃ الوریۃ غنی جلد ۱ ص ۲۰۰ ط سعید)

(۳) وسیعی لا یحب بدسۃ ینک من بدی لحظک لہ اندر سحرار د الادی ۱ ۳۹۹ ط سعید

المسئلی نمبر ۷۸۷۲ بابہ میرا (مومنین برما) ۱۱ صفر ۱۳۵۴ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(ترجمہ) خطبہ جمعہ کے وقت ہاتھ میں عصا تھا منا کیسا ہے؟

(جواب ۴۱۷) وقت خطبہ جمعہ کے وقت ہاتھ میں عصا رکھنا اگر ملک عنوة فتح کر دے شود خطیب راجہ شمشیر جہاں نیران مستحب است اما مصابہ ست رکعت بدعت ہم نیست۔ چہ از روایت معلوم میشود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ میں ہاتھ میں عصا رکھتے تھے۔

(ترجمہ) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا رکھنا اگر ملک و غلبہ کے ساتھ فتح کیا جائے تو خطیب کو شمشیر جہاں نیران مستحب ہے لیکن ہاتھ میں عصا رکھنا بدعت ہم نیست۔ کیونکہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا رکھتے تھے۔

### سوال مثل بالا

(سوال نمبر ۵۱۹)

(جواب ۴۱۸) خطبہ جمعہ میں ہاتھ میں رکھنا واجب ہے نہ مسئلہ مؤکدہ زیادہ سے زیادہ مستحب ہے جس کو سنن زوائد میں شریعاً واجباً ہے اور "المختار" میں سے تو "خلاصہ" سے مصداق خطیب کا ہر روایت کر دے صحیح ہے۔ تاہم سنن زوائد میں سنت سے مراد وہی سنت غیر مؤکدہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۶ جون ۱۹۳۵ء

### خطبہ میں بادشاہ وقت اور خادم الحرمین کے لئے دعا

(سوال) ایک خطیب نے جمعہ کے روز خطبہ میں جہاز مقدس کے بادشاہ سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمن اسماعیل کا نام پڑھا۔ کیا یہ خطبہ صحیح ہے کہ مسلمانان ہند ان کو بادشاہ تسلیم نہیں کرتے ان کا نام نہیں پڑھنا چاہیے اور جس وقت ان کو پڑھتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

المسئلی نمبر ۷۸۷۲ بابہ میرا (مومنین برما) ۱۱ صفر ۱۳۵۴ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۱۹) سلطان بن جہاز نجد کے حرمین اور حرمین شریفین کے خادم و محافظ ضرور ہیں ان کے لئے خطبہ میں دعا کرنا ثبوت نہایت میں شریعاً ہے۔ تاہم جہاز بن عبدالعزیز کا نام پڑھنا بدعت ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۶ جون ۱۹۳۵ء

۱۔ وہی راوی دہلی دود نہ ۱۱ ص ۱۱۱ (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۶۳ ط سعید)  
 ۲۔ وہی الخلاصة "تکروا ان تنکی علی قوس أو عصا (رد مختار) وہی السامی ۱۱ و نقل الفہیسی عن عبد الحظ ان حد النص سے کہہ دے (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۶۳ ط سعید) فتاویٰ مہدات کتاب تاریخ  
 ۳۔ وہی دود نہ ۱۱ ص ۱۱۱ (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۵۰ ط سعید)  
 الشریعین فلا مانع من (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۵۰ ط سعید)

خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہیے اور منبر پر پڑھا جائے

(سوال) ایک امام صاحب نماز بعد پڑھتے ہیں خطبہ بہت طویل پڑھتے ہیں کہ ایک گھنٹہ ہو جاتا ہے خطبہ کا پورا ترجمہ بھی پڑھتے ہیں کیا خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی ضروری ہے؟

ایک شخص کا بیان ہے کہ مسجد میں جو منبر ہوتا ہے وہ رسوں کریم ﷺ کے وقت میں نہ تھا منبر حضرت امیر معویہ نے ایجاد کیا اس حقیقت اس کی سیاق ہے

المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق رحمہ (شیخ مؤرخ) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۲۰) خطبہ زیادہ طویل پڑھنا نہیں چاہیے (۱) اور خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی طریقہ مسنونہ متواتر کے خلاف ہے۔

منبر آنحضرت ﷺ کے زمانے میں نماز حضور ابراہیم علیہ السلام نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا ہے یہ بات غلط ہے کہ منبر کی ایجاد حضرت امیر معویہ نے کی ہے محمد کفایت اللہ

(۱) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہیے

(سوال) (۱) کیا روز بعد جمعہ نثر و شریعت کو پیش نظر رکھ کر لاؤڈ اسپیکر کا مسجد میں استعمال کرنا جائز ہے؟ تاکہ اس کے ذریعہ دور دور کے لوگوں تک خطیب کا خطبہ اور ضروری مسائل کی تقریر پہنچی جاسکے نماز قرآن اور تکبیرات کی تبلیغ بہتر ہو سکے۔

(۲) جمعہ کے خطبہ میں اردو زبان میں، منہ کرنا یا اردو میں خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۹ حضرت مولانا مولوی سید سراج احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ جامعہ ڈبھیل ضلع سورت۔ ۲۴ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۲۱) (۱) لاؤڈ اسپیکر (مجسمہ صوت) کا خطبہ اور وعظ میں استعمال کرنا جائز ہے کوئی وجہ عدم جواز کی نظر نہیں آتی (۲) خطبہ جمعہ و عیدین میں خاص عربی نثر میں خطبہ پڑھنا مستحسن، متواتر ہے اس کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا عربی نظم میں پڑھنا سنت متواتر کے خلاف ہے گو خطبہ قوال ہو جائے گا لیکن خلاف متواتر ہونے کی وجہ سے درست ہوگی۔ محمد کفایت اللہ

(۱) والرابع عشر تحفیف الحصین بقدر سورة من طوالب المفصل و بكرة النطویل (عالمگیریۃ الدب العشر فی صلاة الجمعة ۱۴۷ ط ۱) و من لیسوا بحط عبد قتادہ و کذا و غیرہ کذا کان ثبت درج عمر المسند بالمستخرج الحج ۲۰ سجۃ باب الجمعة ۲ ۱۶۱ ص سعید) عن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ ﷺ ان سؤی علی سیر مسند یوحنا ۱ بریدی باب فی اسفل الامم اذا حط ۱ ۱۱۴ ص سعید (۳) و من المسند باب دفع الحطب ص ۱۰۰ حدیث کبریۃ الدب العشر فی صلاة الجمعة ۱ ۱۴۷ ص محدث ۴ و قد لا شئ فی ۱ حط عبد عبد حط لیس لموارنة من لیس و الصحنه فکون مکروہا بحرس الحج ۱ سعید بر عده علی حدیث سراج بوفایہ باب الجمعة ۱ ۲۰۰ ص سعید

(۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟

(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں

(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم بابت کے لئے ہے

(سوال) خطبہ جمعہ وعیدین اس زمان میں ہونے پائیں؟ (۲) شریعت مطہرہ میں خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟ (۳) لوگوں کا اشتقاق اس پر ہو تو کیا خطبہ کا ترجمہ خطیب کو سنا دینا چاہیے یا نہیں؟ اگر ترجمہ سنایا جائے تو کب؟ خطبہ کے بعد ہی منبر پر یا فرغ جمعہ کے بعد؟ (۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد فوراً ہی مسجد سے چلے جانا چاہیے، ورنہ کسی ضرورت شرعی (مثلاً لواٹنیگی سنن و نوافل سماع وعظ تسبیح و ذکر وغیرہ) کی وجہ سے بھی مسجد میں ٹھہرے رہنا جائز نہیں اور کہتے ہیں کہ آیت کریمہ فاذا قضیت الصلوٰۃ فاستروا ات یہ حکم نہایت اور مخصوص ہے کیا اس انتشار سے یہی مراد ہے مسائل مذکورہ میں شوافع اور احناف کے نزدیک اگر کوئی گنجائش اور قیاس ہو تو ظاہر کرادی جائے یہ اختلاف وہاں ہے جہاں دفنی اور شافعی دونوں قسم کے حضرات ہیں۔

المستفتی نمبر ۴۴۷۷ عبد الحمید کوکنی ڈابھیل ضلع سورت۔

۶ اذیقعدہ ۱۳۵۴ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۲) (۱) خطبہ جمعہ وعیدین کا طریقہ مسنونہ متواتر یہی ہے کہ وہ عربی زبان میں ہو قرآن اور میں باوجود ضرورت شدیدہ کے کہ اس وقت تعلیم احکام اور تبلیغ اسلام کی بہت زیادہ ضرورت تھی خطبہ کی حریت کو ترک نہیں کیا گیا (۲) خطبہ کی حیثیت وعظ و تذکیر اور ذکر اللہ سے مرکب ہے (۳) اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں پندرہ بیس منٹ پہلے کچھ ضروری باتیں بیان کر دے اس کے بعد اذان کہوائے اور بقدر اذان پیش منبر طور پر عربی میں خطبہ پڑھ لے (اور خطیبین کے لئے پانچ سمات منٹ کافی ہوں گے) تو یہ صورت بہتر ہوں (۴) انتشار فی الارض کا حکم محض بابت کے لئے ہے نہ وجوب کے لئے اور اگر کوئی مسجد میں نوافل و سنن پڑھے یا مسجد سے نہ نکلے شام تک بیٹھا رہے تو وہ کسی قسم کا گناہ گار نہیں ہوگا جیسے کہ مسجد سے نکلنے والے کا حکم و اسعوا من فصل اللہ کے ترک سے گناہ گار نہیں ہوں گے اس کے علاوہ قضیت الصلوٰۃ مفہوم فراموشی اس نوافل تک و تہ ہے۔

ثم کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ لہ لا شک فی ان الحظہ غیر العربیہ خلاف۔ لہ من لہ فی الصلوٰۃ فیکون مکروہاً بحرہم  
الح (عمدة الرعية علی ہامش شرح الوفاء باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید)

۲۔ لہ من لہ فی الحظہ و جمعہ الحضور و کتاب مصنف ذکر اللہ تعالیٰ بیہا مع و سبھا کو پہ حصہ مجلس  
سیما منہل کل منہم علی جمعة السید و سارہ علی سی لہ احسن کسر فصل فی صلاہ الجمعة ص  
۵۵۵ ط منہل اکیڈمی لاہور

## غیر عربی میں خطبہ سنت متواترہ کے خلاف ہے

(سوال) خطبہ جمعہ کا مع عربی کے ترجمہ کرنا صرف اردو میں بطور وعظ و بیچ کر پڑھنا امام شافعی و امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اگر اردو یا کسی غیر عربی زبان کو خطبہ میں شامل کیا جائے تو جمعہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۰ مووی محمد سی (جوہانس برک افریقہ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲ جولائی ۱۹۳۶ء (جواب ۴۲۳) امام شافعی کے نزدیک خطبہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے غیر عربی زبان کے خطبہ صحیح نہیں اور جب خطبہ صحیح نہیں ہوا تو جمعہ بھی صحیح نہیں ہو مگر خطبہ کے عربی ہونے سے مراد یہ ہے کہ خطبہ میں جتنی چیزیں فرض ہیں وہ سب عربی زبان میں ہوں (دونوں خطبوں میں حمد و صلوٰۃ اور وصیت اور وصیت بآقوی کا ہونا اور کسی ایک خطبہ میں قرآن مجید کی کم از کم ایک آیت کی تلاوت کرنا اور دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا فرض ہے) ان کے علاوہ باقی خطبہ غیر عربی میں ہو تو سقوط فرضیت خطبہ کے منافی نہیں۔ ویستلزم کونہا کلمہ عربیہ قوله کلہا ای الخطبة ای کل ارکانہا فی الحطبتین ولا یصر غیر العربیة فی غیر الارکان (شرح مسہح مصحح مع حاشیہ لعمامة القسوسی) اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عربیت شرط نہیں ہے جتنی غیر عربی زبان میں بھی خطبہ ادا ہو جائے گا لیکن غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ بالاتفاق ہے یونہی قرونوں مشہور لہذا الخیر میں اس کا مقابل نہ تھا (۱۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

## اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کا خطبہ انجمنی زبان میں مثلاً اردو یا فارسی وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں اور اگر عربی زبان میں ہو تو ترجمہ کرنا اردو وغیرہ میں کیسے ہے؟ المستفتی نمبر ۱۰۸۳ اگل بدشہ پشوری (پشور)

۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۴) خطبہ جمعہ جس عربی زبان میں پڑھنا چاہیے اور منبر پر یعنی خطبہ پڑھنے کے وقت ترجمہ نہ کریں یہ طریقہ مرتبہ اسلاف رحمہم اللہ و سنت سیدہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم واسوہ حسنہ حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین علیہ السلام کا ہے اور اس سے خلاف کرنا نہ موم و مکروہ ہے۔ ملخص حررہ مووی عبد اللہ الطوروی عفی عنہ

ہوا موافق بے شک سنت قدیمہ متواترہ یہی ہے کہ خطبہ خالص عربی نثر میں ہو اس کے خلاف کرنا

(۱) (باب الجمعة ۱/۲۷۸ ط دار احیاء الکتب العربیہ مصر)

(۲) (باب لا شک فی ان الحطبة لغیر العربہ خلاف المسواریتہ من النبی ﷺ و الصحابة فیکون مکروہا تحریم

الح (عمدة الرعاية) عنی هامش شرح الوقایة باب الجمعة ۱/۲۰۰ ط سعید)





غیر عربی میں خطبہ سنت متواتر کے خلاف ہے

(سوال ۱) جمعہ کا خطبہ کوئی زبان میں پڑھنا جائز ہے اگر اردو یا کسی اور زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ (۲) جمعہ کے خطبہ کو الحمد للہ اور درود شریف سے شروع کر کے اہل بعد کیا یہاں اس کے بعد سارا مضمون اگر خطیب اردو یا کسی اور زبان میں بیان کر دے تو اس کے لئے فقہائے کرام کا کیا فتویٰ ہے۔  
المستفتی نمبر ۱۴۴۷ھ عبد الصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۴۵۶ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۲۷) (۱) خطبہ جمعہ و عیدین عربی زبان میں مسنون و متواتر ہے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ کل یا جزو پڑھنے سے خطبہ ادا تو ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا (۲) نمبر ۱ کا جواب اس کا بھی جواب ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

حضرت شاہ اسماعیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) حضرت شاہ اسماعیل صاحب کا خطبہ جمعہ کیسا ہے اشعار خطبہ میں پڑھے جائیں یا نہیں؟ عربی روئے شعر میں کیا کچھ فرق ہے؟ المستفتی عزیز احمد مدرس مکتبہ عبد اللہ پور (ضلع میرٹھ)  
(جواب ۴۲۸) حضرت شاہ اسماعیل صاحب کا خطبہ جمعہ بہتر ہے اشعار خطبہ میں پڑھنا مکروہ ہے خواہ اردو ہوں یا فارسی یا عربی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

اذان ثانی کا جواب اور دعا زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) جمعہ کی اذان ثانی کا جواب اور دعا کے وسیلہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بصورت جو زبان تھ تھ کر دعا مانگتی چاہیے یا خیر ہاتھ اٹھا کر نیز اذان کے جواب اور دعا کے وسیلہ میں امام و قوم کا ایک ہی حکم ہے یا چھو فرق ہے زید کہتا ہے کہ خطبہ کی دعا بعد حضور کریم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اور نہ مانگنے والا گمراہ ہے زید کا یہ قول کیسا ہے اور جو دعا بعد اذان خطبہ دعا نہیں مانگتے ان کا عمل کیسا ہے؟  
المستفتی نمبر ۱۸۳۶ محمد یاسین مدرس مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور۔ اعظم گڑھ

(جواب ۴۲۹) جو موقف امام ابو حنیفہ کے نزدیک خروج امام سے ختم خطبہ تک کوئی کام نہیں کرنا چاہیے ان کی دلیل بخاری شریف میں یہ روایت ہے عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ ﷺ من اغسل يوم الجمعة و تشہر بسا استطاع من طهر ثم ادهن او مس من طيب ثم راح فلم يفرق

۱۰ (۱) لا شك في ان الحطة بعد غروب حلال المساء الموارنه من السيئة والصحة فيكون مكروها محرما  
بح (عمدة الرعاية على هامش شرح الرقبة) باب الجمعة ۹ ۲۰۰ ط سعيه  
(۲) (ايضا)

بین اثین فصلی ما کتب له تم اذا حرج الامام انصت غفرله ما بینہ و بین الجمعة الاخری ۱۔  
(نثری جلد اول ص ۱۲۴) کہ اس حدیث میں انصت کو خروج مام سے متعلق فرمایا ہے اور حدیث معاویہ کا جواب امام ابو حنیفہ کی طرف سے یہ ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت میر معاویہ چونکہ امام و خطیب تھے لہذا ان کی طرف سے اجبت ان خارج نہیں کیونکہ انصت کا حکم غیر خطیب کے لئے ہے ہاں امام ابو یوسف و امام محمد خطبہ شروع ہونے سے پہلے غیر خطیب کے لئے کلام دینی کو جائز فرماتے ہیں (۲) تو اجبت اذان اور دعائے وسیلہ ان کے نزدیک جائز ہے مگر باتھ انھما ردعا مانگنے کا ثبوت ہمارے علم میں نہیں ہے زید جو اس بات کا مدعی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے باتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اس کا ثبوت پیش کرنا اس کے ذمہ لازم ہے ورنہ من کذب علی متعمداً کی وعید کا مستحق ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذیل

### خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو

(سوال) جمعہ میں خطبہ کا طویل ہونا اور نماز کا قصیر ہونا شرعاً کیسا ہے بعض مساجد میں امام صاحب خطبہ جمعہ تقریباً پندرہ منٹ میں ختم فرماتے ہیں ورنہ نماز جمعہ تقریباً چار منٹ میں پس ارشاد فرمادیں کہ ان امام صاحب کا یہ طرز عمل حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۳۲ ج ۱ و لدو ہاشم یوسف صاحب (رنگون) ۲۷ رجب ۱۳۵۵ھ ۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۴۳۰) خطبہ جمعہ کا طویل نہ کرنا بہتر ہے اور نماز میں امام کو خفت کا لحاظ رکھنا مہم ہے۔ عن عمار بن یاسر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان طول صلوة الرجل وقصر خطبته منة من فقهه فاطيلوا الصلوة وقصروا الخطبة وان من البيان لسحرا رواه مسلم ۳ (مشکوۃ) ۱، وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا صلى احدكم للباس فليحفف فان فيهم السقيم والضعيف والكبير الخ متفق عليه (۵)، (مشکوۃ) (۱)۔

پس نماز کی تطویل کی ترغیب جو مسلم کی روایت نہ کورہ ہاں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت کی بنا پر اس حد کے اندر محدود ہے کہ جماعت پر مشقت نہ ہو اور حد مسنون سے آگے نہ بڑھے اور خطبہ کے اختصار سے غالباً یہ مقصد نہیں ہے کہ نماز کے وقت سے خطبہ کا وقت کم ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ خطبہ ان خطبوں سے

(۱) (باب لا يفرق بين اثين يوم الجمعة ۱/ ۱۲۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) قال " لا بأس بالكلام قبل الحطة وبعدها وإذا حسم عند الثاني " الدر المنثور باب الجمعة ۲/ ۱۵۹ ط سعید

(۳) (فصل فی إيجاز الحطة وطول الحطة ۱/ ۲۸۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) (باب الخطبة والصلوة الفصل الأول ص ۱۲۳ ط سعید)

(۵) (بخاری باب إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء ۱/ ۹۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۶) (باب الإمامة ص ۱۰۱ ط سعید)

موجودہ حروف طویل اور بڑے خطب مجھے جانتے ہیں خطبہ میں ضروری امور پر اکتفا کرنا چاہیے۔ (ترندی شریف) کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نماز بھی معتدل متوسط درجے کی ہوتی تھی خطبہ بھی معتدل اور متوسط درجہ کا ہوتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟

(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) خطبہ جمعہ، عیدین مبارکات سے یا نصیحت؟ (۲) خطبہ سر مہمیں کی زبان میں پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۰۔ ۲۰ فرزند علی صاحب (برہ)، ۳۴ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۹۳۱) (۱) مبارکات ہیں نہ نصیحت بھی ہے۔ (۲) عربی عبارت میں سنت متواترہ قدیمہ کے موافق پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر مقامی زبان میں پڑھا جائے گا تو خطبہ ادا ہو جائے گا مگر سنت کے خلاف ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم بالصواب

(۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے

(۲) ترکی ٹوبی کے ساتھ نماز پڑھانا

(۳) ابتدا خطبہ میں تعویذ و تہنیتیں پڑھیں چاہئے

(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے

(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثابت نہیں

(۶) خطبہ کے سننے کے وقت اردو اہل میں پڑھا جائے

(۷) خطبہ کے درمیان سنتیں پڑھنا جائز نہیں

(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے

(سوال) (۱) ہمارے ملک جہت میں رواج ہے کہ زبان اردو میں خطیب خطبہ جمعہ پڑھتا ہے جہاز ہے یہ نہیں؟

(۲) پیش از نماز جمعہ تین ٹولی چن کر بغیر صافہ نماز جماعت پڑھتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) خطیب اعوذ باللہ اور بسم اللہ پہ آواز بلند پڑھتا ہے ؟

(١) (باب ماجاء في قصر الحطة ١ ١٣ طبعيد)

(٢) وبدأ أي قبل الخطبة الأولى قال: ثم حمد الله تعالى و أشاء عليه والشهادة بين و العظة والتذكير

والفراءة الح (رد المحتار) باب الجمعة ٢ ١٤٩ ط سعيد

(٣) فإنه لا شك في أن الحقنة غير عربية خلاف لسانه سيورته من اسمي <sup>ص</sup> والصحة فيكون مكروها تحريم

الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح المرقاية باب الجمعة ١/ ٢٠٠ ط سعيد)

- (۴) خطیب کا وقت خطبہ عصا پکڑنا یہ جائز ہے یا نہیں؟
- (۵) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں: سرسلطین کے وقت سیڑھی سے اترنا جائز ہے یا نہیں؟ پھر واپس چڑھنا
- (۶) خطیب کا خطبہ تانیہ میں آیت ان الله و ملائکته کا پڑھنا اور مصلیان کا خطبہ میں جہر سے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۷) دو رکعت نماز خطبہ ہے یا نہیں؟
- (۸) مردوں کو سونے کے ٹن اور سونے کی خاص انگوٹھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟
- المستفتی نمبر ۲۱۲۵ سید محمد رشید ترمذی صاحب (من کاٹھا) ۱۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۷ء
- (جواب ۴۳۲) (۱) مردوں میں خطبہ پڑھنا خلاف ہوں ہے خطبہ ادا ہو جاتا ہے (۱)
- (۲) ٹوپی اور ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا سے نماز ہو جاتی ہے۔ مگر ٹوپی یہ ہے کہ صاف باندھ کر نماز جمعہ پڑھائے۔ (۲)
- (۳) خطبہ کو الحمد للہ سے جہر اشرون کرنا چاہیے۔ اعوذ باللہ اور بسم اللہ خطبہ سے پہلے جہر انیس پڑھنا چاہیے (۳)
- (۴) عصا ہاتھ میں لیئر خطبہ پڑھنا جائز تو ہے مگر لازم نہیں ہے (۴)
- (۵) خطبہ میں ذکر سلطین کے وقت سیڑھی سے اترنا اور پھر چڑھنا جائز نہیں (۵)
- (۶) خطبہ میں جہر اور درود شریف پڑھنا سامعین کو جائز نہیں جب خطیب آیت ان الله و ملائکته پڑھے تو سامعین دل میں درود شریف پڑھ لیں (۶)
- (۷) خطبہ کے درمیان میں سنتوں کا پڑھنا بھی جائز نہیں ہے (۷)

- (۱) ولا بشرط كونها بعربية فهو حسب المدارسية حر فیه لا شك فی أن الحطبة بعیر العربية خلاف السنن المتوارثة من السی و الصحابة فكون مکروها تحریماً (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید)
- (۲) وقد ذکرنا ان المستحب ان یصلی الرجل فی قیص و ارار و عمامة ولا یکره الاکتفاء بالقسوة الح (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقاية باب بدعة الصلاة وما یکره فیها ۱۶۹ ط سعید)
- (۳) وید بالعود سرا (درمختار) فی مثل لحطة الأولى بالعود سرا ثم بحمد الله تعالی وک علیه (رد المحتار باب الجمعة ۱۴۹/۲ ط سعید)
- (۴) وفي الحلاصة " یکره ان سکی عی فوس او عصا (درمختار) وفي الشامية " وفي رواية أبی داؤد أنه قال قام أي فی الحطبة متوکلناً علی عصا او فوس او و نقل القهستانی عن عبدالمحیط " ان أحد العصا سنة كالقيام" (رد المحتار باب الجمعة ۱۶۳/۲ ط سعید)
- (۵) أما اعتد من الروا في الحصة الثانية إلى درجة سفی ثم العود بدعة فیحة شیعة (رد المحتار جمعة ۱۶۱/۲ ط سعید)
- (۶) وكذلك إذا ذکر السی لا یحور أن یصلی علیه بالحجر بل بالنصب و علیه الفتوی (رد المحتار باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)
- (۷) إذا أخرج الإمام فلا صلوة ولا كلام لی تمامها الخ (تویر الأنصار باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)

(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے (۱) اور خالص سونے کے بٹن بھی مکروہ ہیں (۲)

### خطبہ جمعہ عربی نثر میں پڑھنا چاہیے

(سوال) اشعار کا خطبہ جو جمعہ میں پڑھا جاتا ہے (ابن ابی مویلیٰ اموالی - مصور ناقدیر الکمل) پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۶۳ محمد عبدالوہاب (رام پور)

۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۳۳) خطبہ جمعہ میں عربی کے اشعار پڑھنا خد ف لولی ہے نثر عربی میں خطبہ ہو تو بہتر ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

### عربی میں خطبہ مسنون ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں یہاں کی دوسری مسجدوں کے مطابق یہ دستور چلا آتا ہے کہ بروز جمعہ اذان اول کے بعد اتنا وقفہ کیا جاتا ہے کہ چار سنتیں باضمینان پڑھ لی جائیں یعنی تقریباً نو دس منٹ کے بعد خطبہ بزبان عربی شروع ہوتا ہے جامع مسجد مذکور کے امام صاحب نے بات مقتدیوں کو خطبہ کی طوالت کی شکایت پہلے سے تھی اور اس سے ان کو برائی تھی مزید برآں انہوں نے کئی جمعہ سے یہ نیا طریقہ اختیار کیا کہ چار سنتوں کے بعد وقت مقررہ پر خطبہ شروع کرنے کے بجائے پہلے اردو زبان میں مضمون خطبہ کے مدوہ دوسری تقریریں شامل کر کے بیان کرنا شروع کیا جس میں مقتدیوں نے یہ محسوس کیا کہ ان تقریروں میں مسلمانوں پر چوٹ اور طنز یہ نہ ہو ورنہ وہ ذاتی جذبات نفسانیہ کا بھی شمول ہے ان تقریروں کے بعد اذان ثانی ہو کر مدوح نے خطبہ عربی پڑھا متوین مسجد وغیرہ کو پہلے ایک دفعہ کچھ خیال نہ ہوا لیکن بعد میں انہوں نے دیکھا کہ مقتدیوں میں اس کا چرچا ہو رہا ہے اور ان کو قوی اندیشہ ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آئندہ رفتہ رفتہ خطبہ عربی کے بجائے خطبہ اردو جاری کر دیں اس کے مدوہ چونکہ نمازیوں کی بہت سی تعداد بہت پہلے سے آجاتی ہے اور بعد فراغت از جمعہ جانا ہلاتی ہے اس لئے تاخیر و طوالت ان کو اور بھی زیادہ گرائی ہوئے مکی طوالت خطبہ کی بہت متویہوں نے امام صاحب موصوف کو پہلے ہی توجہ دلائی تھی کہ خطبہ جو لمبا پڑھتے ہیں

(۱) والتمتع بالذهب علی ارحس حرم ساروبنا عن علی الخ (ہدایۃ کتاب الکراہیۃ ۴/ ۲۸۸ ط مکتبہ شریکۃ علمیہ ملتان)

(۲) بین "در مختار" کی عبارت --- ت --- ۱۰ مصوم ہوتا ہے وفي المتارحایۃ عن السیر الکبیر 'لا یأس بأردار الدیاح والذهب' (کتاب الحظر و الاباحۃ فصل فی بیس ۳۵۵، ۶ ط سعید و امداد الفتاویٰ ۴/ ۱۲۹ ط دار العلوم کراچی)

(۳) فہو لا یشت فی ان الخطبہ عبر عرسۃ خلاف السۃ المتوارثۃ من لسی ﷺ والصحابۃ فیکون مکروہ تحریمہ و کذا قراءۃ الأشعار الفارسیۃ و بیسیۃ فیہا (عمدۃ الرعیۃ علی ہدمن شرح الوقیۃ باب الجمعیۃ ۱/ ۲۰۰ ط سعید)

اس کو مسنون طریقہ کے مطابق منقذ فرمائیے اور خطبہ اور تہنیروں میں اپنے جذبات سے کام لیتے ہوئے کسی مسلمان پر حمد اور طعن نہ کریں اور اب یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اور مذکورہ وجوہ پر نظر رکھتے ہوئے ہدایت کی کہ آئندہ اذان اور بعد قدی دستور پر عمل کرتے ہوئے محض خطبہ عربی پر قناعت کریں کہ یہ نیا طریقہ مسجد مذکورہ نمازیوں میں تنقذ اور تنجز کے باعث منجائے گا اس لئے کہ کرائی مذکور کے مدوہ غیر زبان عربی میں خطبہ کے قارئین کی تعداد بھی یہاں بہت کم اور برائے نام ہے متولیوں کی طرف سے امام صاحب کو اس کی بھی اطلاع دی گئی کہ اگر نمازیوں کے سامنے کچھ بیان فرماتا چاہتے ہیں تو شب جمعہ کو بعد نماز عشاء کے جس میں بھی حدب نمازیوں کی تعداد ہوتی ہے صحیح صحیح خطبہ کا مطلب سادگی کے ساتھ بیان فرمادیا کریں اور متولیوں نے جی یہ آپس میں قرار دے لیا تھا کہ اگر امام صاحب کی خوشنودی تو ان کو بعد فراغ نماز جمعہ بیان کرنے کا موقع دے دیا جائے گا اس صورت میں بہت پہلے سے آنے والے اور بھوک سے گھبرا جانے والے جو چاہیں جائیں گے ان پر کوئی جبر نہیں پڑے گا بہر حال ان کی اختیار کردہ صورت کے کہ اس میں سب خوشیاں والے جمعہ خواہ مخواہ مجبوراً رکنا پڑتا ہے پس ارشاد ہو کہ صورت مسئلہ میں متویان مسجد کا یہ موصوف و فاضل مذکور سے روک دینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۲۳۳ ہجری ۱۴۰۳ قمری ۱۳۵۵ھ ۲۲ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۳۴) میں اس سے قبل متعدد سوالات کے جوابات میں لکھ چکا ہوں کہ خطبہ جمعہ و عیدین کا خاص عربی زبان اور نثر میں ہونا یہ مسنونہ متواتر ہے اس سنت قدیمہ متواترہ کو محفوظ اور جاری رکھنا چاہیے معہذا جو لوگ کہ مقامی زبان میں خطبہ کو ضروری اور مفید سمجھ کر اس کے جرائی حمایت کرتے ہیں ان کی یہ دلیل بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ نمازیوں کی بڑی تعداد عربی زبان سے ناواقف ہوتی ہے بلکہ خطیبوں کی اکثریت میں بھی عربیت سے ناواقف خطیب ہوتے ہیں اور خطبوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ایک مضمون کے پتے پتے خطبے ہوتے ہیں اور خطیب ان کو ہمیشہ سنا دیتا ہے نہ خود سمجھتا ہے کہ اس نے کیا کمانہ سامعین سمجھتے ہیں سمجھ نہیں کیا سنا گیا اس صورت میں خطبہ کی جہت تذکیر بالکل معطل ہو کر رہ گئی ہے (۱)

میں اس کے متعلق نئی مرتبہ یہ لکھ چکا ہوں کہ اگر خطیب مقامی زبان میں اذان خطبہ سے پہلے لوگوں کو وقتی ضرورت اسلام یہ سنا دیا کرے پھر اذان خطبہ کہلو اور عربی زبان میں خطبہ بقدر ادائیگی فرضیت خطبہ پڑھ دیا کرے تو مضائقہ نہیں تاکہ ضرورت تذکیر بھی پوری ہو جائے اور خطبہ کی ہیئت مسنونہ متواترہ بھی پوری طرح محفوظ رہے۔ ضرورت عربی خطبہ میں زیادہ سے زیادہ پانچ چھ منٹ (خطبتین کے لئے) کافی

(۱) فہ لا شک فی أن الخطبہ بعد العرسہ خلاف السنۃ المتواترۃ من السیاق والصحاحۃ فیکون مکروہاً محرماً (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایۃ باب الجمعة ۱/ ۲۰ ط سعید)

ہوں گے۔

مگر اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں تذکیر کے سے دو باتیں لازم ہیں اول یہ کہ لوگ اس وقت اس مقام پر سنتیں نہ پڑھتے ہوں یا نہ کوئی متحدہ جگہ سنتیں پڑھنے کے لئے ہو دوسرے یہ کہ لوگ اس تقریر کو رغبت سے سنیں یا نہ۔ یہ محض ایک مظلومانہ فعل ہے یہ فرض خطبہ نہیں ہے کہ کوئی راضی ہو یا نہ ہو پڑھا جائے گا نیز اس تقریر میں نہ فہمی باتیں بیان کی جائیں نہ کلام بھی حافظ سے بیان کرنا ضروری ہو۔ تقریر میں طعن و تشنیع، غیہ و کز نہ ہونی چاہیے کہ اس سے آپس میں اختلاف اور بغض و عناد پیدا ہوگا۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

(۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے

(۲) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) (۱) جمعہ، عیدین کے دن نہ صرف اردو میں یا عربی خطبہ کا کامل ترجمہ یا بعض عربی میں اور بعض اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں اس کا جواب تو براہ راست یا لبا براہ ہے۔

(۲) نیز کیا شرعی مصحات پر انہماک رکھتے ہوئے ان خطبوں میں کہ مکرر اصوات یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

اسپتفتی نمبر ۲۵۶۱ تبیل ۱۰ جنوری ۱۳۵۸ھ ۱۷ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۳۵) خطبہ جمعہ، عیدین میں سنت قدیمہ متواتر یہی ہے کہ عربی زبان میں ہو صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں بھی ممالک فتح ہوئے اور علماء کے حدیث احمد ہونے کی بناء پر اس وقت بہت زیادہ ضرورت تھی کہ ان کی زبانوں میں احکام و تعلیم کی جائے بلکہ اس کے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام اور محدثین نے جمعہ اور عیدین کے خطبات و خواص عربی زبان میں رکھا اور کسی بھی زبان میں خطبہ نہیں پڑھا کیا یہ خطبہ خواص عربی زبان میں یہ سن سنت قدیمہ متواتر ہے اور اس کے خلاف اردو یا کسی دوسری مقامی زبان میں خطبہ پڑھنا عربی اور عربی و مملوک سرحدیہ سنت قدیمہ متواتر کے خلاف ہے۔

(۲) لاؤڈ اسپیکر کا خطبہ جمعہ، عیدین میں استعمال کرنا فی نفسہ مباح ہے کیونکہ یہ صرف ترفع اصوات یعنی آواز بلند کرنے کا آلہ ہے۔ لیکن اس آلہ کے استعمال کو اس امر کا ذریعہ بنایا جائے کہ خطبہ کی عربی زبان بدل کر کسی بھی زبان میں خطبہ پڑھا جائے تو پھر اس آلہ کا استعمال بھی اس سبب کی وجہ سے خلاف سنت کی مد میں داخل ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی۔

(۱) وہ لا شك في أن الحصة بعد الغزوة خلاف لسه لسوارنة من السلي والصحابة فيكون مكروها بحرف

(عمدة الرعاية على هامش شرح الوفاة باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط معبد)

۲ ومن المنع أن يرفع الصوت بعد الغزوة لئلا يفسد صوت الغزاة في صلاة الجمعة ۱۴۷ ط معبد

## خطبہ سے پہلے یا بعد میں خطبہ کا ترجمہ کرنا

(سوال) جمعہ کے پہلے خطبہ کا ترجمہ نہ کرنا یا نہ پڑھنا اور بعدہ اصلی عبارت خطبہ پڑھے تو یہ کیسا ہے؟ نیز جمعہ کا خطبہ پس پڑھنے اور بعدہ ترجمہ نہ کرنا یا نہ پڑھنے تو یہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۷۷ جناب محمد خاں صاحب (افریقہ)۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ م ۲۱ جون ۱۹۴۱ء (جواب ۴۳۶) اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے ممبر پر کھڑے ہو کر یا کھڑے ہو کر مقتدی زبان میں وعظ و تذکیر یا خطبہ کا ترجمہ سنا کر پھر خطبہ پڑھ جائے اور خطیب دونوں خطبہ عربی میں پڑھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں مگر یہ معاملہ خطبہ عربی کے بعد نہ کیا جائے اذان خطبہ سے پہلے کر لیا جائے اور اذان خطبہ کے بعد عربی خالص کے بعد نہ کرے کی زبان میں خطبہ یا ترجمہ کرنا سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے۔ خطبہ ادا ہو جاتا ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

## خطبہ غیر عربی میں سنت متوارثہ کے خلاف ہے

(سوال) ما قولکم فی ترجمۃ خطبۃ الجمعة والحال ان الحاصرین جاہلون بالعربیۃ المستفتی نمبر ۲۵۶۲ جناب محمد منگھڑی۔ ایس کے۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء (ترجمہ) جمعہ کے خطبہ کا ترجمہ کرنے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ جب کہ حاضرین عربی زبان سے ناواقف ہوتے ہیں۔

(جواب ۴۳۷) الحظہ فی العربیۃ ہی المسبوبة المتوارثۃ و ترجمتها فی لسان احرر مخالفة للسنة المتوارثۃ ومع هذا نوب الترجمة باى لسان كان مباح الخطۃ المعروضۃ وتصح الصلوۃ مع الکراہۃ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(ترجمہ) عربی زبان میں ہی خطبہ، یہ سنت متوارثہ ہے اور کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ کرنا طریقہ متوارثہ کے خلاف ہے اس کے باوجود ترجمہ سے خطبہ کی فرضیت ادا ہو جائے گی اور نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ

(۱) فہ نہ لا شک فی ان الخطبۃ بعیر العربیۃ الخ (عمدة الرعاۃ ۲/۲۰۰)

(۲) ولا يشترط كونها بالعربیۃ فلو حطبت بالفارسیۃ أو بغيرها حار كذا قالوا والمراد بالحوار هو الحوار فی حق للصلاة بمعنى انه يكفي لاداء النحرطية وتصح بها الصلاة لا الحوار بمعنى الإباحة المطلقة فانه لا شك فی ان الخطبۃ بعیر العربیۃ خلاف السنة المتوارثۃ من النبى ﷺ والصحة فيكون مكروها تحويما (عمدة الرعاۃ على هامش 'شرح وقاية' باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید)



## خطبہ غیر عربی زبان میں مکروہ ہے

(سوال) ایک پیش امام صاحب جمعہ کے روز خطبہ نہ پڑھا کر منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرتے ہیں اور مثنوی پڑھتے ہیں بعض مقتدیوں نے امام صاحب سے نئی دفعہ گزارش کی کہ خطبہ پڑھا کریں مکروہ نہیں مانتے " المستفتی نظیر الدین امیر الدین (امیر، ضلع مشرقی خاندیش)

(جواب ۴۳۸) شہید امام صاحب جمعہ کا خطبہ ہی اردو میں پڑھتے ہیں عربی میں نہیں پڑھتے تو یہ بات مکروہ ہے خطبہ عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متواترہ ہے ہاں خطبہ کی اذان سے پہلے اردو میں کچھ وعظ کر دیں یہ مسئلہ وادکام بیان کر دیں، اس میں مضائقہ نہیں ہے پھر خطبہ کی اذان ہو اور عربی زبان میں خطبہ پڑھا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

## اذان ثانی خطیب کے سامنے کہی جائے

(سوال) دوسری اذان بعد جمعہ کے قبل کہتے ہیں وہ خطیب کے سامنے کہنا چاہیے یا دوسری صف کے پیچھے بیچ کے درمیان کہنا چاہیے؟

(جواب ۴۳۹) خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہونی چاہیے خواہ منبر کے قریب ہو یا دوسری تیسری صف کے درمیان ہو، خواہ اذان منبر کے بعد۔ مگر ضمیمہ مؤذن کا خطیب کے قریب ہونا ضروری نہیں ہے صرف سامنے ہونا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ مدرسہ امینیہ دہلی

## خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۲ء)

(سوال) خطبہ ثانی کے وقت نماز سنت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض لوگ جواز کہتے ہیں بعض ناجائز کوئی بات صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۰) نفی مذہب میں حسب کے وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے اس میں پہلے خطبہ اور دوسرے خطبہ کا حکم یکساں ہے جس وقت سے خطبہ شروع ہو جبکہ امام خطبہ کے لئے منبر پر جانے کے لئے اٹھے اس وقت سے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے نہ نماز میں رکوں نے کہ امام کے اٹھنے سے پہلے سنت یا نفل یا کسی نماز کی نیت باندھ رہی ہے وہ اپنی نماز پوری کر میں اور وہی شخص امام کے اٹھنے کے بعد سنت یا نفل کی نیت نہ باندھے یہ نفی مذہب میں حکم ہے نیز امتداد خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنے و جواز سمجھتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔

۱. (ایضاً حوالہ صفحہ ۲۶۸ ط ۱) ۲. (احسن الامام علی المسرودہ اذانا ثانیاً بین یدیه الح (جامع الرموز فصل فی صلاۃ الجمعة ۲۶۸ ط ۱) ۳. (اداء حرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام الی تمامہا ولو حرج) وهو فی المسند او بعد فیدمہ لئلا یثقل بہ فی الاصح (توسیع شرحہ) قال الشامی: "قوله "فلا صلوۃ" تشمل المسند ونحوہ المسند (باب الجمعة ۲ ۱۵۸ ط سعد)

## خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے

(سوال) زید ایک مسجد میں امام ہے وہ خطبہ جمعہ پڑھتے وقت خطبہ اولیٰ میں چند جگہ عربی عبارت کا ترجمہ اردو زبان میں شرح و مفصل بطور وعظ کر دیتا ہے آیا یہ درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۱) خطبہ کا مسنون و متواتر طریقہ تو یہی ہے کہ وہ خالص عربی نثر میں ہو اگر خطبہ عربی میں پڑھا جائے مگر درمیان میں اس کا اردو ترجمہ کر دیا جائے تو یہ خلاف اولیٰ ہو گا لیکن خطبہ ادا ہو جائے گا (۱)۔  
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

## خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا

(الجمعیۃ مورخہ ۶ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) جمعہ کے خطبہ ثانی میں جب بادشاہ اسلام کا نام لیا جاتا ہے تو کیا ممبر کی ایک سیڑھی اترنا ضروری ہے؟ حیدر آباد کن کی کثیر بڑی بڑی مساجد جامع مسجد ملک مسجد چوک کی مسجد وغیرہ میں خطیب صاحب منبر سے ایک سیڑھی نیچے نہیں اترتے مگر بعض مساجد میں ایک سیڑھی نیچے اترنے کا عمل ہوتا ہے۔؟

(جواب ۴۴۲) خطبہ جمعہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا کرنا جائز ہے (۲) اور اس کا نام لینے اور دعا کرنے کے وقت منبر کی سیڑھی سے اترنا ضروری نہیں ایک فضول بات ہے (۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ

## خطبہ سے پہلے وعظ کہنا درست ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد کا خطیب بعد اذان اول جب کہ کچھ لوگ جمع ہو جاتے ہیں مسجد سے ملے ہوئے مکان سے مسجد میں آتا ہے سلام کر کے مکڑی کے منبر کے پاس کھڑا ہو کر خطبہ وعظ یعنی الحمد لله نحمدہ الخ اما بعد فاعوذ باللہ الخ کہہ کر کوئی ایک یا چند آیات تلاوت کر کے اردو میں وعظ کرتا ہے پون گھنٹہ یا کم و بیش وعظ کے بعد چار سنت ادا کرتا ہے اور دیگر مردم کچھ تو اذان اول کے بعد وعظ سے پہلے فارغ ہویتے ہیں کوئی درمیان وعظ میں ہی پڑھ بیٹا ہے باقی وعظ کے بعد پڑھتے ہیں خطیب سنت ادا کرنے کے بعد منبر پر بیٹھتا

(۱) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالعربية او غيرها حار كذا قالو والمراد بالجواز هو الحوار في حق الصلاة بمعنى انه يكفي لاداء الشرطه ونصح بها الصلاة لا الحوار بمعنى الإباحة المطلقة فإنه لا شك في أن الخطبة بعبر العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريماً (عمدة الرعاية على هامش شرح وقاية باب الجمعة ۲۰۰/۹ ط سعيد)

(۲) فإن سلطان هذا الرمان حوَّج إلى الدعاء له ولأمرائه بالصالح والصر على الأعداء فإن الدعاء للسلطان على المسار قد صار الآن من شعائر بيعة الح الح (رد المحتار باب الجمعة ۱۴۹/۲ ط سعيد)

(۳) قال ابن حجر في المحقق وبحث بعضهم أن ما اعتد الان من الروول في الخطبة الثانية إلى درجة سفلى ثم العود بدعة قبيحة شنيعة (رد المحتار باب الجمعة ۱۶۱/۲ ط سعيد)

ہے اس کے سامنے اذان ثانی ہوتی ہے پھر خطبہ مسنونہ پڑھ کر نماز پڑھاتا ہے اس صورت مذکورہ کو ایک مولوی صاحب مختلف سنت بتاتے ہیں اور تین خطبوں سے تعبیر کرتے ہیں؟

(جواب ۴۴۳) یہ صورت جائز ہے اور تین خطبے نہیں ہوئے بلکہ اذان ثانی کے بعد جو خطبہ وہ پڑھتا ہے وہی مسنون خطبہ جمعہ کے ہوجاتا ہے اور پہلو و عظم و عظم ہی ہوگا خطبہ میں شامل نہیں ہوگا،

محمد کفایت اللہ غفرلہ

بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے

(سوال) دوران خطبہ میں کسی شخص درود یا کوئی وظیفہ یا تسبیح پنے دل میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اسلام علیکم

یو علیکم اسلام کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ خطیب جب محمد ﷺ سے تو خطبہ سننے والا ﷺ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۴) دوران خطبہ میں وظیفہ، تسبیح، درود پڑھنا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، سب منع ہے

حدیث میں ہے من قال یرحمہ الجمعۃ والخطیب یخطب الصلۃ فقد لعا آخضرت ﷺ کا نام مبارک

ن کر دل میں ﷺ کہہ کر زبان سے نہ کہے نہ زور سے نہ آہستہ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) خطبہ میں ”اللہم اید الإسلام“ دعا پڑھنا

(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا

(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں بیان نہ کی جائیں

(۴) غیر متبع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا

(۵) بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے نعرے لگانا

(۶) خطبہ میں دعا کے لئے ایسے الفاظ ہونے چاہئیں؟

(الجمعیتہ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) مندرجہ ذیل عبارت کو خطبہ جمعہ میں شامل کر کے پڑھنے کا حکم تمام مساجد بھوپال میں

حکومت کی طرف سے جاری کیا گیا ہے اس سے نماز جمعہ میں کوئی نقص تو نہیں آئے گا؟

اللہم اید الاسلام والمسلمین بالا میر العادل والرئیس الفاضل الامیر الحاج محمد

حمید اللہ خان لا زالت ربات اقبالہ عالیہ وایات جلالہ قالیہ ظل اللہ علی العالمین والعالمین

(۱) ویس حطبتا حنینا ویکرہ ربا دتھما عی قدر سورة من طوال المفصل یجلسہ بیہما (التنویر مع شرحہ

باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)

(۲) إذا ذکر المی ﷺ لا یحرم ب بصری غیہ بالجہر بل بالقلب غیہ الفوی (رد المحتار) باب الجمعة ۱۵۸/۲

ط سعید)

خلد الله ملكه الى يوم الدين .

(۲) جس رئیس کا نام خطبہ میں لیا جائے اس کا عمل شرع ہونا لازم ہے یا نہیں؟

(۳) خطبہ میں جو صفات بیان کی جائیں وہ اس میں موجود نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

(۴) اور اس حکومت میں قانون شرع بھی جاری نہ ہو بلکہ قانون انگریزی پر عمل درآمد ہوتا ہو اور صرف چند

وفعات قانون موافق شرع ہوں تو کیا حکم ہے؟

(۵) اور اگر رئیس کو خوش کرنے کی نیت سے کسی سرکاری آدمی نے یہ طریقہ اختیار کیا ہو؟

(۶) جو الفاظ خطبہ میں شامل نہ ہوں وہ دعا ہے یا نہیں یا مشکبہ؟

(جواب ۴۴۵) خطبہ میں بادشاہ وقت کے لئے نصرت و فتح مندی اور ثبات علی الشریعت کی دعا کرنا جائز

ہے، جن فقہانے منع کیا تھا ان کا منصب یہ تھا کہ بادشاہ کی تعریف میں مبالغہ کرنا جائز ہے نفس دعا واجب

کہ عامہ مومنین کے لئے خطبہ میں ممنوع نہیں تو اولی الامر کے لئے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے پھر

یہ کہ سف سے متواتر آتی ہے اس سے جواز میں تردد نہیں ہے۔ ہاں بادشاہ کے ذکر میں ایسے الفاظ نہ کہنے

چاہیں جو اطرائے ممنوع یا مذہب سے متصادم ہیں داخل ہو جائیں سوال میں جو عبارت مذکور ہے وہ عدم جواز میں

داخل ہو سکتی ہے البتہ اس واسطے کہ بدل دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو جائے گی۔

اللهم انصر امیرا امیر الاسلام والمسلمین الامیر محمد حمید اللہ حان بصرۃ منک

تو یہ ووفقہ لا قامۃ العدل و رفع اعلام الدین الدین واید بدوام دولة الاسلام والمسلمین و

متعنا بظللہ الممدود علی العلمین امین یا رب العلمین۔

اس عبارت میں فقہی روایت کی مخالفت نہیں ہے اور کوئی محذور شرعی نہیں ہے اور یہ

مقصد کہ رئیس کا نام خطبہ میں آجائے اور اس کے لئے دعا ہو جائے وجہ اتم حاصل ہو جاتا ہے۔

باقی یہ بات کہ دعا واجب ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بادشاہ کے لئے خطبہ میں دعا کرنا فی حد

ذاتہ واجب تو کیا مستحب بھی نہیں ہاں اگر بادشاہ کسی مذہب یا مباح کا حکم کرے تو اطاعت واجب ہو جاتی ہے

کیونکہ جائز امور میں اولی الامر کی اطاعت واجب ہے اور چونکہ اولی الامر سے مراد مسلم بادشاہ ہیں اس لئے اس

حکم کا اطلاق غیر مسلم امراء پر نہیں ہوگا۔

اس جواب سے بعد سوال کے باقی نمبروں کا جواب بھی سمجھ میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ تم

والحکم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۹ وسد ذکر الحنفیہ فی المسائل لا الدعاء للسلطان وحورہ الفہستانی ویکرہ تحریمہ بما لیس فیہ الخ

در محسن) وفي النسخة: لا بدع من استحبابه فيها كما يدعي لعموم المسلمين في صلاح العالم

في سلطان هذا لرد: لا بدع في الدعاء له ولا امرءه بالصلاح والصبر على الأعداء فإن الدعاء للسلطان

قد صار الآن من شعائر المسلمين (باب الجمعة ۱۴۹/۲ ط سعید)

خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) جمعہ وعیدین کے دو خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد منیت حسین کھنور۔ ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۴۶) خطبوں میں جلسہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## فصل چہارم - تعطیل یوم جمعہ

جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں

(سوال) جن جگہوں میں بعد جائز نہیں وہاں جمعہ کے روز بعد اذان ظہر خرید و فروخت بند کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۷) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں ایسی جگہوں میں بعد اذان ظہر خرید و فروخت میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ جمعہ کے روز اذان کے بعد خرید و فروخت کے مکروہ ہونے کی علت استماع خطبہ ہے اور یہ علت ظہر میں مفقود ہے واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے

(سوال) مسلمان جمعہ کے دن جمعہ کی فضیلت و غسل و نماز کے لئے فجر سے نماز جمعہ کے بعد تک اپنی دکانوں کو بند رکھتے ہیں یا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ یہاں کے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ بدعت بلکہ حرام ہے کیونکہ اس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے وہ لوگ بھی اتوار کے دن اپنی دکانیں بند کرتے ہیں دوسرے یہ کہ قرآن شریف میں سورہ جمعہ میں آیت اذا نودى للصلاة الخ میں خدائے تبارک و تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جب اذان ہو تو کاروبار بند کر دو کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۸) جمعہ کے روز اذان جمعہ سے پہلے تجارت اور تمام کاروبار کرنا جائز ہے اذان جمعہ سے پہلے کوئی کام ممنوع نہیں پس اگر وہ روز بند کرنے والے اس خیال سے دکانیں اور کاروبار بند کریں کہ نماز جمعہ سے پہلے ان چیزوں میں مشغولی رحمتاً بنما جائز اور بدعت ہے کیونکہ ایک مباح شرعی کو مکروہ یا حرام نہ کہنا نود ند موم اور بدعت ہے لیکن اگر وہ جمعہ کی اذان سے پہلے کاروبار کو ناجائز نہ سمجھتے ہوں بلکہ باوجود جائز و مباح سمجھنے کے محض انتظام ضروریات نماز کے خیال سے دکانیں بند رکھیں کیونکہ

(۱) ولا يحوز للقوم رفع يدهن ولا تأمير باللسان جهراً الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۵۸ ط سعید)  
(۲) اذا نودى للصلاة من يرد بجمعه فاسعوا الى ذكر الله الآية (سورة الجمعة ۹) ووح السعى اليها و ترك البيع بالاذان الاول فى الاصح (نذر المحار باب الجمعة ۲/ ۱۶۱ ط سعید)

غسل وغیرہ کے لئے اور نماز جمعہ میں تبخیر یعنی جلدی سے وضو کے واسطے اس صورت میں آسانی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ موجب اجر ہے اور اس صورت میں یہ خیال کہ اس میں اہل کتاب کی مشابہت ہے اس لئے ناجائز ہونا چاہیے صحیح نہیں کیونکہ کاروبار بند رکھنا عیسائیوں کا تمام دن میں ہوتا ہے اور مسلمانوں کا صرف نماز تک دوسرے وہ اس کو مذہبی سمجھتے ہیں اور مسلمان صرف آسانی کے لئے ایسا کرتے ہیں تیسرے نفس مشابہت کسی فعل میں ممنوع نہیں بلکہ جو مشابہت مرند موم میں ہو یا قصہ مشابہت ہو اور امر مختص میں ہو وہ مذموم ہے اور یہاں ایسا نہیں ہے اور آیہ قرآنی سے اذان کے بعد کاروبار کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے وہ اس صورت میں بھی جائز ہے اور اس سے پہلے کے لئے کاروبار کرنے کا آیت میں حکم نہیں ہے کہ نہ کرنے کی صورت میں اس کی خلاف ورزی ہو۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے

(سوال) جمعہ کی نماز کے قبل خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۶۴۶ عبد الاحد (ضلع در بھنگہ)

۴ رجب ۱۳۵۴ھ ۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۴۹) اذان جمعہ ہونے کے بعد خرید و فروخت کرنا منع ہے اس سے پہلے جائز ہے اور پھر نماز کے بعد جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

اذان جمعہ سے پہلے زبردستی بازار بند کرانا

(الجمعیۃ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہم مسلمانان اہل سنت والجمعة شافعی اپنے وطن سے تقریباً ایک سو میل دور شہر منگلور میں بغرض تجارت مقیم ہیں ہم نے یہاں ایک انجمن قائم کی ہے جس کا نام ”جماعت المسلمین اہل بھنگل مقیمان منگلور“ ہے اس جماعت کی مجلس عاملہ نے ایک قانون بنایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد دکانیں بند رکھنا ضروری ہے جو ممبر اس کی خلاف ورزی کرے اس کو جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔

(جواب ۴۵۰) جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے دکان کھولنا تجارت کرنا اذان اول سے پہلے تک جائز ہے اس لئے کوئی ایسا قاعدہ مقرر کرنا جس میں کسی کو زبردستی ایک مشروع کام سے روکا جائے درست نہیں ہے بلکہ اگر سب لوگ باتفاق نماز سے پہلے دکانیں بند رکھنا منظور کریں تو جائز ہے ان کی اپنی مرضی پر منحصر

(۱) ماہ صہ انہ یوم الذی یستحب أن یتفرع فیہ للعبادة وله سائر الايام مزیة بأواع العبادات واجبة مستحبة فالتہ سبحانہ و تعالیٰ جعل لأهل کل ملة یوما یتفرعون فیہ للعبادة و یتحلون فیہ عن اشتغال الدنیا یوم الجمعة یوم عبادة و هو فی الايام کثیر رمضان (زاد المعاد)

(۲) یا ہذا الدین امواداً یودی للصلوة من یوم الجمعة یرسولنی ذکر اللہ و درو لبع الاية (سورة الجمعة ۹)

ہے جبر و اکراہ نہ ہونا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

## فصل پنجم - مصافحہ بعد جمعہ و عیدین

بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں

(سوال) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو تحریکی یا تنزیہی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد حنیت حسین صاحب (کھنور) ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۵۱) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا اور اس کو اس وقت خاص سنت سمجھنا مکروہ ہے

کرہت تنزیہی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تنزیہی کو باک سمجھ کر مصافحہ کیا جائے۔ (۱) محمد کفایت اللہ

کان اللہ، دہلی

## فصل ششم - امامت جمعہ

ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام

(سوال) آئیہ ہندو ریاست میں ایک شہر ہے جہاں کے حکام اور ان ہندو ہیں کسی عالم قاضی یا امام کا جو متفق

سیہ ہو قوم کی طرف سے انتظام نہیں کیا ان کے روایت صحیحہ فقہیہ کتب معتبرہ اسی کو شرط بیان کرتے چلے

آئے ہیں۔ الوالی شرط لا داء الجمعة و کذا المصر الجامع (سراجیہ) حتی لا تجوز اقامتها بغير

امرا لسلطان و امرنا تبہ کذا فی المحيط السرخسی الصحيح فی زماننا ان صاحب الشرط وهو

الدى يسمى شحه والوالی والقاضی لا یقیمون الجمعة لا نهم لا یولون ذلك الا اذا جعل ذلك

فی عهدہم و منتور ہم کذا فی الغیاثۃ فان لم یکن ثمہ واحد منهم واجتمع الناس علی رحل

فصلی نهم جار کذا فی السراجیہ. بلاد علیہا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر

القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین ویحب ان یتمسوا والیاً مسلماً کذا فی معراج الدراية. ایسی

صورت میں جب کہ ولایت کفار میں نہ ہو کسی ایسے شخص پر اتفاق یا قاضی بنانے کی ضرورت بیان کی ہے

(۱) ورحب سعی بلاد الاول فی لأصح الحج (الدر المختار باب الجمعة ط سعید)

(۲) ونقل فی تیسر المحارم عن الملقط انه تکره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال لأن الصحابة مصافحوا بعد أداء الصلاة ولا یبہ من سر الروافض ثم نقل ابن حجر عن الشافعیة: أنها بدعة مکروہة لا أصل له فی الشوع وبنہ یبہ فاعلہا، ولأ و یعرر ثانیاً ثم قال وقل ابن الحاج بن المالکیة فی المدخل أنها من البدع وموضع المصافحة فی الشرع إما هو عند لقاء المسلم لأخیه لا فی أديار الصلاة فحیث وضعها الشرع یضعها فیہی عن ذلك ویر حر وعله لها اتی به من خلاف المسألة الحج (رد المختار کتاب الحظر والاباحة باب الاستراء وغيره ۳۸۱ ط سعید)





(جواب ۴۵۴) جمعہ کی نماز متعدد مسجد میں ادا کرنے سے تو سب مسجد والوں کی ہو جاتی ہے، لیکن بلا ضرورت جمعہ کی نماز جہاں تک ہو سکے تعدد اور کثرت سے پائی جائے یہ افضل اور مستحسن ہے اور سوال میں جو صورت کہ مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مجوزہ نماز جمعہ بلا ضرورت قائم کی جا رہی ہے اور اس سے پہلی مسجد کی جماعت میں کمی واقع ہوئی اس لئے یہ جدید اقامت جمعہ خلاف اولیٰ اور خلاف افضل ہوگی۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

### متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلہ افضل ہے

(سوال) خطیب صاحب جامع کسٹم پور نے فرمایا ہے کہ جمعہ صرف جامع مسجد میں ہونا چاہیے اگر جامع مسجد کے سوا کسی دوسری مسجد میں جمعہ پڑھا جائے تو جمعہ نہیں ہوتا مکمل پور شہر میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً چار ہزار ہے اور تین مسجد ہیں اور تینوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے اور جمعہ دو مسجد میں پڑھا جاتا ہے لیکن خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ جمعہ صرف ایک مسجد میں یعنی صرف جامع مسجد میں ہو سکتا ہے جہاں وہ خود (خطیب جامع) امام ہیں سوال اب صرف یہ ہے کہ دوسری مسجد میں سوائے جامع مسجد کے اگر جمعہ پڑھا جائے تو ہو سکتا ہے یا نہیں؟ خطیب صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جامع مسجد کے سوا دوسری مسجد میں جمعہ نہیں بلکہ جمیں یا جمی پڑھی جاتی ہے اس پر بھی روشنی ڈالی جائے۔

خطیب صاحب جامع مکمل پور نے فرمایا ہے کہ ہر ایک محلہ کے لوگ محلہ کی مسجد میں نماز ادا کریں اگر کوئی شخص اپنے محلہ والی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں عہد نماز پڑھنے جائے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی بلکہ الٹا گناہ ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۸ محمد شریف نمریکمیل پور (ضلع انک) ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۷ اگست ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵۵) ایک بستی میں ایک جگہ جمعہ پڑھنا افضل ہے لیکن اگر بستی بڑی ہو اور ایک جگہ سب لوگوں کا جمع ہونا دشوار ہو تو دو جگہ حسب ضرورت جمعہ پڑھنا جائز ہے (۲) اور بلا ضرورت بھی کئی جگہ جمعہ پڑھا جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ خلاف افضل اور خلاف اولیٰ ہوتی ہے۔

اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے مگر کوئی شخص دوسرے محلہ کی مسجد میں اس نیت سے جائے کہ دور جانے سے ثواب زیادہ ہو گا اور اس کے جانے کی وجہ سے اس کے محلہ کی مسجد کی جماعت کو نقصان نہ پہنچے تو یہ بھی جائز ہے بالآخر اس کے جانے سے محلہ کی مسجد کی جماعت ویران ہوتی ہو تو پھر نہ جانا

(۱) ونؤدی فی مصر واحد بموضع کثیرة مصفا علی المذهب و علیہ الفتویٰ الحج (التبویر و شرحہ باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید)

(۲) ونؤدی فی مصر بموضع کثیرة مطلق علی المذهب و علیہ الفتویٰ الحج (الدر المختار باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید) ومسجد حیہ افضل من الجامع والصحيح أما الحق بمسجد المدينة ملحق به فی الفصيلة الحج (الدر المختار باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۶۵۹/۱ ط سعید)

چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہلی

### شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے

(سوال) مفتی پورہان لہ اندر ۲ جگہ نماز ہوتی ہے۔ ہر اس میں ایک بڑا مسجد بعد پورہ ہنس میں وہو۔ میں دو مسجد ہے دونوں مسجد کے درمیان چار سو قدم ہیں۔ ان کے کافی مسدود حصہ ہے ایک مسجد میں جمعہ کی نماز قائم ہے مگر وجہ چند منکعات ہیں وہو۔ ہر اس کی مسجد میں بھی جماعت مسجدوں کے برابر کے نیا جمعہ قائم کیا ہے اور وہ منکعات یہ ہے کہ چند نمازیں جو نماز جمعہ نہیں پڑھتے تھے پڑھتے ہیں اور وہی منکعات یہ کہ مسجد کے قیام کے پریشانی سے چند مہینوں کا تھا تو اس منکعات سے بھی کہ جمعہ کے روز چند وہ نسوں کے مسجد کا قیام کیا جائے اور یہ رقم مسجد میں وقف کی جائے اس مسجد کے جمعہ کی نماز میں چار انگلی پائی حقیق ہوئی تھیں اور دوسری مسجد میں بھی چار انگلی جمعہ کی جماعت سے ہوتی ہے وہی میں ہے قالہی صورت میں وہو۔ ہر اس کی مسجد میں نماز جمعہ پر سنا جائے وہو یا نہیں

المسقطی نمبر ۱۶۹۵ ان فہو عبدالحق صاحب آپ مرچنٹ (مفتی پورہ)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵۶) پہلی مسجد میں جمعہ موقوف کر کے وہو۔ ہر اس کی مسجد میں جمعہ قائم کر میں تو یہ بات مصداق مذکور کی وجہ سے جائز ہے اور پہلی میں جمعہ ہوتا رہے وہو۔ ہر اس کی میں بھی جمعہ مقرر کر لیا جائے تو اس صورت میں صرف یہ بات ہوتی کہ شہر کے انھوں کی تعداد بڑھ جائے وہو۔ ہر اس کی اس کا حکم یہ ہے کہ متعدد مسجد میں جو جمعہ کی نمازیں ہوتی ہیں یہ سب ہو جاتی ہیں اور انھوں کی اور انھوں کی یہ ہے کہ جمعہ کی نماز جس تک ممکن ہو ایک جگہ ہو ورنہ سخت حاجت و رخصت میں دو یا تین جگہ کی جائے ہوا نہ ورنہ زیادتی مکر وہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہلی

### نماز جمعہ مسجد محلہ میں افضل ہے

(سوال) (۱) زید کا بیان ہے کہ ہمارے یہاں زمانہ قدیم سے تمام مسلمان منفقہ طور پر ایک ہی مسجد میں نماز جمعہ کرتے تھے لیکن اب مذہبی اختلافات و عقائد کی بناء پر خوشی تین چار مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے اب جناب تحریر کریں کہ آیا جمعہ کے فضائل ان چاروں مسجدوں میں یکساں ہوتے ہیں یا کم و بیش؟

(۲) زید کے محلہ کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے لیکن زید اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر دیگر مسجد میں جا کر نماز جمعہ ادا کرتا ہے آیا زید کا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟

(۱) و تودی فی مصر واحد یروایع کثرہ مطبوع علی المذہب و علیہ بقوی الخ تنویر و شرحہ باب جمعہ

المستفتی نمبر ۱۹۰۷ نمبر ۱۰۰۰ پیش رہا مسجد آسیا (ضلع خضار) ۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء  
(حواص ۴۵۷) (۱) افضل اور بہتر یہی ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مسجد میں پڑھی جائے بر ضرورت متعدد  
مسجداں میں نماز جمعہ ادا کرنا بہتر نہیں ہے لیکن نماز چاروں مسجدوں میں ہو جاتی ہے  
(۲) زید و غیرہ کے مندرجہ مذکور مسجد میں اگر اس خیال سے جاتا ہے کہ وہاں جماعت بڑی ہوتی ہے یا اسے اچھا ہے یہ وہ  
قدیم سے بعد کے نئے نئے مسائل ہیں تو اس کے اس عمل میں کوئی برائی نہیں ہے (۳)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ و اہل

### قریب قریب مساجد میں جمعہ کا حکم

(سوال) گورستان کے درمیان ایک مسجد ۲۰۰۰ سے ۳۰۰۰ فٹ دور ہے۔ جمعہ میں اس مسجد کے اندر دو مسجدیں اور  
تین قریب شدہ مسجدیں ہیں یا بدلتی ہیں۔ گورستان میں نماز جمعہ و عیدین وغیرہ باقاعدہ پڑھے جاتے ہیں  
اور زیادہ مقدار میں سے دن کی نماز ہے؟ (المستفتی نمبر ۲۰۲۰ مولوی محمد عید اللہ شاہ (میانوالی)  
(حواص ۴۵۸) گورستان کی قدیم مسجد میں اگر نماز جمعہ و عید ہوتی تھی تو اب بھی پڑھی جاسکتی ہے بہت  
مرن مساجد میں سے بڑی اور کچھ عمارتوں کے مناسبت مسجد کو سب سے منتخب کر کے نہ فائدہ  
مسجد میں جمعہ پڑھا کریں تو بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

### ایک جگہ نماز جمعہ کا اجتماع افضل ہے

(المجمعیتہ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۷ء)

(سوال) موضع بلند تحصیل نور پور ضلع جاندھر میں واقع ہے تمام گاؤں میں مسلمان ہی آباد ہیں یہاں  
مساجد ہیں جن کا درمیانی فاصلہ دس بارہ قدم ہے ان میں وہ مسجد میں جمعہ کی نماز متحدہ متحدہ ادا کی جاتی ہے اور  
ایک ہی مسجد میں ادا کی جاتی ہے۔ کتنی خواہش ہے کہ سب وہ ایک ہی مسجد میں آجائیں گے؟  
(حواص ۴۵۹) مسلمان قوم و زمانہ کے آپس میں اتفاق و محبت کے ساتھ ایک مسجد میں جو وہ دن میں  
بڑی ہو جمعہ کی نماز پڑھیں کہ یہ اعلیٰ اور افضل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ روبر دی فی مصر و حد سہ ص ۱۰۰۰ کثیر مطبوع علی المذہب و علیہ الفتویٰ ص ۱۰۰۰ (الدر المختار باب الجمعة)  
۲۔ ۱۴۴ طبع  
۳۔ کتب لیس فی حد سہ ص ۱۰۰۰ کثیر مطبوع علی المذہب و علیہ الفتویٰ ص ۱۰۰۰ (الدر المختار باب الجمعة)  
۴۔ کتب لیس فی حد سہ ص ۱۰۰۰ کثیر مطبوع علی المذہب و علیہ الفتویٰ ص ۱۰۰۰ (الدر المختار باب الجمعة)  
۵۔ کتب لیس فی حد سہ ص ۱۰۰۰ کثیر مطبوع علی المذہب و علیہ الفتویٰ ص ۱۰۰۰ (الدر المختار باب الجمعة)  
۶۔ ۱۴۴ طبع  
۷۔ روبر دی فی مصر و حد سہ ص ۱۰۰۰ کثیر مطبوع علی المذہب و علیہ الفتویٰ ص ۱۰۰۰ (الدر المختار باب الجمعة)  
۸۔ کتب لیس فی حد سہ ص ۱۰۰۰ کثیر مطبوع علی المذہب و علیہ الفتویٰ ص ۱۰۰۰ (الدر المختار باب الجمعة)  
۹۔ کتب لیس فی حد سہ ص ۱۰۰۰ کثیر مطبوع علی المذہب و علیہ الفتویٰ ص ۱۰۰۰ (الدر المختار باب الجمعة)  
۱۰۔ کتب لیس فی حد سہ ص ۱۰۰۰ کثیر مطبوع علی المذہب و علیہ الفتویٰ ص ۱۰۰۰ (الدر المختار باب الجمعة)

## دہلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم

(سوال) دہلی میں نماز جمعہ ۱۰ جامع مسجد، مسجد مفت پوری کے انتہائی جہد سے فاصلہ پر لا لی جاسکتی ہے۔  
(جواب ۴۶۰) بعد کی نماز جہاں تک ممکن ہو سنت نہ ادا کرتے ہو تو موقع میں قیام کرنی چاہیے۔ نہ وقت  
تعدیل نہ ہفتہ دہلی جیسے شہر میں یہ جہد پر تشدد تو ممکن اوقات نہیں مگر زیادہ سے زیادہ تمام شہر میں  
پندرہ گیس جگہ جمعہ ہو سکتا ہے اس سے زیادہ غیر ضروری موقع کے تحت نہ ادا کرنا ہی بہتر ہے  
محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

## فصل ہشتم - جمعہ کے نوافل مسنونہ

سنت جمعہ کے لئے ”الصلوة قبل الجمعة“ پکارتا

(سوال) بروز جمعہ قبل از وقت چار رکعت سنت نفل اجماع پڑھنے کے لئے مؤذن کا الصلوة قبل الجمعة  
وغیرہ کہہ کر صلوة پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد مجتبیٰ صاحب (خلع دھارواڑ)

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶۱) نماز جمعہ سے پہلے الصلوة قبل الجمعة پڑھنا آگاہی کے تحت اور صحابہ کرام کے مہربان زمانہ  
میں نہیں تھا۔ ائمہ اربعہ میں اس کا اجماع نہیں ہے۔ یہ زمانہ سنت کے خلاف ہے۔ اس ترک کرنا لازم  
ہے (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم دہلی

## بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کے دن زوال ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲۵ مفتی محمد صدیق صاحب (سہارنپور) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۹ جون ۱۹۳۷ء  
(جواب ۴۶۲) زوال جمعہ کے روز بھی بوقت نماز دن غمشتہ کے زوال کے وقت نوافل و سنت  
پڑھنے کی اجازت دی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم دہلی

(۱) ایضاً حوالہ صفحہ گدشہ فی الشیخہ سی سوا کتاب لسنہ کبیر اولاً و سوا فصل من حاشہ ہر کبیر  
اولاً و سوا کان التعداد فی مسعدين أو اکثر الحج (باب الجمعة ۱/۲ ط سعید)

(۲) من أحدث فی امرنا هذا من قبلہ بحری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح حور فینو  
مردود ۳۷۱/۱ ط قدیمی

(۳) ویکوہ بحریہ مطبوعہ لوفتاء و وحید او خلاعی حیدرہ و سجدہ ثلاثہ و سجدہ مع شروق و اسو، الا یوم  
الجمعة علی قول النبی الصلح السعدی بحری لسنہ کبیر کتاب الصلوة ۱/۲ ط سعید، وروی عن ابی  
یوسف انه حور الصلح و قبل یوم الجمعة حتی کبر فروع ص ۲۳۷ منہ اکیدی

## فصل نہم۔ مسافر کا جمعہ

سفر میں جمعہ و عیدین واجب نہیں۔

(سوال) سفر میں جمعہ و عیدین کی نمازیں واجب تو نہیں یا واجب ہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۴۶۳) سفر میں جمعہ کی نماز فرض نہیں اور عید کی نماز جب نہیں پڑھے تو بہتر ہے نہ پڑھے سکے تو اجازت ہے۔ محمد کفایت اللہ کات اللہ لدہ دہلی

## فصل دہم۔ عورتوں کے لئے جمعہ و عیدین

عورتوں کا جمعہ میں شریک ہونے کا حکم

(سوال) کیا آج کل عورتوں و تئیں رونا کہ وہ جمعہ کو شرکت میں شریک ہوں اور ان کے لئے ایک مسجد کے حصہ میں عمارت تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۲۳ امک محمد امین صاحب (جانبہ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء) (جواب ۴۶۴) عورتوں و جمعہ کی نماز میں شرکت کی ترغیب و تلقین اس حدیث کے خلاف ہے۔ عن ابی عمرو الشیبانی انه رای عبداللہ یحرج النساء من المسجد یوم الجمعة ویقول اخرجن الی بیوتکن خیر لکن (رواہ الطبرانی فی معجمہ و بیہرہ جامعہ مؤلفون کذا فی مجمع الزوائد) یعنی ابو عمرو و شیبانی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو دیکھا کہ جمعہ کے روز عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے اور فرماتے تھے کہ اپنے گھروں کو جاویہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

یعنی عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں جانے اور جمعہ پڑھنے سے بہتر ہے۔ صحیحہ کرامۃ کے زمانہ کا طرز عمل یہ تھا پھر آج فتنہ و فساد کے زمانہ میں اس کے خلاف مسجد میں آنے کی ترغیب دینا ظاہر ہے کہ غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کات اللہ لدہ دہلی

## سوال مثل بال

(سوال) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں مسجد میں جا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) فی التنبیر و شرحہ "و شرط لا یفترضا علیہا إقامة بمصر و فی لشمیة " حرج بہ " مسافر " الح (باب الجمعة ۱۵۳ ط سعید) و فی لدر سحر " تحب صلاحہما غنی من تحب عبہ الجمعة بشرائطها الح (باب العیدین ۱۶۶ ط سعید) (۲) (باب خروج النساء الی المساجد ۳۵/۲ ط بیروت لبنان)

(جواب ۴۶۵) جہت مزبوتہ نہیں۔

نہ کہ نیت اللہ کا انشاء

## چھٹا باب نماز عیدین

شافعی امام کے پیچھے حنفی کے لئے تکبیرات زوائد کا حکم

(سوال) عید کی نماز بارہ تکبیروں سے پڑھنا جہت مزبوتہ یا نہیں؟ بلاغہ ورت حنفی امام بارہ تکبیروں سے پڑھنا سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۶۶) بارہ تکبیروں سے حنفی امام کو عید کی نماز پڑھنا جہت مزبوتہ یا نہیں ہاں اگر امام بارہ تکبیر کے مذہب کا قائل ہو تو حنفی مقتدی کو اس میں متکلف نہیں چاہیے۔ قال محمد فی الجامع اذا دخل الرجل مع الامام فی صلوة العید وهذا الرجل یری کبر اس مسعود فکسر الامام غیر ذلك اتبع الامام الخ (عالمگیری ص ۱۶۰ ح ۱) (۲)

## نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے

(سوال) ہمارے ہاں شہر و دیہات میں نماز عید کے لئے قاضی شہ ایک جگہ کے ساتھ بیرون شہر جہاں نماز عید و عید گاہ پر جماعت کثیر کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور بیت کے لوگ اپنے اپنے محلہ کی مسجدوں میں چھوٹی چھوٹی جماعت کے ساتھ نماز عید ادا کر کے اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں یا عید گاہ سیر و تماشا کے لئے چلے جاتے ہیں حالانکہ عید گاہ نہایت وسعت کے ساتھ بنائی گئی ہے جس وقت خطیب خطبہ پڑھتا ہے تو یہ لوگ یہ کرتے پھرتے ہیں جن لوگوں کی مسجد میں نماز گزارتے ہیں اور جو لوگ ہمارے قاضی بیرون شہر عید گاہ میں نماز پڑھتے ہیں تو ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ اور یہ کہ جب قاضی شہ نماز عید کے لئے عید گاہ روانہ ہوا اس وقت غیر عذر داروں میں سے کون کون کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۴۶۷) عید کی نماز شہ سے باہر جہاں عید گاہ میں پڑھنا مستحب ہے۔ والحروج الیہا (ای الحماة) لصلوة العید سنة وان وسعہم المسجد الجامع وهو الصحيح (درمختار ص ۶۱۲ ح ۱) ۳۔ اور شہ میں بلا عذر عید کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ نماز ہو جائے لیکن ثواب کم ہوگا اور اگر عذر ہو

۱۔ ویکبرہ حضورہن لحدیثہ ولو لحدیثہ وعد وروعت مصنف ولو عجزوا لعلی السہب المفتی بہ اصح الدر المختار باب الإمامة ۵۶۶/۱ ط سعید  
(۲) (الباب السابع عشر فی صلاة العیدین ۱۵۹/۱ ط مکتبہ ماحدیہ کوانہ)  
(۳) (باب العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید)

تو یہ ثابت ہو گیا ہے۔ فی الحاقہ السید ان بخروج الامام الی الحائۃ و بستحلف غیرہ لیصلی فی المصر بالصعفاء و السرمسی والا صراء و یصلی فی الحائۃ بالا قریاء والا صحاء وان لم يستحلف احدا کان له ذلت ۱۰ و فی عمدۃ الرغایۃ حاشیۃ شرح الوفاۃ والا صل فیہ ان الی ۱۱ کان یخرج الی المصلی ولم یصل صلوہ العید فی مسجده مع شرفہ الامورۃ بعد المطر کما سطرہ ابن القیم فی زاد السعاد و القسطلانی فی مواهب اللدنیۃ و غیر ہما ۱۲

### عورتوں پر عید واجب نہیں

(سوال) ایک شخص عیدین کی نماز بندھا مت پڑھتا ہے پھر جب عورتوں کو عیدین کی نماز بندھا مت ساتھ پڑھاتا ہے کیا اس طرح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟  
(جواب ۴۶۸) عورتوں پر عیدین کی نماز سب نہیں پڑھتیں تو نفل ہوگا اور نفل میں بندھا مت ۱۰۔ لا یصلی الطوع بالجماعۃ ما خلا قیام رمضان و کسوف الشمس الحج - (مدافع ص ۲۷۰ ح ۱) الطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل الداعی یکرہ : (ہدایہ ص ۸۷ ح ۱) والطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلك لو علی سبیل الداعی فان یقصدی اربعۃ بواحد کما فی الدررہ (درمختار) فل شمس الاسد الحدوانی ان کان سوی الامام ثلثۃ لا یکرہ بالاشاف و فی الاربع اختلف السنن والاصح انه یکرہ ہکذا فی الحلاصۃ (عالمگیریہ) -

### نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم

(سوال) عید کے روز عید گاہ میں یہ بات پر نماز عید سے قبل یا بعد دو رکعت یا چار رکعت نفل پڑھ کر میت کو دفن کرنے کے متعلق وہی حدیث ہے یا نہیں؟ اور کیا حضرت رسول مقبول ﷺ نے اس کے متعلق یہ روایت فرمائی ہے؟

(جواب ۴۶۹) قبل زمرہ عید میں اور مسجد عید گاہ میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بعد نماز عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر عوام الناس میں سے کوئی شخص قبل از نماز یا بعد از نماز عید گاہ میں ہی نفل پڑھنے کو منع کرنا بھی مناسب نہیں۔ ولا یصل قبلہا مضطربا و کذا لا یصل بعدہا فی مصلاہا قانہ

(۱) حایۃ علی ہامش العالمگیریہ - باب صلوہ بعد ۱۸۳۱ ص ۱۸۳۱

(۲) باب العیدین ۲۰۳۰ ط سعید

(۳) (فصل فی صلاۃ الکسوف ۶۰ ط سعید)

(۴) (الباب الخامس فی الإمامۃ، الفصل الاول فی الجماعۃ ۸۳ ط ماجدیہ)

(۵) (باب الوتر والنوافل ۴۸ ط سعید)

(۶) (الباب الخامس فی الإمامۃ الفصل الاول فی الجماعۃ ۸۳ ط ماجدیہ)





۱۰ جو ہے کہ تہنہ بہتر عید میں امام و خلیفہ کے نزدیک نہیں ہے اور عید الاضحیٰ میں تکبیر بالجہر راستہ میں نے منسلک میں تہنہ بہتر اور وہ جس میں احتیاج و انتہام کے ساتھ فقہ حنفی کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم  
محمد شفیع رحمہ اللہ

نماز عید کے میدان میں پڑھنا سنت ہے

(سوال) ۱۔ میں ایک عید کی مناسبت سے فوجی چھائی ہے جموٹی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک مسجد ہے عیدین کی نماز میں اسی مسجد میں پڑھی جاتی ہیں اس مرتبہ بعض مسلمانوں نے سنت نبوی ﷺ کے تحت نماز عید باہر میدان میں ادا کی اس پر بعض مسلمانوں نے یہ کہا کہ جن لوگوں نے نماز عید میدان میں ادا کی ان کا بننا مسجد میں نہ آنے پائے؟

(جواب ۱۷۱) عیدین کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا اسی غرض سے بنائی ہوئی عید گاہ میں پڑھنی سنت ہے اگرچہ شہر کی مسجد میں پڑھنی بھی جائز ہے مگر اسی و افضل و مستحسن باہر پڑھنا ہے۔ چنانچہ نماز عید میں پڑھنی ضرور ہے۔ عذر مسجد میں نہ پڑھنی جائے باہر پڑھنی جائے عیدین کی نماز باہر پڑھنے کو سنت نہ کہ نہاجہات سے اور اس کے متعلق اس قسم کے کلمات لیاات کہنا مذموم ہے۔

(۱) مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) شہر سے باہر میدان میں نماز عید پڑھنی جائے

(۳) با عذر مسجد میں عید پڑھنا یہاں ہے؟

(۴) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے یا نہیں

(۵) حدود شہر سے کیا مراد ہے؟

(۶) شہر کے اندر عید گاہ میں نماز کا حکم

(۷) فتاویٰ عبدالحی کی عبارت کی تحقیق

(سوال) (۱) عیدین کی نماز جامع مسجد میں خلاف سنت ہے یا نہیں؟ (۲) میدان میں نماز پڑھنے سے کیا مراد ہے آیا مسجد سے باہر کسی میدان میں نماز پڑھنا مستحسن ہے یا حدود شہر سے باہر کسی میدان میں؟ (۳) مساجد میں با عذر نماز عیدین کی نماز پڑھنا رات کے بغیر جائز ہے یا نہیں؟ (۴) متعدد جگہوں میں عیدین کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) شہر یا حدود میں نیپلٹی سے معلوم ہو گیا اور کسی طریقہ سے؟ (۶) جو کھلے میدان میں عید گاہ ہیں حدود میں نیپلٹی سے اندر ہو جائے ان میں نماز عید با عذر رات ہو جائے یا نہیں؟ (۷) فتاویٰ

میدان کی جو خلاصۃ الفتاویٰ کے حاشیہ پر چڑھنا وہاں اس کے صفحہ ۱۵۸ پر مولانا مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ "میدان معظمہ میں عیدین کی نماز ہمیشہ سے مسجد حرام میں پڑھی جاتی ہے اہل مکہ کبھی میدان میں نہیں گئے اور جنس علماء کی یہ تحقیق ہے کہ آنحضرت ﷺ سے اس نے مسجد نبوی میں عیدین کی نماز ادا نہیں فرماتے تھے کہ مسجد اہل مدینہ کے لئے کافی نہیں تھی اور جب سے مسجد نبوی وسیع ہو گئی ہے اس وقت سے اہل مدینہ عیدین کی نماز مسجد نبوی میں ادا کرتے ہیں باہر میدان میں نہیں جاتے کیا مولانا کی یہ تحقیق صحیح ہے؟"

المستفتی نمبر ۵۱۰۵۰۱ حبيب الرحمن مدنی۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ۲۵ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۲) عیدین کی نماز ادا کرنے کا طریقہ مسنونہ و متواتر سلطنت عثمانیہ کے زمانہ کے باہر میدان میں ادا کی جائے (۱) اور تمام شہر کے دو کونوں میں نماز ادا کریں آنحضرت ﷺ نے بخیر نمائندگی سے ہمیشہ شہر کے باہر جہان میں ہی نماز ادا فرمائی ہے اور حضور اکریم ﷺ کے بعد خلفاء راشدین کے فعل سے بھی یہی ثابت ہے اور ایک مرتبہ جو شہر میں حضور اکریم ﷺ نے نماز عید پڑھی ہے اس میں وجہ یہ تھی کہ بارش کی وجہ سے باہر جانا شواہق ہمیشہ شہر سے باہر عید کے لئے تشریف لے جانا ظاہر ہے کہ کوئی عادی فعل نہیں تھا بلکہ نماز باجماعت انہیں ہی دینا پڑتا تھا۔ پھر متکثرین احناف بلا عذر شہر میں نماز عید ادا کرنے کو خلاف سنت اور مذکور ہوتے ہیں لیکن یہ نہ درست ہے کہ شہر کے تمام کونوں میں نماز ادا کرنے کے لئے یہی سنت ہے کہ اہم شہر میں جامع مسجد میں اپنے نائب و نماز عید پڑھانے کے لئے چھوڑ جانے تاکہ معذورین کی نماز بھی آسانی سے ہو جائے۔ ورنہ شہر بڑا اور تمام معذورین کا ایک مسجد میں منع ہونا بھی بعد اظہار شہر کی وجہ سے مشکل ہو تو وہ قیمن مسجدوں میں نماز عید ہو سکتی ہے۔

میدان میں نماز پڑھنے سے یہی مراد ہے کہ شہر کی آبادی سے باہر جاکر میدان میں پڑھی جائے بعض عبارات میں انشاء صحیح واقع ہے جو آبادی سے باہر کے میدان پر ہی صادق آتا ہے ضرورت سے زیادہ تعدد اور مساجد میں نماز عید قائم کرنے کی کثرت و زحیر معذورین کا شہر میں نماز پڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے کیونکہ عیدین کی نماز شہر کے تمام کونوں میں ہونی چاہئے لیکن حکمت یہی تھی کہ پوری جمعیت اسلامیہ کے اجتماع سے میدانوں کی شواہق خاصہ و عامہ نہ ہوں تاکہ شہر میں بکثرت مقامات میں عید پڑھنے سے یہ غرض مفقود اور منہج ہو جائے۔

یہ قول ہے آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی میں قنوت نجاش کی وجہ سے عید نہیں پڑھی جنس علماء نے اسے اور متکثرین نے اسے تسلیم نہیں کیا مولانا عیدین کی خود یہ رائے نہیں ہے انہوں نے

۱۔ بحار جلد ۱۱ ص ۱۰۱ و ج ۱۲ ص ۱۰۱ و ج ۱۳ ص ۱۰۱ و ج ۱۴ ص ۱۰۱ و ج ۱۵ ص ۱۰۱ و ج ۱۶ ص ۱۰۱ و ج ۱۷ ص ۱۰۱ و ج ۱۸ ص ۱۰۱ و ج ۱۹ ص ۱۰۱ و ج ۲۰ ص ۱۰۱ و ج ۲۱ ص ۱۰۱ و ج ۲۲ ص ۱۰۱ و ج ۲۳ ص ۱۰۱ و ج ۲۴ ص ۱۰۱ و ج ۲۵ ص ۱۰۱ و ج ۲۶ ص ۱۰۱ و ج ۲۷ ص ۱۰۱ و ج ۲۸ ص ۱۰۱ و ج ۲۹ ص ۱۰۱ و ج ۳۰ ص ۱۰۱ و ج ۳۱ ص ۱۰۱ و ج ۳۲ ص ۱۰۱ و ج ۳۳ ص ۱۰۱ و ج ۳۴ ص ۱۰۱ و ج ۳۵ ص ۱۰۱ و ج ۳۶ ص ۱۰۱ و ج ۳۷ ص ۱۰۱ و ج ۳۸ ص ۱۰۱ و ج ۳۹ ص ۱۰۱ و ج ۴۰ ص ۱۰۱ و ج ۴۱ ص ۱۰۱ و ج ۴۲ ص ۱۰۱ و ج ۴۳ ص ۱۰۱ و ج ۴۴ ص ۱۰۱ و ج ۴۵ ص ۱۰۱ و ج ۴۶ ص ۱۰۱ و ج ۴۷ ص ۱۰۱ و ج ۴۸ ص ۱۰۱ و ج ۴۹ ص ۱۰۱ و ج ۵۰ ص ۱۰۱ و ج ۵۱ ص ۱۰۱ و ج ۵۲ ص ۱۰۱ و ج ۵۳ ص ۱۰۱ و ج ۵۴ ص ۱۰۱ و ج ۵۵ ص ۱۰۱ و ج ۵۶ ص ۱۰۱ و ج ۵۷ ص ۱۰۱ و ج ۵۸ ص ۱۰۱ و ج ۵۹ ص ۱۰۱ و ج ۶۰ ص ۱۰۱ و ج ۶۱ ص ۱۰۱ و ج ۶۲ ص ۱۰۱ و ج ۶۳ ص ۱۰۱ و ج ۶۴ ص ۱۰۱ و ج ۶۵ ص ۱۰۱ و ج ۶۶ ص ۱۰۱ و ج ۶۷ ص ۱۰۱ و ج ۶۸ ص ۱۰۱ و ج ۶۹ ص ۱۰۱ و ج ۷۰ ص ۱۰۱ و ج ۷۱ ص ۱۰۱ و ج ۷۲ ص ۱۰۱ و ج ۷۳ ص ۱۰۱ و ج ۷۴ ص ۱۰۱ و ج ۷۵ ص ۱۰۱ و ج ۷۶ ص ۱۰۱ و ج ۷۷ ص ۱۰۱ و ج ۷۸ ص ۱۰۱ و ج ۷۹ ص ۱۰۱ و ج ۸۰ ص ۱۰۱ و ج ۸۱ ص ۱۰۱ و ج ۸۲ ص ۱۰۱ و ج ۸۳ ص ۱۰۱ و ج ۸۴ ص ۱۰۱ و ج ۸۵ ص ۱۰۱ و ج ۸۶ ص ۱۰۱ و ج ۸۷ ص ۱۰۱ و ج ۸۸ ص ۱۰۱ و ج ۸۹ ص ۱۰۱ و ج ۹۰ ص ۱۰۱ و ج ۹۱ ص ۱۰۱ و ج ۹۲ ص ۱۰۱ و ج ۹۳ ص ۱۰۱ و ج ۹۴ ص ۱۰۱ و ج ۹۵ ص ۱۰۱ و ج ۹۶ ص ۱۰۱ و ج ۹۷ ص ۱۰۱ و ج ۹۸ ص ۱۰۱ و ج ۹۹ ص ۱۰۱ و ج ۱۰۰ ص ۱۰۱

۱۰۔ تاوی جلد دوم میں ۱۱ ہجہ ۱۰ جلد سوم میں بھی اپنی رائے لکھی ہے کہ عید کی نماز کے لئے جاہ جانا سنت مؤکدہ ہے۔

اگر شہر میں معذورین کی ضرورت کا ملاحظہ کر کے ایک دو یا تین جگہ عید کی نماز ہو اور اس میں بعض غیر معذورین بھی شریک ہو جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں اور امام اگرچہ خود غیر معذور ہے مگر معذورین کو نماز پڑھانا بھی اس کے عذر ہے اس کی نماز میں اور انی طرح دوسرے تنظیمین کی نماز میں جو بغرض انتظام شہر میں نماز پڑھانے والی اہمیت نہیں ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

عورتوں کا عید گاہ میں نماز کے لئے جانا ایسا ہے؟

(سوال) عورتوں کو عید گاہ میں نماز عید کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۱۲ رینڈن ۱۲ مئی ۱۳۵۴ھ ۶ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۳) نہیں کہ ان کے جانے میں فتنہ ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

اور ان خطبہ چندہ کا حکم

(سوال) عیدین کے خطبہ تہنیت میں کسی امام مسافر یا امام مکان کے لئے بطور خوشی چندہ یا جاہ مجبوراً جمع میں کرتے ہیں تو مقصود یہ نہیں ہے کہ قویہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۳۲ عبد المن (خلع، سب) الرینڈن ۱۲ مئی ۱۳۵۴ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۴) خطبہ کے ثناء میں چندہ کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کر سکتے ہیں یعنی امام سحرش کرے اور وہ اس میں قویہ عمل خطبہ کے بعد ہو سکتا ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

خطبہ کے وقت تمثیل کے بارے میں عالمگیری کی عبارت کا مطلب

(سوال) جمعوں کے یہاں دیرگاہ میں اور ہنگاموں میں جب عید الفطر اور عید الفطر کے خطبہ میں تمثیل کیا جاتی ہے اور خطیب نے خطبہ میں تمثیل کے وقت قوم بھی اس کے ساتھ باوازیلند تمثیل کرتے ہیں اور یہ دستور تقریباً سو برس پہلے سے امام ابو خطیب میں خود عید غطر کا ہو خواہ عید الفطر کا تمثیل نہ ہو مستحب ہے جیسے کہ فتاویٰ مدنیہ کی مع فتاویٰ قاضی خاں مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۰-۱۵۱ میں مذکور ہے نیز فتاویٰ مدنیہ کی میں یہ بھی ہے کہ ادا کر الامام فی الخطبہ تکرر القوم معہ واداء صلی علی السی یصی

(۱) ویکرہ حضور من الجماعة وید جمعة ووعظ مصنف ولو عجزوا لیلای علی السدھب المفتی بد یفسد برما (الدر المختار باب الإمامة ۱ ۵۶۶ ط سعید)

(۲) حدیث میں سے "من من الحصى فقد لغا" (مستم کتاب لجمعة ۱ ۲۸۳ ص قدیمی اول فی الدر المختار وکرر ما حرم فی صلاة حرم فیہا فی لجمعة ۳ ۱۵۹ ط سعید)

الس في انفسهم امتثالا للامر والسنة الانصات كذا في التارحانية ناقلا عن الحجة ، اس  
عبارة سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر امام کے ساتھ قوم کو بھی پکار کر ہٹا چاہیے اور صرف امام کے صلوة پڑھتے  
وقت قوم دل میں آہستہ آہستہ پڑھتے تکبیر کو صلوة پر قیاس کر کے آہستہ آہستہ پڑھنے کی کوئی وجہ نہیں دیتا  
ہوں مگر ایک مولوی صاحب دہلوی بلند آواز سے کہنے سے منع کرتے ہیں اور پہلے تکبیر خطبہ میں پڑھنا ہی  
بدعت اور ضد سنت فرماتے تھے مگر اب امام کے خطبہ میں تکبیر کہنے کو مستحب سمجھتے ہیں مگر مقتدیوں کو بلند  
آواز سے تکبیر کہنے کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں اور دلیل ان کی یہ ہے کہ درالمنار مع حاشیہ طحاوی صفحہ ۳۴۷  
میں کہتا ہے۔ کل ما حرم فی الصلوة حرم فیہا ای فی الحطبة خلاصة وعیرھا فیحرم اکل  
وسرب و کلام ولو تسبیح او رد سلام او امر للمعروف بل یحب علیہ ان یستمع ویسکت  
و کذا یحب الاستماع لیسیر الحطب کحطبة کح و حم و عید علی المعتمد اور الترغی  
ن ۵۷۱ میں ہے یحب السکوت والا ستماع فی حطبة العیدین ۔

المستفتی نمبر ۶۹۰ مولوی بدیع الدین (شیب سرگرم) ۲۷ رمضان ۱۳۵۴ھ ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء  
(جواب ۴۷۵) قوم دہلوی کے ساتھ تکبیر پنجاب کے مثل صلوة کے اپنے دہلوی میں تکبیر میں  
فتویٰ مسمیہ کی میں جو عبارت ہے اس میں علمہ فی المستحکم تحقق تکبیر اور صلوة دونوں کے ساتھ ہے اور یہی  
ہونا چاہیے تاکہ وجوب انصات کے ساتھ تھوڑی اور زیادہ ہو اور اس مسمیہ کی کے مصرعی کے میں اس  
عبارة کے حاشیہ میں یہ مذکور ہے۔ قوله فی انفسهم فال الظاهر انه منعلق بالتکسیر والصلوة لانه  
یحب الانصات لجمعها او ؛ کی رائے اور اہل حق با سوں ہے۔ فقہ محمد کفایت اللہ کان اللہ

### نماز عید کے بعد دعا

(سوال) عیدین کے بعد دعا ثابت ہے یا نہیں ؟ اور ان میں قول دعا میں العبادات کا کیا مطلب ہوا ؟  
المستفتی نمبر ۹۱۷ محمد نور صاحب (ضلع باندہ) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ ۲۴ مئی ۱۹۳۶ء  
(جواب ۴۷۶) عیدین کے بعد دعا ثابت ہے مگر تعین موقع کے ساتھ ثبوت نہیں کہ  
نماز بعد یا خطبہ کے بعد وہاں مقاموں میں سے کسی ایک موقع پر دعا پڑھنے میں مضائقہ نہیں ہے (د  
محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) (الباب السابع فی صلاة العیدین ۱ ۱۵۱ ط ماجدیہ)

(۲) (باب الجمعة ۲ ۱۵۹ ط سعید)

(۳) (باب صلاة العیدین ۲ ۱۷۵ دار المعرفة بیروت لبنان)

(۴) (الباب السابع فی صلاة العیدین ۱ ۱۵۱ ط ماجدیہ)

۵۔ عن آفة عطية قلب المؤمن كبحر الحصى يود العبد ودواب الحدود فنبه حصاده المسلسل ودعويهم

(بحاری باب خروج النساء والحصى إلى المصلى ۱ ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۱) دعا نماز عید کے بعد ہو یا خطبہ کے بعد؟

(۲) جمعہ و عید کے دن تقارہ بجانا

(۳) ہندوؤں سے مٹھائی خرید کر کھانا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) عید کی نماز کے بعد دعا، گتے یا خطبہ کے بعد؟ (۲) جمعہ اور عیدین کے دن تقارہ بجانے میں کوئی حرج تو نہیں؟ (۳) ہندو سے مٹھائی وغیرہ خرید کر کھا سکتے ہیں یا نہیں جب کہ وہ ہمیں کتوں جیسے خیال کرتے ہیں بکھٹے تو ان کے برتنوں کو چٹ سکتے ہیں لیکن مسلمان ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

المستفتی نمبر ۸۳۱ دوی نمبر نور (شعبہ جاندھ) ۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۷۷) (۱) عیدین کے خطبہ کے بعد دعا، گنا اچھا ہے (۲) تقارہ بجانے میں عیدین کے روز مضائقہ نہیں، جمعہ کے دن نہیں چاہیے (۳) ہندو سے مٹھائی وغیرہ خریدنا جائز ہے لیکن اگر مسلمان غیرت برتیں اور نہ خریدیں تو بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

جمعہ و عیدین میں سہو کا حکم

(سوال) نماز جمعہ و نماز عیدین میں اگر سجدہ ہو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی ۷۰۰ عبد الستار (پ) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۷۸) جماعت زیادہ برکتی نہ ہو ورنہ کسی گڑبڑ کا خوف نہ ہو تو جمعہ و عیدین میں بھی سجدہ سہو کریں جائز البتہ کثرت جماعت کی وجہ سے گڑبڑ کا خوف ہو تو سجدہ سہو ترک کر دینا بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) عورتوں کا عیدین میں حاضر ہونے کا حکم

(۲) عید نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانے میں عورتیں عید گاہ جاتی تھیں یا نہیں؟

(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے؟

(سوال) مشکوٰۃ شریف باب نماز عیدین میں تین نئی حدیث درج ہے۔ عن ام عطیۃ رضی اللہ عنہا قالت امرنا ان نخرج الحصى يوم العید و ذوات الخدود فی شہدن جماعة المسلمین و دعوتہم

۱۔ شمس التاویز نے نماز کے بعد دعا کا حکم بتاتے ہوئے یہ حدیث نقل کی ہے (امداد الفتاویٰ ۱/ ۴۰۵ حیر الفتاویٰ ۳/ ۱۲۷ و دار العلوم دیوبند ۵/ ۲۳۱)

۲۔ ومن ذلك صریح لایۃ لندھن فی شرحہ فلا بد من الحج لدر المختار کتاب الحظر والإباحہ ۶/ ۳۵۰ (سعد)

۳۔ و سہو فی صلاۃ العید و الجمیعہ و لمکونہ و اسطرح سوء و لمحتار عند امتحان عدمہ فی لاویں لدفع الفتنہ کما فی حصۃ الحر (التبویر و شرحہ) باب سحود السہو ۲/ ۱۲ ط سعید

و تعتزل الحيض عن مصلاهن قالت امرأة يا رسول الله احدها ليس لها جلباب قال لنسها صاحبها من جلبابها ۱ (متفق عليه) (۱) کیا کوئی دوسرا ایسا حکم شرعی موجود ہے کہ جس کے باعث یہ حدیث اور اس کا حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منسوخ ہو گئے ہوں۔ (۲) کیا عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ میں اس پر عمل ہوتا رہا (۳) اگر کوئی عذر شرعی (مثلاً فتنہ وغیرہ) نہیں ہے تو کیا اب شرائط و احکام شریعت کے مطابق اس حکم کی تعمیل لازم نہیں ؟

المستفتی جناب غلام دستگیر رشید ایم اے (عثمانیہ) حیدر آباد دکن

۶ ازیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۳۰ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۷۹) (۱) اس حدیث کی ناسخ کوئی دوسری حدیث میری نظر میں نہیں (۲) عہد نبوی ﷺ میں اس پر عمل ہوتا رہا اور عہد صحابہ میں بھی عمل ہوا اگر صحابہ کرام میں سے بعض جمیل القدر صحابہ نے عورتوں کے خروج من البدن کو منع کرنا شروع کر دیا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ ممانعت آنحضرت ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کے طور پر نہ تھی بلکہ امت ممانعت (خوف فتنہ) کے وجود کی بناء پر تھی یہ حدیث عید کے متعلق ہے اور عید کی تقریب میں عورتوں کی کثرت ابتدائے اسلام میں تکثیر سوا مسہمین اور اظہار شوکت اجتماع عید کے لئے مؤکد تھی اور ہجکانہ نمازوں میں شرکت کی اجازت تھی۔ و ضم معہ مقصد آخر من مقاصد الشریعة وهو ان کل ملة لا بد لها من عرضة یجتمع فیها اهلها لتظهر شوکتهم و تعلم کثرتهم ولذلك استحب خروج الجميع حتی الصبیان والنساء وذوات الخدور والحيض ويعتزلن المصلی و يشهدن دعوة المسلمين ۲ (حجة الله الباقه) عن ابن مسعود انه كان یحلف فیبالغ فی اليمين ما من مصلی للمرأة خیر من بیتها الا فی حج او عمرة الحديث (طبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) ۳ و عنه انه قال ما صلت امرأة من صوة احب الی الله من اشد مکان فی بیتها ظلمة (طبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) ۴ و عن ابی عمرو الشیبانی انه رای عبد الله یحرج النساء من المسجد يوم الجمعة و يقول اخر جن الی بیوتکمن خبر لکن (رواه الطبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون کذا فی مجمع الزوائد) ۵ عن ام حمید امرأة ابی حمید الساعدی انها حاءت النبی ﷺ فقالت یا رسول الله انی احب الصوة معک قال قد عدمت انک تحین الصلوة معی و صلاتک فی بیتک خیر

(۱) بحری باب خروج النساء و حیض بی امصلى ۱ ۱۳۳ ط فیدیہ کتب حنبلیہ کراچی (مسلم) فصل فی خروج العواتق و ذوات الخدور الح ۱ ۲۹۲ ط فیدیہ کتب حنبلیہ کراچی (مشکوٰۃ) باب العیدین ص ۱۲۵ ط سعید

(۲) (باب العیدین ۲/ ۴۸۰ ط بغداد)

(۳) (باب خروج النساء الی المساجد ۲/ ۳۵ ط دار الفکر بیروت لبنان)

(۴) (ایضاً)

(۵) (ایضاً)

صلواتک فی حجر تک و صلواتک فی حجر تک خیر من صلواتک فی دارک و صلواتک فی دارک  
خیر من صلواتک فی مسجد قومک و صلواتک فی مسجد قومک خیر من صلواتک فی مسجدی  
قلت قاموت فبی لها مسجد فی أقصى بیت فی بیتها و اظلمه فکانت تصلی فیہ حتی لقبت اللہ  
عزو جل (رواہ احمد و رحالہ رحال الصحیح غیر عبداللہ بن سوید الانصاری ثقہ ابن حبان  
کذا فی مجمع الزوائد) ۱

ان احادیث پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ حدیث امر بالخروج سعیدین میں امر  
بجوبی نہیں ہے اور مصالحت خرم انہر شوست و شرت مسبین تھی کیونکہ حنفیہ عورتوں کو بھی نکلنے سے  
حکم کی اور کوئی مصیحت نہیں۔

(۳) فتنہ کا جو نمائندہ ہے ورنہ اب ہی پر احکام شریعہ مبنی ہوتے ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

عید کے دن گلے ملنا رسم ہے

(سوال) کیا عید مناب صحت چیز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد زت علی خاں (ضلع ہروئی)

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۰) عیدین میں معاف کرنا عید کی تخصیص سمجھ کر مصافحہ کرنا شرعی نہیں بلکہ محض یک  
رسم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

عید الاضحیٰ جلد پڑھنا بہتر ہے

(سوال) عید الاضحیٰ کی نماز عید گاہ میں دس بجے سے گیارہ بجے تک ہوتی ہے حالانکہ نماز عید الاضحیٰ جلد ہونا  
چاہیے مگر اکثر اشخاص کہتے ہیں کہ دیہات کے لوگ چونکہ دیر سے پہنچتے ہیں اس وجہ سے نماز میں تاخیر  
ہونے میں کوئی حوج نہیں ہے نماز پڑھنے والے چند اشخاص جو کہ قربانی کی جلدی ضرورت کو محسوس کرتے  
ہیں کہ ہم اسی میں سے کچھ پکڑ کر کھائیں تو ان کو اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ کھانا جلد دوپہر ملتا ہے تو ایسی حالت  
میں ان اشخاص کو کیا یہ اجازت ہے کہ وہ اول وقت کسی مسجد میں نماز ادا کر لیں اور بعدہ قربانی کریں ان دونوں

(۱) (باب خروج النساء إلى المساجد ۲/۳۳-۳۴ ط دار المفکر بیروت لبنان)

(۲) ویکرہ حضور من الجماعہ و من لجمعة و عید و وعظ مطبقا ولو عجزوا لبأعلى السذهب المفتی بہ لفساد  
لرمان (الدر المختار) باب الإمامة ۱/۵۶۶ ط سعید

(۳) و نفس فی سبیل المحارم عن المنقط بہ نکرہ المصافحہ بعد اداء الصلوٰۃ بکل حال لأن الصحابة صافحوا  
بعد اداء الصلوٰۃ ولا بها من البروق فی ثلث من اس حجر عن الشافعية انها بدعة مکروهة لا أصل لها فی الشرع و بہ  
بید فاعینہا أولا و یعزّر ذلک ثم فی قول ابن الحاج عن المالک فی المدخل أنها من البدع و موضع المصافحہ فی  
الشرع بما هو بعد لقاء المسبب لاحیہ لا فی ادبار الصلوٰۃ فحیث و صعبها الشرع یصعبها فیہی عن دلث و برحر  
فعمہ لما اتی بہ عن خلاف المسبب (رد المحتار) کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء ۶/۳۸۱ ط سعید

## صورتوں میں کون افضل ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خان صاحب (ہر دوئی) ۱۰ رمضان ۱۴۳۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۱۳ء  
(جواب ۴۸۱) کوشش کی جائے کہ نماز عید زیادہ سے زیادہ وسبب ادا کر لی جائے لیکن اگر اس میں کامیابی  
نہ ہو تو علیحدہ نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے قربانی میں تاخیر اور اس کی وجہ سے کھانے میں تاخیر برداشت کر لینا بہتر  
ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ڈہلی

## عید گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا

(سوال) عید گاہ مقررہ و چھوڑ کر دیگر جگہ مفید میں پڑھنا کیسے بہتر جدہ کوئی ہے؟  
المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیہ وزپور) ۱۱ شوال ۱۴۳۶ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۳ء  
(جواب ۴۸۲) عید گاہ آبادی سے اُرباہ ہو تو اس میں نماز پڑھنی جائز ہے ورنہ آبادی کے اندر ہو اور آبادی  
سے باہر نماز کے لئے زمین مناسب موجود ہو اور ملک زمین کی اجازت ہو تو باہر عید کی نماز پڑھنی اوی  
ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ڈہلی

## عید گاہ میں نماز عید پڑھنا افضل ہے

(سوال) عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے یا جامع مسجد میں؟  
المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند سی صاحب (برہ) ۷ اذیقعدہ ۱۴۳۶ھ ۲۰ نوری ۱۹۳۸ء  
(جواب ۴۸۳) عید گاہ کی نماز باہر میدان میں یا عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## صحیح لفظ ”عید الاضحیٰ“ ہے

(سوال) کیا عید الاضحیٰ کی نماز میں عید الاضحیٰ کی نیت کرنی ضروری ہے اور کیا اگر عید الاضحیٰ کی نیت نہ کی گئی بلکہ  
عید الاضحیٰ کی نیت کی گئی تو کیا ہرج ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۴ حضرت سی صاحب کوٹ (ضلع فتح پور)

۲۹ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۸۴) عید الاضحیٰ صحیح ہے اور عید الاضحیٰ صحیح نہیں ہے مگر نیت نماز میں اگر کسی نے عید الاضحیٰ کا نام

۱ ویدت معجل الاضحیٰ لمعجل الاضحیٰ و ما حبر الفطر لوزدی الفطرۃ کما فی البحر ارد المحتویات  
العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید

۲ و لخرج الی احیاء صلاۃ لعدسہ و و سعیمہ لمسجد الجمع ہو الصحیح (السوبر مع شرحہ باب  
العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید)

(۳) (ایضا)



اے یا جب بھی نماز ہو جائے گی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) نماز عید آبادی سے باہر میدان میں پڑھنا افضل ہے

(۲) نماز غید کھلے میدان میں پڑھنا سنت متوارثہ ہے

(سوال) (۱) کیا ختمہ اگر مسحت سے بلا حذر نماز عید مسجد نبوی میں پڑھی ہے یا نہیں اور بصورت اجتماع عید گاہ میں تفریق بلا حذر شرعی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا خروج جبکہ نماز عید کے سنت ہے یہ نہیں اور بشرط وجود عید گاہ تارک اس کا قبل امامت ہے یہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۱۷۲ فیروز خان (جنم) عید جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۸۵) (۱) عید کی نماز تہائی سے باہر میدان میں یا عید گاہ میں پڑھنا مستنون ہے بلا حذر آبادی کے اندر مسجد میں عید کی نماز ادا کرنا مکروہ ہے یا ریش ہو یا ایسی ہی کوئی عذر ہو کہ آبادی سے باہر جانا مشکل ہو یا ہو رہوں یا مداروں کمزوروں کے لئے شہر کے اندر مسجد میں ادا کر لی جائے تو خیر ورنہ باہر جا کر ادا کرنا ہی مستنون ہے (۲)

(۲) ہاں نمید کی نماز کے لئے خروج ان پہاڑ سنت قدیمہ متوارثہ ہے عذر صحیح نہ ہو تو اس سنت کا ترک قابل ملامت ہے (۳)

## سنت زندہ کرنے کا ثواب

(سوال) کیا اگر کوئی شخص احیاء سنت کا مانع ہو مثلاً صورت اجتماع و خروج عید گاہ وجود موجود ہونے عید گاہ یا بصورت اجتماع جمعہ وغیرہ کی بانی امور مذکورہ قویں ملامت ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۷۱۷ فیروز خان صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۶) جو شخص اہل سنت سے مانع ہو وہ یقیناً قابل ملامت ہے اور جو شخص کہ کسی سنت متر و کہ کو جاری کرے اس کو سوشیڈوں کا ثوب ملے گا، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع

(سوال) ایک شہر میں دو جگہ یا اس سے زائد عیدین کی نماز جاتے ہیں یا نہیں؟

(١) واحكامها احكام الاصحاح (توضيح الابصار باب العيدين ١٧٦/٢ ص سعيد)  
(٢) والحجج في المصطفى وهي حجة ستة الخ فإن ضعف القوم عن الحجج أمر الإمام من يرضى بهم في المسجد (حلي كبير باب العيدين ص ٥٧١ ط سهيل اكندي ميلاهور)  
(٣) (أيضا ٤) من يسلط يسي عند فساد أمني فيه أحر ما شهيد (مشكوة باب الاعصام بالكتاب والسنة الفصل الثاني ص ٣٠ ط سعيد)

المستفتی نمبر ۷۱۸۲ راجہ فیروز خاں صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۷) عید کی نماز آبادی سے باہر جا کر میدان میں یا عید گاہ میں ادا کرنا سنت ماثورہ قدیمہ ہے شہر کے اندر یوں زخموں، زخموں کی خاطر یہاں یا کسی اور عذر کی وجہ سے پڑھی جائے تو خیر منشاء سے نہیں ورنہ بلا عذر شہر میں عید پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر تعدی بھی مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

### نماز عید میں سو کا حکم

(سوال) عیدین کی نماز چہ تکبیروں کے ساتھ دو رکعت واجب ہے اگر پیش امام ایک تکبیر بھال جائے تو سجدہ سو کیا جائے یا نماز دہرائی جائے؟

المستفتی نمبر ۷۳۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (۱) (ہوا یہ ضلع خاندیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۴۸۸) سجدہ سو نماز ہو جائے گی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ تکبیر ایام تشریق امام اور مقتدی کو باء زبند کہنا واجب ہے ورنہ کہتا ہے کہ امام آواز سے ہے اور مقتدی آہستہ کہیں دونوں میں سے کون صحیح رہتا ہے؟

(جواب ۴۸۹) ایام تشریق کی تکبیر میں امام اور مقتدی دونوں کو باء زبند کہنی چاہئیں کیونکہ بعض کے نزدیک جہر کرنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ والجہر بہ واحد و قیل سنة کذا فی القہستانی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ مدرسہ امینیہ دہلی

### نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) عید الفصحی کی نماز کے بعد تکبیر پڑھنا مثل نماز جمعہ کے واجب ہے یا مستحب یا ممنوع؟

(جواب ۴۹۰) نماز عید کے بعد تکبیر پڑھنا جائز ہے واجب نہیں اور ناجائز بھی نہیں۔ ولا بأس بہ عقب العید لان المسلمین توارتوہ فوجب اتباعہم و علیہ البلحیون (۱) در مختار۔ محمد کفایت اللہ شملہ

(۱) والحر ورج إليها فی الحدیث لصلاة العیدین وشرحہ باب العیدین ۲/۱۶۹ ط سعید (و فی الشامۃ ان الیوم ان یخرج الامام الی الحدیث و یسجد غیرہ لیس فی المصر بالصعداء ساء علی ان صلاہ للعیدین فی موضع حارۃ بالاتفاق و ان لم یسجد فہذا ذلک) باب العیدین ۲/۱۶۹ ط سعید

(۲) والیسو فی صلاۃ العید و الجمعیۃ و المکبۃ و التطوع سواء و المحار عبد الماخرین عدمہ فی الاولیین لدفع الفسۃ (التصویر و شرحہ) باب سجود السہو ۲/۹۲ ط سعید

(۳) (رد المحتار) باب العیدین ۲/۱۷۸ ط سعید

(۴) (باب العیدین ۲/۱۸۰ ط سعید)

شافعی امام کا دو مرتبہ نماز عید پڑھانا  
(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) الامام الشافعي يصلي صلاة العيد للاحتاف اولاً. و يصلي هو ايضاً للشافعيين ثانياً مع وسيع المسجد. بينوا توجروا

(ترجمہ) ایک شائقِ امام نے میدانِ حنیفوں کو پڑھائی اس کے بعد ای امام نے دوبارہ شافعیوں کو نماز پڑھائی باوجودیکہ مسجد و مسجّع تھی (اور ایک جماعت بھی ہو سکتی تھی)

(جواب ٤٩١) اذا امد الساعى للحنفية في صلوة العيد حارت صلوتهم تم اذا ام الشوافع في هذه الصلاة حارت صلاتهم على مذهبيهم نعم تكرار الصلاة في مسجد واحد مكروه عندنا وعنده الساعى رحمه الله .  
 محمد كفايت الله كان الله له .

(ترجمہ) جب کہ شافعی امام نے نماز عید میں خشوع و اہمیت کی تو خنقیوں کی نماز ہو کئی اور پھر جب اسی شافعی امام نے دوبارہ شافعیوں میں نماز عید پر حسد کی تو شوافع کے مذہب کی رو سے ان کی بھی نماز ہو کئی البتہ ایک ہی مسجد میں ایک نماز دوبارہ بہت ہمارے اور امام شافعی دونوں کے نزدیک مکروہ ہے۔ محمد کاغذیت

اللہ غفر لہ

نماز عید کے لئے اذان مسنون نہیں  
(المجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۳۸ء)

(سوال) بقر عید اور عید النذر میں جو اذان پڑھنی جاتی ہے اس کا حکم حدیث و فقہان میں کیا ہے؟  
(جواب ۴۹۲) عید بقر عید میں کوئی اذان مسنون نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

نماز عید کے بعد مصافحہ کا حکم  
(الجمعیۃ موریہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۵ء)

١٩ وكذا تكروه حنف مراد من قول، وورد من حيث ومختلف كشافه في ونور الحيران يفتي المصراع  
ثم يذكر ( الدر السعدي باب الإمامة ٥٦٢ ط سعيد ) وفي الإمامة وأما الإجماع والمختلف في الفروع  
كالشافعي فيحوز ما لم يعلم منه ما يفيد لصلاته على انعقاد السفلى عبد الإجماع (باب الإمامة ٥٦٣ ط سعيد)  
اشتهر بأن كان له من القول في صحة صلاة من قبله أو بعده وهو جواب عما استدل به الشافعي  
على حواجز القرائن بالقتل وهو ما في صحيحنا أن معناه كان يقضي مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا حره ثم يرجع إلى  
فروعه فيقضي بهم تلك الصلاة (رد المحتار باب الإمامة ٥٧٩ ط سعيد) ويكرر تكرار الجماعة ودان وإيمانه في  
مسجد محللة الحج ( الدر المختار باب الإمامة ٥٥٢ / ١ ط سعيد )

۴۔ اے ابن حویرج! احموسی غصہ سے اس عدس و حایر بن عبد اللہ قال ہو مگر یوں ہی روزہ انظر ولا یوم الاصحی ہو مسئلہ بعد حسن عن دین و حمیری و ابن حویرج بن عبد اللہ لا یصح ای لا اذ لیصلافہ یوم انظر حتی یخرج الاہام ولا یعد فی یخرج ولا فہ ولا یعد ولا سلی لائمہ یومہ ولا فہمہ اقسیم کتاب الصلاۃ العبدین ۱ ۲۹۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی )

(سوال) نماز عید کے بعد عید گاہ میں سب کچھ رمضانہ کرنے لگتے ہیں یہ کیسا ہے؟  
(جواب ۴۹۳) نماز عید کے بعد عید گاہ میں سب کچھ رمضانہ کرنے کا شریعت میں ثبوت نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

عورتوں کا نماز عید کے لئے جانا جائز نہیں  
الجمعیۃ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(سوال) عورتوں کو عید گاہ میں نماز کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟  
(جواب ۴۹۴) نہیں۔ کہ نہ جانا جائز ہے نہ محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز عید شہر سے باہر پڑھنا سنت ہے  
(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۵ء)

(سوال) شہر سے بارہ پتھر باہر یعنی آخر درہ شہر ایسا ہے نماز جمعہ عیدین شہر میں عید کا ثبوت ہے۔  
پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۴۹۵) عید کی نماز تو شہر سے باہر پڑھنی افضل ہے اور جمعہ آبادی کے اندر بہتر ہے مگر شہر سے باہر  
نماز شہر میں جمعہ پڑھنا بھی قہراً ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ

عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے

(سوال) اس طرف عید الفطر کے روز محصور پر یہ روایات جاری ہیں کہ عید نماز سویاں پکانے کے ساتھ  
کھاتے کھلاتے ہیں یہ کیسا ہے؟

(جواب ۴۹۶) سویاں کھانا کھانا کوئی شرعی بات نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

عید اور نکاح پڑھنے کی اجرت لینے والے کی امامت

(سوال) قاضی صاحبان عیدین کی نماز پڑھناست ہیں تو چندہ جمع کر کے اجرت لیتے ہیں اور نکاح پڑھانی دو

(۱) نقل فی بیس المحارم من مسقط نہ مکرمہ بمصافحۃ بعداء الصلاة بکلی حال لأن الصحابة ما صلحوا  
بعد أداء الصلاة ولأنہا من سنن لروا فی صحیح (۲) المسحور کتاب الحظر والاحیاء باب الاستبراء وغیرہ ۶/۴۸۱ ط سعید

(۲) ویکرمہ حضور من احمد بعد ولو لجمعه و عید و عید مصطفیٰ و ابو حنوفہ بالا علی المذهب لمعنی نہ لفساد  
الزمان (التبیین مع شرحہ باب الإمامة ۶/۵۶۶ ط سعید)

(۳) والخروج البیہ ای حرمہ نہاد بعد سب و ن وسعیہ تسبیح جامع التبیین و شرحہ باب العید  
۶/۱۶۹ ط سعید

پہلے چار روپے تک جہت میں اور جو ٹیکس نکال کر تارک نماز نہیں پڑھتا اور خود تارک الصلوة ہیں۔  
المستفتی محمود خان (ہمیر پور)

(جواب ۴۹۷) عید کی اہمیت کی اجرت میں ناجائز ہے نکاح کی اجرت بقدر وسعت یعنی جائز ہے (۱) مگر ب  
نمازی کو لہام پہنانا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پر ہونا جائز ہے  
(سوال) عید کی صحت کی نماز کے بعد تکبیر تشریق پر ہونی جائز ہے یا نہیں؟  
المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور ضلع فیض آباد  
(جواب ۴۹۸) ہاں پڑھنی جائز ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ

## ساتواں باب سنن و نوافل فصل اول۔ سنت فجر

### جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم

(سوال) تحفہ و بصلی عیسیٰ رسولہ الکریم۔ سنت فجر بعد اقامت فرض ای مقام پر ادا کرنا ایسا ہے  
صاف کے برابر پڑھنا یا صف کے پیچھے ہر بغیر کی جائز و جائز کے پڑھنا یکساں ہے یا متفاوت حکم اور اس  
صورت جائز نہ ہونے کے اس مقام پر پڑھ لینا بہتر ہے یا چھوڑ دینا؟ چناؤ اور جواب

(جواب ۴۹۹) عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا اقمیت الصلوة فلا صلوة الا المکوبة :  
(ترجمہ) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب نماز کی تکبیر کی جائے پھر کوئی نماز سوائے فرض  
کے نہیں (پڑھنی چاہیے) اس عموم سے سنت فجر کی ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے مگر چونکہ اس حدیث کو ابن  
عبینہ و تہان زید و تہان سلمہ نے ابو ہریرہ سے موقوف روایت کیا ہے اور سنت فجر اکبر السنن ہے اور صحابہ سے  
سنت فجر کا بعد اقامت فرض پڑھ لینا بھی ثابت ہے۔ روی الطحاوی عن ابن مسعود کہ وہ دخل

۱ (امداد الفتویٰ ۲/ ۲۶۳ ط مکتبہ دار العلوم کراچی و حوالہ الفتویٰ ۴/ ۵۸۶ ۵۸۷ ط مکتبہ الحیر جامعہ  
حیر المدارس ملتان)

۲ (۱) فی السیر و بکرہ مدد عدو عراقی و دمشق لاجل باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید

(۳) ولا یاسیہ عقب العید لان السجدة یوازئہ فوجہ اللہ علیہ و علیہ اللہون ولا یسمع العامد من الکریم الخ  
(رد المحتار باب العیدین ۲/ ۱۸۰ ط سعید)

(۴) بحاری باب اذا قمت للصلوة لا تسکونہ ۱/ ۹۱ ط قدسی کتب خانہ کراچی

المسجد وقد اقيمت الصلوة فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانة وذلك بمحضر حذيفة وابی موسى وروی مثله عن عمر بن الخطاب وابی الدرداء وابن عباس ذكره ابن بطال فی شرح البخاری عن الطحاوی و عن محمد بن كعب قال خرج عبدالله بن عمر من بيته فاقیمت صلوۃ الصبح فرکع رکعتین قبل ان یدخل المسجد ثم دخل فصلی مع الناس وذلك مع علمه باقامة الصلوة و منته عن الحسن و مسروق و الشعبي انتهى کذا فی غنیة المستملی ۱

پس ان وجوہ ثلثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت فجر عموم حدیث سے مستثنیٰ ہے اس لئے فقہائے حنفیہ اس کے پڑھ لینے کی اجازت بعد اقامت فرض دیتے ہیں لیکن اسی مقام پر بغیر کسی حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور مخالط صف او آکرنا سخت مکروہ ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں مخالفت جماعت، زم آتی ہے اور صحابہ کرام جن سے سنتوں کا پڑھنا ثابت ہے وہ ایسی صورت سے خدشہ ہے کہ یہ تو خارج مسجد یا اسطوانہ یا ساریہ کے پیچھے ہیں نہیں صورتوں سے جائز ہوگا۔ فی غنیة المستملی ۲، ثم السنة المؤکدة التي یکره خلافها فی سنة الفجر وکذا فی سائر السنن هو ان لا یأتی بها مخالطاً للصف بعد شروع القوم فی المریضة ولا حلف الصف فی غیر حائل وان یأتی بها اما فی بيته وهو الا فضل او عند باب المسجد ان امکنه ذلك بان کان ثمه موضع یبقی للصلوة وان لم یمکنه ذلك ففي المسجد الخارج ان کانوا یصلون فی الداخل او فی الداخل ان کانوا فی الخارج ان کان هناك مسجد ان صیفی و شتوی وان کان المسجد واحداً فحلف اسطوانة ونحو ذلك کالعمود والشجرة وما اشبهها فی کونها حائلاً والا تیان بها خلف الصف من غیر حائل مکروہ و مخالطاً للصف کما یفعله کثیر من الجهال اشد کراهة لما فیہ من المخالفة للجماعة۔ خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ جب نماز فرض شروع ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ سنت فجر کو مکان میں پڑھے اور افضل یہی ہے یا دروازہ مسجد پر پڑھے (یعنی مسجد سے باہر۔ مگر صریح ہے القہر تانی و سیاتی ذکرہ)۔ گروہاں پر کوئی جگہ نماز کے لائق ہو اور اگر دروازہ مسجد پر ممکن نہ ہو تو بہر حال درجہ میں پڑھے اگر جماعت فرض اندر ہو یا اندر پڑھے اگر جماعت باہر ہو اور اگر مسجد کا ایک ہی درجہ ہو تو ستون کے پیچھے یا اور کسی گروہان چیز کے پیچھے پڑھے اور صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور صف کے برابر مخالط صف ہو کر پڑھنا جیسا کہ اکثر جاہل کرتے ہیں سخت مکروہ ہے اس عبارت سے خوب معلوم ہو گیا کہ افضل مکان میں پڑھنا ہے پھر مسجد کے باہر مسجد کے دروازہ پر اگر جگہ ہو پھر باہر والے درجہ میں اگر جماعت اندر ہو یا اندر والے درجہ میں اگر جماعت باہر ہو پھر کسی ستون یا آڑ کے پیچھے پڑھنا چاہیے رہا یہ کہ اگر درجہ بھی ایک ہو اور کوئی آڑ بھی نہ ہو تو کیا کرے اس کا حکم یہ ہے کہ سنت کو چھوڑ دے فرض میں شریک ہو جائے۔ فی الدر المختار ۲ بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مکاناً والا

(۱) (فروع فی شرح الطحاوی ص ۲۴۲ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) (فروع ص ۳۹۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور، ۳، د ادراک المریضة ۵۶ ط سعید)

ترکها لان ترك المكروه مقدمه على فعل السنة وفي رد المحتار قوله عند باب المسجد اي خارج المسجد كما صرح به القهستاني وقال في العناية لانه لو صلاها في المسجد كان متصلا فيه عند اشتغال الامام بالفريضة و هو مكروه فان لم يكن على باب المسجد موضع للصلاة يصليها في المسجد خلف سارية من سواري المسجد واشد ها كراهية ان يصليها محالطا للصف محالفا للجماعة والذى يلي ذلك حذف الصف من غير حائل و مثله في النهاية والمعراج قوله والا تركها قال في الفتح و على هذا اي على كراهة صلاتها في المسجد يصح ان لا يصلي فيه اذ لم يكن عند بابه مكان لان ترك المكروه مقدم على فعل السنة غير ان الكراهة تتفاوت فان كان الامام في الصف في فصلاته اياها في الشئى احف من صلاتها في الصبي و عكسه واشد ما يكون كراهة ان يصليها محالطا للصف كما يفعله كثير من الجهلة انتهى پس ان عبارتوں سے صاف پور پر معلوم ہو گیا کہ اگر مسجد کے دروازہ پر جگہ نہ ہو اور مسجد میں کوئی موقع آڑگانہ ہو تو ایسی صورتوں میں سنتوں کو چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ آڑگانہ ہونے کی صورت میں یہ تو محالطہ صف و اگر پڑھے گا اور یہ سخت مکروہ ہے یا صعب کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھے گا اور یہ بھی مکروہ ہے اور سہولت کے ساتھ ادا کرنے سے چھوڑ دینا چاہئے۔ لان ترك المكروه مقدم على فعل السنة واللہ اعلم بالصواب کہہ العبد الضعيف لراجی رحمة مولاه محمد کفایت اللہ اوصلہ اللہ غایۃ ما ینساہ

حرر الاربع حلون۔ من شوال المکرم ۱۳۱۹ھ

جواب شیخ بہت درست ہے۔ سنت بزماء مدہ ہے۔ حتیٰ امکان مطابق سنت ادا کرے۔ فی النہایۃ اما انہ یصلی فی المسجد وان قفہ الجماعة فلاں سنة الفجر اکدها قال النبی ﷺ: صدوہما وان حرد تکم الخیل واما عند باب المسجد فلاں الاشتغال بالفعل عند اشتغال الامم مکروه واللہ علم و حکمہ احکم کہہ و صدقہ محمد اعظم عفرلہ اللہ ما احرم

۳ شوال المعظم ۱۳۱۹ھ فی بلدۃ شہرہ جہانپور۔ الجواب صواب عبید الحق عفی عنہ۔

الجواب شیخ محمد ریاست علی خاں

جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں کہاں پڑھی جائیں

(سوال) فجر کی سنت اگر جماعت ہو رہی ہو تو الگ ہو کر پڑھنی چاہئیں یا جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے اگر وہ جائیں تو جماعت کے بعد ہی یہاں جائیں یا سب مل کر تگنے پر پڑھی جائیں یا بالکل نہ پڑھی جائیں؟  
المستفتی نمبر ۲۰۵ شہباز خاں سٹیشنر پولیس۔

۳۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۰۰) فجر کی سنتیں جماعت کی ہو جانے کے بعد علیحدہ مقام میں یا سر پڑھی جائیں اور میتہ

ہوئی جگہ نہ ہو تو جماعت میں شریک نہ بنانا چاہیے اور جماعت سے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے نہیں پڑھیں  
چاہیے آفتاب نکلنے کے بعد پڑھ لی جائیں تو بہتر ہے۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ)

جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم

(سوال) ایک شخص بوقت فجر مسجد میں آتا ہے اور آگے جماعت ہو رہی ہے اب وہ پہلے سنتیں ادا کرے یا  
جماعت میں شریک ہو جائے؟ (المستفتی ۴۱۱) (نورین گدھ نفع انبالہ)

۲۶ جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ ۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۰۱) فجر کی جماعت شروع ہونے کے بعد کسی علیحدہ جگہ میں سنتیں ادا کرنے کا اتنا موقع مل  
جائے کہ سنت ادا کر کے فرض ایک رکعت مل سکے کی تو سنتیں ادا کرے جماعت میں شریک ہو اور اگر کوئی  
ایک جگہ میسر نہ ہو یا ایک رکعت فرض ملنے کی امید نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے اور جماعت کے  
بعد سورج نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے سورج نکلنے کے بعد چاہے تو پڑھے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سنت فجر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں

(سوال) زید کہتا ہے کہ اگر فجر کی سنتیں قضا ہو جائیں تو بعد اذانے فرض سنتیں پڑھ لے کوئی حرج نہیں بحر  
کہتا ہے کہ طلوع آفتاب سے قبل پڑھ لیں سنتیں، انہیں کر سکتا اگر پڑھے گا تو گنہ گار ہو گا کس کا قول صحیح ہے؟  
المستفتی نمبر ۵۴۴ (فتیہ احمد) (سندبر) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۰۲) فرض فجر ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے سنتیں پڑھنا ممنوع ہے طلوع آفتاب  
کے بعد پڑھی جائیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بوقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(سوال) کتنی جماعت جگہ کی ہے کہ بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اس نے صبح کی سنتیں نہیں

۱۔ من یصلیٰ عند باب المسجد واحد مکنا ولا ترکہا لان برك السکرود مقدم علی فعل العبد الخ و فی  
سماحة عند باب المسجد یخرج لمسجد کما صرح به شمسائی و فی العبدی و لانه لو صلاہ فی  
المسجد الخ (باب إدراك الفريضة ۲ ۵۶۰ ط سعید)

۲۔ ما دلت وحدها ولا بنفسی فی صریح شمسی لا احمد ع رد اسحار باب إدراك الفريضة ۲ ۵۷ ط  
سعید

۳۔ من یصلیٰ عند باب المسجد واحد مکنا ولا ترکہا الخ اند المحتار باب إدراك الفريضة ۲ ۵۶ ط سعید  
و کیرد فی فی ولو صلاہ الفجر بعد صلاہ فجر الخ اند المحتار کتاب صلاہ ۱ ۳۷۵ ط سعید

۴۔ ما دلت وحدها ولا بنفسی فی صریح شمسی لا احمد ع رد اسحار باب إدراك الفريضة ۲ ۵۷ ط  
سعید



پڑھتی تھیں اب یہ شخص جماعت میں بغیر سنت پڑھے شریک ہو جائے یا سنت پڑھ کر؟  
المستفتی نمبر ۹۶۱ رحمت ۳ (دہلی) ۸ ربيع الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰۳) خبر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں

(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت نکلنے کی قوی امید ہو۔

(۲) مسجد میں جماعت کے مقدم پر سنتیں نہ پڑھی جائیں (۳) مسجد سے خارج کسی دالان میں یا حجرہ میں یا

رواق کے باہر کسی جگہ میں ادا کی جائیں (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو۔ اگر ان

شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے، فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

خبر کی سنتیں رو جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں؟

(سوال) عن ابن عباس قال سمعت غیر واحد من اصحاب النبی ﷺ منہم عمر بن الخطاب

وکان من احبہم الی ان رسول اللہ ﷺ یہی عن الصلوة بعد الفجر حتی تطلع الشمس و عن

الصلوة بعد العصر حتی تعرب الشمس ترمذی، ص ۲۵ مجتہدانی دہلی

یعنی کی سنتیں اگر وہ جہاں قویا فرض سے فارغ ہو کر سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں بعض

کے روزانہ اس میں بھڑکتے ہیں حالانکہ یہ بالکل واضح حدیث موجود ہے یہ بھی جناب ہی واضح فرمادیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۰۴) سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھی جائیں تو پھر آفتاب نکلنے کے بعد پڑھی جائیں

فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک اسی حدیث کی وجہ سے جو آپ نے نقل کی ہے

منع ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

## فصل دوم۔ احکام سنن ونوافل

یوقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(الجمعیت مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

۱۔ ودا حاد فوب رکعی الفجر لا تسعدہ بسننھا لکن الحداۃ اکمل والا ان رجا أدراک رکعہ فی طہر

سعدہ لا یترکھا بل یصلیٰ عند باب المسجد ال وحده مکان والا ترکھا لان ترک المکروه مقدمہ علی فعل السد

در محار، قال النامی، قوله عند باب المسجد ای خارج المسجد کما صرح به الشہستانی قال لم یکن علی

باب المسجد موضع لتصادف بصلی فی المسجد حلف ساریہ من ساری المسجد وانداھا کراہۃ ان یصلی

محلف للصلی محلف للجماعۃ باب دران الفریضۃ ۵۶۲ ط سعید

(۲) (باب ما جاء فی کراہیۃ الصلاۃ بعد العصر و بعد الفجر ۴۵/۱ ط سعید)

(سوال) نماز فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں اب وہ بغیر سنتیں پڑھے جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۰۵) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں۔

(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی امید ہو (۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ (۳) مسجد سے خارج کسی دارن یا حجرے میں یا دروازے کے باہر کسی جگہ ادا کی جائیں۔ (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایسی شرط بھی پوری نہ ہو تو پھر سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسلم کے بعد امام کے نئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے

(سوال) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ منقول از الجواب التمیز مصنفہ مولانا سید اصغر حسین صاحب مطبوعہ احمدی پریس ص ۱۹ حدیث ول ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب فرض کے بعد سنت و نفل پڑھو تو ذرا آگے پیچھے یا دائیں بائیں کو ہٹ جاؤ (ابو داؤد و ابن ماجہ) حدیث دوم حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مسنون ہے یہ کہ امام نفل و سنت نہ پڑھے جب تک کہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائے (ابن ابی شیبہ و ابو داؤد از مغیرہ منقطع) سوال یہ ہے کہ کیا احادیث مذکورہ سے بعد فرضوں کے جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا مسنون ہے اور یہ مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی ہے؟

(جواب ۵۰۶) فرض کی جگہ سے عینہ ہو کر سنن و نوافل پڑھنے کا استحباب اس بناء پر ہے کہ نماز پڑھنے والے کے لئے دو مقام گواہ بن جائیں یا فرائض و نوافل میں امتیاز ہو جائے اور اس بناء پر یہ استحباب مسجد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مکان و مسجد دونوں میں پایا جائے گا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے

(سوال) ما قولکم رحمکم اللہ کہ یہاں دو فرقہ ہو گیا ہے۔ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ فرضوں کے بعد سنتوں کی تاخیر اہم انت اسلام و منک اسلام الخ یا اس کے برابر کوئی دعوے سے زائد مکروہ ہے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ حدیث سے جو دعائیں اور اذکار ثابت ہیں ان کا بعد فرضوں کے پڑھنا سنت ہے چاہے طویل ہو اور

(۱) واداحاف فوت رکعتی الفجر لا شعالة يستہا ترکھا لکون الجماعة اکمل والإبان رخا إدراک رکعة فی طاهر المذهب لا ینکرھا بل یصحبھا عند باب المسجد و حد مکانا و إلا ترکھا لأن ترک المکروه مقدم علی فعل السنة (التنویر مع شرحہ باب إدراک الفریضة ۵۶/۲ ط سعید)

(۲) ویکرہ للإمام السفل فی مکانہ لا لمؤمن (درمحرر) و فی الشامیة "لما المقتدی و المصرد فیهما ان لثا او قدم إلى التصوع فی مکنتهما الذی صلب فیہ المکتوبة حر و الاحسن ان يتطوع فی مکان آخر الح (فصل فی تالیف الصلاة ۵۳۱/۱ ط سعید)

بعد دعا کے سنت اور نفل گھر میں جائز پڑھنا افضل ہے اگرچہ گھر دور ہو فرض کہ اس مقدار سے زائد تاخیر و کوئی مکروہ کہتا ہے اور بولی سنت سوں یہ ہے کہ شامی کی عبارت (اذا تردد الحكم بين سنة و مدعة كان ترك السنة راجحاً على فعل البدعة) ۱ کے مطابق یہ مقدار سے زائد تاخیر بدعت ہو گا یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۵۰۷) اذا تردد الحكم الخ سے مراد یہ ہے کہ کسی فعل کے سنت پید عت ہونے میں ایسا تردد ہو کہ کسی جہت کو ترجیح نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں احتیاطاً ترک سنت راجح ہو گا فعل بدعت سے۔ لیکن اردو میں سے کسی جانب کی ترجیح ثابت ہو جائے تو اس راجح کو اختیار کرنا متعین ہے اور صورت مذکورہ فی سوا میں روایت صحیحہ شیعہ سے حدیث ثابت ہے کہ فضل کے بعد اللهم انت السلام الخ سے زائد مقدار دعا میں آنحضرت ﷺ نے پڑھی ہیں اسی طرح نوافل کو گھر میں پڑھنے کا استحباب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس خصوص میں کوئی حدیث اس کے معارض بھی نہیں ہے تو یقیناً راجح یہی ہے کہ حد فاضل ذکر وادعیہ ما شورہ پڑھ کر گھر جا کر سنن و نوافل پڑھنا مسنون ہے (۲)

### نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں

(سوال) حد غروب آفتاب قبل نماز مغرب حدیث صحیحہ سے دو رکعت نفل نماز پڑھنا ثابت ہے مگر حنفیہ کے نزدیک مکروہ محاسبہ ہذا اس کے مکروہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟  
المستفتی ممتاز علی کلانور ضلع رجتک

(جواب ۵۰۸) ب شک صحیح حدیث سے بعض صحابہ کا اذان مغرب کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا ثابت ہے مگر خود حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے کبھی نہیں پڑھی ہیں۔ عن مصور عن ابیہ قال ما صلی ابو بکر ولا عمر ولا عثمان الركعتین قبل المغرب (عب و مسدد) ، کدافی کمر العمال - یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے مغرب سے پہلے رکعتیں نہیں پڑھی ہیں ورنہ ابوری میں حافظ ابن حجر نے تسلیم کیا ہے کہ حضور ﷺ نے بھی نہیں پڑھی ہیں اما کوہ ﷺ لم یصلھما فلا یفی الاستحباب الخ ؛ (فتح الباری) حافظ ابن حجر نے فتح باری میں یہ بھی کہا ہے وروی عن ابن عمر قال ما رأیت احداً یصلھما علی عهد النبی ﷺ و عن الخلفاء الاربعة و جماعة من الصحابة انھم كانوا لا یصلونھما یعنی حضرت ابن عمرؓ سے

(۱) (باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا ۱/ ۶۴۲ ط سعید)

۲ عن حابر قال قال رسول اللہ ﷺ اذا قصی احدکم بصلاة فی مسجده فلیجعل یتبہ بصلی من صلاتہ و ان یتبہ جاعل فی بیتہ من صلاتہ حبر مسلم باب استحباب التفتت فی بیتہ ۱/ ۲۶۵ قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) (باب المغرب وما یتعلق بہ ۵۰۸ ص بیروت لبنان)

(۴) (باب کم بین الاذان والإقامة ۲/ ۹۰ ط مصر)

(۵) (بصا)

مروئی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں کسی کو یہ دور کہتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور خاتم نے اربعہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروئی ہے کہ یہ سب دور کہتیں نہیں پڑھتے تھے حضرت انس فرماتے ہیں کان رسول اللہ ﷺ یخرج علیہا بعد غروب الشمس و قبل صلوة المغرب فیرانا نصلی فلا یامرنا ولا ینہانا (کنز العمال عن ابن الحار) یعنی آنحضرت ﷺ (حجہ ہے) بہ تشییف اتے تھے تو ہم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے نہ تو ہم کو منع فرماتے تھے اور نہ نماز پڑھنے کے لئے حکم دیتے تھے۔

تفسیر اس خیال سے کہ اس وقت نوافل کی اجازت سے فرض مغرب میں تاخیر ہوئی خلاف اولیٰ یا مدعوہ تنزیہی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت مدد غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل ثابت ہیں یا نہیں

(سوال) (۱) وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنی جاتی ہیں اس کو بیٹھ کر پڑھنا چاہیے یا کھڑے ہو کر بھستی زیور میں جناب مولانا شرف علی صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ کر پڑھنے کو کہتا ہے اور مفتاح الجنہ میں لکھا ہوا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنا چاہیے (۲) ظہر کی نماز فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ جو پڑھنی جاتی ہے اس کے بعد دو رکعت اور بیٹھ کر جو لوگ پڑھتے ہیں اس کی سند ہے یا نہیں؟ نیز مغرب کی دو رکعت سنت مؤکدہ اور عشاء کی دو رکعت سنت مؤکدہ کے بعد بھی دو رکعت اور بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۴ حبیب مدد شائع خاڑی پور۔ نیم شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۰۰۴ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۰۹) وتر کے بعد دو رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھنی بہتر ہیں تاکہ پورا ثواب ملے بیٹھ کر پڑھنے میں نقص ثواب ہے (۲) ہاں دو رکعت کی بھی سند ہے اور مغرب اور عشاء کے بعد دو سنت مؤکدہ ان کے بعد دو رکعت نفل کی بھی سند ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟

(سوال) سنتوں اور نفلوں میں وقت کی پابندی ہے یا نہیں ہے مثلاً دو رکعت سنت رسول اللہ ﷺ کی

(۱) (باب المغرب وما يتعلق به ۵۴۸ ط بیروت)

۴ و کذا بناءً بعد لتسروع بلا کراهة فی الأصح محروا و لہ اجر غیر النبی ﷺ علی الصف الا بعد (الندب)  
سبحان رب لی وتر لہ فی ۳۶۲ ط سعید

۳ عن عائدة قالت قال رسول اللہ ﷺ من قار علی ثنی عشر رکعة من السنة فی اللہ نسا فی الحجة  
ربع رکعات فی الطہر و رکعتین بعد ہر و رکعتین بعد العشاء و رکعتین قبل الفجر برمدی  
باب ما جاء فی من یوم ولید فی حیرة رکعة من السنة ۱ ۹۴ ط سعید و من مؤکداً اربعاً قبل الصبر  
و رکعتان قبل یصبح و بعد یصلی بعد المغرب و العشاء السور و شرحہ باب الوتر والنوافل ۱۳۲ ط سعید

۱۰۔ اتنا ہر سناچا ہیہ یا نہیں؟ یہ نہ فرب اور کعت سنت سنت رسول اللہ ﷺ کی منہ طرف کعبہ شریف کے منہ چاہیے؟

المستفتی ۲۲۴ شہب زخاں سب انسپٹر پولیس ضلع کرناں۔ ۶ ازیقعدہ ۱۳۵۲ھ ۳ رجب ۱۹۳۴ء  
(جواب ۵۱۰) سنتوں اور نفلوں میں وقت کا نام لینے کی ضرورت نہیں اور سنت رسول اللہ کی یہ فظ کہنے کی بھی ضرورت نہیں صرف یہ سناچا ہیہ نیت کی میں نے دور کعت نماز سنت واسطے خدا کے (۱)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر  
(سوال) نوافل بعد وتر میں کعبہ اور دوسرے نوافل میں عموماً کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پڑھنے میں افضلیت کا کوئی درجہ ہے یا نہیں؟ قیام کو فضیلت ہے یا قعود کو؟

المستفتی نمبر ۵۰۹ حاجی قاسم احمد سورتی۔ ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۶ جولائی ۱۹۳۵ء  
(جواب ۵۱۱) نوافل کہنے سے ہو کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے اس میں تمام نوافل برابر ہیں وتر کے بعد کی نفلوں کا اس حکم سے تخصیص کا ثبوت نہیں ہے آنحضرت ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا تھا اور حضور اکرم ﷺ نے وتر کی نفلیں بیٹھ کر پڑھی ہیں تو ہم اپنے کو حضور ﷺ پر قیاس نہیں کر سکتے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

### سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں

(سوال) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری ہے یا نہیں؟ جیسا کہ جمعہ وعشاء و ظہر کے وقت پور رعت سنت پہلے پڑھی جاتی ہیں بغیر اذان ہوئے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق حمد (ضلع موٹھیر)۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء  
(جواب ۵۱۲) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری نہیں جمعہ اور ظہر اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

### سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیۃ المسجد کا حکم

(سوال) زید نفل و سنت پڑھ کر گھر سے مسجد آیا تو کیا یہ تحیۃ المسجد بھی پڑھ سکتا ہے؟ یعنی سنتوں اور فرض

(۱) کوکفی مطلقاً بالصلاۃ وان لم یفل للہ لعل و مسہ رافۃ الح (الدر المختار بحث البۃ ۱/ ۴۱۷)  
(۲) و یفعل مع قدرته علی القيام فاعداً آخر غیر الی اللہ علی الصف إلا بعدد (التویر و شرح باب الوبر والنوافل ۳۶/۲ ط سعید)  
(۳) لفرطیک وقت ہو چکا ہو۔

کے درمیان؟

المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ بمبئی ۷۰۲ رجب ۱۳۵۲ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء  
(جواب ۵۱۳) نماز کی مؤدہ سنتیں گھ سے پڑھ کر آنا اور فرض نماز میں دیر ہے تو مسجد میں آکر تحیۃ  
المسجد پڑھ لینا سنت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فرضوں سے پہلے اور بعد سنتوں کی کیا حکمت ہے؟

(سوال) فرضوں سے پہلے یا بعد جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں یہ کس لئے قرار دی گئیں؟

المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم مولوی سید عبداللہ شاہ ۹ شوال ۱۳۵۲ھ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء  
(جواب ۵۱۴) ان سنن مؤدہ کا حکم ہمارے لئے تو اتنا کافی ہے کہ حضور ﷺ نے پڑھی ہیں اور پڑھنے  
کی ہم کو بھی تعلیم اور تاکید فرمائی ہے اس کے علاوہ ایک حکمت بھی حدیث سے ہمیں معلوم ہو گئی ہے کہ  
فرائض میں اگر کچھ نقصان رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ہماری سنن و نوافل سے پورا کر دیا  
جائے گا اور یہ بہت بڑا فائدہ اور بڑی اہم مصلحت ہے، واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟

(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھیں؟

(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں؟

(سوال) (۱) جمعہ کی چار راعت سنت اگر کسی کو نہیں ملے تو فرض کے بعد اس کو ادا کرے یا اس سنت کو پہلے ادا  
کرے جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہے؟ (۲) ظہر کی سنتوں کا کیا حکم ہے؟ (۳) فجر کی سنت اگر کسی نے نہیں  
پڑھی اور فرض پڑھ چکا ہے تو سنت کس وقت ادا کرے اور نیت کس طرح کرے؟ سنت کی قضاء پڑھے یا  
نہ پڑھے؟  
المستفتی نمبر ۷۷۹ محمد رفیع سوداگر چرم - ضلع میدی پور

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۵) جمعہ سے پہلے کی چار رکعتیں نماز کے بعد پڑھ لے اور چار انہیں پہلے پڑھ لے بعد  
والی پہلے پڑھے دونوں جائز ہیں (۲) یہ بھی دونوں طرح جائز ہے (۳) بعد تظلم و آفتاب پڑھ

۱، ویس تحیۃ رب المسجد وہی رکعت الح (تویر مع شرحہ) و فی الثامیۃ والحاصل ان المظنوب من داخل  
المسجد ان یصلی فیہ الح (باب الویر واسواق) مطلب تحیۃ المسجد ۱۸۲ ط سعید

(۲) عن عبد اللہ بن شقیق قال سالت عائشہ عن صدقۃ رسول اللہ ﷺ عن تطوعہ فقالت " کد یصلی فی بیئ  
فی الظہر اربعاً ثم یخرج فیصلی بالناس ثم یدخل فیصلی رکعتین و کد یصلی بالناس المغرب ثم یدخل فیصلی  
رکعتین و یصلی بالناس العشاء و یدخل بیئ فیصلی رکعت الح (مسلم) باب حوار الفلۃ قنما و قاعد و فعل بعض  
الرکعة قعداً و بعضہا قنماً ۱ ۲۵۲ ط قدیمی کتب حنہ کراچی

۳، بخلاف سۃ الظہر و کذا الجمعة انہ یرکعہا و یقصدی تم یأتی بها فی وقۃ الح (الدر المختار) باب ادراک  
الفریضة ۵۸/۲ ط سعید

(۴) (ایضاً)

مکتبہ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت

(سوال) وتر کے قبل جو دو رکعت نفل لوگ پڑھتے ہیں ان کا یہی ثبوت ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبد القدوس صاحب امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی)

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۶) عشاء کے بعد دو رکعتیں تو سنت مؤکدہ ہیں اور دو نفل ہیں آنحضرت ﷺ سے ان کا ثبوت ہے۔ بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ صلی رسول اللہ ﷺ العشاء ثم جاء فصلى أربع ركعات ثم قام الحنفی آنحضرت ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر میں آئے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر سوئے چہ (تہجد کے لئے) اٹھے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں یا نہیں؟

(سوال) وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا حضور آرم ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۱ عبد تمیز صاحب (مارواڑ) ۸ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م یکم فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل حضور آرم ﷺ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے ابو داؤد شریف میں یہ روایت کہ حضور آرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے موجود ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

## وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد جو دو رکعت نفل نماز پڑھی جاتی ہے اس کو بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟

المستفتی نمبر ۱۳۱۷ شمس الدین صاحب (مانڈے برما) ۱۵ صفر ۱۳۵۶ھ م ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۸) وتر کے بعد دو رکعتیں نفل کی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) اذا قمت (سنة الحج) وحدها فلا تقضي قبل طلوع الشمس بالا جماع وقال محمد "احب الي ان يقضيها لي الروايل" كما في الدرر قبل هذا قريب من لا تنفذ لأن قوله "احب الي" دلل على أنه لو لم يفعل لا لوم عليه وقالوا: "لا يقضي وإن قضى فلا بأس به (رد المحتار) باب إدراك الفريضة ۵۷/۲ ط سعید

(۲) (باب الوتر ۱۲۵/۱ ط قدیمی کتب خانہ گراچی)

(۳) عن عائشة أن رسول الله ﷺ كان يوتر بسبع ركعات ثم أو تر بسبع ركعات وركعتين وهو جالس بعد الوتر يقرأ فيها فدا أراد ان يركع فركع ثم سجد (باب في صلاة الليل ۱۹۸ ط مکتبہ امدادہ ملتان)

(۴) و سئل مع قدره على القضاء وعدا لا مضطجعا الا بعدد آخر عمر النبي ﷺ على النصف الا بعدد أربع (التبوير مع شرحه) باب الوتر والوافل ۳۶/۲ ط سعید

## سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم

(سوال) امام مسجد لوگوں کو بتاتا ہے کہ سنت مؤکدہ کا ادا کرنا یا جاننا کوئی ضروری نہیں ہے پڑھنا نہ پڑھنا مساوی ہے اس کا حکم شرعی فرما کر مسئلہ کو روشن فرمادیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۱ اسراج الدین صاحب مالتی۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۹) سنن مؤکدہ کا تارک علی الدوام گناہ گار اور تارک علی الاستخفاف کا فرہے اور اگر ترک احیاناً یضر ورنہ یا کسی مذرت سے ہو جائے تو جائز ہے۔ الدی یظهر من کلام اہل المذہب ان الانتم موقوف بترك الواجب او السنة المؤکدة علی الصحيح لتصریحهم بان من ترك سنن الصلوة الخمس قبل لا یأثم والصحيح انه یأثم ذکرہ فی فتح القدیر (کذا فی رد المحتار) ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

## نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) نوافل کا کھڑے ہو کر پڑھنا تو یقیناً بیٹھ کر پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن کسی وقت کی نفل کو بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہو کر پڑھنے جیسے ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ حبیب حسین (بیمار) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۰) تمام نوافل کا یہی حکم ہے کہ بلا غدر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے مگر آدھ ثواب ملتا ہے اس سے کوئی نفل مستثنیٰ نہیں ہے (۱۰) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

## نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص ہجگانہ نماز کا پاند نہ ہو اور وہ عید میاں دہلی کے روزیاشب میں نوافل ادا کرے تو کیا ان نوافل دوکانہ سے کوئی فائدہ یا ثواب حاصل نہ ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۵ شیخ عبداللہ مونس شیخ صاحب بمبئی نمبر ۸۔

۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ یکم ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۱) نوافل جو ادا کئے جائیں گے اس کا ثواب خدا تعالیٰ کی طرف سے گائیہ دوسری بات ہے کہ ترک فرائض کے عقاب میں وہ پتہ فائدہ بھی پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

## چند احادیث کا مطلب

(سوال) حسب ذیل احادیث کا کیا مطلب ہے؟

(۱) (کتاب الطہارۃ مطلب فی السۃ و تعریفہا ۱/۴ ط سعید)

۲. و یسن مع قدرته علی التمام و عدم لا مضطجع الا بعدہ احمر علی الصف لا بعدہ لہ (السویر مع شرحہ باب الوقت و النوافل ۲/۳۶ ط سعید)



(اے) (۱) اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة (۲) عن ابن عمر انه ابصر رجلا يصلي الركعتين والمؤذن يقيم فحصبه وقال اتصلي الصبح اربعا (۳) وروينا عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه انه كان اذا رى رجلا يصلي وهو سمع الاجابة ضربه (۴) ووقع نحو هذه القصة ايضا لابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال كنت اصلي واخذ المؤذن فى الاقامة فجهدنى النبى ﷺ وقال اتصلي الصبح اربعا. اخرجه ابن حزيمة وابن حبان والبخاري والحاكم وغيرهم.

(ب) اور مسجد کے داخل میں جس میں جماعت ہو رہی ہو یا صف کے پیچھے ستون کی آڑ کافی ہو گی یا جماعت میں شریک ہو جائیں اور جماعت ہونے کی حالت میں اسی حالت میں سنت پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۲۵۵۳ عبدالحق صاحب دہلی۔ ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ ۳۱ مئی ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲۲) حدیث نمبر ۱ کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب (فرض) نماز کی تکبیر ہو جائے تو سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں حدیث نمبر ۲ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ مؤذن تکبیر کہہ رہا ہے اور ایک آدمی سنتیں پڑھتا ہے (یعنی پڑھنا چاہتا ہے) تو انہوں نے اس آدمی پر کنکری پھینکی اور فرمایا کہ یہ فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا۔ حدیث نمبر ۳ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ جب دیکھتے کہ کوئی آدمی تکبیر سن رہا ہے اور پھر (اپنی عیحدہ) نماز پڑھتا ہے تو اسے مارتے۔ حدیث نمبر ۴ کا مطلب یہ ہے کہ ایسا واقعہ حضرت ابن عباسؓ کو بھی پیش آیا کہ وہ نماز پڑھنے لگے اور مؤذن نے تکبیر شروع کی تو آنحضرت نے انہیں کھینچ لیا اور فرمایا کہ کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھو گے ان روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز کی تکبیر ہونے کے بعد اس جگہ سنتیں پڑھنے کی ممانعت ہے کیونکہ اس جگہ سنتیں پڑھنے سے صورت جماعت کی مخالفت لازم آتی ہے نیز صبح کی چار رکعتیں اکٹھی ہو جانے کی شکل پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں سنتیں ادا جائیں تو باثر طیکہ ایک رکعت فرض مل جانے کا ظن غالب ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ سے یہ عمل مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ عمل کہ اقامت ہو جانے پر سنتیں پڑھنے والے کے کنکری ماری اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا حدیث نمبر ۴ میں مذکور ہے اور انہیں سے یہ عمل بھی ثابت ہے کہ اقامت ہو جانے کے بعد انہوں نے حضرت حفصہؓ کے گھر میں جا کر سنتیں پڑھیں اور پھر آکر جماعت میں شامل ہوئے۔ وصح عہ (ای ابن عمر) انه قصد المسجد فسمع الاقامة فصلى ركعتي الفجر في بيت حفصة ثم دخل المسجد فصلى مع الامام (۱) (۲) (ابن ابی ص ۳۶۹ ج ۳ طبع ہند) اسی طرح حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہم جمعین سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرض کی اقامت ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر یا مسجد میں جماعت کی جگہ سے آڑ میں ہو کر سنتیں پڑھ لیں پھر جماعت میں شامل ہوئے ان

(۱) بحاری 'باب إذا أقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة' ۹۱/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) (باب إذا أقيمت الصلاة فلا صلوة الا المكتوبة ۲۷/۲ ط مصر)

روایت سے ثابت ہوا کہ یہ الواعز مہفتہ صحابہؓ ممانعت نوانی صورت پر محمول سمجھتے تھے کہ سنتیں جماعت فرض کی جگہ پڑھیں جائیں اور مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں اقامت ہو جانے کے بعد بھی پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے اور پڑھ لیتے تھے۔<sup>(۱)</sup>

(۲) جس جگہ جماعت ہو رہی ہو کسی جگہ سنتیں پڑھنا جائز ہے یا تو خارج مسجد پڑھیں جائیں یا جماعت کی جگہ سے مسجد کی آڑ کی جگہ میں پڑھیں اور یک رکعت فرض کی مل جانے کا پورا بھروسہ ہو ورنہ جماعت میں شامل ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی

### جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟

(سوال) جماعت شروع ہو جانے کے بعد سنتوں کی نیت باندھنا کیسا ہے؟  
(جواب ۵۲۳) جب فرض نماز کی جماعت شروع ہو جائے اس کے بعد سنتوں کی نیت نہ باندھیں جانے سے فجر کی سنتیں جماعت کی جگہ سے مسجد کی جگہ پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جانے یک رکعت سے ثابت ہیں ہو تو ایسا کرے ورنہ فرض نماز میں شریک ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی

ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جانے تو کیا کرے؟

(سوال) متعلق سنن ظہر

(جواب ۵۲۴) ظہر کی سنتیں جو فرض شروع ہونے سے پہلے پڑھ رہا تھا اگر درمیان فرض شروع ہو جائیں تو سنتیں پوری کر کے سلام پھیرے اور فرض میں شامل ہو جانے لیکن اگر دو رکعت پر سلام پھیر کر فرض میں شریک ہو جائے اور پھر چاروں رکعتیں فرض کے بعد دہرائے تو یہ بھی جائز ہے پہلی صورت بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا دہلی

### سنت پڑھے بغیر امامت کرا سکتا ہے

(سوال) ایک امام صاحب بوقت ظہر ٹھیک جماعت کے مقررہ ٹائم پر تشریف لائے مقتدی دوم سے

۱۔ لما روی الطحاوی وعمرہ عن ابن مسعود انه دخل المسجد و أقسم الصلاة فسلمی رکعتی الفجر فی المسجد الی الاسطوانة وذلك بمحضر حذیفہ و بنی موسی و منہ عن ابی الدرداء و ابن عباس و ابن عمر کما سنده الحافظ الطحاوی فی شرح الآثار و منہ عن یحییٰ و مسروق و لشعی شرح المصیبة رد المحتار کتاب الصلاہ ۳۷۸/۱ ط سعید

۲۔ و کذا یکرہ التطوع عند اقامة الصلاہ المکروہ لحدیث ادا اقامت الصلاہ فلا صلوة الا المکروہ الا سنة فحر ان لم یحضر فوات جماعتها الحج (التوبہ و شرحہ کتاب الصلاہ ۳۷۸ ط سعید)

۳۔ قال فی التوبہ و شرحہ "والشارع فی الفل لا یقطع مطلقاً وینمہ رکعتین و کذا سنة الطہر و سنة الجمعة ادا اقامت أو حط الإمام بنمہ لربما علی الفور الراجح لا یف صلاہ واحده باب: ذکر انہ اقرب صلاہ ۵۸ ط سعید

صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے کہہ کر اس کے اتنے میں امام صاحب آگئے اور بغیر سنت مؤکدہ پڑھے امام نے فرض پڑھا دیئے نماز کتاب کے اس طرح بغیر سنت پڑھے فرض نماز پڑھانا جائز نہیں اور نماز نہیں ہوتی عمر و کایہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۲۵) بغیر سنت پڑھے فرض پڑھا دینے سے نماز ہو جاتی ہے یہ کہنا کہ نماز جائز نہیں ہوئی غلط ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتا ہے؟

(سوال) بعد فرض کے سنتوں کی تاخیر کس مقدار تک اچھا ہے اور کس مقدار سے زائد تاخیر مکروہ ہے؟  
(جواب ۵۶۲) زیادہ تاخیر کو حنفیہ نے مکروہ فرمایا ہے اور زیادہ تاخیر سے مراد یہ ہے کہ اذکار ماثورہ کی مقدار سے زائد ہو۔  
والفصیل فی رسالتنا الفائس المرغوبہ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

سنتوں اور نفلوں کے بعد دعائیں

(سوال) سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی دعا کرنا ہر شخص کے لئے خواہ امام ہو یا مقتدی سنت ہے یا مستحب ہے یا کیا؟

(جواب ۵۲۷) انفرادی دعائیں امام و مقتدی ہر ایک کے لئے سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی جائز ہے اور جتنی بھی شرعیہ التزام و اعتقاد سے نہ ہو اور اجتماعی دعا کا افضل طریقہ یہ ہے کہ بعد فرض اور قبل سنن، نوافل ہو۔  
وقد حققنا ذلک فی رسالتنا الفائس المرغوبہ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے

(سوال) بعد فرضوں کے سنتیں اپنے گھر میں جا کر پڑھنی چاہئیں یا مسجد میں؟

(۱) لحديث عائشة ان النبي ﷺ كان اذا قنته الاربع قبل الصهر فصاها بعدہ (رد المحتار باب ادراك الفريضة ۵۸۲ ط سعید)

(۲) وكره صاحب السند لا يقرر لنهم انت سلام الحج والحيوانى ' لا بأس بالفصل بالأوراد واحذر لكمال الحج والسر المختار فصل في بلف صلاة ۵۲۰ ط سعید (۳) الدعاء السعوى في رمت بعد الفريضة رافعى انديهم على الهمة لكداية ثم تكلم لمواضع عده في عهده عليه لسلام نعم الادعية بعد لفريضة ثابة كثيرا بالارفع البدس و بدو الاحمد و ثوبه موثر و ثبت الدعاء موثر مع رفع اليدين بعد المألة في واقعتين وقال بعض الاحاد من اهل العصر ان رفع اليدين مما ثبت في مواضع لآخر بعدى الى الدعاء بعد المكورة ايضا واستند بالعموم ايضا المعروف لشدى عنى سوسدى باب ما حذوا في كراهية يحض الإمام لله الدعاء ۸۶ ط سعید

(جواب ۵۲۸) سنن، توافل ۵۴۷ میں، "أمرنا بفصل بين أصل القدمين من حيث كانا في الصلاة" سے اور فقہ حنفی سے ثابت ہے۔ الا فصل في المس والموافل المصنوع لقوله عليه السلام صوة الرجل في المصنوع فصل الا المكنونة الح (فتاویٰ عالمگیری) ۱، عموم حدیث میں یہ فعلوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں داخل ہیں ہاں تراویح وجہ سنت نہایت مستثنیٰ ہے۔ ذکر الحلوانی الا فصل ان یؤدی کلمہ فی البیت الا الترویح (فتاویٰ عالمگیری) ۲، "اللہ سمع" میتہ محمد کفایت اللہ نفر یہ سنت کی مسجد و ہاں

ظہر کی سنتیں رہ جائیں تو پہلے دو پڑھے یا چار  
(الجمعیتہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) فقہ کی نماز بہت سے پڑھی جائے اور پہلی چار سنتیں روک لی جائیں تو پچھلے سنت پڑھے یا چار؟  
(جواب ۵۲۹) ظہر کے فرضوں سے پہلے سنتیں کر جہاں سنت میں شریک ہو جانے کی وجہ سے رو جائیں تو فرضوں کے بعد فقہاء نے پانچ پہلے چار سنتیں پڑھے اور پچھلے پانچ پڑھتے چار۔ دونوں طرح جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے  
(الجمعیتہ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۷ء)

(سوال) جس جگہ سنت پڑھنی باقی ہے اس جگہ سے بہت دور کی جگہ فرض پڑھنا کیا شرعی حکم ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۰) جس جگہ سنت نماز پڑھنی جائے فرض کے لئے اس جگہ سے بٹنا ضروری نہیں ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (الباب التاسع فی الوافل ۱/۱۱۳ ما حدیثہ)

(۲) (ایضاً)

(۳) بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فيه إن حالف فوت ركعه سر كنه و بقى ثم نسي بها على أنها سنة في وقتها أي  
الظهر قبل شفعه عند محمد و به نصي، درمحرر، قول "وعند السون لكن رجع في الفصح تقديم الركعتين" قال  
في الإمداد وفي فتاوى العباسي أنه المحذور وفي مسوط شريح لإسلام به الإصح لحدث عائشة أنه عليه الصلاة  
والسلام كان إذا فسد الأربع قبل الظهر بصبيهن بعد الركعتين وهو قول أبي حنيفة وكذا في جامع قاضي حان ورد  
المختار باب إدراك الفريضة ۵۸/۲ ط سعید

(۴) أما بقى والسمود فيسبب أن لا يؤدى أو قدم أي التصريح في مكانهما الذي يجب فيه المكتوبة حار، الحج ورد  
المختار فصل في تأليف الصلاة ۵۳۱ ط سعید، حاشیہ کہ سنتیں ہاں سنت پڑھنا سنت ہے تو سنت کی جگہ پر ظہر میں  
اولیٰ فرض پڑھنا جائز ہے۔

## فصل سوم۔ تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد

نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضوء تحیۃ المسجد کا حکم  
(سوال) تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد فجر اور مغرب کی نماز سے قبل پڑھنا کیسا ہے؟  
المستفتی نمبر ۵۳۴ محمد متصو، اندھا خاں (تانیہ) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء  
(جواب ۵۳۱) تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد فجر تک صحابہ صواب ہو جانے کے بعد اور غروب شمس کے بعد  
فرض سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ

## فصل چہارم۔ نماز استسقاء

استسقاء نماز ہے یا صرف دعا و استغفار

(سوال) استسقاء کے نماز یا صرف دعا و استغفار نماز ہے تو باجماعت یا خطبہ یا فردا فردا؟  
المستفتی نمبر ۱۶۴۴ مفتاح احمد صاحب (شیخ رتبہ پور) ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء  
(جواب ۵۳۲) استسقاء کے نماز شرط ہے اور صرف دعا و استغفار بھی کافی ہے نماز یا جماعت یا خطبہ کا بھی  
ثبوت ہے اور فردا فردا پڑھ لی جائے تو جب بھی مضائقہ نہیں۔ لہ صلوٰۃ بلا جماعۃ مسنونۃ بل ہی  
حائزۃ و بلا خطبۃ و هذا قول الامام و قال محمد بن علی الامام ابو نائیل رکعتیں کما فی الجماعۃ  
ثم یخطب ای یس لہ دلت (حلاصۃ ما فی الدر المحار و رد المحتار) و ان صلوا فرادی حار  
فہی مشروعة للمفرد (درمحرار) قوله هو دعاء و ذلك ان يدعو الامام قائماً مستقیلاً القبلة  
رافعا یدیه والناس قعود مستقیلین الصلۃ یؤمنون علی دعاء الخ (رد المحتار) ۲  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

## نماز استسقاء کا طریقہ

(سوال) موجودہ اساکہ بارش سے پہلے اس کے اظہاف میں سخت بے چینی ہو رہی ہے اس کے واسطے  
سوائے باری عزوجل کی بارگاہ میں حاضر کی اور انسانی کے کوئی چارہ نہیں اس کے عرض ہے کہ نماز استسقاء  
کے روز اور کس وقت اور کس صورت میں دائی جائے آیا اس میں غور تمیں ور پتے چاہو اور ان کے پتوں کی

۱۔ وکذا الحکم من کراہۃ یس و وجب لعمدہ لا فرض و وجب لعمدہ بعد طہوع وحر سہ یس بعد لشعل الوقت بہ  
تدبیر حتی لو یوی طہوع کما سہ لغیرہ لا یعیس و قل صلاۃ لغیرہ کما سہ لا یسیراً التویر و شرحہ  
کتاب الصلاۃ ۱/ ۳۷۵ ۳۷۶ ط سعید  
(۲) (رد المحتار) باب الاستسقاء ۲/ ۱۸۴ ط سعید

حاضری بھی افضل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۳۱ ح.ب.ب. مفتی صاحب بیہ ماران (دہلی) ۱۳ اجمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۱ اگست ۱۹۳۷ء  
(جواب ۵۳۳) اس کا کہہ رہا ہوں کہ یہ مسئلہ ان مصائب کے ہے جو اعمال شنیعہ اور مومنوں کے ارتکاب پر بطور  
انتقام کے حضرت حق جل شانہ کی طرف سے مخلوق پر نازل ہوتی ہیں ان مصائب کا اصل عامل تو ان گناہوں  
سے باز آجانا استغفار تضرع ہی کا صدقہ و خیرات کرنا پھر حضرت حق کی بارگاہ رحمت سے حاجت طلب کرنا  
ہے بارش طلب کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ پہلے فسق و فجور اور طرح طرح کی معصیتوں سے جن  
میں مبتلا ہیں توبہ کریں وگرنہ ان کے منظم اور حقوق داکر میں اور معاف کرائیں نیلوکاری اور صلاحیت اختیار  
کریں اور یہ سب کام جلد سے جلد کرے بارش کی دعا مانگنے کے لئے میدان میں نکلیں اور وہاں بھی توبہ و  
استغفار تضرع و زاری کے ساتھ کریں اور رخصت نماز بھی ادا کریں زینت اور فاخر کا لباس پہن کر نہ جائیں  
بلکہ پرانا پھٹا بیوند کا ہو لباس پٹنیں قوت پر ہے اور حوں اورینوں کو ساتھ لے جانا بھی بہتر ہے تین روز تک  
باہر نکلنا اور استغفار و تضرع کرنا نماز اور رخصتیں پڑھنی جائیں پہلی رخصت میں سبح اسم ربك  
الاعلیٰ دوسری میں هل انت حدیث العشیة پڑھنی جائے پھر امام مختصر سر خطبہ پڑھے جس میں لوگوں کو  
گناہوں سے توبہ کھڑے اور پتے اور حقوق اداء داکر نے کی نصیحت کرے اسی درمیان میں چادر پٹ لے پھر  
قبلہ رخ کھڑا ہو جائے لوگ بیٹھے رہیں اور سب مل کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں ہاتھوں کو سر سے اونچا نہ کریں  
سامنے کو زیادہ پھینکا میں ہتھیلیاں طرب برش کے موقع پر آسمان کی طرف اور رفع مصیبت کی دعا کے موقع  
پر زمین کی طرف کریں دعا نہایت خشوع و خضوع اور تضرع کے ساتھ کی جائے اور آنحضرت ﷺ سے جو  
دعائیں ماثور ہیں وہ افضل ہیں ان میں سے ایک دعا یہ ہے۔

اللهم اسقنا عینا مغیبا نافعاً غیر صار عا جلاً غیر آجل اللهم اسق عبادك و بنیا نك  
واسر رحمك واحی بلدك الھیت اللهم انت الله لا اله الا انت العی و نحن الفقراء انزل علینا  
العیث و جعل ما انزلت لنا قوۃ و بلاعاً الی حین غیر مسم کو ساتھ نہ لے جائیں۔  
محمد کفایت اللہ کا ان شاء اللہ دہلی

نماز استسقاء پر آنے کی باتوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے

(سوال) (۱) قحط سالی کے موقع پر نماز استسقاء کے لئے جنگل میں جا کر دعا مانگنی افضل ہے یا نہیں؟ (۲)

۱۔ یخرج الامام و یصلی بھم رکعتین بحیر فھما نراء و کذا فی المصنعات و لا فصل ان یقرأ سبح اسم ربك  
لا علی فی الاولی وھل انك حدثت العشاء فی انك کذا فی العی شرح الھدایة و یحطت حطین بعد الصلوة  
و بدعوا للہ یسجد و مستغفر للسموم و سموات و اودا مصلی صدر من حطتہ قلب رداء ہ ثم یشتعل بدعاء  
لا مستغفاء فاما والناس لعود مشلول و یخرجون مشاة فی ثياب حلقۃ أو عسلة أو رفعة مندلیین خاشعین  
موسعین للہ تعالیٰ یا کسی روئے ہ و لا یخرج اهل الدمة فی دلت مع اهل الاسلام (عالمگیریۃ) الباب التاسع  
عشر فی الاستسقاء ۱/ ۱۵۳، ۱۵۴ ط ماحدیہ گونہ

نماز استسقاء کے لئے نئے نہ پڑھتا تھا۔ افضل بن یاسین نے کہا کہ میں تو جی عبدالحق متولی عید گاہ نے کیوں یہ فتویٰ جاری کیا کہ ننگے سر پہ نہ جانا افضل بن (۳) ایک شخص اپنے آپ کو اللہ کی درگاہ میں عاجزانہ ننگے سر پا برہنہ پیش کرتا ہے دوسرے شخص اپنے آپ کو لباس سے آراستہ و پیراستہ پیش کرتا ہے ہذا ان دونوں میں سے اللہ کے نزدیک کس کا عمل پسندیدہ ہے۔ فقط

المستفتی نمبر ۲۶۱-۲۷۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۴) (۱) برہنہ یا نہ برہنہ نماز استسقاء کے لئے جانے کا حکم میں نے کہیں نہیں دیا۔ صاحب عبدالحق صاحب سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے کس بنا پر یہ لکھا تھا اور اگر کسی فتویٰ کی بنا پر انہوں نے لکھا ہے تو اس فتویٰ لکھنے والے سے دریافت کیا جائے (۲) پرانے اور پیوند گئے ہوئے پٹے پہن کر جانا نہ تنہا کے ہوئے جانا پید جانا چیز کی اور خشوع و مسکنت ظاہر کرتے ہوئے جانا تو بے شک مستحب ہے۔ بنگل میں جانا اور استغفار کرنا نماز پڑھنا، مگر یہ سب ثابت ہے (۳) فقر و حاجت و تواضع و خشوع ظاہر کرنے کے موقع پر پچھلے پرانے پٹے پہن کر جانا مناسب ہے اور کتب فقہ میں اس کی ترغیب بھی موجود ہے اور ننگے پاؤں جانے کی ترغیب بھی کسی جگہ موجود ہو تو مضائقہ نہیں مگر میں نے نہیں دیا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

(۱) نماز استسقاء سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے

(۲) نماز استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں؟

(۳) نماز استسقاء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید کہتا ہے کہ جب بارش کی قلت ہو تو سب مسلمان پہلے تین روزے رکھیں اور چوتھے دن بنگل کی طرف نماز کے لئے نکلیں اور اپنے دعوے کی دلیل میں شافعی ائمہ ہب ہونے کی وجہ سے "منہاج المسلمین، عمدۃ المفہمین" تالیف "ما ملکت لحنہ" السنۃ علی زریجی بن شرف النور کی عبارت ذیل کا حوالہ پیش کرتا ہے۔ ویامر الامام بصیام ثلاثة ايام اولاً، الخ

مترجم کہتا ہے کہ استسقاء کے روزوں کے متعلق صحیح سند میں کوئی حدیث نہیں ہے ہذا روزہ رحمت بہت ہے ب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا جواز صیام کے متعلق کوئی حدیث نہیں ہے اور ماہ شافعی نے اہمائی قیاس سے یہ مسئلہ مستحب فرمادیا ہے؟ اگر کوئی حدیث ہو تو تحریر فرمائیں

(ب) زید کہتا ہے کہ صلوٰۃ استسقاء کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں استدل کتاب مذکور کی عبارت "ولا تختص بوقت العید فی الاصح" سے پیش کرتا ہے مترجم کہتا ہے کہ صبح (وقت عید) کے سوا صلوٰۃ

(۱) ویجر حوں مشد فی نیاب حنفہ از عمید و رفیعہ مبدیین حاجتیں موضوعات مدعی و کسی (دوسرے) الح (عالمگیریہ) الباب التاسع عشر فی الاستسقاء ۱۵۴ (ماحدیہ)

استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے صبح کے کسی غیہ وقت میں پڑھنا خدیف سنت و ناجز ہے دونوں میں سے کس قول پر عمل کیا جائے ؟

(ب) (زید کتابتہ کہ صلوۃ استسقاء، عیدین میں ہے تین عید کی طرح صلوۃ استسقاء میں بھی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تنبیہات زیادہ ہیں ثبوت وہی رکعتوں کا عید۔ کتاب مذکور کی عبارت سے پیش کرتا ہے عمرو اس کے خلاف کہتا ہے آیازید صواب پر ہے یا عمرو۔

(نوٹ) چونکہ یہاں شافعی و مذہب کثرت سے ہیں نیز پتہ حنفی بھی ہیں دونوں کا ذیل مد نظر رہے۔

المسئنی نمبر ۲۶۸۳ عبد الحمید صاحب نصیب (بمبئی) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء  
(جواب ۵۳۵) (الف) نماز استسقاء کے لئے ہر جانے سے پہلے تیس دن روزہ رکھنے کا حکم دینا لازم کے لئے مستحب ہے۔ یہ فقہ حنفی کی معتبر کتابوں مثلاً درمختار، طحاوی علی مرقی القاری میں موجود ہے  
یسحب للامام ان یامر الناس اولا بصیام ثلثة ايام و ما اطاقوا من الصلوة والحروج عن المطالمه والوبه من المعاصی ثم یخرج بهم فی الیوم الرابع ، درمختار و طحاوی ، علی مرقی القاری و لفظ الاحمر اور فقہ شافعی میں بھی یہ حکم مذکور ہے و یامرهم الا دام لصیام ثلثة ايام اولا والوبه والقرب الی الله تعالی والحروج من المطالمه فی الدم والعرض والمال لان لكل مما ذکر انراهی احیاء الدعاء و یخرجون الی الصحراء فی الرابع صیاما فی ثبات بذلة و حشع (مباح الطالبین) ، روزہ رکھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اول پہلے سے فریاد ہو جائیں اور گناہوں سے بچنے اور استغفار اور تضرع کرنے کی صلاحیت ہو جائے۔

(ب) نماز استسقاء کے لئے عیدین نماز کا وقت ضروری ہے یا نہیں تو اس میں حنفیہ شافعیہ دونوں عید کے وقت کو لازم نہیں سمجھتے مگر اس کو بہتر اور افضل جانتے ہیں (۴)

(ج) نماز استسقاء میں حنفیہ کے نزدیک تنبیہات زیادہ نہیں د اور شافعیہ کے نزدیک پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تنبیہات زیادہ ہیں جیسے عید میں ، مگر کفایت اللہ کا ان شاء اللہ ذیل

(۱) (باب الاستسقاء ۱۸۵/۲ ط سعید)

(۲) (طحاوی علی مرقی القاری ص ۳۳۱ ط مصر)

(۳) (باب الاستسقاء ص ۲۲ ط المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر)

۱. ولب عیاشہ مخرج رسول الله ﷺ حين بدأ حاحب الشمس الحج (ابوداؤد باب رفع اليدين في الاستسقاء ۱۷۲/۱ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

۵. وروی عن کاهن عن محمد بن یحییٰ بن روه کما فی نهد والمسنهور عدم البکر (حلی کسر باب الاستسقاء ص ۴۷ سہیل کدیمی لاہور) وہی بکر الرواندہ خلاف (درمختار) وفي الشمیذ فی روایۃ عن کاهن عن محمد بن یحییٰ بن روه کما فی نهد والمسنهور من الروایۃ عہما انہ لا یکر کما فی الحلہ (باب الاستسقاء ۱۸۴/۲ ط سعید)

۶. وصالہ رکعت کثافتہ بعد وصی رکعت کبر فی لاوی سبع کبرات و فراع سبع رکعات الاعلیٰ وفي الشہ عن حدیث لعبد وکر حسن بکر بن المعمر بن شوح المنہد بنووی باب صلاۃ الاستسقاء ۱۷۳



## فصل پنجم - صلوٰۃ الحاجۃ

### صلوٰۃ الحاجۃ کا طریقہ

(سوال) قول جمیل میں نہایت شہ ولی اللہ ایک جلد نسوۃ انابتہ کی چار رکعت اس ترکیب سے اقام فرماتے ہیں کہ اہل رکعت میں فاتحہ کے بعد آیہ کریمہ سو بار پڑھتے دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رب اہی مسی الضر وانت ارحم الراحمین سو بار تیسری رکعت میں بعد فاتحہ افوض امری الی اللہ پو تھیں میں بعد فاتحہ حسبا اللہ و نعم الوکیل سو بار پڑھتے سواریہ ہے کہ اس نماز میں دوسری رکعت کے اندر فاتحہ کے بعد بغیر سورۃ رب اہی مسی الضر وانت ارحم الراحمین کا پڑھنا قائم مقام سورۃ کے ہو جائے گا نہیں؟ جب کہ قرآن شریف کے اندر ربہ اہی مسی الضر آیات یہ وہی آیت قرآنی ہی رہی نہ طرح و افوض امری کے بجائے افوض امری پڑھنا اس میں کچھ ہرج تو نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۶/۲ محمد حبیب الرحمن سیوہارہ۔ ۴ دسمبر ۱۹۴۴ء

(جواب ۵۳۶) اس نماز میں ہر رکعت میں یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ پڑھتے پھر پہلی رکعت میں آیہ کریمہ سو بار دوسری میں رب اہی مسی الضر وانت ارحم الراحمین سو بار تیسری میں افوض امری الی اللہ سو بار پڑھتے تھیں میں حسبا اللہ و نعم الوکیل سو بار ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ خالص پڑھ لے اس صورت میں رب کا اضافہ اور افوض میں سے واو کی کمی سے کوئی شبہ نہیں رہے گا محمد کفایت اللہ کان اللہ

## فصل ششم - تحیۃ الوتر

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہے

(انجمیۃ مورخہ کلیم دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) بعد از دو رکعت نفل تحیۃ الوتر پڑھنے کا ثبوت ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل کا ثبوت ہے ترمذی شریف میں روایت موجود ہے (۱۰۰)

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

۱۔ وارب صلاۃ الحاجۃ درمجاہد و فی السامیہ و ذکر بہا اربع رکعات بعد العشاء و ان فی الحدیث المعروف بغرافی الاولی الصبح مرفوع و بہ نکرسی ملا و فی کل من ثلاثہ یاقبہ بغرا الفاحۃ والاحلاص والمعوذتین مرۃ مرۃ (رد المحتار) باب الوتر والوافل مطلب فی صلاۃ الحاجۃ ۲/۲۸ ط سعید

۲۔ عن اوسبہ ان السی براء کان یسبی بعد الوتر رکعتین وفروی بحو هذا عن ابی امامۃ و عائشہ و غیر واحد من السی بقاء (ابواب صلاۃ الوتر) باب ما جاء لا وتر ان فی لیلۃ ۱۰۸/۱ ط سعید

## آٹھواں باب

### دعا بعد نماز

سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا ثلاث نہیں

(سوال) ہماری مسجد میں ایک پیش امام صاحب سنت و نفل کے بعد جماعت کے ساتھ دعائے ننگے کو بدعت کہتے ہیں اور ہماری طرف کے آٹھ علماء کا بھی یہی خیال ہے کہ ثانی دعا نہیں مانگنی چاہیے؟

المستفتی نمبر ۳۲۸ ج۱ عبدالحمد (ضلع سترا) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۳۸) سنت اور نفل کے بعد اجتماعی طور پر دعائے ننگے کا طریقہ نہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تھا نہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اس لئے اسے سنت و مستحب سمجھنا صحیح نہیں اس کے لئے رسالہ نفیس مرغوبہ میں میں نے پوری تفصیل لکھ دی ہے اسے ملاحظہ کیا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سوال مثل بالا

(سوال) —————

(جواب ۵۳۹) (۵۴۱) مر۱۰ چ۱ دعا نے غائی کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ

مسلم کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیا وجہ ہے؟

(سوال) حدیث سنن میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز سے سلام پھیرتے تو آپ دابنی یہاں کی طرف ہوجاتے اور قبلہ سے رخ پچھو لیتے تھے حالانکہ آداب دعائے ہے کہ وقت دعا قبلہ رخ ہو کر دعا کی جائے۔؟

المستفتی نمبر ۶۵۰ اب۱۰ محمد مہدی الجبر (رنگون) ۲۳ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۴۰) جماعت کے مسلمانوں کا احترام کہ ان کی طرف پیٹھ کئے ہوئے نہ بیٹھے رہیں قبلہ کے احترام سے زیادہ ہے نماز میں تو مجبوری تھی کہ استقبال قبلہ فرض ہے دعا میں استقبال قبلہ مستحب تھا مگر اس میں مسلمانوں کا احترام اس کے منافی تھا اس لئے احترام مومن کو احترام قبلہ پر ترجیح دی تمنا دعا کرنے والے کو قبلہ ہو کر دعائے اس کے لئے یہ بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) سنن مفصل، کتاب نماز ۵۵۹ میں آئی ہے

(۲) (ابصار)

(۳) عن سمرقند عن حدیث قال: "كان رسول الله ﷺ إذا صلى صلاة أقبل على وجهه" (بخاری: استقبال الإمام الناس إذا سمع ۱۱۷۱ ط قدیمی کتب حدیث کراچی، قال الأنصاری: "والصحيح أن معناه أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا فرغ من صلاة استقبال المومنين مرفوعاً لبقارى" باب الدعاء في الشهادۃ ۳۰ ط مکتبہ حبیبہ کانسہ (روڈ کونہ)

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم

(سوال) فرض نماز کے بعد امام ہند آواز سے دعا مانگتا ہے اور مقتدی آمین کہتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟  
یہ تو ٹھیک ہے کہ سنن و نوافل کے بعد انتظار کرنا اور اجتماعی دعا مانگنا سنت کے خلاف ہے مگر فرضوں کے بعد دعا مانگنا تو ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۷۹۱ ثمر (ضلع جالندھر) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۲ مارچ ۱۹۳۶ء  
(جواب ۵۴۱) اس طریقہ و نہ مری اور از می نہ سمجھا جائے تو مباح ہے مگر سنن و نوافل کے بعد سب  
۵ موجود رہنا اور پھر اس طریقہ سے دعا مانگنا یہ وجہ اتنا کہ ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز فجر و جمعہ کے بعد قنوت پڑھنے اور مصافحہ کرنے کا حکم

(سوال) یہاں آٹھ مقامات پر بعد نماز فجر اور بعد نماز جمعہ وقت دعا یا از بلند فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور بعد نماز  
ایک دوسرے سے مصافحہ کیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶ قاضی حیدر محمد کبیر الحق (چیمبرنگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء  
(جواب ۵۴۲) نماز فجر اور نماز جمعہ کے بعد با از بلند فاتحہ پڑھنے اور بعد نماز ایک دوسرے سے مصافحہ  
کرنے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کرنا بدعت ہے

(سوال) نماز کے بعد تین دفعہ دعا مانگنے سے روکنا کبائتج ہے؟ ایسا ہی جمعہ کی رات سورۃ ملک پڑھنے  
سے روکنا اور اس کو بدعت کہنا بیعت اجتماعی کے ساتھ ٹھیک ہے؟

المستفتی نمبر ۹۵۷ مولوی عبد العظیم (ضلع پشاور)

۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۳) نماز کے بعد تین تین دفعہ دعا مانگنے کا اتنا بدعت ہے سورہ ملک کو بیعت اجتماعی پڑھنے و  
رسم پالینا بھی بدعت ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ ولعمریہ ان الدعاء المعلوم فی زمانہ من الدعاء بعد الصلوة رافعیہ ایدہم علی الہیۃ الکذابۃ لم یکن  
لصوابہ علیہ فی عہدہ علیہ الصلوۃ والسلام الخ (لعرف ہندی علی الترمذی باب ما جاء فی کراہیۃ ان یحضر  
الإمام نفسه بالدعاء ۸۶/۱ ط سعید)

۲۔ فرماہ لندرجۃ بعد الصلاۃ جہیز لیسبب الدعاء الخ (للمحاضر کتاب الحظرو والإباحۃ فصل فی السجۃ  
۴۲۳ ط سعید)

۳۔ وقد صرح عبدنا و غیرہم بکراہۃ المصافحۃ المعادۃ عقب الصلوات مع ان المصافحۃ منہ وما ذلک الا  
بکرب لم یور فی خصوص ہذا سبب مع کسواطعہ علیہ فیہ یوہم العوام بانہ منہ فیہ ولذا معوا عن الاحتیاج  
شلاہ برغائب الی احدیہ بعض سبب من سجۃ رد المحاضر باب صلاۃ الحاضر ۲۳۵۴ ط سعید

ہر نماز کے بعد فاتحہ و اخلاص پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا

(سوال) ملک دکن میں آٹھ مقامات پر جو پیش امام ہوتے ہیں وہ بعد ختم ہو جانے نمازوں کے اس الفاظ کے ساتھ (الفاتحہ) کتاب آخر کے حاضرین مقتدی امام مسجد کے برابر فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھ کر سورۃ فاتحہ و سورۃ اخلاص و درود پڑھ کر حضرت سرور کائنات ﷺ کی روح پاک پر ثواب پہنچا کر جمع مومنین و المؤمنات و المسلمین و المسلمات کی روحوں کو بطفیل سرور کائنات بخشتے ہیں اس فعل پر ایک شخص کسی زید انکار کرتا ہے کہ یہ فعل مداومت کرنے کی وجہ سے بالکل ناجائز اور غلط الفاتحہ کا غلط ہر وقت استعمال کرنا فعل شیطانی ہے المستفتی نمبر ۱۲۱۰ ایم ے رشید۔ ۱۲ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۴) ہاں نماز کے بعد الفاتحہ کہہ کر مذکورہ سوال عمل کا التزام طریقہ سلف صالحین نہ تھا اور نہ کسی حدیث یا قول صحابی یا قول مجتہد سے ثابت ہے اس لئے اس کو ترک کر دینا ہی لازم ہے ہر شخص کو ہر وقت اختیار ہے کہ وہ جس نقلی عبارت یا نیک کام کا ثواب حضور ارم ﷺ کو پہنچانا چاہے وہ عمل کرے اور ثواب پہنچاے لیکن اس کو ایک طریقہ لازم نہ دینا اور پھر نہ کرنے والے کو طعن و تشنیع کرنا اس کو بدعت اور ناجائز بنادیتا ہے (واللہ الموفق۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ)۔

## سوال مثل بالا

(سوال) یہاں اس ضلع میں دستور ہے کہ آٹھ مسجد میں پیش امام صاحب بعد ختم نماز ہجگانہ کے بالعموم ور نماز صبح اور مغرب کے بالخصوص سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص جسکو عام طور سے فاتحہ کہتے ہیں پڑھ کر اس کا ثواب مسلمانوں کی روان کو پہنچاتے ہیں تو اس طرح تخصیص کے ساتھ نماز کے بعد فاتحہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد گھوڑو خاص صاحب (ضلع دھارواڑ)

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۵) فرائض ہجگانہ یا ان میں سے کسی خاص نماز (مثلاً نماز فجر یا عصر) کے بعد یہ مروجہ فاتحہ جس کا سوال میں ذکر ہے اس ابتداء کے ساتھ اصل ہے اس کے لئے آپ رسالہ فرائض مرغوبہ ملاحظہ فرمائیں اس رسالہ میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہے (۱)

دعا بعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد؟

(سوال) ہمارے اطراف میں یہ عادت جا رہی ہے کہ بعض جگہ بعد نماز عیدین امام مع جماعت دعا کرتے ہیں اور بعض مقامات میں بعد خطبہ عیدین کے دعا کرتے ہیں زید کہتا ہے کہ یہ دعا نہ کرنا چاہیے اور

(۱) دیکھئے رسالہ 'الفرائض المرعوبۃ فی حکم الدعاء بعد المکتوبۃ' ط میر محمد کتب خانہ کراچی (۲) (ایضاً)

ایں سے کتاب علم الفقہ کی یہ عبارت پیش کرتا ہے بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبہ کے دعا مانگنا نبی ﷺ اور ان کے اصحاب اور تابعین سے منقول نہیں اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی لہذا بغرض اتباع دعائے مانگنا دعائے سے بہتر ہے (علم الفقہ جلد دوم ص ۷۳) مصنفہ مولوی عبد اشکور صاحب لکھنو) نیز کتاب مذکور کے ان صفحہ پر حاشیہ پر یہ عبارت بھی مندرج ہے موافقاً شیخ عبدالحی اور مولانا محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتوے میں یہی لکھا ہے اب سوال یہ ہے کہ ہم حسب عادت عمل کریں یا زید کے قول پر۔

المستفتی نمبر ۳۱۵ احادیث صاحب (میل و شمار) ۳۱ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۲۷ م ۱۹۳۷ء ۲ جنوری ۱۹۳۷ء (حوالہ ۵۴۶) یہ صحیح ہے کہ کثرت سے اور صحابہ کرام سے یہ بات منقول نہیں ہوتی کہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد دعائے مانگتے تھے اس سے ان دونوں موقعوں میں سے کسی کو دعا کے لئے اس خیال سے متعین نہ کرنا کہ اس موقع پر دعا مسنون ہے درست نہیں لیکن بخاری شریف و دیگر صحیح ستہ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ کوئی دعا اور اجتماعی دعا ہوتی تھی جس میں تمام عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں حالانکہ حائضہ عورتیں نماز سے علیحدہ رہتی تھیں اس لئے دعا بآکل ترک کر دینا اس حدیث صحیح کے خلاف ہو گا پس راجح یہ ہے کہ امام اور جماعت ایک اجتماعی دعا مانگیں خواہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اور جس موقع پر بھی مانگیں اس کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھیں اور نماز کے بعد دعا مانگنے والے خطبہ کے بعد دعا مانگنے والوں کو امامت نہ کریں اور اسی طرح خطبہ کے بعد دعا مانگنے والے نماز کے بعد دعا مانگنے والوں پر طعن نہ کریں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

### دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے

(سوال) بعد نماز عید خطبہ دعا مانگنا چاہیے یا نہیں حضور آرم ﷺ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ معمول تھا؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت خاں صاحب (ضلع ہردوی)

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(حوالہ ۵۴۷) عیدین کے اجتماع میں ایک بار اجتماعی دعا مانگنا تو ثابت ہے مگر یہ ثابت نہیں کہ یہ اجتماعی دعا نماز کے بعد یا خطبہ سے پہلے ہوتی تھی یا خطبہ کے بعد اس لئے ایک دعا مانگنا جائز ہے خواہ نماز کے بعد مانگی جائے یا خطبہ کے بعد ان میں سے جس موقع پر مانگی جائے خاص کی موقع کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

(۱) عن ام عطیہ قالت: امرنا ان نخرج فنخرج الحیض والعواقب وذوات الحدور فما الحیض فیسجدن جماعة المسلمین ودعوتهم وبعزلن مصلاتہم (بخاری) باب خروج النساء والحیض الى المصلی ۱ ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ گراچی

(۲) عن ام عطیہ قالت: امرنا ان نخرج فنخرج الحیض ولعواقب وذوات الحدور فما الحیض فیسجدن جماعة للمسلمین ودعوتهم (بخاری) باب خروج النساء والحیض الى المصلی ۱ ۱۳۴ ط قدیمی کتب خانہ گراچی

## فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے

(سوال) امام کے لئے بعد فراغ فرائض انحراف من القبلة ایمن وایسر پسو پر ہو کر دعا مانگنی ہر ایک جگہ فرض کے بعد مستحب یا محض کے بعد۔ زید کہتا ہے کہ ہر ایک جگہ فرض کے بعد انحراف من القبلة کرنا مستحب ہے خالد کہتا ہے کہ صرف عصر و فجر کی نماز کے بعد مستحب ہے۔ دلیل میں فتاویٰ در مختار مطبع احمدی کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ وفي الخاية يستحب للامام المحول بيمين القبلة يعنى يسار المصلی للشفل نیز نور الایضاح نزل الثوی تقریر وحاشیہ ترمذی شریف توالہ فتح لحدیر شرح منہ کیہ می وغیرہ پیش کرتا ہے عبارت مذکورہ بالا کا واضح مطلب واضح فقہاء کرام کا محقق و مفتی بہ قول مع حوالہ کتاب نقل عبارت کے ساتھ تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المسنفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین و محفوظ السیریم (صوبہ بہار)

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۸) فرائض کے بعد دعا کے لئے دائیں یا بائیں مڑ کر تھکنا دونوں طرح جائز ہے خواہ کوئی نماز ہو عصر و فجر کی تخصیص نہیں ہے عبارت منقولہ سوال تو جگہ بدلنے کے متعلق ہے اس میں لستفعل کا لفظ اس کی دلیل ہے کہ وہ سنن و نوافل کے لئے تحول کو مستحب بتانے کے متعلق ہے اور یہ قول ملاحظہ ویکرہ للامام الشفل فی مکانہ لا للمؤتم کے بیان کیا گیا ہے اور منہ سے رد المحتار میں یہ عبارت منقول ہے۔ ان کان فی صلوٰۃ لا تطوع بعدها فان شاء انحرف عن یمینہ او یسارہ او ذهب الی حیوانجہ او استقبل الناس بوجهہ وان کان بعدها تطوع وقام یصلیہ یتقدم او یتاخر او ینحرف یمینا او شمالا او یدہب الی بیتہ فی تطوع ثمہ۔ اور اگر ایسی نماز ہو جس کے بعد نفل نہیں مثلاً عصر و فجر تو چپے دائیں جانب مڑے چپے بائیں جانب یا چپے تو اٹھ کر اپنے کام کو چلا جائے یا لوگوں کی طرف منہ کرے اور اگر ایسی نماز میں ہو جس کے بعد سنن و نوافل ہیں اور کھڑے ہو کر سنت یا نفل شروع کر دے تو آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے یا دائیں جانب یا بائیں جانب پھر جائے یا گھم میں جا کر سنن و نوافل پڑھے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

## مغرب کی نماز کے بعد دعا مختصر ادا مانگی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ ہر نماز کے بعد خصوصاً ال سے اور حضور قلب کے ساتھ گڑگڑا کر دعا مانگنی چاہیے اور بحر کا کہنا ہے کہ مغرب کی نماز میں زیادہ دعا مانگنا مکروہ ہے بلکہ سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں دونوں میں سے کون سی صورت بہتر ہے دعا مانگنی چاہیے یا صرف سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں۔

المسنفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی۔

(جواب ۵۴۹) مغرب کے بعد نبی ﷺ کا مائے بغیر دعا کے صرف ہاتھ منہ پر پھیر لینا فضول ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

نماز کے بعد باواز بند کلمہ کا دور

(سوال) ایک شخص جو وقت کا پابند نہیں ہے اور جب بھی وہ نماز پڑھتا ہے تو باواز بند کلمہ توحید پڑھتا ہے وہی شخص فرض یا جماعت کے فوراً بعد کلمہ توحید پڑھے تو مستحب ہے یا بدعت؟

المستفتی نمبر ۲۰۵۱ ظفر یحیٰ صاحب (ہردوئی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۰) باواز بند کلمہ شریف پڑھنا مستحب ہے مگر اس کو لازم کر لینا درست نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

بعد نماز عید و عاشورا کیا نہیں؟

(سوال) بعد نماز عیدین نبی کریم ﷺ سے دعا ثابت ہے یا نہیں بر تقدیر عدم ثبوت دعا چاہنا مستحسن ہے یا نہیں اگر چاہو تو یوں اور ناب زب تو کس دعا پر۔ نیز اگر بعد خطبہ کے بھی دعا کی جائے تو کیا حرج ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۶ مولوی شیخ احمد صاحب (سورت) ۱۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۱) عیدین کی نمازیں خطبہ کے بعد خصوصی طور پر دعا مانگنے کا کوئی صریح ثبوت نہیں ہے لیکن بنی اور دیگر صحاح ستہ کی اس حدیث میں جو عورتوں کو عیدین میں جانے اور نہ جانے کے متعلق ہے یہ غلط وارد ہیں۔ فلیستهدب الحیر و دعوة المؤمنین ولیعزلن المصلی (۲) چنانچہ عورتیں بھی جائیں اور نیکی اور مسلمانوں کی مائیں شریک ہو جائیں ہاں نماز سے علیحدہ رہیں اس سے اتنا نکلتا ہے کہ ایک اجتماعی دعا مانگا جاوے تو بھی لیکن نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اس کا پتہ کسی روایت سے نہیں ملا پس ایک اجتماعی دعا نمازیں خطبہ کے بعد کر لینا تو نہ ٹھیک ہے لیکن جہاں پر کی جائے اس جگہ کی خصوصیت کو مستثنیٰ نہ قرار دیا جائے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

وعائیں ”حینا ربنا بالسلام“ کا اضافہ

(سوال) نماز کے بعد جو دعا ”سنون الہم انت السلام“ میں جو جملہ ”حینا ربنا بالسلام“ عوام پڑھا

(۱) ویکرہ ناحیر السہ الا بقدر الہم انت السلام الخ (الدر المحار) باب صفة الصلاة ۱ ۵۳۰ ط سعید

(۲) واداکبر واعد الصلاة عی انت الصلاة وہ بکرہ وانه بدعة (عالمگیریۃ) الباب الرابع فی الصلاة والذکر والتسبیح ۳۱۹/۵ ط ماجدیہ

(۳) (بحاری) باب خروج النساء والحیض الی المصلی ۱ ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

رست ہیں آنجناب کو معلوم ہے کہ حدیثوں میں اس دعا میں یہ جملہ نہیں ہے حیا بمعنی احینا (ہمیں زندہ رہ) لیتے ہیں کیا اس کا کوئی ثبوت جناب کی تحقیق میں کتب سنت سے ملتا ہے ثانیاً کیا فی نفسہ اس قسم کا جملہ یعنی حینا کے ساتھ بالسلام کا ہونا عربیت میں صحیح اور ثبات ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۶ مولوی غلام قادر صاحب مفکر گڑھ۔

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۲) حیا رسا بالسلام روایت تو ثبوت نہیں مگر معنی اور عربیت کے لحاظ سے غلط نہیں ہے۔ قال الصراء حیاك الله انقائك الله و حیاك الله ای ملكك الله و حیاك الله ای سلمه عليك (سن العرب) ۱، و فی موضع آخر یقال احياء الله و حیاہ بمعنی واحد اس تصریح سے ثابت ہوا کہ حیا رسا بالسلام کے معنی احياء و انقائك کے ہیں۔ و فی المرتبة تحیی بالسلام احر عمر الحج محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

(سوال) امام کو بعد نماز صبح و عصر پس از سلام و اذان جانب شمال ہی مڑ کر بیٹھنا چاہیے یا کاتب شمال رو اور کاتب سمت جنوب اور بھی پشت بقبہ بیٹھنا لازم ہے ایک ہی رخ کے اختیار کرینے کی نسبت کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۲۹ مولوی محمد ابریم صاحب۔ گورکھ پور چھائی۔

۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۵۳) امام کو تینوں صورتوں پر گاتے گاتے ٹل کرنا چاہیے کبھی دائیں طرف مڑے کبھی بائیں طرف اور کبھی مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے کسی ایک ہیئت کو اعتقاد یا عملاً لازم کر لینا مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے؟

(سوال) نماز کے بعد امام کو دعا کتنی دیر مانگنی چاہیے؟

(جواب ۵۵۴) دعا اتنی مانگی جائے کہ مقتدیوں پر شاق نہ ہو اور ان کو تطویل ناوارز نہ ہو۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) (۲۱۷/۴ ط دار صادر بیروت لبنان)

(۲) نہ کان فی صلاة لا یطرح بعدہا نہ شدہ الحرف عن یسیدہ او یسارہ او دھب الی نحو ہذا او اسفل الی لوجہ وان کان بعدہا یطرح و قد یضییہ بقدیم او بدحر او بحرف یسا و شمالاً الخ (رد المحتار باب صفہ الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعید)

(۳) و بکرہ نا حیر الا بعدہم بالسلام الخ اندر المحارک ص صفہ الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعید



بعد نماز دعائیں ”ربنا و تعالیٰ“ کی زیادتی

(سوال) بعد نماز کے جو دعائیں پڑھی جاتی ہے اس میں تبارکت کے بعد ربنا و تعالیٰ بھی شامل ہے یا نہیں؟  
(جواب ۵۵۵) نماز کے بعد یہ الفاظ ثابت ہیں۔ اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذو  
الحلال والاكرام (کذا فی المشکوٰۃ ص ۸۸) ، اگر فقط و تعالیٰ بھی ملا لیا جائے تو کوئی مضائقہ  
نہیں ہوگا اسے مسنون اور مأثور اعتقد نہ کرے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

فرض نماز کے بعد کتنی دیر تک دعائیں جائیں؟

(المجمیۃ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہر ایک فرض نماز کے بعد دعائیں پڑھے اور نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض  
نماز کے بعد دعائیں پہلے آیت الکرسی پڑھنا ہے یا کہ نہیں؟

(جواب ۵۵۶) جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ہے ان کے بعد مختصر دعا کرنی چاہیے اور جن کے بعد  
سنت نہیں ان کے بعد جتنی دعا کرے اختیار ہے آیت الکرسی دعا سے پہلے پڑھ لینے میں بھی مضائقہ نہیں  
ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

”اللھم یا واجب الوجود“ کہہ کر دعا کرنا

(المجمیۃ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء)

(سوال) اللھم یا واجب الوجود سے خدا کو مخاطب کر کے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۵۷) اللھم یا واجب الوجود دعائیں کہنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ

سفن ونوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث

(سوال) (ماخوذ از مجموعۃ الفتاویٰ امیر غوبہ فی حکم اہل عہد المکتوبہ۔ مرتبہ حضرت مفتی اعظم مطبوعہ ۱۳۳۴ھ)  
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعض شہروں میں یہ طریقہ ہے کہ نماز کے سلام کے

(۱) (مسلم باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ و باب صفۃ ۱ ۲۱۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) (مشکوٰۃ باب  
الذکر بعد الصلاۃ الفصل الأول ص ۸۸ ط سعید)

(۲) القیام بلی اداء السۃ التي تلي الفرض مصلاً بالفرض مسون غیر اہل یسحب الفصل بیہما کما کان علیہ  
السلام إذا سلم یمکث قدر ما یقول ”اللھم انت السلام و منك السلام“ ثم یقوم إلى السۃ ویسحب أن  
یستقبل بعده أى بعد التطوع و عقب الفرض ان لم یکن بعده نافۃ یستقبل السۃ ویستغفرون اللہ العظیم  
ثلاثاً ویقرؤن آیۃ الکرسی ویقرؤن الموعودات الخ (مواقی الفلاح فصل فی صفۃ الأدکار الواردة بعد صلاۃ الفرض و  
فصلها وغیرہ ص ۱۸۶ تا ۱۸۸ ط مصر)

بعد امام صرف اللهم انت السلام الح پڑھ کر لھڑا ہو جاتا ہے چہ سنتیں پڑھ کر لوگ مع امام کے ساتھ ہوتے ہیں امام اگر سنن و نوافل سے فارغ بھی ہو جائے اور لوگ پھر رت ہوں تو اسے انتظار رہنا پڑتا ہے پھر ساتھ کہہ کر امام زور زور سے دعا کرتا ہے اور لوگ آمین کہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس طریقہ دعا حدیث شریف و فقہ کے ثبوت سے یہ نہیں کہ اور اشودیرہ مصر میں اس طرح ہوتا ہے کہ فرض کے بعد ہم اللهم انت السلام الح کے بعد وہ بعض اور بھی سنتیں دعا میں پڑھتا ہے اور یہ صوبہ نہیں پڑھتا اس پر بعض لوگ یہ عتراض کرتے ہیں کہ فرض اور سنتوں کے درمیان میں سوائے اللهم انت السلام الح کے اور دعاؤں کو فقہانے مکروہ لکھا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا یہ ائمہ اہل سنت صحیح بنیاد پر اور فرائض کے بعد بتوئی طور پر دعا مانگنا افضل ہے یا سنتوں اور نصوں سے فارغ ہونے کے بعد؟ جیسا کہ پتہ مذکور ہو۔ یہ تو جبرہ المستفتی خاکسار حاجی دلوڈ ہاشم یوسف نمبر ۳۸ مرچنٹ اسٹریٹ۔ رنگون

(جواب ۵۵۸) اللهم اربا الحقی حد واررقنا اباعہ وادما الباطل باطلا وارقنا اجسادہ سول مذکور میں کئی باتیں خوب طاب ہیں (۱) اس یہ کہ سنتوں نصوں کے بعد لوگوں کا جمعی طور پر دعا مانگنا یہ نہیں (۲) دوسرے یہ کہ فرض کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنے کا حدیث و فقہ کے ثبوت سے یہ نہیں (۳) تیسرے یہ کہ فرضوں کے بعد اس قدر دعا جائز و ثابت ہے۔

ان باتوں کی توثیق تین تین نصوص میں کی جاتی ہے۔ وہاں توفیق فیصل ہوں

سنن و نوافل کے بعد دعا کے جتنی ثبوت سے یہ نہیں

جانتا ہے کہ احادیث و فقہ کے میں یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ قرونِ ثلاثہ میں دعا کا یہ طریقہ تھا کہ سنتیں، فضائل، کرامات دعا مانگتی ہو اور جب اس پر یہ قیود اور بڑھ جائیں کہ امام لوگوں کے فارغ ہونے تک ان کا انتظار کرے اور پھر اندھ تک بند آواز سے کہہ کر دعا شروع کرے تو اس طریقہ کا طریقہ جدید و محدث ہونا اور بھی پختہ ہو جاتا ہے۔

پھر اس پر اگر اس انتظام کا لحاظ بھی کر لیا جائے جو بعض اصناف میں مشاہد ہے کہ اس طریقہ دعا کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں تو پھر اس کے بعد عت ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا کیونکہ شریعت مقدسہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی مریض یا مستحب کو بھی ضروری سمجھ لیا جائے اور اس پر اصرار کیا جائے تو وہ بدعت ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دائیں اور بائیں دونوں جانبوں کو مڑ کر بیٹھتے تھے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میدان میں کھڑا ہو جائے اور کوئی ضروری سمجھے تو اس نے اپنی نماز میں شیطان کا حصہ بھی بنا دیا (ترمذی شریف میں یہ روایت موجود

ہے) دیکھو سید بھی صرف مٹاؤ، آئندہ تبت سے شدت ہے لیکن ہر جو اس کے اسے ضروری سمجھتے و  
سنرت عبداللہ بن مسعود شیخین کا حصہ فرماتے ہیں۔

طوسی نے حاشیہ مشتمل میں اس حدیث پر لکھا ہے۔

فیه ان من اصر علی امر مندوب و جعلہ عرما ولم يعمل بالرحصة فقد اصاب منه  
الشيطان من الا صلال فكيف من اصر علی بدعة او مکر انتھی (کدافی السعایة) ۱

یعنی اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ جو شخص امر مندوب پر اصرار کرے اور اسے لازم  
سمجھے کہ وہ اسے نہ مٹائے تو شیطان اس کے کمر اور اسے میں کامیاب ہو آیا پھر اس کا تو ذرا ہی کیا  
ہے جو کسی بدعت یا منکر پر اصرار کرے۔ انتھی

یعنی جب کہ ان امور میں جو اہل تہذیب و تمدن میں اتنا اہم کرتا اور نہ داری سمجھنا ان امور کو ناجائز  
اور بدعت بنادین ہے تو جن باتوں میں ان کا اتنا سروا سر ارا علی درجہ کی بدعت ہوئی اور اس طریقہ میں  
۵ حدیث و فقہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ومن ادعی فعیدہ الیہا بکہ الحدیث میں غور کرنے سے اس  
طریقہ کی غلطی ثابت ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں افصل الصلوة المبرء فی بیتہ الا  
المکبوتہ (رواہ ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسلم، و غیرہ) یعنی آؤٹی کی افضل نماز وہ ہے جو وہ میں  
پڑھے سوائے فرض نماز کے یعنی فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

و عن عبداللہ بن سعد الانصاری رضى الله عنه قال سألت رسول الله ﷺ اما افصل  
الصلوة فی البیت او الصلوة فی المسجد قال لان اصلی فی بنی احب الی من ان اصلی فی  
المسجد الا ان تكون صلوة مکبوتہ (رواہ ابن ماجہ ۱، و الترمذی ۱، فی تسمیاء)

(ترجمہ) عبداللہ بن سعد انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نماز  
مسجد میں افضل ہے یا گھر میں فرمایا کہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ محبوب ہے مسجد میں نماز پڑھنے سے۔ مگر یہ  
کہ نماز فرض ہو (ابن ماجہ نے سنن میں اور ترمذی نے شام میں روایت کیا)

و عن عبداللہ بن سعد قال سألت عائشة عن صلوة رسول الله ﷺ فقالت کان یصلی  
فی بیتی فی الطہر اربعاً ثم یخرج فیصلی بالناس الطہر ثم یدخل فیصلی رکعتین ثم یخرج  
فیصلی بالناس العصر و یصلی بالناس المغرب ثم یدخل فیصلی رکعتین ثم یصلی بالناس

(۱) (باب صفة الصلاة ۲ ۲۶۳ ط سہیل اکیدمی لاہور)

(۲) (باب ما جاء فی فصل صلاة التطوع فی البیت ۱ ۱۰۱ ط سعید)

(۳) (باب ما یکرہ من کثرة السؤال و تکلف ما لا یغنیہ ۲ ۱۰۸۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) (باب استحباب صلوة ثلاثہ فی سہ و حوارہ فی المسجد ۱ ۲۶۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۵) (ابو داؤد باب صلاة الرجل تطوع فی بیتہ ۱ ۱۵۶ مکتبہ امدادیہ مئتان)

(۶) (باب ما جاء فی التطوع فی البیت ص ۹۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۷) (باب صلاة التطوع فی البیت ص ۲۰ ط سعید)

لعتاء و يدخل في بني قصى ركعتين الحديث (رواه مسلم ، و ابو داود ، و الامام احمد (۳) )

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن شفیق روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے آنحضرت ﷺ کی نماز کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ میرے گھر میں نماز پڑھتے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر باہر تشریف لے جاتے اور دو گوں کو نماز پڑھاتے پھر اندر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے پھر (عصر کے وقت) باہر جاتے اور عصر کی نماز پڑھتے اور (مغرب کے وقت) مغرب کی نماز پڑھتے پھر اندر آکر دو رکعتیں پڑھتے۔ دو گوں کو نماز پڑھاتے اور میرے گھر میں آکر دو رکعتیں پڑھتے۔

یہی دونوں حدیثیں اس امر کی صحت دلیل ہیں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے افضل ہے اور تیسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض نمازوں کے بعد وہی سنتیں بھی گھر میں تشریف لے جا کر پڑھتے تھے اور جب کہ رسول اللہ ﷺ کا خواہش پر عمل تھا اور صحابہ کرام کو بھی آپ نے یہ فرمایا اور تعلیم فرمائی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے تو جہاں تک صحابہ کرام بھی سنتیں سنتیں اپنے گھر میں جا کر پڑھتے ہوں گے اور شذوذ و کوئی فعل مسجد میں سنتیں پڑھتے ہو گا اور پھر کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ گھر میں سنتیں پڑھ کر دعا کے لئے مسجد میں تشریف لے ہوں یا صحابہ اپنے گھر میں سنتیں پڑھ کر دعا کے لئے مسجد میں دوبارہ آکر جمع ہوتے ہوں اور خاتم نظر بھی اس دوبارہ جمع ہونے و حرم عظیم اور مشعل جنتی ہے یہاں جب کہ وہ حقوں سے سادہ اور اشارۃ یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سنتیں ، کان میں پڑھتے تھے تو سنتوں کے بعد پھر مسجد میں تشریف لائے اور دعا کرنے کا یہ دعویٰ صرف اس کا ثبوت اس کے لئے ہے نیز امام کا زہری سے دعا مانگنا بھی مروی ہے اگرچہ تنزیہی اور خلاف وہی ہی ہے لیکن اس کے اختیار کرنے اور عادت نہ کرنے کی ضرورت ہی سیاق و سباق میں حال مروی ہے اسے چھوڑنا ہی بہتر ہے اور روایت اور بہتری اس کے خلاف ہیں۔

بهذه الاخبار اجمع العلماء على استحباب الذكر بعد الصلوة لكنهم اختلفوا في موضعين الاول في انه هل يحجر بها ام يسر فاحترار ابن حزم الجهر احدا بحديث ابن عباس الصريح في الجهر واحترار غيره السرو حملوا حديث ابن عباس على الجهر احيانا بيانا للجوار و بعضهم حملوه على انه كان في سمر العروة لا رهاب العدو كداهي عمدة القاري وغيره انتهى (سعاية) (۱)

(۱) (باب حوار المائدة قيس و بعد ۱ ۲۵۲ ط قدسی)

(۲) ابواب الطلوع و ركعات بعد ۱ ۱۹۵ ط امدادہ مبارک

(۳) (مسند الامام احمد ۶/۳۰ ط دار صادر للطباعة والنشر بیروت لبنان)

(۴) (باب صفة الصلاة هل يحجر بالذكر ام لا؟ ۲/۲۶۰ ط سهیل اکیڈمی لاہور)

یعنی ان حدیثوں کی وجہ سے (جو ذکر اور دعا بعد الصلوة کے بارے میں منقول ہیں) جانے اس پر اتفاق کیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر و دعا مستحب ہے۔ پھر وہ باتوں میں اختلاف ہوا ایک یہ کہ کیا ذکر اور دعاوں کو جہاں تک زہر سے پڑھا جائے یا آہستہ تو ان حزم نے ان عباس بن حدیث کی وجہ سے جہر کو اختیار کیا اور ان کے حدود اور دگوں نے سر اچنی آہستہ پڑھنے کو اور انہوں نے حضرت ابن عباس کی حدیث کا جواب یہ دیا کہ آنحضرت ﷺ بھی بھی بغرض تعلیم جہر فرمایا کرتے تھے یا یہ۔ جہر کے غرض میں دشمنوں کو خوف دینے کے لئے جہر فرماتے تھے عمدۃ القاری شرنشلی بخاری میں عدمہ تینی نے اس طرح ذکر کیا ہے اور ان کے حدود اور دعا نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔

اذا دعا بالدعاء المنصور حجباً و حجباً معہ الغوم ایضا لیعلموا الدعاء لا بأس به و اذا علموا ان يكون الحجب بدعاء انتهى (براریہ کدافی السعیۃ) ۱

یعنی فقہاء برازیہ میں نے امام امام کے ماثور زہر زہر سے پڑھتے وقت بھی زہر زہر سے پڑھیں اس لئے کہ دعا کو سید میں تو پتہ مضائقہ نہیں اور جب کہ وہ یکجا ہیں پھر زہر زہر سے پڑھنا بدعت ہے۔

پس واضح ہو گیا۔ ممکن تھا اہل کے بعد عامانگنے کے طریقہ مذکورہ سوال کا حدیث و فقہ میں کوئی ثبوت نہیں۔

رہا اس کا حکم تو وہ یہ ہے کہ اس میں کسی طرح کا امتزاج نہ ہو اور اسے بہتر اور افضل نہ سمجھا جائے اور اس کے تارک پر ملامت نہ کی جائے اور جہاں کا امتزاج نہ کیا جائے اور عامانوس کے لئے مقید نہ کیا جائے نہ بعد سنتوں کے جو لوگ تھاقی طور پر موجود ہوں اور وہ عامانک لیں تو جائز ہے۔ لیکن نماز کے بعد سنتوں سے پہلے سب کو دعا مانگنا بہتر اور افضل ہے۔

## فصل دوم

### (فروضوں کے بعد دعا مانگنے کا ثبوت)

اس بارے میں حدیث و فقہ سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ فرض کے بعد دعا مانگنے کا طریقہ نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

### (احادیث دعا بعد قرائت)

حدیث (۱) ای الدعاء اسمع فقال رسول اللہ ﷺ خوف اللیل الاحمر و در الصلوة المکنونات (رواہ الترمذی)۔

یعنی اس وقت کی دعا بہت مقبول ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی دعا

اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔ (ترمذی) (۱)

حدیث (۲) عن المعروفة بن سمعة قال ان رسول الله ﷺ كان اذا فرغ من الصلوة وسلم قال لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما سعت ولا يفع ذا الجد منك الجد ولفظ البخارى في كتاب الاعتصام انه ﷺ كان يقول هذه الكلمات دبر كل صلوة ولفظ البخارى في كتاب الصلوة في دبر كل صلوة مكتوبة (رواد البخارى ۱، ومسلم ۱، والبيهقي ۱، والسناني ۱)

مفید ۱۰۔ من شعبہ ترمذی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پکھیرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما سعت ولا يفع ذا الجد منك الجد۔ بخاری میں کتاب الاعتصام میں اس روایت کے مفید یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ کلمات ہم نماز کے بعد کہتے تھے اور بخاری کی کتاب صلوٰۃ میں یہ روایت اس غلطی سے ہے کہ ہم فرض نماز کے بعد یہ الفاظ کہتے تھے۔

اس حدیث سے ہم فرض نماز کے بعد یہ الفاظ ثابت ہوئے ہیں خواہ اس کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔ اسی طرح تہذیب اکبر سے یہ بھی ثابت ہے تاہم کہ منقوبات پہلے یہ دعا پڑھتے تھے۔

حدیث (۳) وعن ابي امامه انه قال ما دبر من رسول الله ﷺ في دبر كل صلوة مكتوبة ولا طوع الا سمعه بقول اللهم اغفر لي ذنوبي وخطايي كلها اللهم بعشني واحسني واهدني صالح لا عمال والا خلاف انه لا يهدي لصالحها ولا يصرف سبها الا انت (احمره اس السی فی عمل الیوم واللیلۃ کذا فی التحفة المرغوبۃ ۶)

نہایت اہم روایت ہے کہ میں جب کبھی کسی فرض یا نفل نماز کے بعد آپ کے قریب ہوا تو میں نے آپ سے سنا کہ یا اللہ اغفر لی ذنوبی (باقی حدیث میں پڑھو)

(تہذیب نمبر ۱۱۷۱) ان السی نے اپنی کتاب میں ایوم والیلہ میں ذکر کیا ہے

حدیث (۴) وعن عبد الله بن الوبر ان النبي ﷺ كان يقول في دبر الصلوات لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير لا حول ولا قوة الا بالله لا اله الا الله ولا يعبد الاياه له المعمد وله الفضل وله الساء الحسن الحميل لا اله الا الله محليص له الدين

(۱) (باب أحاديث شتى من ابواب الدعوات في دعاء المريض ۱۸۷۰ ط سعید)

(۲) (باب الذكر بعد الصلاة ۱۱۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) (باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۲۱۸ ط قدیمی)

(۴) (باب ما يقول الرجل إذا سلم ۲۹۸ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (نوع آخر من القول عند انقضاء الصلاة ۱۵۱ ط سعید)

(۶) (ص ۹ ط لحة التصوف وكتلف لدار العلوم النعمية کراتشی نمبر ۳۸)

ولو كره الكافرون . (رواه مسلم) (۱)

حضرت عبداللہ زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ لا  
اله الا الله الخ (باقی دعا حدیث میں دیکھو)

حدیث (۵) وعن انس ان النبي ﷺ كان اذا صلى و فرغ مسح بيمينه على راسه وقال بسم الله  
لدي لا اله الا هو الرحمن الرحيم اللهم اذهب عني الهم والحزن  
(رواه الطبراني والبيهقي . كذا في السعاية) (۲)

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے اور فارغ ہوتے تو سید صاحبان  
پسندیدہ دعا پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے۔ بسم الله الذي لا اله الا هو الرحمن الخ  
حدیث (۶) وعن انس قال ما صلى رسول الله ﷺ ما الاقل حين اقل عليا بوحية اللهم اني  
اعوذ بك من كل عمل يحرسى واعوذ بك من كل صاحب يردي و اعوذ بك من كل عمل  
ينبئ و اعوذ بك من كل فخر يبسبى و اعوذ بك من كل عني يطعني  
(رواه البزار وابو يعلى . كذا في السعاية) (۳)

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی ہمیں نماز  
پر تھان تو ہماری طرف منہ نہ کیا۔ یہ دعا پڑھتے۔ اللهم اني اعوذ بك من كل عمل الح  
حدیث (۷) وعن علي قال كان النبي ﷺ اذا سلم من الصلوة قال اللهم اعف عني ما قدمت وما  
خلفت وما اسررت وما اعلمت وما انت اعلم به مني انت المقدم والمؤخر لا اله الا  
انت . (رواه ابو داؤد)

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللهم  
اعف عني الخ

حدیث (۸) وعن نومان ان النبي ﷺ كان اذا اراد ان يصرف من صلوة استغفر ثلث مرات ثم  
قال اللهم انت السلام الخ (رواه ابو داؤد) (۴)

حضرت نومان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے اٹھنے پر تین مرتبہ  
تغفر پڑھتے۔ پھر فرماتے۔ اللهم انت السلام الخ

حدیث (۹) وعن ريد بن ارمه قال كان رسول الله ﷺ يقول في دبر كل صلوة اللهم ربنا ورب

(۱) (باب استحباب الذكر بعد الصلاه ۱ ۲۱۸ ط قدیمی)

(۲) (باب صفة الصلاه ۲ ۲۵۹ ط سہیل اکدمی لاہور)

(۳) (باب صفة الصلاه ۲ ۲۶۰ ط سہیل اکدمی لاہور)

(۴) (باب ما يقول الرجل اذا سلم ۱ ۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (باب ما يقول الرجل اذا سلم ۱ ۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)

کل شی انا شهید انک الرب لا شریک لک اللهم رب و رب کل شی انا شهید ان محمدا عبدک  
و رسولک اللهم رب و رب کل شی انا شهید ان العبد کبیم احوة اللهم رب و رب کل شی  
احعلنی محمداً لک و اهلئ فی کل ساعه من اندب و لا حرد یا دالحلال والا کرام اسع  
واسعجب الله الاکبر الله الاکبر الله نور السموت والارض الله اکبر الاکبر حسنی الله و نعم  
الوکیل الله اکبر الاکبر (رواه ابو داود ۱ و نسائی ۱ و احمد ۱۰)

زید بن رقم نے روایت کیا کہ میں اپنے نبی کے بعد یہ دعا پڑھتا تھا۔ اللهم رب و  
رب کل شی الخ۔

(۱۰) و عن عقبه بن عامر قال امرنی رسول الله ﷺ ان اقرأ للمعوذات دبر کل صلوة  
(رواه ابو داود ۱۰۱۰)

حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات  
پڑھا کروں۔ (معوذات ۱۰ تین سورتیں ہیں۔ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس قل اعوذ برب الفلق قل  
هو الله احد)

(۱۱) اخرج الطبرانی من رواية جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المكتوبة افضل من  
الدعاء بعد النافلة كفصل المكتوبة على النافله ابهى (كذا في السعابة ۵ نقلاً عن المواهب  
للقسطلانی نقلاً عن الحافظ ابن حجر)

جب انی نے حضرت امام جعفر بن محمد صادق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ  
فرضوں کے بعد نوافل افضل ہے اس قدر افضل ہے جس قدر فرض نوافل سے افضل  
ہیں۔

اور نماز کے بعد اذان اور اذان کے بارے میں ب شمار روایات کتب احادیث میں موجود ہیں جن سے  
صرف ان چند احادیث پر اتنا یہ کہ صاحب حق کے لئے اس قدر بھی کافی ہیں ان احادیث سے یہ باتیں ثابت  
ہوئیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد اذان پڑھتے۔ دیکھو حدیث نمبر ۶۳۱۲

(۲) نماز فرض کے بعد اذان مقبولات کی زیادہ امتیاز کیونکہ یہ وقت خاص مقبولات کا ہے۔ دیکھو حدیث  
نمبر ۱۱۱۔

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۵)

(۲) (ایضاً)

(۳) (مسند الإمام احمد ۴: ۳۶۹ دار صادر للطباعة والنشر بیروت لبنان)

(۴) (باب فی الاستغفار ۱: ۲۲۰ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (باب صفة الصلاة ۲: ۲۵۸ ط سبیل)



(۳) فرض نماز کے بعد امانان و تسوالت مخصوص نہیں ہے جن کے بعد سنتیں نہ ہوں بلکہ تمام فرضوں کے بعد ثابت ہے تواہان کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔ دیکھو حدیث نمبر ۲ اور ۳ و ۶ و ۸ و ۹ کہ ان حدیثوں میں کل صلوٰۃ کا قیام موجود ہے جو ہر نماز کو شامل ہے۔

(۴) آنحضرت ﷺ کی حدیث شریفہ میں ہے کہ اللہم انت السلام و منك السلام الحج پڑھتے ہوں بلکہ اور دعا میں بھی آپ سے نسخہ کے ساتھ ثابت ہیں دیکھو حدیث نمبر ۲ تا ۱۰ تک۔

(۵) دعا میں جو آنحضرت ﷺ سے فرض کے بعد ثابت ہیں وہ مقدار میں بھی اللہم انت السلام الحج سے بڑھی ہوئی ہیں بعض کم بعض زیادہ۔ دیکھو حدیث نمبر ۲-۳-۴-۶-۹-۱۰۔

(۶) فرضوں کے بعد دعا کے بعد آنحضرت ﷺ سے اللہم انت السلام الحج کے دعا میں بھی جو اس سے بڑی ہیں پڑھتے تھے دیکھو حدیث نمبر ۲-۴-۸۔

الحاصل ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ قرآن کے بعد امانان و تسوالت کا طریقہ اور آپ ﷺ کی سنت ہے اور اس کی مقبوضیت کی امید بھی زیادہ ہے اور یہ کہ اللہم انت السلام الحج کے بعد زیادہ مقدار دعا مانگنا بھی جائز ہے اور خود دعا مانگنا بھی جائز ہے۔

### روایات فقہیہ ثبوت دعا بعد فرض

(۱) قول فی شرحہ لاسناد و معنی المسالی الدعاء بعد السکونہ

(انتہی کذا فی التحفة المرغوبہ) (۱)

ثابت ہے کہ دعا بعد فرض جائز ہے والدعاء کو بعد نماز فرض کے

(۲) فی مناقح الحقائق قولہ بعد لم سکونہ ای قبل السجۃ انتہی

(کذا فی التحفة المرغوبہ ۲ والسعیۃ ۳)

مناقح الحقائق شرح ثابت ہے دعا بعد فرض کے معنی سنتوں سے پہلے (دعا مانگ)

(۳) فی نور الابصار و شرحہ لاسناد و معنی الدعاء الدعاء عن الصلوٰۃ بدعو

لامہ لیس و لم یس و فی یدہم حد و الصدور و بطونہا مما یلی الوحدہ بحسب و سکون ثم بمسحون بها وجوہہم فی اخرہ ای عند الفراغ من الدعاء انتہی۔

(کذا فی التحفة المرغوبہ ۴ والسعیۃ ۵)

فراغ یعنی نماز کے بعد دعا مانگنا (یعنی فرض سے) فارغ ہو کر دعا

(۱) (ص ۱۷ طبعہ النصف و تالیف مدار العیون لعمیدہ کراچی ص ۲۸)

(۲) (ص ۱۷)

(۳) (ص ۱۷ طبعہ النصف و تالیف مدار العیون لعمیدہ کراچی ص ۲۸)

(۴) (ص ۱۷ طبعہ النصف و تالیف مدار العیون لعمیدہ کراچی ص ۲۸)

پہلے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے سینے کے برابر ہاتھ اٹھائیں اور ہتھیلیاں منہ کی طرف رکھیں  
نشوون اور سنوں سے دعا مانگیں۔ پھر یعنی دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیر لیں۔

(۴) قد اجمع العلماء علی استحباب الذکر والدعاء بعد الصلوٰۃ وجاءت فیہ احادیث

کبیرۃ انتہی (تہذیب الاذکار للرملی کذا فی التحفة المرغوبۃ) (۱)

یعنی دعا کا اس پر تحقق ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا مستحب ہے اور اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں

(ناظرین احادیث کو ملحوظ فرمائیے) (مؤلف)

(۵) عن البستی نہ قل فی تفسیر قوله تعالی فاذا قضیت الصلوٰۃ فاذا ذکرنا اللہ قیاما و

قعودا و علی حبوبکم الایہ ای اذکروا اللہ تعالی وادعوا بعد الفراغ من الصلوٰۃ انتہی

(فتاوی صوفیہ کذا فی التحفة) (۲)

یعنی بستی نے خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ (الایۃ) یعنی

نماز سے فارغ ہو کر خدا کا ذکر اور دعا کرو۔

(۶) من فوائد هذا الحدث استحباب الذکر عقب الصلوٰۃ لایہا اوقات فاصلہ

برنجی فیہ احابۃ الدعاء انتہی (عمدة القاری شرح صحیح البخاری) \*

یعنی دعا میں نہایت کیا اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ نماز کے بعد دعا مستحب ہے

کیونکہ وہ ایک عمدہ وقت ہے جس میں مقبولیت دعا کی امید ہے۔

(۷) ان الدعاء بعد الصلوٰۃ المکتوبۃ مسنون وکذا رفع الیدین و مسح الوجه بعد

الفراغ انتہی (مبیح العیال والعقائد السیۃ کذا فی التحفة) ؛

یعنی منجی عیال اور عقائد میں یہ مذکور ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مسنون ہے اور ان طرح

ہاتھ اٹھانا اور منہ پر ہاتھ رکھنا بھی مسنون ہے۔

(۸) فاذا فرغت من الصلوٰۃ فارغب للدعاء الی اللہ تعالیٰ فانہ اقرب الی الاحابۃ انتہی

(کذا فی التحفة المرغوبۃ ہ نقلاً عن المیسوط)

یعنی دعا مانگنے میں ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو خدا سے دعا مانگو کیونکہ یہ مقبولیت کے زیادہ

قریب ہے۔

ان صلل یہ روایات فقہیہ میں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا اور

(۱) (ص ۱۷ ط لحة التصفی)

(۲) (ایضا)

(۳) (باب الذکر بعد الصلاۃ ۲ ۱۳۲ ط بیروت دار)

(۴) (ص ۱۹ ط لحة التصفی)

(۵) (ص ۱۸ ط لحة التصفی)

مقتدی سب مل کر دعا مانگیں اور دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیریں۔

شرعۃ الاسلام اور منہج جنات کی عبارتوں (نمبر ۱ و ۲) سے یہ بات صراحتہ ثابت ہو گئی کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا چاہیے اور یہی بہتر اور افضل ہے۔

اور نور الايضاح اور اس کی شرح امداد الفتاح کی عبارت (نمبر ۳) سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس دعا میں ہاتھ ٹھکانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی جائز ہے اور منہج العمل اور عقائد سنیہ کی عبارت (نمبر ۷) سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہاتھ ٹھکانا اور منہ پر پھیرنا مسمون ہے۔

اور علامہ عینی کی شرح بخاری اور مہسوط کی عبارتوں (نمبر ۶ و ۸) سے یہ ثابت ہو گیا کہ فرضوں کے بعد دعا مانگنے میں متبویت کی زیادہ امید قوی ہے اور یہ کہ یہ وقت دعا کے لئے نہایت عمدہ اور افضل وقت ہے۔

### فصل سوم

(فرائض کے بعد دعا کی مقدار کیا ہے)

ناظرین! فصل دوم میں وہ حدیثیں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں جن میں فرائض کے بعد کی دعا میں منقول ہیں ان سے فی الجملہ ان دعاؤں کی مقدار معلوم ہوتی ہے جو فرضوں کے بعد آنحضرت ﷺ پڑھتے پڑھتی تھیں۔

پس ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھ بیٹا یا ان کی برابر اور دعا مانگنا جائز ہے جو دعائیں آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں ان کے پڑھنے میں کسی قسم کی کراہت اور ممانعت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

پہلے شبہ فتن وک یہ شبہ کرتے ہیں کہ اللھم انت السلام الخ سے زیادہ دعا پڑھنا حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت اس کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے۔

عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا سمع لم یفعد الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام (رواہ ابن ماجة کذا فی السعیة ، و رواہ مسلم (۲) کذا فی غنیة (۳) المسنملی)

یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر اتنا کہ اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام کی مقدار پڑھیں۔ اتنی۔

جواب۔ اس شبہ کا جواب واضح ہے۔ اول یہ کہ یہ روایت ان روایات صحیحہ کثیرہ کے خلاف ہے جو بخیرت آنحضرت ﷺ سے اس کے خلاف میں منقول ہیں جیسے کہ فصل دوم میں ناظرین مدد فرمائیں۔

(۱) (باب صفة الصلاة ۲ ۲۶۱ ط سہیل)

(۲) (باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۱ ۲۱۸ ط قدیمی)

(۳) (صفة الصلاة ص ۳۴۲ ط سہیل)

فرما چکے ہیں اور وہ روایات بہ جود اپنی کثرت کے صحیح بھی اس روایت سے زیادہ ہیں بلکہ اس کی تو صحت میں بھی کلام ہے کیونکہ ابو معویہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں انہیں ابو داؤد نے مرجیہ کہا ہے اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ ابو معویہ مہملہ اندن عمر سے منکر راوی ہیں کرتے ہیں پس اس روایت سے ان روایات صحیحہ کثیرہ کے مقابلہ میں استدلال کرنا اور حجت پکڑنا صحیح نہیں۔ (کدافی التحفة المرغوبة)

دوم۔ یہ کہ قطع نظر اس کی صحت و تعارض کے خود اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمیں بیٹھتے مگر بتدریج اللہم انت السلام الخ کے چنانچہ روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ اللہم انت السلام الخ ہی پڑھتے تھے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا پڑھا کرتے تھے خواہ وہ دعائیہ ہو یا اس کے بعد اور کوئی اور پھر مقدار سے مراد بھی حقیقی مقدار نہیں ہے بلکہ تقریبی ہے تو اس سے اگر کچھ زیادتی بھی ہو تاہم وہ تقریبی مساوات میں داخل ہوگی اور اس طرح یہ روایت ان روایتوں کے ساتھ جمع ہو سکے گی جو فصل دوم میں ہم نے ذکر کی ہیں۔

(دوسرا شبہ) بعض روایتیں ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت ان زمرہ روایتوں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض کے بعد صرف اللہم انت السلام الخ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے ہوں اور پھر سنتوں سے فارغ ہو کر یہ دعا میں پڑھتے ہوں جو حدیثوں میں آئی ہیں۔

جواب۔ اس شبہ کے کافی جواب ہیں۔ اول یہ کہ روایت نمبر ۲ میں یہ فقط ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور امام پھیرتے تو یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ الخ (دیکھو فصل دوم کی روایت نمبر ۲) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے فرض کا سلام پھیرتے ہی آپ اللہم انت السلام الخ کے علاوہ اور دعائیہ دعا میں بھی پڑھتے تھے اور اسی روایت نمبر ۲ میں دہر کل صلوة مکسوبة اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ہر فرض کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں یہ دعائیہ دعا پڑھتے تھے اور اسی طرح روایت نمبر ۷ میں بھی تصدیق موجود ہے کہ سلام پھیرتے ہی اللہم اغفر لی ما قدمت وما احسرت الخ پڑھتے تھے اور حدیث نمبر ۸ میں اس امر کی تصریح ہے کہ تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللہم انت السلام الخ پڑھتے تھے پس حدیث عائشہؓ کا حالہ ان روایات کے معارض اور مخالف ہے اور اس کے کھانا پڑے گا۔ یہ روایات وجہ پنی کثرت اور قوت صحت کے حدیث عائشہؓ سے رائج ہیں اور قبل عمل ہیں۔

دوم یہ کہ فصل اول میں ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نوافل مکان میں پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی اس میں پڑھنے کا ہی ارشاد فرماتے تھے اور اسی کو افضل فرماتے تھے پس دعاؤں کی یہ روایت جن میں راوی آپ کی عادت شریفہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نماز فرض سے فارغ ہوتے تو یہ دعا میں پڑھتے یا یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ دعا میں پڑھتے ہوئے سنتے تھے (دیکھو روایت نمبر ۳) یا یہ کہ جب آپ ہمیں نماز پڑھاتے تو یہ دعا پڑھتے (دیکھو روایت نمبر ۶) یہ دلائل واضح ہیں اس



و عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ قال السلسلة ان ترفع يديك حذو منكبيك او نحوهما (رواه ابو داؤد) (۱)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال (یعنی دعا) یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھ موٹھوں تک یا ان کے قریب تک اٹھائے۔

ان من اداب الدعاء رفع يدين (حصن حصين) (۲)

۱۔ ابن جزری حصین حصین میں فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانا آداب دعا میں سے ہے۔  
غرض کہ یہ روایت اس بات پر دلیل واضح ہیں بالخصوص پہلی روایت کہ آنحضرت ﷺ دعا مانگنے کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور یہ اپنے معمول کی وجہ سے فضلوں کے بعد کی دعا کو بھی شامل ہے اور یہی رائج ہے مولانا عبدالحی عسکری عیہ میں بعد ان بیان کے کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا امر اہل ثابت نہیں تحریر فرماتے ہیں۔

الا انه لما ثبت انه في مطلق الدعاء استحبه العلماء في خصوص هذا الدعاء ايضا .  
یعنی چونکہ معتدل دعا میں ہاتھ اٹھانے کو فرمایا گیا ہے تو علمائے خاص اس دعا (یعنی فضلوں کے بعد کی دعا) میں بھی ہاتھ اٹھانے کو مستحب کہتے ہیں۔

سوم یہ کہ شیخ کا یہ دنا کہ یہ بدعت مستند ہے اس کے جواز کی دلیل ہے اگرچہ بدعت کا اطلاق باعتبار معنی غوی کے شیخ نے اس پر کیا ہے لیکن مستند کہہ کر بتا دیا کہ یہ بدعت شرعیہ نہیں ہے اور اس کی اصل شریعت میں ثابت ہے اور وہ اصل یہی احادیث ہیں جن سے مطلق دعا میں رفع یدین کی فضیلت معلوم ہوتی ہے پھر شیخ کے اس قول سے عدم جواز پر استدلال کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

چہر م یہ کہ سنتوں کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا عدم جواز بھی اسی قول سے اور اسی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کا احادیث سے ثابت نہ ہونا اس سے زیادہ اظہر ہے پس معتزلوں کا سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو جائز نہ ہونے کا دعویٰ غلط ہے اور اس کا حکم ہے۔

چہر م یہ کہ روایات فقہیہ مذکورہ فصل دوم سے خاص اس دعا میں بھی رفع یدین ثابت ہے ویلیو روایات فقہیہ نمبر ۳۰ نمبر ۷۔ اور اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فقہاء کے نزدیک بھی عدم ثبوت رفع یدین عدم رفع یدین نہیں اور یہ کہ انہوں نے رفع یدین کو رائج سمجھا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فضلوں نے بعد اللہم انت السلام الخ سے زیادہ دعا پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور دلیل میں یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

ان كان بعد الفريضة تطوع يقوم الى التطوع بلا فصل الامقدار ما يقول اللهم انت

السلام الخ ويكره تأخير السنة عن حال اداء الفريضة باكثر من نحو ذلك القدر انتهى (کدافی

(۱) (کتاب الصلاة باب الدعاء ۹، ۲۹۶ ط امدادیہ ملان)

(۲) (آداب الدعاء ص ۳۹ ط نازح کمپنی)

(۳) (باب صفة الصلاة ۲، ۲۵۸، سهیل)

شرح المنیة للحلی (۱)

ترجمہ یعنی اگر فرض کے بعد سنتیں ہوں تو سنتیں پڑھنے کے لئے بغیر تاخیر کھڑا ہو جائے ہاں  
بتدر اللہم انت السلام الخ کے تاخیر جائز ہے اور اس سے زیادہ تاخیر کرنا فرض و سنت کے درمیان میں  
تفرق ہے اور ان کے قریب قریب بعض روایتوں میں بھی مذکور ہے۔

جواب ۔ اس شبہ کے بھی غی جواب ہیں ہاں یہ کہ یہ عبارتیں معارض ہیں فقہی وہ نہ ہی  
مبارتوں سے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھنا جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔

وینسحب له ای لادم بعد السلام ان يستغفر الله ثلاثا ويقراء اية الكرسي و الموعودات  
و يقول اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام و يقول ما ورد بعد  
كل صلوة مكتوبة وهو لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء  
قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا يبيح ذالك احد منك الحمد الى قوله ثم  
يدعو ای الامام لنفسه وللمسلمين من الادعية الجامعة الماثورة رافعا يديه حذاء صدره جاعلا  
باطن الكف مسابلي وحنه حشوع و سكوت و يمسح بهما وجهه في اخره ای في اخر الدعاء  
(مواهب الرحمن و شرحه البرهان كذا في التحفة) ۲

ترجمہ یعنی ہم کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھے اور آیت  
سری اور معوذات پڑھے اور پھر سے اللہم انت السلام و منك اسلام تبارکت یا ذا الجلال  
والاكرام پھر یہ الفاظ پڑھے جو فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں یعنی لا اله الا الله وحده لا شريك له له  
الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا  
يبح ذالك احد منك الحمد (الی قوله) پھر ہم اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی  
دعا مانگے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھا کر نور بتیسیاں منہ کی طرف کر کے خشوع و سکوت کے ساتھ پھر فارغ  
ہو کر منہ پر ہاتھ پھیرے۔

اس عبارت سے نہ لگتا معلوم ہو گیا کہ ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی سی دعا پڑھنا اور اذکار ماثورہ  
مغفوت سے پہلے پڑھنا جائز ہے کیونکہ اس عبارت میں سلام کے بعد ہی اذکار و ادعیہ کا پڑھنا ہر اہل سنت مذکور  
ہے۔

و فی شرح منظومة ابن وهبان للعلامة الشر بلالی انه ذکر شمس الانمة يعمر  
الحلواني جواز تاخير السة بعد الفرض للاشغال بالدعاء والورد تنهى (كذا في التحفة) ۳

(۱) (صفة الصلاة ص ۳۴۹ ط سہل)

(۲) (ص ۲۸ ط لجة النصف کراچی نمبر ۳۸)

(۳) (ص ۲۰)

وفی الذخيرة والمحیط البرہانی ویکرہ له تاخیر التطوع عن حال اداء الفریضة الی قوله . قال  
الامام شمس الائمة الحلوانی هذا اذا لم یکن من قصدة الاشتغال بالدعاء الح انتہی مختصراً  
(کذا فی التحفة باختصار) (۱)

ترجمہ یعنی امام شربانی نے شرح منظومہ الن وہبان میں ذکر کیا ہے کہ شمس الائمہ حلوانی نے  
فرمایا کہ فرضوں کے حدود اور ذکر میں مشغول کی وجہ سے سنت کی تاخیر جائز ہے۔  
یعنی ذخیرہ اور محیط میں ہے کہ فرض سے سنتوں کو مؤخر کرنا مکروہ ہے (الی قولہ) امام شمس الائمہ  
حلوانی نے فرمایا کہ یہ تاخیر جب مکروہ ہے۔ جب اس کا ارادہ دعائے مانگنے کا نہ ہو یعنی دعائے مانگنے سے جو تاخیر ہو وہ  
مکروہ نہیں ہے۔

دوم یہ کہ اگر اس قدر فرض سے قطع نظر کی جائے تاہم ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ  
اللہم انت السلام کے علاوہ اور دعا مکروہ ہے کیونکہ ان عبارتوں میں بھی اتنی مقدار کی تصریح ہے نہ  
یا خصوص ان الفاظ۔ اور یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ اس دعا حقیقی اللہم انت السلام کی حقیقی مقدار کے  
مساوی ہونا شرط ہے بلکہ اس سے تقریبی مساوات مراد ہے چنانچہ امام خواہ اللہم انت السلام پڑھے یا کوئی  
اور دعا جو تقریباً اس کے مساوی ہو یا اللہم انت السلام کے ساتھ کوئی چھوٹی اور دعائیں پڑھے جو  
احادیث میں وارد ہوئی ہیں یہ سب جائز بلکہ اہستہ ہے۔  
حقیقی مساوات مراد نہ ہونے اور تقریبی مقدار مراد ہونے کے لئے یہ دلیل تکل ہیں۔

#### ان ما فی صحیح مسلم (۲)

عن عائشة ان رسول اللہ ﷺ کان اذا صلی لم یقعد الا مقدار ما یقول اللہم انت  
السلام و ملک السلام الخ یفید ان لیس المراد انہ کان یقول ذلک بعینہ بل کان یقعد زمانا یسع  
ذلک المقدار و بحوہ من القول تقریباً فلا ینافی ذلک ما فی الصحیحین عن المغیرة انہ ﷺ کان  
یقول فی دبر کل صلوة لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له له المملک وله الحمد وهو علی کل شئی  
قدیر اللہم لا مانع لم عطیت ولا معطى لہما معت ولا یفزع ذا الجدم ملک الجدم وکذا لایا فی  
ماروی مسلم وغیرہ عن عبد اللہ ابن الزبیر کان رسول اللہ ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوتہ  
الاعنی لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له له المملک وله الحمد وهو علی کل شئی قدیر ولا حول  
ولا قوۃ الا باللہ ولا نعد الا بایہ لہ العمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین له  
الدین ولو کرہ الکفرون لان المقدار المذكور فی حدیث عائشة یعتر من حیث التقرب  
والتحمین دون التحدید الحقیقی انتہی (کبیر شرح مئیدہ للحلبی) ۲

(۱) (ص ۳۰، ۳۱ ط لحة النصیف کراچی)

(۲) (ص ۳۱۸ ط قدسی) (۳) (صفۃ لصلاۃ ص ۳۴۲ ط سہیل)



ترجمہ: عدمہ جسکی شہادہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے جو روایت مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار کہ اللہم انت السلام الخ پڑھیں اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ خاص یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اتنی یہ بیٹھتے تھے جس میں یہ دعا اتنی ہی کوئی اور ذکر پڑھا جاسکے اور اس سے بھی تقریبی مقدار مراد ہے اور اس صورت میں حضرت عائشہؓ کی روایت اس حدیث کے مخالف نہ ہوگی جو بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ الخ اور اسی طرح حضرت عائشہؓ کی روایت اس روایت کے خلاف نہ ہوگی جو صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو یا ازبند یہ دعا پڑھتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحمد وهو علی کل شئی قذیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ المعیۃ ولہ الفصل ولہ النناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون (اور حضرت عائشہؓ کا ان حدیثوں کے مخالف نہ ہونا) اس لئے ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں مقدار سے مراد تقریبی اور تخمینی مقدار ہے نہ حقیقی۔ اے۔

اور فتح القدیر میں ہے ومقتضی العارۃ ح ان السیۃ ان بفصل بذکر قدر ذلك وذلك یكون تقریبا فقد یزید قليلا وقد یقص قليلا الخ کذا فی السعیۃ (۱)

یعنی عدمہ ابن جبر میں فتاویٰ قدیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا مقصد یہ ہے کہ فرض و سنت میں فرض کیا جائے کہ اگر وہ دعا کے ساتھ جو مقدار اللہم انت السلام الخ کے ہو یہ مساوات تقریبی ہے پس بھی مہجور ہو جائے بھی اس سے زیادہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

و فی فتاویٰ الحجۃ الامام اذ افرع من الطھر والمغرب والعشاء یشرع فی السنۃ ولا یشتغل بادعیۃ طویلۃ انتھی (کذا فی السعیۃ) (۲)

یعنی فتاویٰ حجۃ میں ہے کہ اگر جب صبح اور مغرب اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو تو لمبی لمبی دعا میں نہ کرے اور سنت میں مشغول ہو جائے۔

و فی حزانۃ الفقہ عن القالی الا فضل ال یشتل بالدعاء ثم بالسۃ الخ

(کذا فی السعیۃ) (۳)

خزانۃ الفقہ میں ہے کہ بقا نے فرمایا کہ افضل یہ ہے کہ (فرض کے بعد) دعا میں مشغول ہو پھر

منتیں پڑھے۔

(۱) (باب صفة الصلاة ۲ ۲۶۲ ط سہیل)

(۲) (۲۶۱)

(۳) (ایضا)

اور شیعۃ الممعات میں شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں  
 باید دانست کہ تقییل سنت مبنیٰ نیست مرخوندن آیت امری و امثال آن را چنانکہ در حدیث صحیح  
 وارد شدہ است کہ بعد از نماز نہ مغرب و نہ صبح لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد  
 وهو علی کل شئی قدير . حوالہ (کذا فی التحفۃ) (۲)

ترجمہ یعنی جاننا چاہیے کہ سنتوں میں جلدی کرنے کا حکم اس کے مخالف نہیں ہے کہ آیت  
 امری اور اس جتنی دعائیں (سنت سے پہلے) پڑھیں جائیں جیسا کہ حدیث صحیح میں آیات کہ نہ اور مغرب  
 نہ نماز کے بعد دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ پڑھے۔  
 ان عبارتوں سے یہ امور بصراحت ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فرضوں کے بعد  
 سنتوں سے پہلے بالتخصیس اللہم انت السلام الیٰحییٰ پڑھنا چاہیے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا بھی ہو جائز ہے۔  
 (۲) مقدار سے مراد بھی تقریبی مرآتینی مقدار ہے جس میں تھوڑی سی کمی بیشی کا کوئی مضائقہ  
 نہیں ہے۔

(۳) امام عینی نے شرح میں عبارت اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی اشعۃ الممعات کی  
 عبارت سے یہ بھی ثابت کیا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد وهو علی  
 کل شئی قدير ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا بعد الا ایاہ لہ العمة و لہ الفضل ولہ الساء الحسن  
 لا الہ الا اللہ محلیس لہ الدن ولو کرہ الکفر و یومرہ فی دعا جو مغیرہ بن شعبہ کی روایت میں ہے یا  
 یہ امری یا لا الہ الا اللہ لہ الملك ولہ الحمد وهو علی کل شئی قدير دس بار۔ یہ سب اس  
 تقریبی مقدار میں داخل ہیں ورائی بڑی دعا میں پڑھنے سے سنتوں کی تقییل کے حکم کی مخالفت لازم نہیں  
 آتی۔

(۴) اور فتاویٰ جتہ کی عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ لمبی لمبی دعا میں مکروہ ہیں پس بھیری اور شرع  
 مشکوٰۃ کی عبارتوں کے ساتھ ملانے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ لمبی دعائوں سے وہ دعا میں مرد ہیں جو  
 مغیرہ اور عبد اللہ بن زبیر کی روایت کی ہوئی دعائیں اور آیت امری لا الہ الا اللہ لہ الملك ولہ الحمد  
 وهو علی کل شئی قدير دس بار سے زیادہ لمبی ہوں۔

(۵) ذرا غور کرنے سے انہیں عبارتوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ بڑی بڑی دعائیں  
 جو تقریبی مقدار میں داخل ہیں ان کے داخل کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ دعا میں صحیح حدیثوں  
 سے ثابت ہیں پس احادیث میں تحقیق دینے کے خیال سے حضرت عائشہ کی حدیث میں مقدار سے تقریبی

(۱) (باب الذکر بعد الصلاۃ ۱/۱۸ ط مکتبہ رصوبہ سکھر پاکستان)

(۲) (ص ۴۰، ۴۱ ط لحنۃ النصف کراچی نمبر ۲۸)

اور تنہی منقذہ اولیٰ اور ان دعاؤں کو جو صحیح طور پر آنحضرت ﷺ سے ثابت ہوئیں اس تقریبی مقدار میں داخل رکھا پس فقہ کی وہ روایتیں جن میں بڑی دعاؤں کی کراہت مذکور ہے وہ بھی اس معنی پر نامحالہ محمول کی جائیں گی کہ اوعیہ منقولہ اور اذکار ماثورہ سے زیادہ لمبی دعا میں مکروہ ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یہ حکم فقہی احادیث صحیحہ کے خلاف ہو۔

### تکملہ مفیدہ

یہ بھی بتادین ضروری ہے کہ یہ کام انہیں فرائض کے بعد دعا مانگنے کے متعلق ہے جن کے بعد سنتیں ہیں ورنہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد دعا مانگنا اور ذکر طویل اتفاقاً جائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ فقہاء نے اوعیہ طویہ کو جو مکروہ کہا ہے اس کراہت سے مراد بھی کراہت تفریقی ہے جس کا مرجع خلاف اولیٰ ہے فتح القدیر میں ہے۔

قولہم بکراه التاخير الطويل للسنة عن الفرص مراد ہم بها الکراهية التزیهیة التي مرجعها الى خلاف الاولی انتہی (کذا فی التحفة) (۱) اور اوعیہ طویہ سے وہ لمبی دعا کہیں مراد ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت شدہ دعاؤں سے بڑی ہوں۔

### الحاصل

احادیث صحیحہ و روایات فقہیہ سے نہایت واضح طور پر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے دعا مانگنا اور اوعیہ ماثورہ کی مقدار تک دعا میں پڑھنا اور ذکر کرنا بلا کراہت جائز ہے بلکہ اس وقت دعا مانگنا افضل ہے اور اس دعا میں مقبویت کی زیادہ امید ہے۔

(والله اعلم و علمہ اتم و احکم)

کتبہ الراحمی رحمۃ مولانا محمد کفایت اللہ اوصلہ اللہ الی ما یتمنناہ مدرس اول و مفتی مدرستہ العالیہ عربیہ امینیہ دہلی

جمادی الآخری ۱۳۳۲ھ

## الصحائف المرفوعه

فی جواب  
اللطائف المطبوعه

ماخوذ از مجموعہ ناس مرغوبہ مرتبہ حضرت مفتی اعظم مطبوعہ ۱۳۴۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العلیٰ العظیم

و نصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم

الملاحظہ۔ نفائس مرغوبہ کے طبع ثانی کے وقت بعض اصحاب رٹون نے میرے پاس ایک رسالہ پیش کیا۔

جس کا نام اللطائف المطبوعہ فی جواب النفائس المرغوبہ ہے۔

یہ رسالہ جناب مولانا مودودی مفتی عبد باری صاحب مرحوم و مغفور کی جانب سے منسوب ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ مولوی محمد یعقوب صاحب نے حضرت مولانا عبد الباقی صاحب مرحوم کے مقال کے بعد ان کے مسودات میں سے چند تحریرات نکالیں اور خود انہیں ترتیب دیکر اللطائف المطبوعہ کے نام سے رسالہ بنا کر شائع کر دیا یہ خیال ہے کہ اگر مولانا عبد الباقی صاحب مرحوم زندہ ہوتے تو وہ اس صورت میں شائع کرنا ہرگز پسند نہ فرماتے۔ کیونکہ اس کی موجودہ ترتیب اور صورت ان کے مرتبہ علم اور نقاہت کے خلاف ہے۔

بہر حال اب کہ رسالہ ان کے بعد ان کے نام سے شائع کر دیا گیا اور ناواقف حضرات کے لئے ایک اشتباہ کا موقع پیدا ہو گیا کہ یہ مولانا مرحوم کے خیالات ہیں اس لئے رفع اشتباہ کے لئے ضروری معلوم ہوا کہ رسالہ کے مضامین کا مختصر جواب بھی شائع کر دیا جائے تاکہ طالبین حق کے لئے چراغ ہدایت کا کام دے اور جو اشتباہ کہ پیدا ہو گیا ہے وہ رفع ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

خاکسار محمد کفایت اللہ غفرلہ

شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ

واضح ہو کہ اصل مسئلہ جو زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ بعض اطراف ہندوستان میں معمول یہ ہے کہ جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد سلام کے بعد امام اور مقتدی اللہم انت السلام کے علاوہ بھی ایک دو مختصر ماثور دعا میں ہاتھ اٹھا کر پڑھتے ہیں اور دعا سے فارغ ہو کر سنتیں نفسیں پڑھتے ہیں پھر ہر شخص اپنی اپنی دعا میں مانگتا ہے اور اٹھ کر چلا جاتا ہے کوئی پہلے کوئی پیچھے۔ یعنی سنن و نوافل سے فارغ ہونے کے بعد سب اجتماعی طور پر دعا مانگنے کے لئے انتظار نہیں کرتے۔

اس کے خلاف بعض مقامات (مثلاً ہماچل وغیرہ) میں یہ رواج ہے کہ فرض نماز کے بعد سلام کے بعد امام اور مقتدی صرف اللہم انت السلام الح پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سنتیں

نہیں پڑھ کر امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگتے ہیں اور اس رواج کی بھی مختلف مقامات میں مختلف صورتیں ہیں۔

کسی جگہ تو اللھم اب السلام الخ پڑھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں اور کہیں نہیں اٹھاتے اور کسی جگہ سنن و نوافل کے بعد امام زور سے فاتحہ کہہ کر صرف ایک بار مقتدیوں کے ساتھ دعا مانگتے ہیں اور کسی جگہ ایک بار دعا ختم کر کے ورنہ پڑھتے پچیس کر پھر دوسری بار فاتحہ کہہ کر دعا مانگی جاتی ہے اور کسی جگہ دوسری دعا ختم کر کے اور ورنہ پڑھتے پچیس کر پھر تیسری مرتبہ امام فاتحہ کہہ کر دعا مانگتے ہیں پھر سنن و نوافل کے بعد اس مروج دعا کو اس قدر تیسری سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی امام سنن و نوافل کے بعد دعا مانگنے کے لئے نہ بیٹھے اور پہلے ہی اٹھ کر چلا جائے یا جائے تو نہیں مگر دعا نہ مانگے تو امام کو برا بھلا کہن امامت سے معزوں کر دینا اور ایک جھڑا فساد پر پڑنا دینا مسلمانوں میں نا اتفاقی اور پھوٹ ڈال دینا سب و شتم کرنا یہ معمولی باتیں جو پیدا ہو جاتی ہیں اور بیسیوں مشائخ کی موجود ہیں انہیں اس امر غیب میں یہ دکھا گیا تھا۔

دوسرے طریقہ کا اہل اہل سنت سے ثبوت نہیں ہے یعنی کسی حدیث یا آثار صحابہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ یا صحابہ کرام یا ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں لوگ سنن و نوافل کے اجتماعی دعا کے لئے بیٹھے انتظار کیا کرتے تھے ورنہ خود حضور اکرم ﷺ اور تمام مقتدی سنن و نوافل سے فارغ ہو جاتے تھے تو سب مل کر دعا مانگتے تھے پھر امام کا طریقہ بھی یہی ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ زور سے فاتحہ فرماتے اور تمام مقتدی حضور کے ساتھ دعا میں شریک ہو جاتے پھر صرف ایک مرتبہ دعا فرماتے یہ دو دو تین تین مرتبہ دعا کرتے ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے قاعدہ کے موافق ہمیں اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا کہ ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے اور جو وہ کہ اس طریقہ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ان پر لازم تھا کہ وہ ان باتوں کا ثبوت پیش کرتے اور وہ روایات دین رستہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سنن و نوافل کے بعد تمام صحابہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر دعا مانگتے تھے حضور غیاث فرما کر دعا شروع کرتے تھے اور ایک بار دعا مانگتے تھے یہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ مگر ہم نے ان خیال سے کہ عوام مسلم منکرہ کے اس قاعدے سے تو واقف نہیں ہوتے کہ ثبوت پیش کرنا اس کا ذمہ ہوتا ہے وہ تو ہر فرقہ سے خواہ مدعی ہو یا منکر دلیل پیش کرنے کے منتظر رہتے ہیں تصوٰع اپنی طرف سے دلائل بھی پیش روئے تھے جن میں سے ایک دلیل یہ تھی کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نوافل کو گھروں میں پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور گھر میں پڑھنے کا ثواب مسجد میں پڑھنے سے زیادہ فرمایا ہے اور خود بھی عام طور پر حضور اکرم ﷺ نوافل گھر میں پڑھتے تھے اس کے لئے غافلس مرغوب ہے صفحہ ۳ میں حضرت عبداللہ بن سعد کی حدیث اور صفحہ ۴ میں حضرت عائشہ کی حدیث پیش کی یہ حدیثیں نہایت صاف و درست اور صحیح ہیں۔

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ عام طور پر سنن و نوافل گھر میں پڑھتے تھے اور چونکہ صحابہ کرام کو بھی گھروں میں سنن و نوافل پڑھنے کی ترغیب دی تھی اور صحابہ کرام حضور کی ترغیب پر دل و جان

سے عمل کیا کرتے تھے اور افضل درجہ صورت کو تکی اختیار کرتے تھے تو ضرور ہے کہ وہ بھی عام طور پر سنن و نوافل گھروں میں ہی جا کر پڑھتے ہوں گے۔

پس اس سے سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور انور ﷺ کے اور صحابہ کرام کے زمانہ میں رواج نہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

### اطائف مطبوعہ کا مضمون

اطائف مطبوعہ صفحہ ۱۰ میں اس روشن و واضح ثبوت کا جواب دیا گیا ہے کہ جو حدیثیں نفائس مرغوبہ میں پیش کی گئی ہیں ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ سنتیں مکان میں پڑھی ہیں کبھی باہر مسجد میں نہیں پڑھیں نہ سفر میں نہ حضر میں پس ممکن ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی فرض کے بعد اسی جگہ سنتیں پڑھی ہوں اور سنتوں کے بعد دعا مانگی ہو۔

### اس مضمون کا جواب

مجھے حیرت ہے کہ مفسرین و مفسرین مروجہ جیسا فی ضل ایسا کمزور اور بداجواب کیسے لکھ سکتا تھا میں نے تو وہ حدیثیں پیش کی ہیں جن سے حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہ ثابت ہوتی ہے کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھا کرتے تھے اور نوافل فرماتے تھے اور اسی بناء پر صحابہ کرام گھروں میں جا کر سنتیں پڑھنا عاب اور راجح بتا رہے تھے۔ تو ان کا فرض یہ تھا کہ وہ کوئی ایسی حدیث بیان کرتے جس سے حضور ﷺ کی عادت شریفہ ثابت ہوتی کہ سنن و نوافل مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کرام بھی سنن و نوافل مسجد میں دیکھتے تھے انہوں نے کوئی ایسی روایت تو پیش نہیں کی صرف یہ کہہ دیا کہ ممکن ہے کبھی آپ نے سفر میں یا حضر میں مسجد میں بھی سنتیں پڑھی ہوں۔

میں نے یہ کب کہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ساری عمر میں کبھی مسجد میں سنن و نوافل نہیں پڑھے میں نے تو یہ ثابت کیا تھا کہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ گھر میں پڑھنے کی تھی اس عادت کے خلاف کوئی روایت پیش نہیں کی نہ کر سکتے تھے۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر حضور اکرم ﷺ نے کبھی سفر میں یا حضر میں سنتیں باہر پڑھ لی ہوں اور ان کے بعد دعا بھی مانگی ہو تو آپ و یانی مدہ ہو کا کیا اس سے حضور ﷺ کے زمانے میں اس روایت دعا کے رواج کا ثبوت ہو جائے گا ہم نے نہیں اور جب کہ یہ ثابت ہے کہ عادت شریفہ آنحضرت ﷺ کی یہی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں جا کر پڑھتے تھے اس لئے روایت دعا کے ثانیہ یعنی سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ ہونا روز روشن کی طرح ثابت رہے گا۔

### اطائف مطبوعہ کا مضمون

اسی صفحہ ۱۰ میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ممکن ہے حضور ﷺ گھر میں سنن و نوافل کے بعد دعا

مانگ لیا کرتے ہوں۔

جواب : یہ قول پہلے قول سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے میں کہتا ہوں کہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ غالب ہے کہ آپ گھر میں سنتوں اور نوافل سے فارغ ہو کر دعا مانگتے ہوں گے مگر اس سے اجتماعی دعا جو سنتوں اور نفلوں کے بعد مسجد میں خاص ہتھم کے ساتھ رواج پذیر ہے وہ تو ثابت نہیں ہوئی۔

کاش موانع ہدیہ مروجہ اور ان کے ہم ذیل علماء کی تعظیم دیتے کہ امام اور مقتدی گھر میں چار سنتیں نفیس پڑھائیں اور سنن و نوافل کے بعد دعا مانگا کریں تو یہ ایک طریقہ مسنونہ کی تعظیم بھی ہو جاتی اور سارا جھوٹا ہی ثبوت ہو جاتا مسلمان بھی اتفاق و اتحاد سے رہتے اور کوئی ناگوار قصہ ہی پیش نہ آتا۔

### اطائف مطبوعہ کا مضمون

تیسرا جواب : نصف مہینہ صفحہ ۱۰ میں یہ دیا گیا ہے کہ جب کہ احادیث قولیہ سے دعا بعد سنت کا ثبوت ہو گیا جیسا کہ اوپر مذکور تھا اس پر عمل کرنا چاہیے وہ آپ کے فعل سے اس کا ثبوت نہ سکی۔

### اس مضمون کا جواب

اطائف مطبوعہ میں چار قولی حدیثیں بیان کی گئی ہیں جو یہ ہیں۔

(۱) حدیث اس۔ **عَنْ عَبْدِ بَسْطِ كَفِيهِ فِي دَبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ الْخ**

کوئی بندہ ایسا نہیں جو ہر نماز کے بعد ہاتھ پھیلائے الخ

(۲) حدیث فضل من صلات۔ **الصلوة تخشع و تضرع و تمسكن ثم تقنع يدك الخ**

کمال نماز خشوع و رخشون و درجہ جزئی ہے پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھائے۔

(۳) حدیث ابی امامہ۔ **الدعاء اسمع قال حوف الليل ودبر الصلوات المكتوبة**

اس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہے فرمایا آخر شب کی اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔

(۴) حدیث معاذ۔ **ما معاذ الا تدعن ان تقول في دبر كل صلوة**

اے معاذ! ہر گز مت چھوڑ اللہم اعنی الخ کا کہنا ہر نماز کے

میں نے بقدر قدرت ان حدیثوں کے الفاظ نقل کر دیئے ہیں جو اطائف مطبوعہ کے صفحہ ۵

صفحہ ۶ میں مرقوم ہیں تاہم یہ اطائف مطبوعہ میں ان حدیثوں کو پوری عبارت کے ساتھ مکرر نہ کر

پڑھیں اور دیکھیں کہ ان احادیث میں اس کی تہ تک کہاں ہے کہ لوگ سنن و نوافل مسجد میں پڑھیں اور پھر

سب مل کر دعا مانگیں جو پہلے فارغ ہو چکے ہیں وہ دوسروں کے فارغ ہونے تک بیٹھے انتظار کیا کریں۔

بلکہ ان حدیثوں پر عمل کرنے کی بہتر اور افضل صورت یہی ہے کہ فرضوں سے فارغ ہو

مختصر دعا مانگی جائے اور حدیث **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ وَحَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا** کے بموجب سنن و نوافل

گھروں میں جا کر پڑھیں اور وہاں بھی فراغت کے بعد دعا مانگی جائے۔

پس ان قولی حدیثوں میں اور حضور اکرم ﷺ کے اس فعل میں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھتے

تھے اور مسجد میں اجتماعی دعا حضرت ﷺ کے فعل سے ثابت نہیں کوئی تعارض اور مخالفت نہیں ہے۔

دونوں باتیں یعنی قول و فعل باہم مطابق و موافق ہیں۔

### تنبیہ (۱)

یہاں پر یہ یاد رہنا چاہیے کہ اگرچہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی حدیث شریفہ اور اکثری طرز عمل تو یہی تھا کہ سنن و نوافل میں پڑھتے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ سے احیاناً یہ بھی ثابت ہے کہ مسجد میں بھی آپ نے سنن و نوافل پڑھی ہیں اس سے کہ روک فرضوں کے بعد سنتیں نفیس مسجد میں پڑھ لیں تو یہ ناجائز یا مکروہ نہیں ہے مگر سنن و نوافل کے بعد دعائے اجتماعی کا مروجہ طریقہ ہرگز ثابت نہیں ہے اس لئے اس کا التزام یقیناً لائق ترک ہے۔

### تنبیہ (۲)

یہ بھی واضح رہے کہ فقہاء حنفیہ میں سے ایک جماعت نے ان فرضوں کے بعد جن کے بعد سنتیں ہیں وہ کو مکروہ کہا ہے۔ یہ جماعت نے ان احادیث کی تاویل کی ہے جن میں لفظ دبر الصلوات المکتوبات اور اسی قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ ان سے مراد سنن و نوافل کے بعد دعائے نکلنا ہے۔

مگر خود فقہاء حنفیہ نے یہ دیکھ کر کہ اوں ذکر اہت یک حکم شرعی ہے اس کے لئے کوئی دلیل اور کارہ اور احادیث و آثار میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ فرضوں اور سنتوں کے درمیان میں وہ مکروہ ہے۔ دوم کہ لفظ دبر الصلوات المکتوبات کے ظاہری اور متبادر معنی یہی ہیں کہ فرض کا سلام پچھلے سے پڑھا جائے یا پڑھتے جا میں جن کی تعلیم کی گئی ہے اور اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ان ظاہری اور متبادر معنی کو چھوڑ کر سنن و نوافل کے بعد کا وقت مراد لیا جائے یہ قسم کی کہ فرض نماز کے سلام کے بعد ہی دعائے نکلنا بہتر اور افضل ہے اور یہی راجح اور صحیح ہے۔

اور اس صورت میں تمام احادیث اپنے ظاہری اور متبادر معنی پر محمول ہو سکتی ہیں اور حدیث ابی امامہ جو غائب غوبہ کی فہم میں ۱۰۰ میں ۳ پر مرقوم ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی امامہؓ انه قال ما دیوت من رسول اللہ ﷺ فی دبر کل صلوة مکتوبة ولا تطوع الا سمعته یقول اللہم اعمرنی دینی و حظایای کنیا اللہم انعشی واجربی و اهدنی لصالح الاعمال والا حلاق اند لا یهدی لصالحہا ولا یصرف سینہا الا انت۔ (اخرجہ ابن السنی فی عمل الیوم والیلۃ کذا فی التحفة المرغوبہ) (۱)

(ترجمہ) ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں حضور ﷺ سے قریب ہوا تو ہم نماز فرض اور نفل کے بعد حضور

اکرم ﷺ کو یہ دعا پڑھتے دیکھی۔ اللہم اعمر لی دینی الح

اس حدیث میں ہے کہ ہم فرض نماز کے بعد بھی اور نفل نماز کے بعد بھی حضور اکرم ﷺ

دعا پڑھتے تھے اور اس میں دبر کل صلوة مکتوبة سے اس کے ظاہری اور متبادر معنی ہی مراد ہیں کہ



فرض کے بعد متصل دعا پڑھتے تھے کیونکہ اگر وہ ہر کل صلوٰۃ کتبہ میں یہ معنی مراوند ہوتے ورنہ ہی تاویلی معنی مراوند ہوتے کہ نوافل کے بعد دعا پڑھتے تھے پچہ آکے ولا تطوع فمانے کی ضرورت نہ ہوتی اور فرضوں اور نفلوں دونوں کی تصریح نہ کی جاتی۔

عامہ صبیح کی ۵۰ عبارت جو نفاہ اس لم غوبہ کے صفحہ ۱۹ میں مرقوم ہے اور جس میں نبیوں نے حضرت عائشہؓ کی حدیث لہ یفعد الا مقدار ما یقول اللہم انت السلام الخ کے معنی بتائے ہیں پڑھے اور دیکھے کہ عامہ صبیح کی ۵۰ کو لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شئی قذیر اللہم لا ماع لہما اعطیب ولا معطى لما سمعت ولا ینفع ذالحد ملک الحد

### اور صحیح مسلم کی اس دعا کو

لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شئی قذیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا بعد الا ایاہ لہ العمة ولہ الفضل ولہ التاء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کثرہ الکفرون۔

یہ فرمایا کہ یہ دعا میں ہی اللہم انت السلام کے ساتھ تختہ نبی اور تقریبی مقدار میں برابر ہیں اس لئے ان دعاؤں کی حدیثوں اور حدیث عائشہؓ میں کوئی منافقہ نہیں ہے یعنی فرضوں کے بعد مصد یہ دعا میں اسی طرح پڑھی جاسکتی ہیں جس طرح اللہم انت السلام الخ

اس سے صاف معلوم ہوا کہ عامہ صبیح بھی فرض و سنن کے درمیان اللہم انت السلام کے سوا دوسرے اذکار و ادعیہ کی راہیت سے قائل نہیں ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ جب صحیح و معتبر روایات حدیث موجود ہیں تو محققین حنیفہ راہت کے قائل کیسے ہو سکتے تھے اس وجہ سے امام شمس المصنوعی نے راہیت کی روایت کو قبل نقل نہیں سمجھی ورنہ وجہ سے علامہ ابن ہامؒ نے بھی تقریبی مقدار میں ان دعاؤں کو داخل کرنے سے اختلاف نہیں کیا اور اسی بات پر مفتاح البیان میں قبل السنۃ کی تصریح کروئی یعنی ذکر ماثورہ سنتوں سے پہلے پڑھتے جاتے ہیں۔

اور ان دعاؤں کے لئے سند شامہ صاحب محدث دہلوی نے یہ فرمایا والی ان یاتنی بعدہ الا ذکر قبل الرواتب الخ (بہت ادا بخدا) یعنی بہتر اور افضل یہ ہے کہ ان اذکار ماثورہ و سنن راہیت سے پہلے پڑھتے۔

پس حاصل یہ ہے کہ سنتوں و فرضوں کے درمیان دعا مانگنے کو مکروہ کمزوری اور راجح نہیں ہے بلکہ فقہاء محققین کی تصریح سے موافق راجح یہی ہے کہ سنتوں سے پہلے اذکار و ادعیہ ماثورہ پڑھیں جیسا کہ میں نے اور بھی قول ظاہر حدیث کے موافق ہے بلکہ زیادہ توسیل کرنا غیر ماثورہ اذکار و ادعیہ پڑھنے کو مکروہ مباح ہے۔

تو گنجائش ہے۔

### تنبیہ (۳)

جن فقہاء نے فرضوں اور سنتوں کے درمیان وہ کو مکروہ فرمایا ہے ان کا مطلب بھی یہ ہے کہ فرض پڑھنے کی جگہ پر ہی سنتیں پڑھنے کا رد ہو تو پھر سنتوں کے پڑھنے میں تاخیر مکروہ ہے لیکن فرضوں کے مقام میں سنتیں ادا کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ امام اپنے حجرے یا مکان میں جا کر سنتیں پڑھے اور اسی طرح وک بھی اپنے مکانوں میں جا کر سنتیں پڑھیں۔ اگر مقتدی سب ایسا نہ کر سکیں تو جو کر سکتے ہوں وہ کریں اور تمام کے تمام نہ کر سکیں تو وہ امام کو اس اولیٰ اور افضل عمل سے نہ روکیں اور امام فرض پڑھا کر مختصر ماثورہ کرود پڑھ کر حجرے میں چلا جائے تاکہ سفر، نوافل کو اپنے حجرے میں افضل اور مسنون طریق پر ادا کرے تو جائے وہ اس کو ایک غیر ثابت اور غیر مسنون رہا حتیٰ کہ اس نے ایک مسنون عمل سے کیوں روکا بات ہے۔ ان الکلاہ فیما اذا صلی السنة فی محل الفرض لا اتفاق کلمة المشایخ علی ان الافضل فی السنن حتی سة المغرب المنزل ای فلا مکروہ الفصل بمسافة الطريق ، (رد المحتار نقلاً عن احیہ)

یعنی تاخیر سنت کے مکروہ ہونے یا نہ ہونے میں جو کلام ہے وہ اسی صورت میں ہے کہ جب کوئی سنتوں کو وہیں پڑھے جہاں فرض پڑھے ہیں کیونکہ تمام مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام سنتوں کو یہاں تک کہ مغرب کی سنتوں کو بھی جہاں میں جا کر پڑھنا افضل ہے تو گھر تک جانے میں جو فاصلہ اور تاخیر اوائے سنت میں ہو یہ اتفاقاً مکروہ نہیں ہے۔

حائف مطلوبہ میں باب اوس صرف اس غرض کے لئے منعقد کیا گیا تھا کہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو ثابت کیا جائے موافق اس مقصد کے لئے سب سے پہلے نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح کی عبارت پیش کی ہے تاکہ قسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یا تو مؤلف نے . . . نور الایضاح اور مراقی الفلاح کا مصدب ہی نہیں سمجھایا قسود کتابوں و عبارتوں میں قطع برید کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے اس لئے میں ذرا تفصیل سے اس کو بیان کرتا ہوں۔

سب سے پہلے یہ دیکھئے کہ نور الایضاح میں یہ بحث جس فصل میں ذکر کی گئی ہے اس کے عنوان کے الفاظ یہ ہیں۔

### فصل فی الاذکار الواردة بعد الفرض

یعنی یہ فصل نثار کے بیان میں ہے جو نماز فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں مصنف پہلے نماز کے افعال کی ترکیب بیان کر چکا ہے اس فصل و باب تک پہنچا کر تم کر دیا تھا اس کے بعد باب الاملتہ اور اس کے

متعلق سوال ذکر کریں پھر یہ فصل منعقد کی س میں یہ بتانا تھا کہ نماز فرض کے سلام کے بعد کیا کیا ذکر اور دعا میں وارد اور منقول ہیں اسی سے منہان میں بھی بعد از فرض کا غلطہ احتیاط ذکر کر دیا۔  
پہلا مسئلہ یہ بیان کیا کہ نماز فرض کے بعد سنتوں کو فوراً شروع کر دینا چاہیے یا کچھ توقف بھی جائز ہے اس میں مصنف نے پہلی روایت یہ ذکر کی۔

القیام الی اداء السہ التي نلی الفرض متصلاً بالفرض مسنون غیر انه يستحب الفصل بينهما كما كان عليه السلام اذا سلم يمكث قدر ما يقول اللهم انت السلام و ملك السلام واليك يعود السلام تبارک ما ذا الحلال والا کراه تم يقوم الی السنة (مراقی الفلاح) ۱۰  
ترجمہ یعنی فرضوں کے سلام کے بعد ان سنتوں کو ادا کرنے کے لئے جو فرضوں کے بعد پڑھنی جاتی ہیں بلا توقف کھڑے ہو جانا چاہیے مگر یہ کہ فرضوں اور سنتوں میں علیحدگی کر دینی مستحب ہے جیسے کہ آنحضرت ﷺ جب فرض کا سلام پڑھتے تو اتنی مقدار ٹھہرتے کہ اللهم انت السلام و ملك السلام واليك يعود السلام تبارک ما ذا الحلال والا کراه پڑھتے پھر کھڑے ہوتے ادا سنت کے لئے۔  
اس کے بعد مصنف نے علامہ ابن ہمام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللهم انت السلام ذکر ہے جو حضور ﷺ سے ثابت ہے مثلاً ان اذکار کے جن سے اداء سنت موقوف ہو جاتا ہے اور جن کے ذریعہ سے فرضوں اور سنتوں میں فصل اور علیحدگی کی جاتی ہے چونکہ علامہ ابن ہمام کا مطلب یہ تھا کہ جو اذکار نماز فرض کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھے جائے منقول ہیں ان میں سے اللهم انت السلام کا ثبوت پختہ ہے اس سے صرف اسی کو پڑھنا چاہیے۔

مگر چونکہ اس ذکر کے علاوہ بعض ذکر دوسرے اور دعائیں بھی ثابت تھیں اور ان کا ثبوت بھی پختہ تھا اس لئے صاحب مراقی قدس نے علامہ ابن ہمام کا قول نقل کرنے کے بعد یہ فرمایا۔

قلت و لعل المراد غير ما ثبت ايضا بعد المغرب وهو ثمان وجله لا اله الا الله الح عشر او بعد الجمعة من قراءة التوحيد والسموات سبعا اذ (مراقی الفلاح) ۱۰  
ترجمہ میں متنبہ ہوں کہ باوجود مکی مراد یہ ہے کہ اللهم انت السلام کی طرح اور جو ذکر ثابت ہیں وہ بھی سنتوں سے پہلے پڑھنا مستحب ہے جیسے کہ ایک حدیث میں نماز مغرب کے بعد اسی طرح بیٹھے ہوئے لا اله الا الله الح اس مرتبہ پڑھنا ثابت ہے اور دوسری حدیث میں نماز کے بعد سنتوں سے پہلے سورۃ فاتحہ اور معوذات سات سات مرتبہ پڑھنا ثابت ہے۔ اچھے۔

پس صاحب مراقی انہی میں اس تصدیق سے ثابت ہو گیا کہ ان کے نزدیک فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام کا ذکر اور اذکار ثبوتاً اور پڑھنا بھی جائز ہے اور ان کی وجہ سے جو تاخیر اداء

(۱) (فصل فی صفة الادکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۶ ط مصر)

(۲) (ایضاً)

سنت میں ہوگی وہ تاخیر مکروہ یا خلاف اولیٰ نہیں ہے۔

ترجمہ: اس پر مرقی الخوارزمی کے محشی امامہ سید احمد طحطاوی نے یہ تحریر فرمائی ہے۔

وفی رواية عائشة قالت كان رسول الله ﷺ لا يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت

السلام الخ

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار جس

میں اللهم انت السلام پڑھ سکیں۔

وہی تعید کا لفظ ذکرہ المؤلف انہ لیس المراد انہ کان يقول ذلك بعينه بل كان

يقعد زمانا يسع ذلك المقدار ونحوه من القول تقریباً۔

(حاشیہ طحطاوی بر مراقی الفلاح) (۱)

یہ روایت بھی بتاتی ہے جو موافق ہے ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ حضور ﷺ اللهم

انت السلام ہی پڑھتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتنی بیٹھتے تھے کہ اس میں اللهم انت السلام یا

اسی کی تقریبی مقدار کا اور کوئی ذکر پڑھا جاسکے۔

اس سے معلوم ہو کہ امامہ طحطاوی کے نزدیک حضرت عائشہ کی روایت سے یہ بھی ثابت نہیں

کہ حضور ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ضرور اللهم انت السلام پڑھتے تھے بلکہ اتنی مقدار کا ذکر پڑھتے تھے

خواہ یہی پڑھتے ہوں یا اور کوئی ذکر و دعا۔

اور یہی مطلب امامہ سبکی نے بھی بیان کیا ہے پھر ان دونوں بزرگوں نے یہ تصریح کی ہے کہ

کتبتین یعنی بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کی کتابوں میں فرض کے بعد جو دعائیں منقول ہیں وہ بھی اللهم انت

السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں شامل ہیں اس لئے حضرت عائشہ کی روایت میں اور ان اذکار کی

روایتوں میں کوئی تعارض اور منافات نہیں ہے یعنی ان بزرگوں کے نزدیک فرض اور سنتوں کے درمیان ان

دعاؤں کا پڑھنا اسی طرح جائز اور ثابت اور مستحب ہے جس طرح اللهم انت السلام کا پڑھنا بخاری

اور مسلم کی وہ روایتیں یہ ہیں جو صحیحی اور بیہی دونوں میں منقول ہیں۔

عن المغيرة انه كان يقول في دبر كل صلاة لا اله الا الله وحده لا شريك له له

الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما أعطيت ولا معطي لما منعت ولا

ينفع ذا اللحد منك اللحد وكذا لا ينافي ما روى مسلم وغيره عن عبد الله بن الزبير كان رسول الله

ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوته الاعلى لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله

الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل

وله الله لا اله الا الله محلیس له الدین ولو کره الکافرون ۱

ترجمہ: حق بخیر و برکت منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على کل شیء قدير اللهم لا مانع لما اعطیت ولا معطى لما منعت ولا یبطل ما احدثت ولا یرفع ما ادرت اور اسی طرح حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کے بھی منافی نہیں ہے جو حضرت عبداللہ بن زبیر سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز (فرض) کا سلام پھیرتے تھے تو ہاند آواز فرماتے تھے۔ لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على کل شیء قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا بعد الا ایاہ له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله محلیس له الدین ولو کره الکافرون میں نہیں سمجھتا کہ علامہ طحاوی اور علامہ حلی کی اس تصریح کے بعد کہ۔

- (۱) حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد اللهم انت السلام کہتی پڑھتے تھے۔
- (۲) اور یہ کہ اللهم انت السلام کی روایت سے ماثورہ کتبوں کے پڑھنے کے خلاف نہیں ہے۔
- (۳) اور یہ کہ مذکور بالا دونوں روایات اللهم انت السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں برابر ہیں۔
- (۴) اور یہ کہ ان حدیثوں میں نہ صرف کلمات کے پہلے پڑھنا مراد ہے۔
- (۵) اور یہ کہ مسلم کی روایت میں ادا سلم سے نماز فرض کا سلام ہی مراد ہے۔
- (۶) اور تین روایت میں دیر کل صلوٰۃ سے نماز فرض کے بعد اس کے متصل سنتوں سے پہلے کا وقت ہی مراد ہے۔

اب چونکہ سات کے نام اس نوب میں تقریبی مقدار کی جو توضیح کی گئی تھی وہ فقہاء حنفیہ کی تصدیق کے موافق نہ تھی اور اس سے یہ جرات ہو سکتی ہے کہ وہ فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت السلام کے ساتھ اور سر پہ اذان دینا یا ماثورہ و ناجز یا مدعوہ کہہ سکے۔

تنبیہ

اوپر مرقی انداز کی عبارت میں اللهم انت السلام کو اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ اس میں والیک یعود السلام بھی شامل ہے۔ تاہم اس میں یعودن بلکہ یرجع ہے۔ اس پر علامہ طحاوی تحریر فرماتے ہیں۔

قال فی شرح المسکوة عن الحزری وامامہ راد بعد قوله و ملک السلام من نحو والیک یرجع السلام فحیثما بالسلام وادخلنا دار السلام فلا اصل له بل محلق بعض

القصاص انتهى<sup>(۱)</sup> (حاشیہ طحاوی بر مرقی الفلاح)

ترجمہ: یعنی شرح مشکوٰۃ میں جزری سے منقول ہے کہ اس ذکر میں جملہ وسمک السلام کے بعد جو اس قسم کے جملے بڑھاتے ہیں۔ والیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تو ان جملوں کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ بعض واعظوں کے گھڑے ہوئے ہیں۔  
مطلب یہ ہے کہ یہ ذکر صحیح روایت سے اس قدر ثابت ہے اللھم است السلام وسمک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام۔

اس فصل کے اس پہلے مسئلہ میں کہ فرض کے بعد سنتوں میں کتنی تاخیر ہو سکتی ہے امام مقتدی مفرد سب شریک تھے اس لئے اس کو تو صاحب نور ایضاً و مرقی افلاح نے عام الفاظ سے بیان کیا اس کے بعد اس فصل میں دوسرے مسئلہ یہ بیان کرنا مقصود تھا کہ آیا فرض کے بعد سنتیں اس جگہ پڑھی جائیں جس جگہ فرض پڑھے ہیں یا اس سے دہریں یا آگے یا پیچھے ہٹ کر تو نور الايضاح میں امام کے لئے اس صورت کا یہ حکم ذکر کیا گیا ہے عبارت سمتن کی یہ ہے۔

و يستحب للامام بعد سلامه ان يتحول الى جهة يساره لتطوع بعد الفرض ۲

(نور الايضاح)

ترجمہ: یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام فرض کے بعد اپنی بائیں جانب ہٹ جائے فرض کے بعد کی سنتوں یا نفلوں کے ادا کرنے کے لئے۔

اس عبارت میں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ سنتیں فرض کی جگہ پڑھی جائیں یا ہٹ کر یہ مضرب ہرگز نہیں کہ سلام پھیرتے ہی بغیر کچھ ثناء یا دعا پڑھے فوراً ہٹ جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اللھم است السلام وسمک السلام الخ یا اس کے مثل دوسرے اذکار و دعائے ماثورہ پڑھ کر جب سنتوں کے لئے کھڑا ہو تو مستحب یہ ہے کہ بائیں جانب ذرا ہٹ کر کھڑا ہو۔

سنتوں کے لئے جگہ بدل کر کھڑا ہونا اس لئے مستحب ہے کہ (۱) اس کو باہر سے آنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ امام فرض پڑھا رہا ہے اور وہ دھوکا کھا کر اقتداءً نیت نہ کر لے (۲) دوسرا فائدہ یہ کہ جگہ بدلنے سے وہ دوسری جگہ بھی اس کے لئے نماز کی گواہ بن جائے گی۔

اپنی بائیں جانب ہٹنے کی وجہ یہ بیان کی کہ امام کی بائیں جانب قبلہ کی دہنی جانب ہوتی ہے اور قبلہ کی دہنی جانب کو اس کی بائیں جانب پر شرف حاصل ہے۔ (مرقی الفلاح) ۲۔

مگر علامہ سید احمد طحاوی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول الله ﷺ اعجز احدكم ان يتقدم او يتاخر او عن يمينه او عن شماله في الصلوة یعنی

(۱) (فصل فی صفة الأدکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۶ ط مصر)

(۲) (صفة الأدکار الواردة بعد الفرض : ۸۰ ط سعید کمپنی کراچی)

(۳) (فصل فی صفة الأدکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۷ ط مصر)

فی السبحة (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ کذا فی طحاوی) (۱)

ترجمہ : یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ سنتوں، نفوس کے لئے آگے بڑھ جاوے یا پیچھے ہٹ جاوے۔ میں طرفین میں جان بوجہ کر دو جاؤ۔

اس حدیث میں آئینہ تہذیب نے جگہ بدسننے کے لئے چاروں صورتوں کا ذکر فرما دیا ہے مگر یہ حکم اسی وقت ہے جب وہیں سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو ورنہ ان چاروں صورتوں سے افضل یہ ہے کہ مسجد سے جا کر اپنے مکان یا حجرے میں سنتیں پڑھے۔

وقد ماعن الحیة ان الاحسن من ذلك كله تطوعه في منزله (رد المحتار) (۲)

ترجمہ : یعنی ہم پہلے حیات سے نقل کر چکے ہیں اور ان سب صورتوں سے بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر جا کر سنتیں پڑھیں۔

تیسرا مسئلہ : پھر ما تن نے تیسرا مسئلہ یہ بیان کیا کہ اگر امام اپنی جگہ بیٹھ کر اذکار ماثورہ پڑھنا چاہے تو اس کی ہیت کیا ہو اس کے لئے یہ عبارت ذکر کی۔

وان يستقبل بعدہ الناس - (نور الابصار) اور مستحب ہے کہ امام فرضوں یا سنتوں کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی آروہ تہن چاہے تو مستحب یہ ہے کہ لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھا رہنا نہیں چاہیے۔

وکذا یکرہ مکہ قاعدا فی مکانہ مستقبل القبلة فی صلوٰۃ لا تطوع بعدہا

(انتہی، رد المحتار) (۳)

ترجمہ : یعنی امام کا اپنی جگہ پر قبلہ رخ بیٹھ رہنا ان نمازوں کے بعد جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں مکروہ ہے۔ خاصہ یہ کہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد تو امام اپنی جگہ نہ چھوڑے اور سوائے اس ذکر کے جس میں یہ مذکور ہے کہ بغیر پاؤں موڑے ہوئے پڑھا جائے باقی اذکار و ادعیہ اگر پڑھنا چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور اذکار و ادعیہ پڑھنے میں متن میں تو یہی صورت ذکر کی تھی مگر شرح میں اس پر یہ اضافہ کیا۔

يستقبل الناس ان شاء ان لم یکن فی مقابلہ مصل (الی قولہ) وان شاء الامام انحرف عن يساره و جعل القبلة عن يمينه وان شاء انحرف عن يمينه و جعل القبلة عن يساره (الی قولہ) وان شاء ذهب لحوالہ (مراقی الفلاح) (۴)

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ مگر شہ حاشیہ ۳)

(۲) باب صفة الصلاة ۱/ ۵۳۱ ط سعید

(۳) باب صفة الصلاة مطلب فيما لو رد عن العدد الوارد فی التسیح عقب الصلاة ۱/ ۵۳۱ ط سعید

(۴) (فصل فی صفة الأذکار ص ۱۸۷ ۱۸۸ ط مصر)

ترجمہ یعنی اگر چاہے قواگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے بشرطیکہ اس کے سامنے کوئی نماز نہ پڑھ رہا ہو اور اگر امام چاہے قبا میں طرف منہ جائے۔ اس کی داہنی طرف قبلہ ہو اور اگر چاہے تو داہنی طرف منہ کے قبلہ اس کی بائیں جانب ہو اور اگر چاہے تو اٹھ کر اپنے کام کاج کے لئے چلا جائے۔ چونکہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے لئے یہ شرط ہے کہ سامنے کوئی نمازی نہ ہو اور ماتن نے صرف ایک ہی صورت ذکر کی تھی کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مستحب ہے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں وہ سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کوئی نہ کوئی امام کے مقابل بھی نماز پڑھتا ہو تا تب اس نے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے مسئلے کو شرح میں اس طرح متعید کر دیا۔

ان يستقبل بعده ای بعد التطوع و عقب العرص ان لم یکم بعده نافلة

(مراقی الفلاح) (۱)

ترجمہ یعنی امام کو دووں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا اس وقت بہتر ہے جب سنتوں نفلوں سے فارغ ہو جائے۔

تاکہ کسی نمازی کا سامنا ہونے کی صورت نہ ہو اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں فرض کے بعد بھی لوگوں کی طرف منہ کر سکتا ہے بشرطیکہ سامنے کوئی نمازی (مجبوق وغیرہ) نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ سنتوں سے پہلے داہنی طرف یا بائیں طرف منہ کر بیٹھ جائے یا اپنی طرف یا آگے پیچھے ہٹ جائے یا اٹھ کر اپنے مکان یا حجرے میں چلا جائے تو یہ سب جائز ہے اور اٹھ کر چلا جانا اور اپنے گھر یا حجرے میں جا کر سنتیں نفلیں پڑھنا سب سے زیادہ افضل اور بہتر ہے۔

چوتھا مسئلہ۔ پھر ماتن نے اس فصل میں چوتھا مسئلہ بیان کیا جس کے لئے فصل منعقد کی ہے یعنی یہ کہ نماز فرض کے بعد کیا کیا نوکار و ادعیہ ماثور اور مروی ہیں اس مسئلہ کے بیان کے لئے اس نے یہ عبارت لکھی ہے۔

و يستغفرون الله ثلاثا و یقرؤن بة الكرسي و یقرؤن المعودات الح

(نور الايضاح) ۴

ترجمہ یعنی لوگ نماز کے بعد تین مرتبہ استغفر پڑھیں اور آیہ الکرسی پڑھیں اور معوذات پڑھیں۔ اس مسئلہ کی دلیل کے لئے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

یقول ثوبان کان رسول الله ﷺ اذا انصرف من صلوته استغفر الله تعالى ثلاثا وقال

اللهم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام (رواہ مسلم) ۵

۱، فصل فی صفۃ الادکار ص ۱۸۷ ۱۸۸ ط مصر (۲)، فصل فی الادکار الوارده بعد العرص ص ۸۰ ط میر محمد کتب خانہ کراچی، (۳)، باب استحباب ذکر بعد الصلاۃ ۱ ۲۱۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی



## (مراقی الفلاح) (۱)

ترجمہ: تین ثواب بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور فرماتے اللھم انت السلام و ملک السلام تبارکت یا ذا الحلال والا کرام اسی ثواب کی حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں۔

کان النبی ﷺ اذا سلم النخ (جمع الفوائد)

ترجمہ: یعنی آنحضرت ﷺ جب سلام پڑھتے تو تین بار استغفار کرتے اور اللھم انت السلام النخ پڑھتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مصنف نور ایضاً نے فرض کے سلام کے بعد ہی سے اذکار، ثورہ، گائیٹ، شروء کیا ہے کیونکہ حدیث ثوبن کا مطلب یہی ہے کہ فرضوں کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام پڑھا کرتے تھے وجہ یہ کہ اللھم انت السلام النخ کا فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا متفق علیہ ہے۔

اور چونکہ فرائض کے بعد جو اذکار مصنف نے ذکر کئے ہیں ان میں امام مقتدی منفذ و مسبوق وغیرہ کا کوئی فرق نہ تھا اس لئے جمع کے تیغ سے اس کو ذکر کیا مطلب یہ کہ تمام نمازی فرائض کے بعد یہ اذکار پڑھا کریں اور جب اذکار سے فارغ ہوں تو:

ثم يدعون لا نفسهم وللمسلمين رافعي ايديهم ثم يمسحون بها وجوههم في احرو .

ترجمہ: نمازی اپنے سے اور مسلمانوں کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کریں پھر اخیر میں اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لیا کریں۔

یہ مصنف نے ذکر اور دعا کا مسنون اور مستحب طریقہ ذکر کیا ہے اس میں کہیں پر کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ تمام کام سب مل کر اجتماعی طور پر کریں اور یہ تو ہو بھی نہیں سکتا اس لئے کہ یہ ذکر اور دعا میں اس شخص کے لئے بھی اسی طرح مستحب ہیں جو تنہا نماز پڑھتے اور مسبوق کے لئے بھی اور ظاہر ہے کہ ان سب کی فراغت آگے پیچھے ہوگی۔

اطائف مطبوعہ میں اس عبارت کا جو ترجمہ کیا گیا ہے اس میں اصل عبارت کے خلاف یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دیئے گئے ہیں (اور سب مل کر) کلمہ اس معنی کا کوئی لفظ مراقی الفلاح میں نہیں ہے۔ پھر اطائف میں لکھا ہے :-

”عبارت مندرجہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہے کہ امام اور مقتدین سب کامل کر اجتماعی طور پر دعا مانگنا بعد از سنت تالیہ و اذکار، ثورہ مستحب ہے“

(۱) (فصل فی صفة الأذکار ص ۱۸۸ ط مصر)

(۲) (فصل فی الأذکار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)



والاولی ان یتلی بعد الا ذکر قل الروائب فانه جاء فی بعض الاذکار ما يدل علی ذلك نصا کقوله " من قال قل ان یتصرف و یتنی رجله من صلوة المغرب والصبح لا اله الا الله وحده لا شریک له الح " و کقول الراوی کان اذا سلم من صلوة یقول بصوته الا علی لا اله الا الله الی اخره و فی بعضها ما يدل طاهر اکقولہ دبر کل صوة اما قول عائشة کان اذا سلم لم یقعد الا مقدار ما یقول النعم انب السلام فیحمل وجوهاً منها انه کان لا یقعد بهیئة الصلوة الا هذا القدر ولكنه کان بنیاً من اوتیا سراویقل علی القوم بوجهه فیاتی بالا ذکر لئلا یطن الظان ان الاذکار من الصلوة.

ومنها انه کان حیاً بعد حیث یترك الاذکار غیر هذه الکلمات یعلمهم انها لیسب فریصة. والا صل فی الروائب ان یتلی بها فی بیتہ والسرفی ذلك کله ان یقع الفصل بین الفرض والنوافل بما لیس من حسنها وان یکون فصلاً معتدا به یدرک بادی الرأی وهو قول عمرو لمن اراد ان یشمع بعد المکتوبة احسن فانه لم یهلك اهل انکتاب الا انه لم یکن بین صوتهم فصل فقال المسیک ان اصاب الله بک یا ابن الحطاب وقوله صلعم اجعلوها فی بیونکم والله اعلم. (حجة الله البالغة) ۱۱

(ترجمہ) اور اوی یہ ہے کہ ان اذکار کو سنن مؤکدہ سے پہلے اور آخرے یونکہ بعض اذکار میں تو اس کی تصریح ہے جیسے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ "جو شخص نماز مغرب اور نماز صبح کے بعد دوتے اور پانچ موڑنے سے پہلے یہ لے لا اله الا الله الح ورجیے راوی کا یہ قول کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو پنی بلند آواز سے فرماتے لا اله الا الله الح۔ اور بعض اذکار میں خاصہ اس پر دلالت ہے جیسے یہ قول کہ نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔ ربنا حضرت عائشہ کا یہ قول کہ جب آنحضرت ﷺ سلام پھیرتے تو اس سے زیادہ نہیں بیٹھتے کہ اللہم انت السلام الح پڑھیں تو اس قول کے کئی احتمال ہیں ازاں جملہ یہ ہے کہ آپ نماز کی بنیت پر اس مقدار سے زیادہ نہیں بیٹھتے تھے بلکہ دائیں پیائیں مڑ جاتے تھے یا لوگوں کی طرف منہ کر لیتے تھے تاکہ کسی کو یہ نہ ہو کہ اذکار وادعیہ بھی نماز میں داخل ہیں اور ازاں جملہ یہ ہے کہ آپ سوا اللہم انت السلام کے اور اذکار دینا چھوڑ دیتے تھے چوتھوں نے سے یہ عجیب مقصود تھی کہ اذکار وادعیہ فرض نہیں ہیں اور سنتوں میں اصل حکم یہ ہے کہ گھروں میں اذان جائے اور اس سب کا راز یہ ہے کہ فرضوں اور نفیوں میں خاصہ طور پر تفصیل اور فرق ہو جائے جو ظاہری نگاہ سے معلوم ہو سکے اور یہی مطلب ہے حضرت عمر کے اس فرمان کا اس شخص سے جو فرضوں کے بعد متصل سنتیں پڑھنا چاہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ کیونکہ پہلی امتوں کو اسی بات نے ہدایہ کیا کہ فرض اور نفیوں میں ان کے فرق نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن خطاب خدا ان تمہیں درست طریقہ ہدایت فرمایا اور یہی مطلب ہے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا کہ سنتیں گھروں میں پڑھا کرو۔

کتبہ العبد الضعیف محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہ ۱۲۳۲ھ شہان ۱۲۳۲ھ

## تمہ (مخطوطہ)

ایہا الکرام ! کف تعرفون مسئلہ دعاء الا احتساعیہ برفع الیدین دبر الصلوٰۃ  
المکسوبات و تأمین المأموس علی دعائہ " ہل الدعاء بہذہ کیفیہ حرم شرعا ام لا " ان  
جازما الاسدلال علی ذلک " و الا ما الحجة ما علی عدم الحوار " فتی صورتہ عدم الحوار  
احرمونی ما الحوار عن کثرہ علماء اہل السنہ فی رماسا ہذا یدعون اللہ تعالیٰ دعاء احتساعیہ  
دبر الصلوٰۃ المکسوبات برفع الیدین کفتویٰ مولانا اشرف علی تھانوی فی کتابہ بہسنی ربور  
وان لم یسد بالقرآن ولا بالحديث ولا بالفقه و کفتویٰ مولانا مفتی کفایت اللہ الدہلوی کان  
اللہ تعالیٰ لہ حیت حت عندہ حیا عظیمہ فی کتبہ القاس السرعوبہ فی حکم الدعاء بعد  
المکسوبہ و عن حدیث اسود العمری عن ابیہ اخرجہا ابن ابی شیبہ قال صلیت خلف رسول  
اللہ ﷺ الفجر فلما سلم احرث و رفع یدیه و دعا (الحديث) وان حارما الجواب عن حدیث  
رسول اللہ ﷺ اخرجہا البیہقی فی سنن الکبریٰ ص ۱۸۲ ح ۲ عن ابن مسعود قال صلیت خلف  
السی ﷺ کان اذا سلم يقوم (الحديث) و عندہ صلیت خلف ابی بکر کان اذا سلم و تب کاتہ  
علی رصف سنن الکبریٰ ص ۱۸۲ ح ۲ و عن حدیث عائشہؓ کما فی مسلم کان السی ﷺ  
اذا سلم من الصلوٰۃ لم یقع الا مقدار ما یقول الہم انت السلام الخ و عن عدم تعامل الصحابہ  
فی وقت ما فحینئذ ما الحکم علی حدیث اسود العامری المار " ہل ہذہ من احبار الا حاد  
العدول التی کان الامام ابو حنیفہؒ یروہا فیما نعم بہ البلوٰی ام کیف و ایضا ما للکلام علیہا من  
جہۃ الاسناد ؟

نصحاء الحسن انصاری۔ ایل۔ ایس۔ ایم ایف۔ پنجاب میڈیکل افسر بدراہنہ حکومت (مفتقر شہید)  
(جواب) حدیث حضرت انسؓ کان اذا سلم يقوم الخ اور وہ سری حدیث صلیت خلف ابی بکر  
کان اذا سلم و تب کتبہ علی رصف الخ یہ دونوں روایتیں تو حدیث عائشہؓ کے بھی حذف ہیں اس  
میں اذا سلم من الصلوٰۃ لم یقع الا مقدار ما یقول الخ موجود ہے حضرت عائشہؓ سلم کے بعد تھوڑا  
سرا قعود بیان فرماتی ہیں اور حضرت انسؓ کی دونوں روایتیں قعود کی مطابقت میں آتی ہیں اور مسئلہ کی تفصیل  
رسالہ نفاس مرغوبہ میں کر دی گئی ہے اسود عامریؒ کی روایت مجموعہ فتاویٰ عبدالحیؒ سے نقل کی گئی ہے  
مصنف ابو حنیفہؒ کی شیبہ کا نسخہ موجود نہیں ہے ورنہ اس کے صفحہ کا حوالہ دے دیا جاتا۔ اور یہ روایت اثبات  
احتجاب کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

## نواں باب مسافر کی نماز (قصر)

### وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے؟

(سوال) ایک شخص کا وطن اصلی ہو رہا ہے اور پھر اس نے اپنا وطن چھوڑ کر وہاں کو اپنا وطن بنالیا اور وہیں اس کے بال بچے اور اہلیہ ہے غرضکہ مدت سے وہ شخص وہیں میں مع اہل و عیال قیام گزیرا ہے اور وہیں اس کے بھائی حقیقی اور ماں بہنیں مکان اور زمین بھی ہے اور رہتا وہ مدت سے وہیں میں ہے اس شخص کو اپنا وطن میں جانے کے لئے سوائیت ۱۵ ایوم تک ٹھہرنے کے لئے نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا کہ پوری ۹ رسالہ رکعتیں دین اور مؤلف مولوی رکن الدین اوری میں تحریر ہے کہ اگر پہلے وطن میں زمین یا مکان وغیرہ ہوں تو کم نیت اقامت ۱۵ ایوم کے بھی نماز پوری پڑھنی پڑے گی بحوالہ عالمگیری۔ اور حالانکہ شرح وقایہ (۱) میں عبارت ہے۔ فاذا كان للانسان وطن اصلی ثم اتخذ موضعاً اخر وطناً اصلياً سواء كان بينهما مدة السفر اولم يكن يبطل الوطن الاصلی الاول حتى لو دخله لا يصير مقيماً الا بنية الإقامة اور حفظ يبطل پر حاشیہ عمدة الرماۃ میں حدیث منقول ہے يدل عليه ان النبي ﷺ واصحابه لما دخلوا مكة وعروة الفتح و حجة الوداع فصر وافيها مع انها كانت مولدهم ومسكنهم وما ذلك الا لبطلان وطنه باتخاذ المدينة وطناً بالهجرة. عبارت مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اول وطن میں اگر مکان یا زمین وغیرہ ہو تو نماز قصر نہیں ہوگی۔ بیوا تو جہول

(جواب ۵۵۹) وطن اصلی اگر اس طرح چھوڑا جائے کہ اس سے تمام تعلقات منقطع کر دیئے جائیں نہ چہ زمین و مکانات ہوں اور نہ کوئی اہل و عیال میں سے وہاں ہو تو وہ وطن باقی نہیں رہتا اور پھر وہاں نماز پندرہ دن سے کم مدت میں قصر کرنا چاہیے ورنہ وہ وطن باقی رہتا ہے۔ فی العالمگیریہ۔ و يبطل الوطن الاصلی بالوطن الاصلی اذا اسفل عن الاول باهله و اما اذا لم ينتقل باهله ولكنه استحدث اهلاً ببلدة اخرى فلا يبطل وطنه الاول و يتم فيهما (ص ۱۵۱) ولو انتقل باهله و متاعه الى بلد و بقي له دور و عقار في الاول قبل نفى الاول و طاله و اليه اشار محمد في الكتاب كذا في الراهدی (عالمگیری ص ۱۵۱) اور شخص کسی شہر کا مود و مسکن ہونا وطن اصلی کے ثبوت کے لئے کافی نہیں اور آنحضرت ﷺ کا مد میں قصر کرنا اس وجہ سے تھا کہ وہاں آپ کا کوئی گھر وغیرہ باقی نہ تھا۔ يدل عليه قوله عليه السلام هل نرك لنا غسل مراً لا (رواہ بخاری ص ۲۸۸)

(۱) (بيان الوطن الأصلي والإقامة ۲۳۸/۱ ط مکتبہ حقانیہ ملتان)

(۲) (الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱۴۲/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) (باب توريث دور مكة و بيعها و شرائها كتاب المناسك ۲۱۶/۱ ط قدیمی)

(۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم  
(۲) کارڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال) (۱) ایک شخص جہاز میں نوکری ہے آج یہاں کل وہاں ایسا شخص قصر پڑھے یا پوری نماز۔ ایک شہر میں جاتا ہے دو دن جہاز وہاں ٹھہرتا ہے پھر وہاں سے لوٹتا ہے غرض جہاز کی ہی نوکری ہے اور یہی کام ہے۔  
(۲) موٹر میں سیر کرنے کے لئے سو پچاس میل تک جاتے ہیں اور چار پانچ گھنٹے میں جاتے ہیں اور اسی مقدار میں لوٹتے ہیں راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا تو قصر پڑھیں یا پوری خواہ سیر کی غرض سے جائیں یا کسی کام سے۔

(جواب ۵۶۰) ان دونوں صورتوں میں قصر نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ مسافت قصر کا ارادہ کر کے نکلنا قصر کے ثبوت کے لئے کافی ہے، خواہ وہ ٹکن دوامی طور پر ہو یا گاہ بے گاہ اور خواہ زمست کے صیغے میں ہو یا تجارت و سیاحت کے اور خواہ مسافت کئی گھنٹے میں ملے ہو جائے جیسے کہ ریل اور موٹر وغیرہ کے ذریعہ سے ونوں کی مسافت گھنٹوں میں ملے ہوتی ہے۔ وھذا کله ظاہر واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم  
کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

### قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم

(سوال) موضع سٹھلیزہ تحصیل جٹنہ ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے اور موضع وہان سری وکھڑہ و تیوڑہ وغیرہ موضع مذکور سے دو دو تین تین میل کے فاصلے پر آباد ہیں اور مواضع مذکورہ شہر دہلی کے مائن پچان کوس یا اس سے زائد کا فاصلہ ہے مولوی فاروق صاحب کی پیدائش موضع سٹھلیزہ مذکور کی ہے اور اسی موضع میں پرورش ہوئی ایک بھائی، محمد یعقوب صاحب وہیں رہتے ہیں اب مولوی فاروق صاحب دہلی سے مواضع مذکورہ کو سفر کرتے ہیں اور کسی موضع میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت بھی نہیں کرتے مگر مانند مقیم نماز پڑھتے ہیں قصر نہیں کرتے اگر کہا جاتا ہے تو کسی کو یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور کہیں یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں قصر نماز نہیں آئی اور کسی سے کہتے ہیں کہ مجھ پر نماز قصر واجب نہیں کیونکہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں تو صورت مسئلہ میں مولوی فاروق صاحب کا وطن دہلی ہے یا سٹھلیزہ اور ان پر قصر واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو جن مقیم مقتدیوں نے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو جتنی نمازیں مولوی صاحب کے پیچھے پڑھی ہیں ان کا وٹانا واجب ہے یا نہیں اور مولوی فاروق کا یہ کہنا کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور حدیث میں نماز قصر نہیں آئی جس پر موضع تیوڑہ میں احقر کے سامنے روایت ابن عباس سے بحوالہ مشکوٰۃ استدلال کرنا چاہا اور



## ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال) ہم لوگ انجن ڈرائیور ہوتے ہیں برصغیر میں کے اندر اور ہم لوگوں کا کام ہمیشہ سفر کا ہے اور پانچ چھ روز کا سفر ہوتا ہے اور نواری ہم لوگوں کی بارہ گھنٹے کی سہ بارہ گھنٹے کا کرتے ہیں اور بارہ گھنٹے آرام سے سوتے ہیں لمبے سفر کا یہ حال ہے چنانچہ سفر بارہ گھنٹے کا ہوتا ہے وہاں پر ہم لوگوں کو ایک مکان مدت سونے کے واسطے اور ایک باہر پتی ٹانہ مدت سہ گھنٹے کے واسطے ہم لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے اب ہم لوگ اس بات کے خواستگار ہیں کہ ایسی حالت میں ہم لوگ نماز قصر پڑھیں یا پوری نماز پڑھیں؟

المفتی نمبر ۱۰۵۹ محمد رؤف صاحب (رٹون)

(جواب ۵۶۳) آپ کو ایک مہینہ ان کے سفر یعنی ۲۸ میل جانے کی نیت سے سفر کرتے ہیں تو آپ مسافر ہیں اور اگر نیت نہ آپ نے اختیار میں نہیں تو آپ مسافر نہیں ہوں گے اور اس صورت میں پوری نماز پڑھیں گے اور روزہ میں کوئی مشکل نہیں کیونکہ روزہ تو ہر حالت میں (خواہ مقیم ہو یا مسافر) رکھنا جائز ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہوری

## انگریزی میل کے حساب سے مسافت کب سفر

(سوال) سفر کی وہ مسافت جس کے راہ سے قصہ ہوتی ہے انگریزی میل کے اعتبار سے مفتی بہ کتب میں ہیں المستفتین نمبر ۱۳۴۹ اُمید یاس صاحب (متمم ۱) ۱۷ یقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۵ء (جواب ۵۶۴) انگریزی میل کے تقییم میل کی مسافت قصہ نماز کے لئے کافی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہوری

(۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں؟

(۲) جس راستے پر چلے اس کا اعتبار ہوگا۔

(۳) وطن اقامت سے دور گرنے والے کا حکم

(سوال) (۱) قصہ نماز کن صورتوں میں؟ جب سے (۲) ایک مقام ایسا ہے جہاں سے ریل پر سفر کرنے سے فیصلہ زیادہ ہوتا ہے اور قصہ؟ جب ہوتا ہے اور اگر خشکی سے جلیا جائے تو فیصلہ کم پڑتا ہے کوئی صورت

۱۔ میں حرج من موضع الامد فی حد مسرودہ ولایہا من القصر اذ السہ صلی الفرض الرعاوی وکفایت التنبیہ مع شرحہ باب صلاة المسافرين ۱۲۱ ۱۲۳ سعید کراچی

۲۔ واستغیرہ المسووع لاند میں ۱۲۱ ۱۲۳ سعید کراچی و حرج الح (لویہ و شرحہ باب صلاة المسافرين ۱۲۳ ۱۲۴ ط سعید)

(۳) جہاں سے انگریزی ریل پر سفر کرنے سے فیصلہ زیادہ ہوتا ہے اور اگر خشکی سے جلیا جائے تو فیصلہ کم پڑتا ہے کوئی صورت میں مفتی۔ ذیل ۱۲۱ ۱۲۳ سعید کراچی و حرج الح (لویہ و شرحہ باب صلاة المسافرين ۱۲۱ ۱۲۳ ط سعید و حرج الح لویہ ۱۲۱ ۱۲۳ ط سعید)



انتخاب کرنا چاہیے آسانی ریل و سڑک کے ذریعے میں ہے یہ مقام خشکی سے ۲۷ میل اور ریل سے ۵۳ میل پر ہے (۳) ایک شخص ملازم پیشہ ہے اور مکان سے اس کی ذمہ داری فاصلہ پر ہے اور ہیڈ کوارٹر میں جہاں قیام ہے رہنا پڑتا ہے اور وہیں سے دور رہنا ہوتا ہے اس صورت میں قصر کمال سے شمار ہوگا اور دورہ کے سفر میں کہیں مسافت حیدہ ہو جاتی ہے اور نہیں ہم ایسی صورت میں سفر کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۳ ح جی محمد ذریہ صاحب (جونپور) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۷ اگست ۱۹۳۷ء  
(جواب ۵۶۵) جس رات سے سفر کرے اس کی مسافت کا اعتبار ہے جب ۳۶ میل یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر شروع کرتے تو پنی بستی سے نکلتے ہی قصر پڑنا چاہیے ہیڈ کوارٹر جہاں قیام رہتا ہے وہاں سے مسافت سفر کا اعتبار ہوگا وہاں سے ۳۶ میل کا ارادہ کر کے چلنے پر مسافر ہو جائے گا۔  
محمد کفایت اللہ کال اللہ دہلی

سفر کے ارادے سے اسٹیشن پر پہنچنے والا پوری نماز پڑھے

(سوال) زید سفر کے لیے اپنے گھر سے چلنے دہلی اسٹیشن پر ریل میں بیٹھا رہا کہ نماز کا وقت آگیا تو نماز قصر پڑھے یا پوری پڑھنی چاہیے؟ دہلی اسٹیشن بستی میں شمار ہوگا یا نہیں؟  
المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی  
(جواب ۵۶۶) دہلی اسٹیشن شہر کے اندر ہے یہاں نماز پوری پڑھنی چاہیے (۱)

میشہ سفر میں رہنے والے کے لئے نماز کا حکم

(سوال) ہم تیس بچپس آدمی بہار سے مراد نگر ضلع میرٹھ پہنچا فروخت کرنے آتے ہیں یہ مقام ایک سو میل ضلع بہار سے ہے جب ہم اس سے چلے تو یہ نیت تھی کہ دو مہینے مراد نگر اس طرح قیام کریں گے کہ اشراک کو مراد نگر میں رہیں گے اور دن وہاں سے دو چار کوس پر پہنچا فروخت کرنے چلے جائیں گے کبھی جائے قیام پر آجائیں گے اور اتنی ہی دنوں میں رہ جائیں گے مراد نگر ۱۵ یوم مستقل ٹھہرنے کی شروع ہی سے نیت نہ تھی اس پاس آتے جاتے رہنے کا پسے سے قصد ہے اور یہاں ہوتا ہے اس صورت میں قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

(۱) فادافصد بندہ والی مقصد ط س ح ح ح مسرة نفلہ ادا ولہا والاحر دونہا فسلک الطرق الاعد کان مسافر عندہ وان سئل الاقصی من حج مسکریۃ الباب الحمن عشر فی صلاة المسافر ۱۳۸ ط ما حیدہ ومن حرج من موضع إقامة قصد مسرة ح ح ح ولہا من اقصی المسرة صلی الفرض الرعی رکعتی الحج (التوبہ وشرحہ باب صلاة المسافر ۲، ۱۲۱ تا ۱۲۳ ط سعید)  
(۲) کیونکہ قصر کے لئے پنی بستی یا شہر سے تجاوز کرنا شرط ہے ومن حرج من عمارة موضع إقامة من حاکم حروحد وان لم یحاور من الحاکم الآخر الحج (التوبہ ح ح ح باب صلاة المسافر ۲، ۱۲۱ ط سعید)

المستفتی نمبر ۱۵۹۷ اصغر حسین (ضلع بنجور)

۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۶۷) یہ لوگ گھڑت سو میل کی مسافت کا قصد کر کے چلنے سے مسافر ہو گئے اب جب تک کسی ایک مقام میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کریں مسافر ہی رہیں گے لہذا یہ اس حالت میں نماز قصر پڑھتے رہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں

(سوال) (۱) مسافر مقتدی کو ظہر یا مغرب کی جماعت میں دو رکعتیں میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد بقیہ رکعتیں کیوں پوری کرے ان میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہیں؟

(۲) مغرب کی نماز سفر میں قصر پڑھیں اور رات کو پونے گیارہ بجے اپنے گھر پہنچ گیا تو اس کو نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا وہ عشاء کی پوری نماز پڑھے؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۶۸) (۱) باب دوم رکعتیں بھری جیٹی سورہ فاتحہ اور سورت پڑھ کر نماز پوری کرے (۲)

(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں ہے اس کی تین رکعتیں مقیم اور مسافر دونوں کے لئے ہیں۔ اور جب عشاء کے وقت سفر ختم ہو گیا تو عشاء کی پوری نماز پڑھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کرے؟

(۳) سفر میں سنتوں کا حکم

(سوال) (۱) امام مسافر ہے اس نے قصر نماز پڑھی اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو مقیم مقتدیوں کو بقیہ دو رکعت کس طرح پوری کرنی چاہیے سورہ فاتحہ پڑھے یا خاموش رہے؟

(۲) سفر میں نماز قضا ہو گئی گھر پہنچ کر قصر کرنی چاہیے یا پوری نماز پڑھنی چاہیے؟

(۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازم ہیں یا نہیں اور سنت قصر پڑھے یا پوری؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(۱) ولا يزال على حكم السفر حتى يبرى لامة في بلدة او قرية خمسة عشر يوم او اكثر كذا في الهداية (عالمگیری) باب صلاة المسافرين ۱/۱۳۹ ط ماجدیه

(۲) وأما قضاء المسافرين بالمقيم فتصح في الوقت و مع الح (الدر المختار) باب صلاة المسافرين ۲/۱۳۰ ط سعید (والمسوق من سفره الإمام بها أو سعتها وهو مسافر حتى يشي و يعود و يقرأ و يقضى أول صلاته في حق القراءه و آخرها في حق التشهد الح (الدر المختار) باب الإمامة ۱/۵۹۶ ط سعید

(۳) واحذر بالحرص عن السنن والبر والبر على عن الفجر والمغرب (رد المختار) باب صلاة المسافرين ۲/۱۲۳ ط سعید

- (جواب ۵۶۹) (۱) مسافر امام کے متقدم ہوں تو امام کے دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد وہ کھڑے ہو جائیں اور اپنی دو رکعتیں پڑھیں۔ اگر میں ان رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھیں خاموش رہیں (۱)
- (۲) سفر کی قضا نماز قصر ادا کرنی چاہئے (۲)
- (۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازمی نہیں اگر موقع ہو تو پڑھ لے سنتوں میں قصر نہیں چار رکعتوں کی نماز چار رکعتیں ہی پڑھے (۳)
- محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی

### ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے

- (سوال) مد زمین ریلوے سٹیشن انجن ڈرائیور وغیرہ جن کا کہ سفر تقریباً ساٹھ میل سے غایت ڈیڑھ سو میل تک ہوتا ہے اور وہ لوگ دوسرے سے یہ قیاس کیا چوتھی روز تک اپنے مکان پر واپس آجاتے ہیں ایسی حالت میں قصر واجب ہے یا نہیں؟
- المستفتی نمبر ۲۳۶۰ نبی احمد خاں (آگرہ)
- ۷ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۶ جولائی ۱۹۳۸ء
- (جواب ۵۷۰) ہاں حالت مذکور میں قصر کریں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی

(۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے

(۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر کر باتیں کیں

(۳) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں اس طرح ادا کریں؟

- (سوال) (۱) ایک شخص لکھنؤ کا رہنے والا جو کافی عرصے سے جی دس پندرہ سال سے دہلی میں رہتا ہے اب وہ دہلی سے کلکتہ جاتا ہے وہاں جا کر وہ قلم نماز پڑھتا ہے چارپانچ روز کے بعد صرف ایک روز کے لئے دہلی آتا ہے تو کیا اس کو دہلی میں نماز قصر پڑھنی چاہیے؟
- (۲) جس پر قصر نماز واجب ہے وہ کسی مامور موجودگی میں نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں جب کہ اس نے اعلان نہ کیا ہو کہ میں مسافر ہوں اور دست پڑھ کر اس نے دونوں جانب سلام پھیرا اور مقتدیوں نے بھی سلام

(۱) وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت و بعدہ فإدام المقیم إلى الإتيان لا يقرأ (التنوير و شرحه باب صلاة المسافر ۲ ۱۲۹ ط سعید)

(۲) والقضاء بحکم ای يشانه الاداء سفر و حصر الا انه بعد ما يقرر لا يتغير الح و فی الشامية ' ای لو فاته صلاة السفر و قضا فی الحصر (باب صلاة المسافر ۲ ۱۳۵ ط سعید)

(۳) ویاتی المسافر بالسنن ان کاد فی حال امن و قرار والا بانکد فی خوف و قرار لا یاتی بها الح (التنوير و شرحه باب صلاة المسافر ۲ ۱۳۱ ط سعید)

(۴) ولا یرا فی حکم السفر حتی لا یلا فی بلدة أو قریه الح (عالمگیریۃ الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر ۱ ۱۳۹ ط ماجدیہ)

پھیر کر اور آپس میں بات چیت کرنے لگے کہ دو رکعت ہوئی ہیں امام نے کہا کہ تم اپنی دو رکعت پوری کر لو میں مسافر ہوں اس نیت سے مقتدیوں نے نماز بغیر سجدہ سو کے ہو گئی یا نہیں؟

(۳) امام جو مقیم تھا اس سے نمازیوں نے پوچھا کہ ہم نے سجدہ سو نہیں کیا نماز ادا ہو گئی یا نہیں تو مسافر امام نے کہا کہ نماز ہو گئی سجدہ سو کی ضرورت نہیں؟

(۴) زید جو کہ دہلی کا رہنے والا تھا وہ کسی کام کی وجہ سے سہارنپور جاتا ہے اور وہاں اس نے بالکل نماز نہیں پڑھی واپس دہلی آکر وہ اتنے ایام کی نماز پڑھ کر سفر میں گزرے قصر پڑھے گا یا پوری ادا کرے گا؟

المستفتی نمبر ۲۷۵۵ غیاث الدین دہلی۔ ۲۷ ربيع الثانی ۱۳۶۳ھ

(جواب ۵۷۱) (۱) دہلی میں آکر اس نے وطن اختیار نہیں کیا جب ایک روز کے لئے دہلی آئے گا تو قصر پڑھے گا (۱)

(۲) جن مقتدیوں نے سلام کے بعد باتیں نہیں کیں اور اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سو کر لیا ان کی نماز ہو گئی اور جنہوں نے باتیں کر لیں ان کی نماز نہیں ہوئی (۲)

(۳) اگر مقتدیوں نے امام کے سلام کے تلفظ کے بعد سلام پھیرا تو ان کو سجدہ سو کرنا واجب تھا (۳)

(۴) سفر کی نماز حضر میں دو رکعت قساک جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## بحری جہاز کے ملازمین کے لئے نماز کا حکم

(سوال) جو آدمی سمندر میں ہمیشہ جہاز پر نواری کرتے ہیں اور ان کے واسطے کوئی گھر مقرر نہیں ہے اور جہاز بارہ میل کے اندر اندر روزانہ دو بار تابت اور ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب ان کو اس جگہ سے بدل کر دوسری جگہ لے جاوے تو وہ نماز قصر پڑھیں گے یا نہیں؟

(جواب ۵۷۲) اگر بارہ میل کے اندر ہی رہ رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں کبھی مسافر نہ ہوں گے مسافر ہونے کے لئے ایک دم چھتیس میل کے اندر کا ارادہ کرنا ضروری ہے (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(جواب) (از مولانا سید عظیم الدین صاحب مجددی سنی دارالافتا جامع مسجد ناخدا گلکٹ) ہو اموفق۔

(۱) یہ نہ وطن اقامت سفر شروع کرنے سے پہلے و وطن الإقامة یطل لوط الإقامة و بإشاء السفر ھکذا فی السیر (عالمگیریہ صلاۃ المسافر ۱/۹۴ ط ماحدہ)

(۲) و یفسدھا الکلم و هو الصبح و غیرہ الخ (التویر و شرحہ) باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیہا ۶۱۳/۱ ط سعید

(۳) و سلم الإمام قام إلى القضاء و لم یجد کون عامدا فسدت و إلا لا ولا سجود علیہ إن سلم سهوا قبل الإمام أو بعد و إن سلم بعده لم یجد لکونه مفردا صحیح (تحریر) باب سجود السهو ۸۲/۲ ط سعید

(۴) و القضاء بحکمى أى يشاہ الاداء سیرا حصر الا أنه بعد ما تغور لا یغیر الخ (التویر و شرحہ) باب صلاۃ المسافر ۱۳۵/۲ ط سعید (۵) من خرج من مریح و قد قصد مسیرة ثلاثة أيام ولما لیها من أقصر أيام السنة الخ (التویر و شرحہ) باب صلاۃ المسافر ۱۲۲/۲ ط سعید

مجیب صاحب کو جواب میں غلط فہمی ہوئی کہ انہوں نے دریا کو محل اقامت سمجھا حالانکہ دریا محل اقامت نہیں درخت (۱) ص ۷۳۷ میں ہے۔ فیقصر ان نوی الاقامة فی اقل من نصف شهر او نوی فیہ نكن فی غیر صالح کبحر انہی ہند متحیہ ہے کہ جہاز پر نوکری کرنے والے ملاح وغیرہ جن کی رہائش بھی جہاز پر ہی ہوتی ہے ہمیشہ قسہ پر تین کے نوادہ میل کے اندر جہاز ہے یا ایک ہی جگہ کچھ زیادہ مدت تک رہنے کا اتفاق ہو جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم ہو یا نہ ہو چنانچہ رد المحتار (۲) ص ۷۳۷ ج اقل فی المحتبی والملاح مسافر الا عند الحسن و سفينة ليست بوطن آہ بحر، وظاهره ولو كان ماله واهله معه فیہا ثم رایتہ صریحا فی المعراج انتہی واللہ اعلم۔

کتبہ السید محمد تمیم احسان بیدی عفا اللہ عنہ۔ ۲۹ رمضان ۱۳۵۵ھ

(جواب الجواب ۵۷۳) (از سنہ مفتی اعظم) میرے جواب کا مدار تو اس امر پر تھا کہ جب تک مسافر قرار پا کر قصر کی شرط پوری نہ کرے وہی شخص نماز قصر نہیں پڑھ سکتا اور مسافر قرار پانے اور قصر کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین دن میں مسافت قطع کرنے کی یکدم نیت کرے اگر یکدم تین دن کی مسافت قطع کرنے کی نیت نہ ہو تو چار دن ساری عمر چلتا رہے اور ساری دنیا کا سفر کر لے مگر نہ وہ مسافر قرار پائے گا نہ اس کے لئے قصر جائز ہوگا اس میں یہ ہے۔ واما الثانی (ای شرط القصر) فهو ان يقصد مسيرة ثلاثة ايام فلو طاف الدنيا من غير قصد الى قطع مسيرة ثلاثة ايام لا يترخص انتہی (بحر الرائق) ۳۰ سوال میں بھی اس امر کی تہمت تھی کہ جن دنوں کے متعلق سوال ہے وہ سمندر میں روزانہ بارہ میل کے اندر سفر کرتے ہیں اور میں نے جواب میں بھی اس صورت کو صراحتہ ذکر کر دیا تھا کہ اگر بارہ میل کے اندر ہی دورہ رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں۔

جہازوں کے ملازم جو کویوں میں کام کرتے ہیں اور جہازوں پر دس دس بارہ بارہ میل تک روزانہ آتے جاتے ہیں وہ ملازمت کے وقت بھی مسافر ہوتے ہوں تو محل تعجب نہیں لیکن ایسے ملازمین کی بڑی تعداد ایسی بھی ہوتی ہے جو ملازمت کے وقت مسافر نہیں ہوتے مثلاً ہلکتہ کے باشندے یا ہلکتہ کے گروہ نواح (مسافت سفر کے اندر) کے باشندے ہلکتہ کی گودی میں اگر ملازم ہوں اور ان کو ان جہازوں میں جو کنارے پر کھڑے ہوتے اور ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں اور ملازمین کی رہائش کے لئے ہی استعمال کئے جاتے ہیں جگہ دیدی گئی اور وہ اس میں رہتے ہیں اور جہازوں پر کام کرنے لگے اور روزانہ دس بارہ میل کے اندر جانے آنے لگے تو ایسے لوگ کسی وقت مسافر نہیں ہوتے اور ان کو ہمیشہ نماز پوری پڑھنی چاہیے اور تہ وقتیکہ وہ کسی وقت یکدم تین دن کی مسافت کا قصد نہ کریں نہ چلیں نہ مسافر ہوں گے اور نہ ان کو قصر پڑھنا جائز ہوگا

(۱) (باب صلاة المسافر ۱۲۵/۲ ط سعید)

(۲) (باب صلاة المسافر ۱۲۶/۲ ط سعید)

(۳) (باب المسافر ۱۲۹/۲ ط بیروت لبنان)

میرے جواب کا یہی مطلب تھا اور میں اسی کو صحیح سمجھتا ہوں لیکن اگر مولانا عظیم الاحسان ان لوگوں کو بھی محض اس وجہ سے کہ وہ سمندر میں جہاز میں رہتے ہیں بغیر اس کے کہ وہ مدت سفر کی نیت کر کے چلیں مسافر قرار دیتے ہیں تو یہ بات میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔

دریا کے کنارے کشتی میں رہنا حکم سفر لگانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ و اشار المصنف الی ان الیة لا بدان تكون قیل الصلوة ولذا قال فی التجیس اذا افتتح الصلوة فی السفینة حال اقامة فی طرف البحر فقلها الريح وهو فی السفینة ونوی السفر یتیم صلوة المقیم عند ابی یوسف خلافاً لمحمد انتھی (۱) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ محض کشتی میں چلا جانا کسی کو مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ اس شخص پر جو کشتی میں نماز شروع کرے قصر لازم ہوتا خواہ مزید سفر کی نیت کرے یا نہ کرے حالانکہ اس جزئیہ میں اس کی نیت سفر جو اثائے نماز میں کی گئی غیر معتبر قرار دیکر پوری نماز اس پر لازم کر دی گئی۔

اور تمام فقہانے مسافر بننے کے لئے تین دن کی مسافت کا قصد کرنے کے بیان میں بھی مسافت فی البر و فی البحر دونوں کا ذکر کیا ہے۔ ص حاور بیوت مصرہ مرید اسیر اوسطاً ثلاثة ايام فی بر او بحر او جبل انتھی۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ کشتی میں جانا اور رہنا ہی مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ سمندر میں تین دن کی مسافت کی شرط جواز قصر کے لئے نہ ہوتی۔ (نا تمام)

## دسواں باب

### قضا نمازیں

قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں اس کا طریقہ کیا ہے؟

(سوال) قضائے عمری نماز کب اور کس طرح پڑھی جائے؟

(جواب ۵۷۴) قضائے عمری کے نام سے جو نماز مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے آخر میں ایک نماز باجماعت یا علیحدہ علیحدہ قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ نماز عمر بھر کی قضاء نمازوں کے لئے قنم مقام ہو جاتی ہے یہ تو بدعت اور باصل ہے شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصل نہیں (۲) ہاں اگر کسی کی کچھ نمازیں رہ جاتی رہی ہوں تو ان کو پڑھ سکتا ہے اگر ان کا شمار معلوم ہو تو اس کے موافق اور صحیح

(۱) (باب المسافر ۱۳۹/۲ ط بیروت لبنان)

(۲) وما یقل أن الإمام قضی صلاة عمره انه لم یصح ذلك عن الإمام فیرجح کراهة القضاء لتوهم الفساد (رد المحتار) باب الوتر والوافل ۳۷۲ ط سعید (۳) قال فی الدر المختار "کثرت لقوات نوى أول طهر علیه أو آخره" (الح) (باب قضاء لقوات ۷۶/۲ ط سعید)

تعداویاد نہ ہو تو اندازہ سے ان کا شمار متعین کر لے اور پھر ان کو ایک دفعہ یا آہستہ آہستہ ادا کرتا رہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ زمانہ ہونے کے اندر چھوٹی ہوئی نمازوں کا پورا کرنا فرض ہے ہر نماز کو قضاء کرتے وقت مثلاً اگر فجر کی نماز پڑھتا ہے تو اس طرح نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی نماز پڑھتا ہوں اسی طرح روز فجر کی قضا کرتے وقت یہی نیت کرے یہاں تک کہ سب نمازیں پوری ہو جائیں۔

### فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے توبہ کافی نہیں

(سوال) زید نے بڑی عمر میں نماز روزہ شروع کیا تو کیا نماز روزہ قضاء کرے یا خالی توبہ سے معافی ہو جاتی ہے؟ المستفتی نمبر ۶۵۸ بمیدانی، خانہ مصطفیٰ، ۷ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء  
(جواب ۵۷۵) جتنی نمازیں روزہ قضا ہونے میں تھیں ان کی قضا کرے صرف توبہ کافی نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

### فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کریں؟

(سوال) فائتہ نماز کو ہر نماز کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اگر ہر نماز کے ساتھ ادا نہ کرے اور ب ترتیب ادا کرے تو جائز ہو گا یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۹۴۴ محمد متصو، احمد خاں (تانبوے) ۲۹ مئی ۱۳۵۵ھ ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء  
(جواب ۵۷۶) فائتہ نمازوں کو ہر نماز کے ساتھ ساتھ ادا کرنا لازم نہیں مگر جس قدر جلدی ادا کرے کرے ایک وقت میں متعدد نمازیں قضا پڑھ سکتا ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

### قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں

(سوال) رمضان شریف میں آخری جمعہ کو قضائے عمری بارہ رکعت باجماعت پڑھتے ہیں یہ نماز کس کے لئے ہے پنج وقت نمازی کے واسطے ہے یا کہ ہر ایک کے لئے اور یہ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) فی حکم الواجب بالامر، وهو بوعاد، داء، وهو تسلیم عین الواجب بسببہ الی مستحقہ وقضاء وهو إسقاط الواجب بمثل من عده (حسامی) فصل فی حکم الواجب ص ۳۷ ط' التأخیر بلا عذر کثیر لا تترال بالقضاء بل التوبة (درمختار) قال الشامی "أبی بعد القضاء أما بدوہ فلأخیر بق فلم تصح التوبة منه لأن من شروطها الإقلاع عن المعصية (باب قضاء الفوائت ۶۲/۲ ط سعید)

(۲) لأنه علیه السلام أخرها يوم الحديق ثم الأداء ذلك أن المشرکین شعلوا رسول الله ﷺ عن أربع صلوة يوم الحديق حتى ذهب من الليل ما شاء الله فأمر بالآلافاد ثم أقام فصلى الظهر ثم أقام فصلى العصر ثم أقام فصلى المغرب ثم أقام فصلى العشاء الخ (رد المحتار) باب قضاء الفوائت ۶۲/۲ ط سعید

المستفتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم ملا جی صاحب۔ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ الماریج ۱۹۳۷ء  
(جواب ۵۷۷) یہ قضائے عمری کی نماز اصل ہے اور جماعت سے پڑھنا جائز ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(سوال) زید اپنی عمر بھر کی نمازیں جو قضا ہو چکی ہیں ادا کرنا چاہتا ہے وہ کونسا طریق اختیار کرے وہ پچ میں  
پچھ نمازیں پڑھتا بھی رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۲۳ الملک محمد امین صاحب (جامدھر)

۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۷۸) جس قدر نمازیں یاد میا تدریں پڑھ سکتے ہو پڑھتا رہے ہر نماز کے ساتھ اول یا آخر ہی نماز  
قضا پڑھ لیا کرے یہ بھی جائز ہے مگر یہ صورت جب ہے کہ قضا یقینی ہو ورنہ عصر و فجر کے بعد اور فجر طلوع  
ہونے کے بعد نہیں پڑھ سکے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### عصر کے بعد فوت شدہ نمازوں کو پڑھنا جائز ہے

(سوال) ایک شخص کی چھ نمازوں سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہیں تو اس کو بعد نماز عصر وہ نمازیں پڑھنا جائز  
ہے یا نہیں؟ المستفتی نظیر الدین امیر الدین (املیرہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۵۷۹) فرض نماز کی قضا عصر و فجر کے بعد بھی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ

(سوال) متعلقہ قضائے عمری

(جواب ۵۸۰) قضائے عمری جو مہم طور پر پڑھی جاتی ہے یہ بیکار ہے (۳) قضا شدہ نمازوں کا تخمینہ کریا  
جائے اور اس کے موافق ادائی جائیں ہر قضا نماز کی نیت اس طرح کرے کہ میرے ذمہ جتنی فجر یا ظہر کی

(۱) ولا تعد عد توهم الفساد للہی وما نقلہ الامام فقی صلاۃ عمرہ الخ (الدرا المحتار) باب الوتر والوافل ۲ ۳۷ ط

(۲) قضاء یقینی نہ ہونے کی صورت میں یہ نفل ہوگی اور نفل ان اوقات میں پڑھنا مکروہ ہے ویکرہ ان بتصل بعد الصحر حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی یغرب الخ (مندیہ باب موافیت الصلاۃ ۸۵۹ مکمہ شرکۃ علمبیہ ملتان) کثرت القوائت بوی اول طہر عبیہ او آخرہ الخ (الدرا المحتار) باب قضاء القوائت ۲ ۷۶ ط سعید

(۳) وکروہ نفل بعد صلاۃ فجر و صلاۃ عصر ولا یکرہ قضاء فائتہ ولو و تر (التویر و شرحہ کتاب الصلاۃ ۳۷۵/۱ ط سعید)

(۴) ولا تعد عد توهم الفساد (الدرا المحتار) باب الوتر والوافل ۲ ۳۷ ط سعید کثرت القوائت بوی اول طہر عبیہ او آخرہ الخ (الدرا المحتار) باب قضاء القوائت ۲ ۷۶ ط سعید



نمازیں ہیں ان میں سے پہلی یا کچھلی نماز ادا کرتے ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(المجمیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کے ذمہ پانچ چھ سالہ نمازیں قضاء ہیں اب وہ اس نیت سے فائزہ نمازیں ادا کر چکا ہے کہ اول فجر و ظہر و عصر و مغرب و عشاء کے فرائض و واجبات سے جو میرے ذمہ ہیں وہ نمبر وار ادا کرتا ہوں کیا یہ صورت ٹھیک ہے؟

(جواب ۵۸۱) وہ گزشتہ قضا شدہ نمازیں اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ جو نماز ادا کرے اس کی نیت اس طرح کرے کہ یہ نماز جو میں پڑھ رہا ہوں مثلاً فجر تو فجر کی تمام نمازوں میں سے جو میرے ذمہ ہیں سب سے پہلی یا سب سے کچھلی نماز فجر پڑھتا ہوں اسی طرح ہر نماز کی نیت کرے (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ)

قضائے عمری کی حقیقت

(المجمیۃ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) بلاد خراسان میں ایک نماز مروج ہے جس کو قضائے عمری کہتے ہیں طریقہ ادا مختلف ہے بعض پانچ نمازیں بذان و جماعت پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعت نماز نفل باجماعت ادا کرتے ہیں اور نفل کی نیت یہ کرتے ہیں۔ نوبت ان اصلی اربع رکعات تقصیر او تکفیر المافات منی من جمیع عمری صلوٰۃ نفل الخ اور جواز کے ثبوت کے واسطے جو عبارت نقل کرتے ہیں ان کتابوں کا نام فتاویٰ واجدین نسف ہے جس میں لکھا ہے کہ ”ہر کہ با کند ازین نماز ضل و مضل است و از دائرہ اسلام خارج است“ اور حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ ”یہ سات سو نمازوں کا کفارہ بلکہ آباؤ اجداد کی نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے“

اور ایک حدیث شریف ابو داؤد ص ۱۲۵ مطبوعہ قدوری واقعہ دہلی کی نقل کرتے ہیں۔ ”کل صلوٰۃ لا یتیمھا صاحبھا تتم من تطوعہ“ اور نفل باجماعت جائز ہونے کے لئے حوالہ تفسیر روح البیان سے نقل کرتے ہیں اور یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ نفل باجماعت چونکہ مکروہ تنزیہی ہے اور ہمارے ملک یعنی عجم میں چونکہ آیۃ الکرسی انا اعطیناک الکوثر کا پڑھنا نہیں جانتے اس لئے عجم کے واسطے اس میں جماعت تولی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ نفل باجماعت احیاناً مکروہ ہے یہ تو سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اس لئے جائز ہے۔ (جواب ۵۸۲) یہ نماز جس کو قضائے عمری کے نام سے ادا کیا جاتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں رائج ہیں کہیں پانچ نمازیں اذان و اقامت کے ساتھ اور کہیں چار رکعت نفل باجماعت ادا کی جاتی ہے محض بے اصل اور اختراعی ہے شریعت مقدسہ میں اس کی اصل نہیں نہ کسی حدیث میں آئی نہ صحابہ کے قول یا فعل سے

ثابت ہے نہ مجتہدین امت کے منقول فتویٰ واجہدین کئی کوئی غیر مشہور اور غیر معتبر کتاب ہے اس میں اگر واقعی یہ لکھا ہے کہ ”ہر کہ باکند ازین نماز ناس و مشعل است و از دائرہ اسلام خارج است“ تو وہ کتاب یقیناً نہ اور خود اس حکم کی مستحق ہے یونکہ اگر وہ اسلام سے خارج ہونے کا حکم قطعاً کے انکار پر دیا جاسکتا ہے اس نماز کا ابھی ثبوت ہی نہیں ہوا چہ جائیکہ اس کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے۔

کوئی ایسی حدیث کہ یہ نماز سات سو نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے، ہر کی نظر میں نہیں ہے جو صاحب ایسی حدیث بیان کرتے ہیں، اس کی سند اور حوالہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس حدیث میں اس قضائے عمری کی مختلف صورتوں میں سے کس صورت کا ذکر ہے؟ اور دوسری صورت جو گنہگار کی گئی ہے وہ کہاں سے لی گئی ہے ابو داؤد ابی داؤد روایت ہے اس نماز کا کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں وہ تو تمام عبادت میں فرائض کے نقصان کو حضرت حق تعالیٰ اپنی رحمت سے نوافل سے پورا فرمادے گا نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا زکوٰۃ اور وہ نوافل سال بھر کے نوافل کو شامل ہیں ان خاص تاریخ کے نفلوں میں یہ خاصیت کہ وہ عمر بھر کی نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا یہ اس حدیث کے کہاں ثابت ہے؟

نفل باجماعت حنیفہ کے نزدیک سوائے ان چند نمازوں کے جن کی قصہ میں تردید گئی ہے (مثلاً تراویح و نماز کسوف) مکروہ ہیں کسی منتہی کتاب میں قضائے عمری کا نہ ذکر کیا گیا ہے نہ اس کی جماعت کو کراہت کے حکم سے مستثنیٰ کیا گیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ مکروہ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی ہو بہر حال وہ ممنوع شرعی ہے اور جو چیز شرعی ممنوع ہے اس میں ثواب کی امید رکھنی احکام شریعت کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے جس چیز کو شریعت منع کرتی اور مکروہ بتاتی ہے اس میں ثواب کیسا؟ اگر ثواب ہوتا تو وہ ممنوع اور مکروہ کیوں ہوتی؟ کیا شریعت ثواب کے کام کو بھی منع کر سکتی ہے؟ نیکی کا کام ہی ہے جو اصول شریعہ کے موافق ہو ورنہ تو تمام عبادت ظاہری کی کام ہی ہوتے ہیں لیکن چونکہ شرعاً حاکم اسلئے ہوتے ہیں اس لئے وہ ناجائز اور ممنوع قرار دیئے جاتے ہیں۔

پس اس مصنوعی قضائے عمری کو ترک کرنا ہی شریعت کے موافق ہے کہ یہ بدعت ہے اور بے اصل اور ناقابل اعتقاد اور فساد عقیدہ کو مستلزم ہے انکار کرنے والے ہی حق پر ہیں اور کوئی نفل نماز فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتی نہ چار رکعت نفل سے چار رکعتیں ظہر یا عصر کی معاف ہو سکتی ہیں چہ جائیکہ سیکڑوں یا ہزاروں نمازوں کی قضاء کے قائم مقام ہو جائے نیز معاف تو تو قیسی ہے جس کے لئے صاف و صریح آیت یا حدیث ہونی چاہیے محض قیاسی طور پر یہ ثابت نہیں ہو سکتا اور حق تو یہ ہے کہ کوئی قیاسی دلیل بھی اس نماز کے لئے نہیں ہے۔ (۱)

واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ له

قضائے عمری کا مروجہ طریقہ بے اصل ہے

(الجمعیتہ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) اخیر جمعہ رمضان میں قضائے عمری کے طور پر اوقات خمسہ کی نماز کے بعد نماز جمعہ پڑھنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ نماز تمام قضاء نمازوں کا اندر ہے یہاں تک صحیح ہے؟

(جواب ۵۸۳) یہ نماز جسکو قضائے عمری کے نام سے ادا کر کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک نماز تمام عمر کی قضاء شدہ نمازوں کے قائم مقام ہو گئی ہے اصل بے اصل اصول شرعیہ کے خلاف ہے لہذا واجب الترتیب ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کنویں سے مراد بوجانور نکالتو پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

(سوال) کنویں میں سے کوئی جانور چھو، پھٹا نکلے تو سر پانی نکال جائے اور تین دن تین رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے تو ان نمازوں کا اعادہ کس وقت کس طرح نیت کی جوئے آیا قضا کے فقط کے ساتھ یا خود اعادہ کا لفظ نیت کرنے میں کہے؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں - جگن پور

(جواب ۵۸۴) تین دن کی نمازوں کا اعادہ کا حکم مفتی یہ نہیں ہے جس وقت سے مروہ جانور نکلے اسی وقت سے کنواں نپاک قرار دیا جائے اور اعادہ کی نیت میں فقط اعادہ کہنا لازم نہیں ہے قضا کی نیت کافی ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گیارہواں باب

(نماز وتر و دعائے قنوت)

امام دعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) وتر میں امام دعائے قنوت پڑھنے کے بجائے پچھلے سے رکوع میں چلا گیا مقتدی لکھنے سے رب اور اللہ آبر کہ تو امام رکوع سے واپس ہوا دعائے قنوت پڑھ کر پھر رکوع کر کے آخر میں سجدہ سو کر آیا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

(جواب ۵۸۵) رائج یہی ہے کہ نماز سب کی ہو گئی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قال فی الغتہ عن امی سمر فیس بقضی صیوت عمرہ من عمر افتاءہ شنی یومہ الا حیاط فون کون لأجل القضا والکراہۃ فحس وان لم یکن لدن لا یقضی عسکریۃ باب قضاء العوائت ۱/ ۱۲۴ ط ماحدہ

(۲) و یحکمہ سجدہا من وقت الخروج ان غمہ ولا یقصد یوم ولدہ لہ یصح ولہ یصح ومن ثلاثہ اہام ولہا لہا یصح او یصح سجدہا ولا من وقت یعم فلا یلزمہ شنی من فہ قل " وہ یقنی " السور و شرح کتاب الطہارۃ فصل فی البئر ۱/ ۲۱۹ ط سعید

(۳) کما لو سجد عن صیوت فکع فہ لو عاد وقت لا یقصد عنی الاصح (رد المحتار باب سجود السہو ۲/ ۸۴ ط سعید)

وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت

(سوال) وتر کی نماز میں قبل قنوت رفع یدین کا کیا سبب ہے؟

(جواب ۵۸۶) رفع یدین قنوت کا سبب شرعی یعنی دلیل قطعی دریافت کرنا مقصود ہے تو یہ اب یہ ہے کہ بخاری نے جزء رفع یدین میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت کی ہے عن الاسود عن عبداللہ ابنہ کان یقرأ فی احو رکعة من التور قبل هو اللہ ثم یرفع یدیه فیقیت قبل الركعة (آثار السنن) ۱، اور بخاری نے اسی جزء رفع یدین میں حضرت عمر سے بھی قنوت میں ہاتھ اٹھانا یہ ایت کیا ہے۔ عن ابی عثمان قال کما وعمر یوم الساس ثم یقیت ما عند الركوع یرفع یدیه حتی ید و کفاه ویخرج صعبہ (آثار السنن) ۱، اور اگر رفع یدین کی حدیث یعنی وجہ عقلی دریافت کرنا مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ رفع یدین سے مقصود تبریٰ ماسویٰ اللہ ہے، قنوت کے معنی دعا کے ہیں اور دعا سے مراد عرض حاجت کی امولیٰ ہے پس قنوت یعنی عرض حاجت سے پہلے، سوئی اموں سے تبریٰ کر لینا خلاص ہووینا کی علامت اور مفضی الیٰ اجابت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ اتم و احکم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل کیسے

(سوال) وتر کے بعد نفل اور عتیمیں بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے اور بہتر ہے یا کھڑے ہو کر؟ اور ان دونوں میں سنت کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۶ محمد رفیق صاحب مدرسہ ۲۲ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۳۳ء  
(جواب ۵۸۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا آخستہ سنت ہے ۱، مگر حضور ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پوری نماز کا ثواب ملتا تھا اور ہم کو بیٹھ کر پڑھنے میں دھاتو اب متا ہے ۲، لیکن اگر کوئی شخص ان نفلوں کو بیٹھ کر ہی پڑھے تاکہ حضور ﷺ کے فعل کی مطابقت رہے اور آدھے ثواب کو ہی پسند کرے تو اسے اختیار ہے اور جو کھڑے ہو کر پڑھے پورے ثواب کا مستحق ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (باب رفع یدین عند قنوت التور) ص ۱۶۹ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۲) (باب رفع یدین عند قنوت التور) ص ۱۶۱ مکتبہ امدادیہ ملتان

(۳) عن عائشة قالت "کان رسول اللہ ﷺ یوتر بہ یرکع و رکعتین یقرأ فیہما" وهو جالس "فإذا أراد ان یرکع فقام فیکع الحدیث (آثار السنن) باب الکرکعتین بعد التور ص ۷۲ امدادیہ ملتان وعن ابی امامۃ عن النبی ﷺ "کان یصلیٰ ہا بعد التور" وهو جالس الحدیث (آثار السنن) باب رکعتین بعد التور ص ۹۷۳ ط امدادیہ

(۴) ویضمن مع قدرته علی القیم قعداً "بحر غیر النبی ﷺ علی لصف إلا بعد الحج (الدر المحتار) باب التور والوافل ۳۷/۲ ط سعید



میں قل هو الله احد پڑھتا ہے تو نماز میں کسی قسم کی کراہت تو واقع نہیں ہوئی؟  
المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۹۱) درمیان میں صرف سنت پھوڑنا بہتر نہیں خلاف اولیٰ ہے دوسری میں تبت پڑھے اور تیسری میں قل هو الله احد۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا ذہلی

(۱) تارک واجب گناہ گار ہے

(۲) وتر واجب ہے یا نہیں؟

(۳) وتر کا تارک گناہ گار ہے

(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟

(۵) عیدین کا تارک گناہ گار ہے

(سوال) (۱) واجب کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟ (۲) نماز وتر واجب ہے یا نہیں (۳) وتر کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں (۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟ (۵) عیدین کی نمازوں کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟  
المستفتی نمبر ۶۱۶ محمد ولی اللہ صاحب (پندرہ سنی) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۰ م جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۲) (۱) واجب کا تارک اس شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اس فعل کو واجب قرار دیتا ہے (۲) نماز وتر میں امام ابو حنیفہ سے تین روایتیں ہیں (۱) یوسف بن خالد نے امام ابو حنیفہ سے یہ روایت کی کہ وتر واجب ہیں اور نوح ابن ابی مریم نے یہ روایت کی کہ وتر سنت ہیں اور حماد بن زید نے یہ روایت کی کہ وتر فرض ہیں اور امام محمد اور امام یوسف کے نزدیک وتر سنت ہیں۔

(۳) ہاں امام ابو حنیفہ کے مذہب رائج ہیں وجوب وتر کے لحاظ سے تارک وتر گناہ گار ہے (۴) مگر دوسری روایت صحیح اور قول صاحبین پر گناہ گار نہیں کرچہ مستحق مدمت ان کے نزدیک بھی ہے۔

(۴) عیدین کی نماز میں بھی امام ابو حنیفہ سے وجوب اور سہیت کی دونوں روایتیں ہیں اور امام محمد نے بھی اس کے متعلق سنت کا لفظ استعمال کیا ہے (۵)

(۱) وکثرہ تہیہاً اجماعاً ثلاث باب ان تدرب طویلاً وقصراً ولا اعتبر الحروف والكلمات ویکثرہ القصص سورة قصيرة وان یقرأ مسکوت بح (السور و شرحه) فصل فی القراءة ۵۴۲ تا ۵۴۶ ط سعید

(۲) ان السنة المؤکدة والواجب متساويان رس فی استحقاق الاثم بالترك الح (رد المحتار باب العیدین ۲ ۱۷۷ ط سعید) هو (الواجب) فی عرف الفقهاء عبارة عن سنت وحوثه بدلیل فیہ شبهة (و يستحق بتركه عقوبة لولا العذر) قواعد الفقه ص ۵۳۹ ط الصدف پبلشرز کراچی

(۳) عن ابي حنيفة في الوتر ثلاث روايات في رواية فريضة وفي رواية سنة مؤكدة وفي رواية واجب (عالمگیریة) الباب الثامن فی صلاة الوتر ۱/۱۱۰ ط ماجدیہ

(۴) ان السنة المؤکدة والواجب متساويان رتبة فی استحقاق الاثم بالترك الح (رد المحتار باب العیدین ۲ ۱۷۷ ط سعید) (۵) قال فی التبیور "تحت صلاتهما علی من تحت علیہ الجمعة الح (باب العیدین ۲ ۱۶۶ ط سعید)



## وتر کا ثبوت

(سوال) ہر کی تعداد نے اپنے نبی کی معرفت عوام میں دانتوں فرمایا ہے۔ فاسسلوا اہل الد کو ان کتبہ لا نعصون۔ سو اس آیت کے تحت ہم پوچھتے ہیں اہل اندکرت کہ وہ کسی حدیث میں فروع یا آثار مقبول ہیں جن سے یہ پتہ چلے کہ آنحضرت نے جب کہ تین وتر پڑھے دوسری رکعت میں تشہد کے لئے آپ بیٹھتے ہوں ورتیسری رکعت میں قبل دو رکعتوں کے رفع یدین کی اور اس کے متعلق اگر کوئی روایت تو منیت فرمائی جائے کہ اس کتاب کے دونوں سے نسخہ پر اس کتاب کے ثبوت ہو ورنہ اللہ کے نبی نے فرمایا جس نے میرے ور میرے صحابہ کا طریقہ اختیار کیا وہ اس فرقہ نابیہ میں سے ہیں۔

المستطبی نمبر ۲۵۸ مسند فی البدع جامع مسجد اہلی ۸ رجب الاول ۱۳۵۹ھ ص ۱۷۱ پر ۱۹۰۰ھ جواب ۵۹۴) شیخ مسلم شریف میں حضرت عائشہ کی ایک طویل روایت ص ۱۵۳ میں ہے جس کا یہ جملہ یہ ہے وکان یقول فی کل رکعتیں التحید وکان یقرش رجله الیسری ویصب رجليه الیمینی یعنی آنحضرت نے ہر دو رکعتوں پر تحیہ یعنی تشہد کیا اور حضور بیاں پاؤں نکھاتے اور ویاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

ور ترمذی شریف ص ۱۵۰ میں ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ الصلوٰۃ مشی مسی تشہد فی کل رکعتیں التحید یعنی آنحضرت نے ہر دو رکعتوں پر تشہد کیا (یعنی نوافل) ہر دو رکعتوں پر تشہد ہے۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ہر دو رکعتوں پر تشہد پڑھنا نماز کا مقررہ ہے اور حضور ﷺ نے یہی ہم کو تعلیم فرمائی۔ شریف میں حضرت عائشہ کی روایت میں آنحضرت ﷺ کی صلوٰۃ تہجد دو تہجد یا دو رکعتیں میں تحیہ فرمائی گئی ہیں کہ پہلے چار پڑھتے تھے آخری تین رکعتیں وتر کی دو رکعتیں اور مسلم شریف میں حدیث ہے کہ وہ جب اس میں دو رکعتیں ہوتا تھا دوسری پر اور پھر تیسری پر جنس روایت میں یہ جو یہ آیا ہے کہ نہیں ٹھیک تھے مگر آخر میں اس کی تفسیر حضرت عائشہ کی وہ روایت کرتی ہے جو نسائی اور مستدرک حاکم میں ان الفاظ سے آئی ہے۔ کان رسول اللہ ﷺ لا یسلم فی رکعتی الوتر (کذا فی آثار السنن) یعنی آنحضرت نے وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیلتے تھے۔ مصعب یہ کہ جن حدیثوں میں امر بتیہ پڑھنے کی ہے اس میں ٹھیک سے سلام پھیلتے تھے کہ جن میں امر بتیہ ہے وہ یہ مصعب ان سے کہنا کہ حضور ﷺ کا فعل حضور ﷺ کے اس قول کے خلاف نہ ہو جو مسلم میں روایت میں فی کل رکعتیں التحید کے الفاظ سے موجود ہے اور ترمذی میں تشہد فی کل

(۱) کتاب ما یجوز فی الصلوٰۃ و فی فتح بہ ۱۹۴۱ قدسی کتب خانہ کراچی

(۲) (باب ما جاء فی التخصیع فی الصلوٰۃ ۸۷ ص سعید)

(۳) (باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ ۱۵۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

۴۔ نسائی کتاب کف الوتر ص ۱۹۱ ط سعید۔ ابن ماجہ کتاب الوتر ص ۱۶۹ ص مدادہ سنن









کے ساتھ یا لا تعین؟ شبینہ ایک رات میں کرنا جائز ہے یا تین راتوں میں؟

المستفتی ۳۰۲ فقط محمد عزیز اللہ اجمیر۔ ۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ ۲ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۰۰) بلا تعین دے دیا جائے اور نہ اپنے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہو تو یہ صورت اجرت سے خارج اور حد جواز میں داخل ہو سکتی ہے شبینہ کی دونوں صورتیں بوجہ ان عوارض کے جو پیش آتے ہیں اور تقریباً لازم ہیں مگر وہ ہیں کہ پرچہ کے درمیان سب کے سب مناسب ہوں اور نہ نیت عبادت شوق سے پرچہ میں اور ان میں تعین رات میں اختیار نہ ہو۔ ۵۰۔ محمد کا شیت امدان مد۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس رکعت تراویح ثابت ہے یا نہیں؟

(۲) کیا حضرت عمرؓ موجود تراویح ہیں؟

(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا یا نہیں؟

(سوال) (۱) حضرت زکریاؑ کے تیس رکعت تراویح کی کوئی حدیث آتی ہے یا نہیں؟

(۲) موجود تراویح حضرت محمدؐ فریق نے نبی بن عبد تمیم داری کو رمضان میں جماعت کو کتنے رکعت تراویح کا حکم دیا تھا؟

(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا یا نہیں؟ چونکہ یہ کی شریعت اسلامی میں نیز مجلی شرع میں مسموم ہیں کہ یزید بن رومان نے عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

المستفتی نمبر ۴۳۱ بدلتار (شیخ بلاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۰۱) (۱) و (۲) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تیس رکعت تراویح ثابت ہے سب سے یزید محمد بن عبد قحطی یزید بن رومان انوش بن عبد اللہ مسعود بن شداد بن مدہ بنہ جماعت ثابت ہے (قیم نہیں)۔

(۲) حضرت عمرؓ موجود تراویح نہیں ہیں یہ غلط تراویح ثابت ہے آئندہ تراویح ثابت ہے اور نہ حضرت عمرؓ موجود جماعت ہیں یہ غلط آئندہ تراویح جماعت سے پر مانی ہے حضرت عمرؓ نے یہ فرائض

(۱) و بحسب المسکوات ہذا مد اللہ ۵۰ اندر سحر صحت سورج ۲ ۶۷ حد سعید

(۲) عن صاحب من یزید قال "کانو یقولون غنی عبدہ عن صاحب فی سحر رمضان عشرین رکعة لحديث في  
سعودی فی کشف الغمہ وکانو یقولون فی اول رمضان عشرین رکعة وکان ما مہم من صاحب  
تمیم الداری ثم ان عمرؓ أمر بفصلها ثلاثا وعشرين رکعة ثلاث ثلاث سب ورا رستور لا مر علی ذلك فی

النعيق الحسن علی اندر المساب فی التراويح عشرین رکعة ص ۲۰۵ ط امدادہ ملک

فہم یزید بن رومان نہ بدلتار عشرین رکعت لحديث في سحر رمضان عشرین رکعة في سورج عشرین رکعة ص

۲۰۵ ط امدادہ ملک

(۳) عن عروۃ بن رشید حیدر بن یزید مد حرج مدہ فی حوف المد فی مسند وحمی حسن ص ۲۰۵  
فصیح لیس وحدثوا فاجتمع اکثر مہم فقصوا معہ الحديث اقرار المساب باب جماعہ التراويح ص ۱۹۹ ط

مد



## ایک سلام کے ساتھ پندرہ رکعت تراویح

(سوال) ایک شخص نے تراویح میں پندرہ رکعت نماز ایک سلام سے اس طرح پڑھی کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ اولیٰ کیا اور اخیر میں سلام پھیرا۔ یہ جائز یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۹-۵ اربع الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۴) نماز تو ہوتی لیکن رات کی نماز میں آخر رکعت کے زیادہ رکعتیں ایک امامت پر حسن خلاف سنت ہے اس لئے نماز میں کراہت آئی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

## پندرہ رکعات تراویح کا ثبوت

(سوال) عن جابر قال صلى رسول الله في رمضان ثمان ركعات ثم اوتر (فتح الباری مطبوعہ دہلی) گزارش ہے کہ مندرجہ بالا حدیث کی نصحت یہ عدم نصحت تحریر فرمایا مشہور فرمایا میں اگر صحیح یا حسن ہو تو غلط سمجھتا یا حسن بخیر اور اگر ضعیف ہو تو ضعیف تحریر فرمایا میں ورنہ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں عباس بن علی رضی اللہ عنہما روایت میں سے مان لی کرتا ہے

المستفتی نمبر ۸۷۹-۵ شیر احمد خان (سیانوت) ۳ اربع الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب) (زنا ب مثنیٰ صاحب) یہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی گئی ہے ہذا آخر رکعت تراویح تو آٹھ رکعات کی سنت حقیقہ ہے اور پندرہ رکعت تراویح بھی آٹھ رکعات کی سنت ہی ہے کیونکہ آٹھ رکعات کی حد کا فرمان ہے علیکم بسبعمائة صلاة والحمد لله رب العالمین اور پندرہ رکعت تراویح پڑھنے کا قول و عمل مورعہ کا اثر تو غریب ہے اور ان پندرہ رکعت کے پڑھنے میں آخر رکعت بھی پڑھی جاتی ہیں جو کہ بعینہ آنحضرت ﷺ کی سنت حقیقہ ہے فتاویٰ شامی میں ہے (۲) قوله وهي عشرون ركعة هو قول الجمهور وعليه عمل الناس شوقا وعروبا الح جلد اول ص ۵۲ فقط والله اعلم

حبیب المرسلین غفرلہ نائب مفتی

## سوال مثل بالا

(سوال) ذندہ نے حضور سے ایک سوال کیا تھا جو کہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء کو کیا و آپ کا نمبر ۸۷۹ ہے جواب

۱۔ فی التوبہ و سورۃ وہی عشرون رکعة عشر بسبعمائة صلاة ثم اوتر بعد ان كان سبعمائة ركعة بحمد الله  
وہی الشامة لا يحق ما فيه لسبحته بسورۃ مع سبعمائة ركعة او باذنه غفرلہ في فضل الطوع بالا للح  
محبت صلاة بسورۃ ۵۲ ط سعید ۲۔ من احب ما سجد الحمد او اسجد سجدتين ص ۵۲ ص ۵۲ محمد  
کتاب حاشیہ کراچی

(۳) (مبحث صلاة التراويح ۵۰۲ ط سعید)

پر آپ سے دستبرد نہیں ہیں ہر دو بارہ آپ کو تھیف لیتا ہوں، اب مفتی صاحب نے حضرت جبریلؑ کی حدیث  
”شیخ فرمایا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟“

سہستفتی نمبر ۱۰۱۵ اشیر احمد خاں (سیالکوٹ) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۵) (از نائب مفتی صاحب) حضرت جبریلؑ کی روایت کی شیخ غلطی سے ہوئی ہے ہم و معلوم  
نہیں کہ فتح الباری کے اس باب میں یہ حدیث ہے آپ پر اپنی تحریر کیجئے حبیب احمد سلیم مفتی غفر  
حضرت جبریلؑ کی روایت ”فقوہ فی اسما“ کی روایت میں اس باب میں ہے؟ پورا پورا تحریر کیجئے؟  
ثم کفایت معانی ابدیہ

### تراویح کے بارے میں چند احادیث کا ثبوت

(سوال) تمام ہاں تراویح کی تعداد میں اختلاف پیدا ہوا ہے بعض آئمہ رکعت ۲۰ سنت ثابت ہیں و  
بعض ۲۱ رکعت و فریقین نے جناب کے فیصلہ پر رنما منہ کی خاطر کی نے امید ہے کہ آپ امور مستندہ وہ  
مختصہ جو بارساں فرما رہے ہیں وہ امور مستندہ اس مشورہوں کے

(۱) نماز تراویح آپ کی تحقیق میں ۲۱ رکعت سنت ہے یا ۲۰ رکعت؟ (۲) حدیث عائشہؓ ماکان یزید فی  
رمضان ولا فی غرہ الحدیث آپ کی تحقیق میں تہجد کے بارے میں ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز نے  
اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے تراویح کے بارے میں (۳) حدیث جبریلؑ جس میں آئمہ رکعت نماز اور تہجد کے  
جس میں ۲۱ رکعت جاریہ منکر حدیث اور ضعیف روایت آپ کی تحقیق میں شیخ بن یوسف (۴) حدیث  
ابن عباسؓ جس میں ۲۱ رکعت تراویح کا ذکر ہے یا صحابہ و تابعین و دیگر ائمہ ۵ مثل سے تقویت دیتا ہے یہ  
نہیں؟ (۵) حدیث صائب بن یزید جس کو شافعی نے اخرج کیا جس میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں ۲۱  
رکعت تراویح پڑھنے کا ذکر ہے اس و نووی و قیام محمد شین نے شیخ ماب آپ کی تحقیق میں شیخ بن یوسف  
نہیں؟ یوہ اتوجرو المسسعی نمبر ۱۷۱ ابو یوسف محمد شریف (شیخ سیالکوٹ)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۶) (۱) تراویح کی ۲۱ رکعتیں مسنون ہیں میرے نزدیک رنج کی ہے (۲) حدیث  
عائشہؓ صلوٰۃ لیل کی تہجد کے ساتھ متعلق ہے (۳) حدیث جبریلؑ کو صحیح ابن حبان سے نقل کیا گیا ہے اور

۱ وہی عشرون رکعة عشر سبباً فی فعلہا سبباً فی فعلہا لکن شیخ صحت کفرہ فی لسانہ و وہی عشرون  
الجمہور و عبہ عمل الناس شرقاً و غرباً الخ (مبحث صلاة التراويح ۵۶ ط سعید)

۲ قل من ححر و طہر لی ان الحکمة فی عدم الیادہ علی احمدی عشرہ ال اسہجد و یوم المحض صلاۃ من  
و فر ص السہر الطہر وہی اربع و عصر وہی اربع و المغرب وہی ثلاث و ترالیہر فاسب ان یكون صلوۃ لیل کصلوۃ  
السہر فی لعدد حمدة و تفصیلاً فی شرح السری باب کیف صلاۃ السی ۱۷۳ صلی سلس ۱۷۳ ط  
مصر





ایک اشکال اور اس کا جواب

(سوال) گزارش ہے کہ آپ کا جواب نمبر ۵۷ موصوں ہوا۔ جو با معروض ہے کہ جس حدیث و جناب شیخ تحریر فرما چکے ہیں اس کو دوبارہ نہ شیعہ اہل سنت فہمات ہیں جس ایک دفعہ دارالافتاء سے ہمیں یہ اخطار پہنچ چکے ہیں کہ ”یہ حدیث سنن ترمذی کی تراویح کے بارے میں صحیح ہے“ تو پھر یہ وجہ ہے کہ دوبارہ آپ بات سے کام چلانا چاہتے ہیں۔ آپ فرمائیں کہ میرے دستخط ہمیں تو اس کے متعلق غور سے کیا گیا ہمارے مفتی صاحب آپ۔ آپ کے نام دارالعلوم کا ہے آپ کا پتہ پس دوسرے دن جو دخل ورمعقولات سے مراد بالفرض اگر آپ نے مندرجہ بالا حدیث کے متعلق کو فرمایا ہے تو ہماری گزارش سن رہے ہیں۔  
جواب مرحمت فرمائیں۔

اوس آپ کا مندرجہ بالا فتویٰ۔ دوم صاف ہی ہے کہ اس نے مقدمہ فقہ الہادی مطبوعہ دہلی یعنی ۱۹۱۷ء میں اس  
سند سے تصحیح فرمائی ہے کہ ہم جو حدیث فقہ الہادی میں مذکور ہیں کہ اس شرط ذکر نہیں ہے کہ وہ  
حدیث یا تو صحیح ہوگی یا حسن ہوگی۔ اقطار خط ہواں بشرط الصحة او الحسن سوم ص ۱۰۷ میں نے  
میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ میں ہی حدیث کو اس سند سے نقل فرمایا ہے جس سند سے امام محمد بن حنفیہ  
نے روایت کیا ہے فرق دونوں میں کھرف ایسی قدر ہے کہ اس سند میں بجائے محمد بن حمید کے جعفر بن حمید  
ہیں اس کے بعد علامہ صالب نے اس کی سند کی نسبت فرمایا ہے۔ اسناد وہی۔ چہارم مولانا عبدالحق لکھنوی  
نے موطا امام محمد کے حاشیہ (التعلیق المجد) میں حضرت جابرؓ کو اس روایت تحریر فرما کر لکھا ہے۔ ہذا۔ موطا  
امام محمد باب تیمم رمضان (۱)

المستفتی: ۱۹۶۱ھ ۱۱ ذی قعدہ شریف (سیالکوٹ) ۶ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۸) مدرسہ مینیہ کے دارالافتاء میں تمام استفتے میرے نام ہی آتے ہیں میں جتنے فتوے کا جواب خود مجھے ملتا ہوں کہنتوں بقی جو بے ناب مفتی مولانا حبیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں یہ فتوے اس کا آپ فرماتے ہیں ان کا لکھا ہوا تھا میں نے دیکھا بھی نہیں تھا بے آپ کا دوسرا خط آیا تو میں نے اس سے دریافت کیا اور جسے فتوے پر اس کی نقل دیکھی اور حدیث جبر کی سند کی تحقیق کی تو یہ بات مجھے تحقیق کے معلوم ہوئی جو میں نے آپ کو لکھ کر پہنچائی۔

حدیث جدید کی سند کے متعلق شک و یقین۔ علماء میں یہ نقطہ اٹھتا ہے۔ سادہ و سطر  
میں اس سادہ صحیح تو نہیں تھا اور حافظہ لان خبر کے فتح لہاری میں ذکر کرنے کے بھی صحت و عدم نہیں  
کیونکہ وہ حدیث حسن بھی ہے۔ اس میں سند میں ایک مجروح راوی موجود ہے۔ تو

۱. باب فیم رمضان، ص ۱۳۸ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

٢ وفي سنده ليس قلت "مداره على عيسى بن حنيفة" قال بن معين عنه مكر وفان ليس  
مكر الحديث وحاء عنه مقروك "وقال أبو زرعة" لا بأس به ، وقال أبو داود "مكر الحديث" قال بن حجر في  
تقريب "فيه ليس الخ (العقب الحسن) آثار الحسن باب الترويح بشان ركوب ص ٢٠٢ ط اصدادية

تہ حکم مشکل ہے موانع عبدالحی کے ہذا اصح کہنے سے بھی زمر نہیں کہ فی حدائق بھی صحیح ہے نہ احتیاج میں نہ فی مراد ہوتی ہے ہاں ان جہان نے اس کو اپنے حق میں درنہ کیا اس سے تو بھی ملکتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہوگی راوی کے جرح و تعدیل میں اختلاف ہونے کی بنا پر حدیث مستضعف میں بھی یہ ختم ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت مددکان اللہ لا ۱۰۱

نور اکرم ﷺ سے کتنی رکعات ثابت ہیں؟

موال ( کیا حضور ﷺ سے نماز تراویح رمضان شریف میں گیارہ رکعات مع وتر ثابت ہے یا کہ بیسعت؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبدالعزیز مشین والا (ضلع سیالکوٹ)

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

جواب ( ۶۰۹ ) تراویح کی رکعات کی تعداد میں ایک روایت سے تیس اور دوسری روایت سے گیارہ تیس معلوم ہوتی ہیں امت کا عمل صحابہ کرام کے زمانے سے تیس یا اس سے زیادہ معتاد پر رہا ہے محمد کفایت مددکان اللہ لا ۱۰۱

مقتدیوں کے حال کے مطابق کی جائے

( ۱ ) قریب ہر دھند میں حفاظ نے مفتیہ سور پہ ایک میٹھی قلم کر کے یہ وجہ بتلاتے ہوئے کہ اس سے شریف پختہ ہو جائے گا یہ بیان کیا ہے۔ مسلمانوں کو گروانہ دھانی پارہ تراویح میں سنائیں اور وہ طریقت کے فی مسجدوں کو مقرر رہوں اور ہر ایک حافظ ایک ہی سو پارہ کو دس تراویح میں سند سے ایک حافظ ہر چھ دن میں سو پارہ ہو جائے اور مقتدیوں کے لئے دھانی ہو جائے میں سرچہ کثر مقتدی اپنی ناقوتی نہ پڑھائی پارہ تراویح میں سننے پر راضی نہیں ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر تم واپس قرآن شریف پڑھنا سو رہے تو اس کی اور صورتیں جو سنتی ہیں بارہ مہینہ اور گروعدوہ تراویح کے سنوں میں بوقت تہجد کے ایک دودو کو سنو مگر حفاظ ان صورتوں کو نہ مانتے ہوئے ورنہ برائی کرتے ہیں کہ اگر تم کو سننا ہے تو ہمارے طے کئے ہوئے کے موافق دھانی پارہ ہی سنو ورنہ ہم نہیں سنتے ہر چند ان کو بھشتی زیور پیرہ دکھا کر بھیجا جاتا ہے کہ تمہاری اس صورت میں جہالت مہیوتی ہے اور اسی مسجد میں بغیر قرآن شریف کے رہ جاتی ہیں مگر وہ نہیں مانتے یہی صورت میں اگر مقتدی الہ نور کھفت تراویح پڑھنا شروع دیں تو کیسا ہے؟ قرآن سنت قرآن لازم آتا ہے یا نہیں اور ثواب میں ہی ہوتی ہی نہیں؟ نیز ان حفاظ سے بعض ڈاڑھی منڈاتے ہیں اور بعض بیچگانہ نماز کے پوری طرح پسند نہیں ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ

جو روپیہ ملے کرتے ہیں ان کی امانت تراویح میں کیسی ہے ان صورتوں میں حفاظ کی خدمات اور اذھائی پارہ ہی نہیں تشکیل دے سکتے انہیں نہ دینیں یہ امانت کا نہیں کرتے ہونے الہ تر کفایت پر ہے۔  
المستفتی نمبر ۱۲۳۵ امیر الدین صاحب۔ قصبہ سرودھند۔ ضلع میرٹھ

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۰) حفاظ کی یہ خدمت اور مقتدیوں کی مرضی کے خلاف جبراً اذھائی پارہ پر حن اور جماعت سے تفرق اور امتیاز کی پروا نہ رہنا وہی بات ہے وہاں میں یقیناً نہ وہ مرتتب ہوں گے بلکہ مقتدیوں کی رہنمائی کے خلاف امانت برتنے والے کے حق میں جنت کی امید بھی وردے امر ضعیف و ناتواں اس طرح عمل کے خلاف الہ تر کفایت تراویح اور میں تو ان کے حق میں کوئی امر بہت نہ ہونے کی امر مندرجہ ذیل اور نماز فرض کے بارے اور چھپے ہوئے امر کے لئے حفاظوں کی امانت ضرور ہے۔ ان کے پیچھے قرآن سننے سے نہ سنا اور نہ تراویح پڑھنا بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان احمدی۔ دہلی

### شبینہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں ہر سال ماہ رمضان کی انیس سویر اور تیسریں شب ان دو راتوں میں شبینہ پڑھا جاتا ہے بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ شبینہ ایک عیارات میں یا تین راتوں میں ہونا چاہیے؟  
المستفتی نمبر ۱۲۳۶ قاضی صاحب الدین صاحب (کامیاب)

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ ۲۳ رمضان ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۱) شبینہ کوئی ثابت شدہ چیز نہیں ہے کہ مساجد میں جماعت کے ساتھ کیا جاتا ہو اور سننے والے اور پڑھنے والے شوق سے نہیں اور یہ انہیں تو قیامت میں نعمت کے طور پر دیا جائے گا۔  
جائیں محمد کفایت اللہ کان احمدی۔ دہلی

### مروجہ شبینہ کا حکم

(سوال) ایک زمانہ میں ایک شب میں چند آدمی قرآن شریف ختم کرتے ہیں جس کا نام شبینہ رکھا جاتا ہے اور اس میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں آیا یہ فعل حضور آرم ﷺ نے یا کسی صحابی نے کیا ہے کیا ہے؟

(۱) قل فی التوبہ "و یکرہ امامہ محد و اعرابی و فاسق" الح (باب الإمامة ۱، ۵۵۹ ط سعید) و التوبہ مع شرحہ و من ھ قوما و ہم لہ کراہون ان الکراہۃ لحد فہ کراہ لہ ذلک تحریم لحديث أبی داود "لا یقبل اللہ صلاۃ من یتعدہا و ھم بہ کراہون" الح باب الإمامہ ۱، ۵۵۹ ط سعید و لھم مبرہ سہ و لا یرک بحم لکس یؤد لکس فی الاحتار لا فیصل فی رمد شر ما یصل علیہم مع (لدر المحار مبحث صلاۃ سورج ۲، ۵۶ ط سعید)  
۲ ولا یحکم فی فی من ھم بہ مصلیہ مع عاسکری باب سورج فی نہ کر و نہ سورج ۵، ۳۱۷ ط  
محدہ کونہ



و تحقیق بتایا کرتے ہیں کہ میں متعین ہوں کہ جتنی باتیں میں نے کہا ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی منسوب کیا گیا ہے (۴) حدیث ابن عباسؓ سرچہ ضعیف ہے مگر اس کی تائید دوسری روایت سے دراصل مستعد ہوتی ہے (۵) سب بن یزید بن روایت کرتے ہیں محمد کفایت مدکان اللہ (۶) شرف رقی پر میں نے یہ ہوتا ہے

(۶) مدرسہ امینیہ اسلامیہ دار الفکر دہلی

اجوبہ کے پانچوں نمبر صحیح ہیں جہاں تک مجھے یاد ہے کچھ کمی نشی نہیں ہے ورنہ میں اس پورے جواب کی صحت کا التزام کرتا ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### سفر میں تراویح کا حکم

(سوال) سفر میں قصر تو لازم ہے لیکن تراویح پھر یہ ضروری ہے یا نہیں؟ یہ بھی معاف ہوں

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

(جواب ۶۱۴) تراویح کی تاکید نہ میں نہیں رہتی موقع ہو تو پڑھ لے بہتر ہے اور موقع نہ ہو تو نہ پڑھ لے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

### جتنی رکعات فاسد ہو میں ان میں پڑھنی ہوئی منجز کا اعادہ کیا جائے

(سوال) امرتسر میں چوک فرید میں ایک مسجد ہے اس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے صاحبزادے قرآن مجید پڑھتے ہیں میں بھی وہیں نماز تراویح پڑھتا ہوں انہوں نے جہد کی آیت پڑھنے سے قبل یہ خیال کر کے کہ یہ جہد کی آیت ہے جہد برا یا چہرہ جہد کی آیت پڑھنے پر جہد کیا کیا مگر انہوں نے جہد نہ کیا یہ اسلام کے بعد میں نے ان سے کہا کہ قرآن جہد سو رنایا ہے تو کیونکہ اس وجہ سے ہو پڑھتے ہیں جہد نہ کر رہے ہیں کسی فرض میں تاخیر ہو جانے سے جہد ہو رتا وادب ہو تا ہے چونکہ تم نے جہد نہ کیا ہے اس سے تم ان دنوں رخصتوں کا اعادہ نہ چاہیے نماز وادب پڑھنی کی اور چھوٹی کی سہرت پڑھنی کی بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب نماز وادب کی ہے تو پھر قرآن بھی پڑھنا چاہیے دونوں رخصتوں میں پڑھنا یہ تھا میں نے ان سے کہا کہ چونکہ قرآن ترتیل کے ساتھ قنوت و رقی کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس سے قرآن کی وہی آیت پڑھنے کی ضرورت نہیں مجھے بھی کچھ شبہ ہو کیا اب آپ یہ شبہ دور فرمادیتے ہیں نہ؟ نہ نماز کا اعادہ نہ یہ قرآن کا نہیں یہ یہ درست ہے قرآن کے اعادہ کی تو ضرورت نہیں





تیس رکعت تراویح پر، نمزہ اربعہ کا تحقق

(سوال) زیدہ بحر کا تجھزایہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ تراویح کی نماز صرف آٹھ رکعت ہیں حضرت عمرؓ نے نہ تو تیس رکعتیں پڑھیں اور نہ پڑھنے کا حکم یہاں تک کہ ثابت دینے پر میں بھی تیس رکعت پڑھوں گا اب آپ کی خدمت میں بحر کی عرض یہ ہے کہ مذکور سوال کا جواب شرع سے ویں کوئی حدیث تحریر فرمائیں تو کتاب کا نام اور صفحہ بھی درج فرمائیں ؟ المستفتی نمبر ۲۱ امیر المؤمنین صاحب گاندھولہ ضلع کشور (مدراں)

۲ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ ۵ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۱۹) تراویح کی تیس رکعتیں میں تیس سے کم کا پڑھنا، مومن میں سے کوئی قائل نہیں۔ تیس سے زیادہ کے امام مالک اور امام شافعی قائل ہیں

تیس رکعت والی روایت نماز تہجد کے متعلق ہے اور نماز تہجد تراویح سے جدا ہے۔ مؤصداً مالکؒ میں یہ روایت ہے۔ عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی رمضان عسرون الحطاب فی رمضان ثلث و عسرون رکعة ۶ یعنی یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے انصاف کے زمانے میں تیس رکعتیں پڑھتے تھے (یعنی تیس تراویح اور تین وتر) محمد کفایت مددکان مدللہ دہلی

پندرہ سال والے لڑکے کے پیچھے تراویح کا حکم

(سوال) پندرہ سال سے کم اور بارہ سال سے زیادہ نہ والے بچے کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۳۴ حافظ محمد اسماعیل صاحب (اگرہ)

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۲۰) پندرہ سال سے کم عمر کا لڑکا اگر باغ ہو جائے (مثلاً اسے احدم ہونے لگے) تو اس کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر پوری ہونا ضروری ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ مدللہ دہلی

حضور ﷺ سے کتنی رکعات تراویح ثابت ہے ؟

(سوال) حضور کریم ﷺ نے ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کتنی رکعتیں پڑھائی ہیں ؟ ثابت مستند حدیث سے ہو

۱۔ وہی عسرون رکعة لح سورہ قل شامی و هو ثوب حسنین و غنم غنم الدس سورہ و عروا بح و ص ۱۵۲ ط سعید

(۲) موطا الامم مالک باب ما جاء فی قیام رمضان ص ۹۸ ط مبر محمد کتب خانہ کراچی

۳۔ بلوغ العباد لا حرام و لا حلال و الا لیس فی حدیثنا شیء یحییٰ یتیم لکل مہمب حسنی عسرون رکعة فی شعی، مدر سجود کتب الحجر فتن سورہ علاء لا حرام ۱۵۳ ص سعید



المسننی نمبر ۳۰۰۲۔ ناشر شہ صدر مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ۔ شعبان ۱۳۶۲ھ  
 (جواب ۶۲۱) نماز تراویح کے بارے میں امام نے فرمایا کہ نماز میں ہر وقت سے پڑھائی جاتی ہے اور  
 جماعت کے اجتماع اور اس میں شریعت کے احکام اور مباحات کے بارے میں تعلیم اور نماز پڑھائیں حضور  
 شریف نہیں کے اور فرمایا کہ یہ خوف ہو کہ یہ نماز میں فرشتے نہ ہو جائے (۱) چنانچہ تراویح کی نماز  
 میں جماعت کے ساتھ نہ اس رمضان کے باقی یا میں حضور اور مہاجرین نے پڑھائی نہ حضرت ابوبکر صدیق  
 کے زمانہ مبارک میں جماعت سے پڑھی گئی اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بھی کئی سال ایک جماعت  
 قائم نہیں ہوا پھر حضرت عمرؓ نے جماعت تراویح کا اتمام یا در حضرت عائشہؓ کی دعا پر تراویح میں  
 متعین فرمایا۔

رمضان المبارک کے تیسرے روز تک صادق کے قریب تک تراویح کی نماز صحابیوں میں بات  
 اختلاف ہے کہ حضور ﷺ نے تراویح میں کتنی راتیں پڑھیں تھیں یا نہیں؟ یہ بات متفق علیہ ہے کہ تیسرے روز تک تراویح  
 صادق تک نماز پڑھی گئی صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہوا کہ آج آخر کی صلا کا موقع ہے  
 یا نہیں؟

الشریعتوں کے احکام اور تراویح میں حدیث و آثار اور احادیث میں اختلاف ہے۔  
 بعض روایتیں ثابت ہوتی ہیں کہ تراویح میں ہر روز ایک رکعت پڑھائی جاتی تھی اور بعض روایتیں  
 ضعیف و شذیذ اور باوجود راجح و معتبر کے کمال سے دور ہو جاتا ہے (۲) حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ  
 حضرت علیؓ کے زمانہ مبارک میں تراویح کی تراویح میں کتنی رکعتیں پڑھی جاتی رہیں اور اسی پر تمام امت کا عمل رہا  
 بات تک کہ تراویح میں کتنی رکعتیں پڑھیں تھیں؟ یہ زیادہ سے زیادہ ایک رکعت ہی ہے۔ تراویح میں ہر روز  
 ان روایت کو تلقی ائمہ بالقبول کی قوت حاصل ہے اور اس وجہ سے ضعیف شدہ نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دلی

۱۔ ابن عساکر، ص ۱۰۰۔ صبی فی المساجد، قصیدہ حسن بن حبیب بن شاذل، فکر ساری بن حبیب بن شاذل، ص ۱۰۰۔  
 خروج لیس، ص ۱۰۰۔ صبی فی المساجد، قصیدہ حسن بن حبیب بن شاذل، فکر ساری بن حبیب بن شاذل، ص ۱۰۰۔

۲۔ ابن عساکر، ص ۱۰۰۔ صبی فی المساجد، قصیدہ حسن بن حبیب بن شاذل، فکر ساری بن حبیب بن شاذل، ص ۱۰۰۔  
 خروج لیس، ص ۱۰۰۔ صبی فی المساجد، قصیدہ حسن بن حبیب بن شاذل، فکر ساری بن حبیب بن شاذل، ص ۱۰۰۔

۳۔ ابن عساکر، ص ۱۰۰۔ صبی فی المساجد، قصیدہ حسن بن حبیب بن شاذل، فکر ساری بن حبیب بن شاذل، ص ۱۰۰۔  
 خروج لیس، ص ۱۰۰۔ صبی فی المساجد، قصیدہ حسن بن حبیب بن شاذل، فکر ساری بن حبیب بن شاذل، ص ۱۰۰۔

۴۔ ابن عساکر، ص ۱۰۰۔ صبی فی المساجد، قصیدہ حسن بن حبیب بن شاذل، فکر ساری بن حبیب بن شاذل، ص ۱۰۰۔  
 خروج لیس، ص ۱۰۰۔ صبی فی المساجد، قصیدہ حسن بن حبیب بن شاذل، فکر ساری بن حبیب بن شاذل، ص ۱۰۰۔



امام مت کی اجرت لینا جائز ہے، تراویح کی نہیں

(مجموعہ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) گزشتہ ماہ رمضان میں یہاں کے تجار کا ٹھپا واڑی اور کچھکی میں نمونوں نے ایک مسجد کی طرف صاحب کو بمبئی سے ایک سو تیس روپے اجرت مقرر کر کے کچھیوں والی مسجد میں تراویح پڑھانے کا بیان کر دیا۔ یہاں کے ایک بختہ دار انہیں "اب بان" سے "سیوہ" سے ۹ رمضان ۱۳۴۶ھ میں مندرجہ ذیل خط لکھ کر شائع ہوا تھا۔

"مقامی بیس مسجد میں سے صرف سات مسجدوں میں تراویح قرآن شریف کا پڑھنا جاری ہے۔ یہاں خصوصاً کچھکی صاحبان کی مسجد میں مولانا سید احمد صاحب مصری قری کو جو کہ جامعہ ازم سے یہ دیدہ و بینہ ہیں۔"

اس انہی شہادت میں مشہور عبد القادر قندھاری صاحب مولوی بی بی بان سے ۵۰ روپے پر قندھاری کے لکھنے والی کی وجہ سے کچھیوں والی مسجد میں افطرو تراویح کے وقت مسلمانوں کا زیور نہ ہو سکتا تھا۔ یہاں تراویح پڑھانے والے کو روپے دینا جائز ہے۔"

(جواب ۶۲۵) متاخرین فقہاء کے فتویہ نے امامت کی اجرت لینے کے جواز کا ثبوت دیا ہے۔ اس امامت دور سے مولانا امامت نماز کے متعلق جو فتوے درست تھے ان میں قرآن مجید تراویح میں پڑھانے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ مولانا قسطنطین بیدائش کے بعد تراویح پڑھانے والے امام احمدیہ کی کفایت سے جان لیں۔

نابغ کے پیچھے تراویح جائز نہیں

(مجموعہ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء)

(سوال) نماز تراویح میں نابغ کے پیچھے کیا صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۲۶) نابغ امام کے پیچھے نماز تراویح میں بھی جائز نہیں ہے۔ محمد کفایت سے نمٹیں۔

تراویح میں سورہ قمر کی تقریر

(مجموعہ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۳۰ء)

(سوال) اب سب سائنس دانوں کا ماننا ہے کہ تراویح میں سورہ قمر کی تقریر پڑھنا جائز ہے۔

۱۔ بعضی سائنس دانوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سورہ قمر کی تقریر پڑھنا جائز ہے۔  
 ۲۔ سورہ قمر کی تقریر پڑھنا جائز ہے۔  
 ۳۔ سورہ قمر کی تقریر پڑھنا جائز ہے۔  
 ۴۔ سورہ قمر کی تقریر پڑھنا جائز ہے۔



میں نماز میں ہو کر کسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو یا مسجد سونی پڑی رہے گی یا کسی کو معوضہ دیکر  
بنا دے گا۔

(جواب ۶۲۹) آیت میں ہے کہ: "بَاغِ الْبَيْتِ" اگر باغ کا فائدہ ملے یا نہ  
ملے، حجت پر ہے تو سورت تراویح پڑھنی بہتر ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) پیچھے یا تراویح پڑھنا

(۲) موقوفہ مکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تنخواہ دینا

(۳) تنخواہ و رہا کے پیچھے نماز

(۴) تراویح کی اجرت لینا جائز نہیں

(انجمنیہ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۸ء)

(سوال ۱) ایک مسلمان خود نماز پڑھتا ہے یا تراویح نہیں پڑھتا لیکن غرض حصول ثواب و پیچھے یا  
مسلمان سے نماز تراویح پڑھواتا ہے تو اسے ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۲) کسی مسلمان نے ایک مسجد پر پناہ  
یہ مکان وغیرہ غرض حصول ثواب وقف کر دیا ہے تاکہ اس کی آمدنی سے تنظیم مسجد، مسوقہ، مسکن  
وغیرہ ہوتی رہے وقف کنندہ یا متولی روپیہ یا دیگر نماز تراویح پڑھواتا ہے اس مسجد میں مولیٰ امام برائے نماز پڑھتا  
نہیں ہے تو اگر وہاں تراویح میں خراج ہو وقف کنندہ کو اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۳) کسی مسجد میں ایک  
امام یا تنخواہ قلیل یا غیر شایع وقت نماز پڑھانے کے مقرر ہے اور وہ نماز تراویح بھی پڑھاتا ہے تو اس نماز  
تراویح سے امام، متولی کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۴) یہاں روپیہ جو امام صاحب نماز تراویح میں خلاف شرع  
لیٹے ہیں تو وہ ثواب ملے گا یا نہیں؟

(جواب ۶۳۰) (۱) روپیہ یا بنا جب تراویح کے معوضہ میں جائز ہی نہیں ہے تو اس کا ثواب یا نہ ملے گا  
(۲) اگر اس مسجد میں امام یا مقرر نہیں غرض نمازوں کے پڑھانے کے لیے قویہ ہو سکتا ہے۔  
صرف رمضان مبارک کی رات کے لیے کسی شخص کو حج و حج نمازوں کے لیے اور نماز تراویح پڑھانے کے  
لئے امام مقرر کر دیا جائے تو وقفہ ثواب ہو گا بلکہ استریقی ہے بلکہ یہی صورت وقفہ و ریشہ وانی  
ہے کہ بارہ مہینوں کے لیے امام مقرر کر دیا جائے تاکہ بارہ مہینے نماز باجماعت ہوتی رہے اور بعد موقوفہ  
آمدنی میں سے پیش امام کو تنخواہ کی جائے تو اس تنخواہی سے وقفہ کو بھی ثواب ملے گا۔ (۳) ب

۱۔ لا یصح لفقہ، رحلہ، روحانی و عسی مقصد و یوفی حارہ و یوفی عسی لا یصح حج۔ (المحضر ۵۷۷ ط سعید)

۲۔ لفر، عسی عن لحد لا یجوز و لاحد و لبعصی لحد لا یصح حج۔ (المحضر ۵۷۷ ط سعید)  
سنحار علیہ لا یجوز فکدہ شہد کما صرح بدلت فی عدۃ کتب من مشہور کتب المذہب الح (رد المحتار ۵۷۷ ط سعید)

(۳) ویبدأ من عنہ بعمارتہ ثم یدعو قرب بعمارتہ کوم مسجد و مدرس و مدرسة یعطون بقدر کفایتہم الح (۱)۔  
سنحار کتب لوقف ۴ ۳۶۶-۳۶۷ ط سعید

تک یہ نماز اوتارتے، مومنتدیان، وہی ثواب ہے تا یہ رقم جو ناجائز طریق پر کمائیں گے۔  
 مملوہ تحریری ہوگی۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

تیرھواں باب  
مجددہ تلاوت اور نقلی مجددہ

بعد نماز جہد و کسالت میں دعا کرنا ثابت نہیں

(سوال) آج کل جیسے آدمی جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو وہاں نماز کے وقت کے یہ چیزیں کے ساتھ ہوتے ہیں اور نماز کے وقت میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جو احادیث کے شر سے مرہون نہ ہوتی ہیں۔ ایک رات رطل اللہ کے خوب راحت آتے تھے تھاق کے شر سے تھی تنہا ہی رات کے بعد جو میں جان دیکھتی ہوں یہ آپ سے پر نہیں ہیں تو میں آپ کو تلاش کرنے کے واسطے نکلی اس نہیں ہے کہ شاید آپ کو یہ دیکھنے کے واسطے ہوں گے اور میں نے سب کھروں میں تلاش کیا میں آپ کو تلاش نہ کیا آخر میں سنت یحییٰ بن عمر بنی کہ شاید آپ وہاں گئے ہوں جب میں وہاں ہی تو دیکھتی ہوں کہ آپ جدے میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنی امت کی بخشش کی دعا کرتے ہیں اور روتے ہیں اور گڑگڑاتے ہیں اور ایک حدیث جو حضرت عائشہ کے روایت ہے کہ میں نے پیش کرتے ہیں حال حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشرف القوال راكعاً ومداً رافعاً لركوعه فعضواً فمد لرب واما السجود فاحمدوا في الدعاء فتمسكوا بسبوحات لكم رواد مسهم كذا في المسكود . باب الركوع ب ما في من ان من نماز کے بعد یہ دعا کو کر دے مانگتے اور اپنی مرادیں مانگنا جائز ہے یا نہیں ؟ اور ان دعاؤں حدیث کے ساتھ دیکھنا صحیح و مستحب یا نہیں ؟

(جواب ۶۳۱) میں جو حدیث منقول ہیں ان سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفل نماز کے اندر  
سجدہ میں دو مانگی گئی ہے یہ مانگی جائے بعد نماز صرف دعا کے لئے سجدہ نہیں ہے۔ تاہم ان احادیث سے نہیں  
ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ نماز کے بعد پیشانی کے لئے سجدہ ہر گز واجب نہیں ہے۔ ثبوت میں نہیں  
بیشک سجدہ شکر جو کسی نعمت کے حصول پر کیا جائے وہ بقول مفتی بہ جاز ہے اور صرف دعا کے لئے سجدہ  
رات سے فجر تک منع کرتے ہیں۔ اس سے جہاں تا تیسرہ سجدہ ہوتا ہے۔ وسجدہ لسکر مسجود  
بد بختی لکھا بکرو بعد المسود وان الحیدر یعقوب سید روحہ وکی مساجودی بہ  
فسکروہ (درمختار)۔ قرآن لکھا بکرو بعد المسود الحج تیسرے مسجودہ مضاعف فی سراج

١ رئيسي يوم ترحبنا للعلم الثمر والرفعة والإمامة والادب الح (البر السحر) باب الإحارة المسددة ٦ ٥٥ ط (سعيد)

(٢) (الفصل الأول ص ٨٢ ط سعيد)

(٣) باب سحر والالوة مطلب في سحرة الشكر ١٩٩/٢، ١٢٠ ط سعد







## چودھواں باب

### تجدہ سہو

مقدار رکعت کی تاخیر سے تجدہ سہو جب ہوتا ہے

(سوال) تاخیر واجب میں تجدہ سہو آتا ہے اگر تاخیر اندازہ مقدار تین تسبیح کا تھمے یا پانچ وقت فارغ ہو کر مقدار تین تسبیح رہے یا بعد فراغ تشهد اسی قدر بیٹھ رہا تاخیر رکعت یا واجب کی مقدار تین تسبیح نہ ہونے پر تجدہ سہو واجب نہیں بلکہ رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا یا تیسری رکعت صلوٰۃ رباعیہ میں بیٹھ گیا اس قیام و قعود میں بھی مقدار تسبیح ٹھوٹے تو منیت المصلیٰ کی اس عبارت کا کیا مطلب یہ کہ اس سے محض قیام و قعود مقدار تسبیح معصوم ہوتا ہے۔ ولو قام الى الخامسة او قعد في الثالثة يجب بمحرد القيام والقعود۔

المستفتی نمبر ۳ مولوی عبدالعزیز مدرس مدرسہ مفید اسلام۔ نول گڑھ۔ جے پور

۹ اربیع اول ۱۳۵۲ھ ۳ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۳۶) پانچویں رکعت کی طرف سے ہو جانے یا تیسری رکعت پر صلوٰۃ رباعیہ میں تجدہ جانے میں بھی مقدار رکعت میں قیام و قعود واجب تجدہ سہو ہوتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ قیام و قعود کے بعد قرات و تشهد ہو یا نہ ہو۔ قیام و قعود سے ہی تجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے اس لیے کہ اس بات کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قیام و قعود کا تحقق ہی اس کے لئے کافی ہے کہ تاخیر بمقدار رکعت ہوئی۔ واللہ اعلم بقولی علم

محمد شفیع الدہان لدیہ مدرسہ مبینہ دہلی

تجدہ سہو کے بغیر سلام پچھ لیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ایک آدمی صاحب نماز میں ہوئی سو آجائے تو تجدہ سہو نہیں کرتے بلکہ بعد ہوئی بتائے تو تجدہ سہو ہوتا ہو رہیتے ہیں اور پھر سلام پڑھ کر دیتے ہیں؟

(جواب ۶۳۷) سلام کے بعد تجدہ سہو نماز نہیں ہوئی اور تجدہ سہو سلام کے بعد ہونا چاہیے (۱)

محمد شفیع الدہان لدیہ مدرسہ مبینہ دہلی

۱۔ لا یجب لسجود الا مرة واحدة وحده ولاحیر رکع الحج (عالمگیریۃ باب سجود السہو ۹۱ ۹۲ طہ ماجدیدی)  
 (۲) ویسجد لسہو ولو مع سلامہ دون لتضع لآن نية تغییر المشروع لغو مالم یحول عن القبلة أو یسکلم لیطلاک  
 التحریص لاج (تسویر و شرحہ باب سجود سبیر ۹۱ ۹۲ طہ سعید) ویجب بعد سلام واحد عن یمینہ فقط بسجدتان و  
 تشهد و سلام لان سجود السہو یرفع الشہد ومانی بالصلوۃ علی المیۃ والدعاء فی القعود الاحیر (تسویر و شرحہ  
 باب سجود السہو ۷۷ ۷۸)



باقی ہو کر یہ آئے ہیں۔ رنچا پٹے پر زمرہ توفیق اور سورۃ جہ سے پڑھتے اور تجدید ہو کر یہ نہ رہے۔ جہاں پہنچا آئے ہیں۔ نہ شرم نہ رونا۔ محمد شایستہ اللہ تان مدہ اولی

قعدہ اولیٰ میں "اللہم صل علی محمد" تک پڑھ لیا تو تجدید ہوو جب ہوگا  
(سوال) تین یا چار رکعت والی نماز کے درمیان قعدہ میں کثایت کے بعد سرورہ شریف اللہم صل علی  
محمد پڑھ لی جائے تو بعد ہوو جب یہ نہیں؟ اور ایسا نام جو ورورہ پڑھنے کے بعد تجدید نہ کرتا ہو  
اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

للسننی نمبر ۹۵۷۷ ۲ نیت بدینہ کی۔ - ۲۲۱۱ تانی ۱۳۶۱ھ  
(جواب ۶۴۱) فرض نماز کے درمیان قعدہ میں تشدد پر اکتفا کرنا واجب ہے اور شریف اللہم  
صلی علی محمد تک پڑھ لیا جائے تو تجدید ہوو جب ہوگا تجدید ہونے سے پہلے تو نماز مکرمہ ہوں۔  
محمد شایستہ اللہ تان مدہ اولی

میدین کی تکبیر ات زواہد میں غلط تو یہ ظہم ہے؟  
(سوال) میدین کی نماز پہلے تکبیر وضو کے ساتھ دو رکعت واجب ہے سرشیش مامیک تکبیر ہوں جائے؟  
تجدید ہو کیا جائے یا نماز دوم کی جائے؟  
للسننی نمبر ۲۷۲۲ شیخ محمد شیخ محمد (۱) (نویا ضلع مغربی ناندیں) ۸ سنہ ۱۳۵۸ھ۔  
(جواب ۶۴۲) تجدید ہونے نماز ہو جائے۔ محمد شایستہ اللہ تان مدہ اولی

تاخیر واجب سے تجدید ہو واجب ہو تا ہے  
(سوال) تاخیر واجب سے تجدید ہو واجب ہو تا ہے یا نہیں؟  
(جواب ۶۴۳) تاخیر واجب سے تجدید ہو آتا ہے حاملہ کی جداوں ص ۱۳۳ میں موجود ہے۔ ولا  
يجب السجود الا بترك الواجب او تاخيره او تاخير ركن الخ (۳) واللہ اعلم بحقواب۔  
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ اولی

(۱) وبخیر قبہ الی ثلثہ بریدۃ علی مشہدہ بقصر رکن و ثلث بحرف و فی البدعی الاصح و حویہ باللہم صل علی  
محمد" (السور و شرحہ) باب سجود السنہ ۸۱۲ (۸۱۲ سعید)  
۲۔ زمین کبریا بعد من فی سابع ۵ رکعت و نفس جب ورد علیہ اللہ بحسب السنہ سجود و قدر و  
محسوس من حیثہ ۵ منہ لاندہ عن کسرہ واحدہ فی صلاۃ بعد سجود السنہ ص (عالمگیریہ) باب لای عسر فی  
سجود السنہ ۱۲۸، ۱ ط ماحدیہ  
(۳) (الباب الثانی عشر فی سجود السنہ) ۹۲۶، ۹ ط ماحدیہ



ان کو پتی نماز پر اپنی چاہیے۔ رب شافی و رغیب مقتد و آروہ اس کو مقصد نماز نہ سمجھیں تو حقیقوں کو ان سے تعرض نہ کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

جمعہ و عیدین میں سجدہ سو کیا جائے یا نہیں؟  
(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ فروری و یکم مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) اگر امام کو نماز عیدین میں سو ہو جائے اور واجب کو بھول کر نماز کرے تو اس کو سجدہ سو کرنا چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۶۴۷) عید اور جمعہ کی نماز میں سجدہ مقتدیوں کی بہت بڑی جماعت شریک نماز ہو اور سجدہ سو کرنے سے تیس ہفتا نڈیش ہو تو سجدہ سو نہ کرنا اور ہے تاکہ نماز اختلاف و انتشار سے محفوظ رہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہو تو سجدہ سو واجب ہو یا نہیں؟

(۲) سجدہ سو کئے بغیر سلام پکھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟  
(الجمعیۃ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) تراویح کی نماز میں امام پہلی رکعت کے بعد سجدے سے اس خیال میں کہ دوسری رکعت کا سجدہ ختم واقعہ میں تھا، وہ کہ مقتدی کے ختم ہونے سے فوراً بتائے کہ اڑھ اور دوسری رکعت پوری کی سجدہ سو کئے بغیر جس پر مقتدیوں میں ایک سجدی ماننے کا کہ سجدہ سو واجب ہو تھا جس کو ترک کیا گیا ہے بند نماز و ثانی واجب ہے (۲) امام پر سجدہ سو واجب تھا لیکن یہ نہ رہے سلام پکھیر کر نماز سے باہر گیا تو نماز ہو جائے کی یا نہیں؟

(جواب ۶۴۸) (۱) اگر دوسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً بتائے کہ سو کیا تو سجدہ سو واجب نہیں۔ (۲) جب سجدہ سو واجب ہو اور جس پر بغیر سجدہ کے سلام پکھیر دیا جائے تو نماز کا مادہ واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) یسجدہ التکبیر هو الصق بحر فیہ و حرقہ مفہم لح (الدر المحتار) باب یفسد الصلوة وما بکروہ فیہا ۱ ۶۹۳ ص (سعد)

۲ لسنہ فی صلاہ لعید و لجمعہ و لسنکونہ و الصوۃ سورۃ و لمحار عبد الماحرین عدمہ فی الاولیٰ لدفع لفساد کما فی جمعة البحر لح و فی الشامہ فیدہ محشیہ لابی ساد حصر جمع کثیر و لا ملاد علی الی سوان (باب سجود السنہ ۹۲۲ ط سعید ۳ و بحر لبیر و هو مذکور رکعی معفو عنہ رد المحتار باب صفۃ الصلاۃ مطلب فی واجبات الصلوة ۱ ۶۰۰ ط سعید ۴) و بہ و حب لا یفسد سرتکبہ و تعدو حوب فی العمد و سیر و لم یسجد و اب لم یعدہ یکتوب و سجد و ہی فرائد و فجدہ لکتاب و حصہ سورۃ و الفعدہ لاوی و شہادۃ لح (سورۃ سورۃ باب صفۃ الصلاۃ ۱ ۵۶ ۵۷ ط سعید)

## پندرہواں باب رکوع و سجدہ اور قعدہ

نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں

(سوال) نماز میں دو سجدے فرض ہیں یہ یک ۵ اگر کسی مقتدی کا کسی وجہ سے ایک سجدہ رہ جائے امام دونوں سجدے کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۶ - ۷۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۴۹) دو سجدہ بھی فرض ہے۔ السجود الیٰی فرص کلاول ما جدد الامۃ کذا فی الزاہدی (فتاویٰ عالمگیری) ۱ اگر مقتدی کو یک سجدہ نہ ملے تو جس رعت کا ایک سجدہ رہ گیا وہ رعت محسوب نہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جائے گا حکم

(سوال) ایک مسجد کے امام صاحب سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھادیتے ہیں

(جواب ۶۵۰) سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھادینے سے نماز نہیں ہوتی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

امام کا درمیان قعدہ میں دیر لگنا

(سوال) ایک امام صاحب قعدہ میں ہمیشہ دیر تک بیٹھے رہتے ہیں مقتدی کراۃ الخ کریں تو جواب

دیتے ہیں کہ یہ تو میری عادت ہے میں خاموش تھوڑی دیر بیٹھ رہتا ہوں؟

(جواب ۶۵۱) مقتدیوں کی رعایت سے ایسا کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں (۲)

رکوع میں ”ربی العظیم“ کی بجائے ”ربی الکریم“ پڑھنا

(سوال) رد المحتار شامی جلد اول ص ۳۶۵ باب مطلب فی اطالۃ الرکوع میں ہے کہ رکوع میں اگر مسبحان

ربی العظیم کی ط برابر ادا نہ ہوئے تو اس کی جگہ سبحان ربی الکریم پڑھے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی

کیونکہ ط برابر نہ ادا ہونے سے عزیم پڑھ جاتا ہے اور عزیم کے معنی شیطان کے ہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ

(۱) (الباب الرابع الفصل الأول فی فرائض الصلوة ۷۰، ۷۱ ط ما حذیہ)

۲ ومنها سجود سجده و قدیمہ و رضع صبح و حدة من سرح الخ در مختار ۵۵۵ بولہ یصح سب من المقدمین لم

یصح السجود الخ (رد المحتار باب صفة الصلوة ۴۴۷، ۴۴۸ ط سعید)

۳ و نحر قدیم سی الثالثة برودة عنی لشهد سدر رکعت الخ سوبر و سرحه سجود و السهو ۸۱ ط سعید

سبحان ربی الکبریٰ : میں نے پہلے یہ مسئلہ ایک مولوی صاحب نے بیان کیا تھا جب عام وصال  
سبحان ربی الکبریٰ کوٹ میں پڑھنا شروع کر دیا تب یہ غلط فہم ہو گئے تھے ، اب دیکھتا ہوں کہ ابھی  
تو جاگیا ہے ۔

المستفتی نمبر ۱۰۶۸ احمد صدیق (حیدرآباد، سندھ) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء  
(جواب ۶۵۲) ہاں شامی جلد اول ص ۳۶۳ میں یہ جزئیہ درالبحر سے منقول ہے اور یہ احتیاط کی بنا پر  
یہ کہ درجی حکم تو آن پائے میں ہمارے خلاف تبدیلی نہ ہو جائے چاہی ہو وہ یقینی نمازی مدعو ہیں  
نہ یہ قوس باطن پر باقی ہے اور متاخرین کے نزدیک مستحق یہ ہے کہ نمازی مدعو نہیں ہوتی۔ سندھ میں  
بہن و خرواف میں فرق کرنا، شعرت پس عوم و مسجون رسی العظیمہ و عبد مسجون رسی الکرمہ ت  
یہ افتراق گنہ فتنہ ہو، اور اس نہ امت و پیمانہ رستہ فقہ و کفایت امدکان امدہ و اہلی  
جو بکشت حبیب و عین غنی و ناب و شفق ہر سہ امینیہ و اہلی

میں نے اپنے

[illegible]

تشریحیں

(تبریکات و تحریکات مردمی، ۱۳۲۵)

سیرت، مافیلرگه قسمن بشرت تصویر نیبی فی لدھن عبد قولہ "اسیادہ عبدت ایہ"

١- في سحر بر كوع سحر ربي العظيم لا ركان لا محس بقاء فليس به الكرمه سحر ربي عني نسائه  
فيسمونه لقائهم فيه في سحر در سحر ربه سحر ربي في سحر ربي لسانه قطب في حله بر كوع سحر  
٩٤٤ طبع

۲۱. زعفران علی سریش نشو و میسای فعدہ بر کعبہ و مسجد کوفہ بسطع بر کعبہ و مسجد کوفہ و میسای سریش  
حقیقش عن الرکوع و لا یروق لی و حنیہ شمسای مسجد عبیدہ الح افر روی باب صلاة السریض ص ۱۵ ط سعید

النسی فی التشہد

(ترجمہ) تشہد میں السلام علیک ایہا النبی پڑھتے وقت نبی ﷺ کا تصور ذہن میں لانا کیسا ہے؟

جواب ۶۵۴) اعمشوار حکمہ اللہ تعالیٰ تصور النبی ﷺ بقدر ان ینظر انہ کان عدا للہ رسولاً  
ارسل الی حشد للہدایۃ و فی اسلم عند و یلع سلامی ہذا ملائکہ جعلہم للہ ساجدین بسبحون  
فی الارض بطلون صدقات و سلیمات من امہ و اذا و حدوا دعوات صحیح جبر

اما تصویر النبی ﷺ فی الدھن سعی احصار صورہ السریقہ فیس یلزم ولا ینصور  
لمن لم یروہ ﷺ ولا يجوز ان یترحمہ انہ ﷺ یسمع هذا الکلام باذنه الشریف من کل مصل  
یخاطبہ یا ایہا النبی

محمد کفایت اللہ غفرلہ

(ترجمہ) تشہد میں نبی ﷺ کا تصور اس مقید کے ساتھ جائز ہے کہ آپ اللہ کے بندے اور رسول تھے اور  
آپ اللہ نے اپنی مخلوق کی مدینہ سے تھیں اور میں جو سامع اور آپ کے اوپر بھیجے رہا ہوں اس کو  
میں یہاں آپ تک پہنچتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان نام کے لئے مقرر فرمایا ہے زمین میں چلتے  
پہرتے رہیں اور مت کے لئے وہ نام جو تلاش کرتے رہیں اور جہاں پاتے ہیں آپ تک پہنچاتے ہیں  
یہاں تصور نبی سے مراد یہ ہے کہ آپ کی تصویر مبارک مانتے ہیں انہیں یہ نام ہے زمین میں رہتے  
تھیں آپ کے چہرہ مبارک کا تصور بھی اس طرح کرتے ہیں جس کے بھی آپ وہاں تھے  
اور یہ خیال رکھنا چاہیے کہ آپ جس شخص کی آواز دینے والے تھے جس نے  
نماز میں آپ کو پکارا وہی وہی ہے۔

## سوالوں کا باب

### نماز کی تعریف اور طریقے (صفة الصلوۃ)

تینوں نماز پر حصے والے رکوع کے لئے کہاں تک سنت ہے؟

سوال: نماز میں پیشینہ نماز کے لئے کہاں تک سنت ہے؟ نماز میں پیشینہ نماز کے لئے کہاں تک سنت ہے؟  
جواب: نماز میں پیشینہ نماز کے لئے کہاں تک سنت ہے؟ نماز میں پیشینہ نماز کے لئے کہاں تک سنت ہے؟  
نہایت تین۔ یہ تو برا

جواب ۶۵۵) تین تہا یہ ہے کہ نماز میں پیشینہ نماز کے لئے کہاں تک سنت ہے؟ نماز میں پیشینہ نماز کے لئے کہاں تک سنت ہے؟  
نہایت تین۔ یہ تو برا

۱۱) عن ابن مسعود عن النبی ﷺ انہ قال: من لم یصل فی ہذا الصلوۃ لم یصل فی ہذا الصلوۃ  
یعنی ہر نماز میں پیشینہ نماز کے لئے کہاں تک سنت ہے؟ نماز میں پیشینہ نماز کے لئے کہاں تک سنت ہے؟  
نہایت تین۔ یہ تو برا









محققین اور محدثین نے اسے سنت قرار دیا ہے اور یہی صحیح و درست ہے حضرت مجدد وقت ثانی نور اللہ سرہروردی نے اس مسئلہ میں ان فقہاء کے قول کو لیا ہے جو اشرارہ کے مخالف ہیں حضرت شمس المجدد کی اس بارے میں باتوں اس وجہ سے نہیں کی جاسکتی کہ محققین فقہاء اشرارہ کی روایت پر دلیل قویہ رکھتے ہیں شرح وقایہ میں بھی حضرت امام شافعی سے اشرارہ کا قول اور وضع نقل کر کے صاحب شرح وقایہ نے ومثل هذا جاء عن عمدة ما فرمایا ہے اور حضرت امام محمد نے مواظ میں حضرت ابن عمر سے یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

كان رسول الله ﷺ اذا جلس وضع كفه اليسرى وقبض اصابعه كلها وانما وضعه اليسرى لانه وضع كفه اليسرى على فخذه اليسرى ۲ اس کے بعد امام محمد نے فرمایا وضع رسول اللہ باحد وجهي يمينه ووجهه ايسره ويضع يده في يمينه في يمينه اشرارہ کا ذکر فرمایا ہے۔

تقدیر یہ ہے کہ یہ مسئلہ فقہاء اشرارہ کی روایت پر موقوف ہے اور مقتدرار مقتدر اشرارہ الفلاح سے اور دیگر فقہاء نے تباعد میں اس کی تحقیق کر کے فرمائی ہے اس کے مفہوم کو لے کر کوئی بہت حدیث اس کے خلاف اور اس کو وضع کرنے والی حدیث نہیں ملتی ویسے ہی الصلوة علی السکينة والوفار کے یہ سنت ثابتہ صحیحہ روایتیں کی جاسکتی اور جس تب میں مذکور نہ ہوں، امتیاز متین است نہیں ہو سکتا۔

محمد شافیت مدظلہ العالی

## تشمید میں نفلی کس وقت اٹھائی جائے؟

سوال : تلمذ کی نفلی تشمید میں اشرارہ کی بے آمر ضروری ہے تو کب تک اٹھائے رکھے؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

جواب ۶۶۲، تلمذ کی نفلی تشمید میں اشرارہ لا الہ الا اللہ پر اٹھائے اور الہ اللہ پر کرا دے یہ فقہاء قویہ و ثبوت کے ساتھ رکھتے ہیں جو مزہب ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

(۱) باب صفة الصلاة ۱۴۸۱ ص ۱۴۸ (سعد)

(۲) باب العت بالخصی فی الصلاة ص ۱۰۸ ط ۱ میر محمد کتب خانہ کراچی

(۳) باب صفة الصلاة ۳۹۳ ط مصر

(۴) صفة الصلاة ص ۳۳۶ ط سہیل

(۵) باب صفة الصلاة ۳۴۲ ط دار لمعرفة السروب

(۶) باب صفة الصلاة مطلب عقد الأصابع عند التشهد ۱ ص ۵۰۹ ط سعید

(۷) فصل فی کفہ بרכہ افعال الصلاة ص ۱۷۱ ص مصر

(۸) قال فی الدر المختار: وفي لشر بلالية عن البرهان التصحيح غير مسسحة وحدثنا يرفعيها عند النبي و يصعب

عند الانس وفي عني عن سحنه لا يصح انما مسسحة وفي سحنه سحنه وفي الشاهة شفعه سحنه و

رفع لسانه عند النبي ويضعه عند الالب وهدامه عند سحر و تبرئة عن سبي بالاحاديث صحيحه الخ باب

صفة الصلاة مطلب عقد الأصابع عند التشهد ۱ ص ۵۰۹ ط سعید

۹ وفي المختار أنها مسسحة يرفعيها عند النبي ويضعها عند الانس وفي لشر بلالية عن البرهان التصحيح غير مسسحة وحدثنا يرفعيها عند النبي و يصعب

ولا يصح انما مسسحة وفي سحنه لا يصح انما مسسحة وفي الشاهة شفعه سحنه و رفع لسانه عند النبي ويضعه عند الالب وهدامه عند سحر و تبرئة عن سبي بالاحاديث صحيحه الخ باب

انقلی شونہ زرخشا بہتر ہے یا مرلہ یا؟

(سوال) 'تقیات میں اعلیٰ اور سناٹا خیر طاعت بہتر ہے یا روکنا بہتر ہے'۔

المستقى: ۹۵-۲ نیت بدین دہلی۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ

حیات ۶۶۳، نقلی نسخہ، رشتہ بہت دور گرا، یہاں پر نے محمد کفایت اللہ کا نام لکھا، یہ علی

اٹھارواں باب  
مفسدات و مکروہات نماز

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا سکرو ہے

(سوال) کرزید نماز اس طرح دہرتا ہے کہ جو وقت خاف ہے جیسے آستین چڑھی ہوئی ہو یا مریبان میں ہے، تو اس شخص کی نماز مکروہ تنزیہی ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۶۴) ت سبقت میں یہاں تین چار ہی ہوئی ہو تو نماز گزری ہوگی اور اگر کاٹا ہو ہو تو نماز گزری ہوگی  
نہیں ہوگی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

## نمازی کے سامنے چراغ ہونا

(سوال) نمازی کے سامنے چراغ ہو تو نماز اس کی ہوگی یا نہیں اگر توفی ہو تو رات کے ساتھ یہ رات ۲۰ المستفتی نمبر ۵۴ مولوی عبد القدوس امام مسجد (ترمان دروازہ دہلی)

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مے جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۶) نماز ہو جانے اور چراغ اپنی جگہ پر روشنی کے ساتھ یہ تو درست ہے کہ نہیں ہاں اگر نمازی کے سامنے کسی بیت سے رکھنا ہو کہ گویا اس کو جگہ دیا جاتا ہے تو یہ بیت مکروہ ہے  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## عصر کی تیسری رکعت پر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) امام نے سوا عصر کی تین رکعت پر سلام پھیر دیا جب وہ کھڑے ہوئے تو کلام کرنے کے بعد نماز کا عادیہ پوری عصر نماز پڑھائی پتہ وکالت ہے کہ ایک رکعت پوری کر کے عادیہ پڑھنا کافی ہے امام نے بالکل غلطی دریافت حسب امر یہ ہے کہ امام صاحب کا یہ فعل درست تھا کہ نہیں یا قبلہ کی جانب سے منہ پھیرنے کے بعد و رکوع کرنے کے بعد بقیہ رکعت پوری کر کے عادیہ پڑھنا کافی ہے۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

(جواب ۶۶۷) امام کا فعل درست تھا کام کر لینے کے بعد نماز کا عادیہ پڑھنا چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

## جالی کی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں

(سوال) شخص لوگ بید کی ٹوپی اوڑھتے ہیں اس ٹوپی میں جالی ہوتی ہے اور اس کے سوراخوں میں سے سر کے بال نکلتے دیتے ہیں اس ٹوپی کو اوڑھ کر امامت کرنا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں نماز کی حالت میں سر کے بالوں کے کھٹنے سے کراہت لازم آتی ہے یا نہیں؟ فقط

المستفتی نمبر ۲۲۴۱ ضیاء الحق پریس دہلی۔ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۸ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۸) اس ٹوپی کو پہن کر نماز پڑھنا بدشعبہ جائز ہے اور امامت میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے۔

۱۔ قال فی التوبہ و شرحہ 'ولا بکرہ صلاۃ الی ظہر فاعذ بحجب ولا لی مصحف و سف مصحف و تسبیح و سراج  
الح رب ما یسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۶۵۲ ط سعید

۲۔ وسجدۃ التوبہ ولو مع سلام فمہ دوہ منقطع ملہم سحور عن شملہ و بکنہ سطلان لحریمہ سج سحر و  
شرحہ باب سجود السہو ۹۱/۲ ط سعید

۳۔ والمسح بالیمن فی ثلاثہ توب فیمن و رر و حمامہ ان لو صلی فی توب و حد موحہ بہ جمع  
سید کراز امین سحر صلاۃ من غیر کراہہ و تفسیرہ ما یضہہ بقصر فی منشورہ احسن کبر فروع ص ۲۱۶ ط  
سہیل







۵۰۰-

در مختار میں ہے کہ دو شخص امام کو رکوع میں پائے اور تکبیر تحریر اس صورت سے کہ حالت قیام میں لفظ اللہ اور حالت رکوع میں فقط ابر کے تو صحیح یہی ہے کہ اس کی نماز نہ ہوگی۔  
اور قیامت میں آیا تو حقیقی قیام سے یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہونا یا خمی قیام یعنی معمولی چھٹاؤ کہ اس کے ہاتھ کھنوں تک نہ پچھیں۔ (ردالمحتار)

جن کا امام کے پیچھے رکوع چار جائے ان کی یہ رکعت فوت ہوگئی

(سوال) امام نے قنوت میں بدو رکعت پڑھیں اور بعد نماز کے رکوع کر دیا اور مقتدی جو امام کے قریب تھے وہ رکوع میں چپے رہے جو مقتدی امام سے دور تھے جن کو یہ معلوم تھا کہ یہاں بدو رکعت بدو رکوع بدو رکوع میں چپے رہے امام نے سمع اللہ لیس حصدہ کیا۔ تب ان کو پتہ چلا کہ امام رکوع میں قنوت میں سے پتہ چلا کہ امام رکوع میں سے امام سے ساتھ ساتھ رکوع میں چپے رہے۔

ب در وقت طلب یہ مہربانی کہ جو لوگ امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کرنے کے امام سے ساتھ ساتھ رکوع میں شامل ہوئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اور اگر امام کے رکوع میں نہیں آئے بعد نماز امام کے ساتھ ساتھ رکوع میں شامل ہوئے ان کی بھی نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب ۶۷۲) جو امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوئے ان کی یہ رکعت جاتی رہی چہ جب وہ رکوع کرنے کے ساتھ ساتھ رکوع میں مل گئے تو ان کی نماز صحیح ہو گئی اور جو لوگ بغیر رکوع اوائے ہوئے بعد میں سے ان کی رکعت فوت ہو گئی اگر وہ امام کے سلام کے بعد اپنی رکعت پوری کر سکتے تو نماز ہو جاتی جب انہوں نے سلام پچھ لیا تو نماز نہیں ہوئی محمد کفایت اللہ کا اللہ

مقیم مسبوق مسافر امام کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) زید مسافر ہے جس دن نماز دو رکعتیں پڑھا اور بعد پڑھا، تو ایک شخص مقیم تشدد میں شریک ہو گیا یہ شخص دو رکعتیں پڑھے پڑھے گا؟ یا خود والی یا فاتحہ سورت دونوں؟

(جواب ۶۷۳) جب کہ کوئی مقیم شخص چار رکعتوں نماز میں امام مسافر کے پیچھے قعدہ میں شریک ہو تو وہ مسبوق بھی ہے اور حق بھی اور اس کو چار رکعتیں پڑھنی ہیں پہلے وہ وہ رکعتیں پڑھے جن میں الحق ہے

۱۔ ولاحق من فاتتہ لمرکعت کتبہ و بعضہا لکن بعد فسدہ بعد۔ ۲۔ سبق امامہ فی رکوع و سجود فسدہ نفسی رکعت۔ ۳۔ بد قضاء امامہ عکس مسبوقہ مع امامہ۔ ۴۔ امکہ حرکہ و لا مدعہ نہ امامہ فلا فراء السور و شرح باب الإمامۃ ۱، ۵۹۴ ط سعید

یعنی آخر والی ان میں نہ فاتحہ پڑھے نہ سورت یونکہ ان رکعتوں میں وہ حکماً امام کے پیچھے ہے پھر وہ رکعتیں پڑھے جن میں مسبوق ہے یعنی پہلی دو رکعتیں ان میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے (۱) و اللہ اعلم  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

مغرب کے قعدہ اول میں شریک ہونے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص مغرب کی نماز ادا کرنے جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام دوسری رکعت میں بیٹھ کر التیات پڑھ رہا تھا اب مقتدی جو جماعت میں شامل ہوا ہے اس کو امام کی تباہ کرنی لازم ہے تو دو مرتبہ جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے اس نے التیات پڑھ لی اور پھر اپنی پوری نمازی کرنے کو دو مرتبہ اس نے التیات پھر پڑھنی۔ لازم ہے یہ جماعت میں جب مقتدی شامل ہو گا تو اس کو خاموش بیٹھنا ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۴۸ محمد صالحین صدر بازار دہلی ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۷۴) ہاں جب کہ نماز مغرب کی دوسری رکعت کے قعدہ میں امام کے ساتھ شریک ہو تو اس کو چار مرتبہ التیات پڑھنی ہوتی ہے اور اس میں کوئی عذر اس کی بات نہیں ہے چاروں مرتبہ التیات پڑھنی چاہئے۔ (۲)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مقتدی کا درمیان نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو کس طرح کرے؟

(سوال) اگر ایک شخص جماعت میں کچھلی دور رکعتوں میں شامل ہوتا ہے تو اس کی یہ رکعتیں بھری ہوں یا خالی؟ المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں (ضلع رونا) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء  
(جواب ۶۷۵) کچھلی دور رکعتیں جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں یہ خالی ہو میں جب اپنی دور رکعتیں پوری کرنے لگے تو ان کو بھری پڑھے (۳)  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آخری دور رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) ایک شخص صف اول میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے دور رکعت نماز ادا کر چکا ہے دور رکعت

۱. واللاحق من فاتہ الركعت کتبها او بعضها مفیم انہم مسافر حکمہ حکمہ لمؤتم فلا یأبی بقراءة و یبدأ بقضاء ساقیہ عکس المسبوق (تویر و شرحہ) ہذا یل لبقسم الرابع وهو المسبوق اللاحق ثم یصلی الركعة الی ساقیہا بقراءة الفاتحة و سورة (رد المحتار باب الإمامة ۵۹۴/۱ ط سعید)

۲. و منها ان یفصی اول صلاتہ فی حق الفراء و اخرہ فی حق التشہید حتی لو ترک رکعة من المعرب فقصی رکعتین و فصل بقعدة فیکون ثلاث فعداں (عالمگیریہ باب الجماعة فصل فی المسبوق و للاحق ۹۱/۱ ط جدیدہ)

۳. والمسبوق من سبقہ الإمام بها او بعضها و هو مفرد حتی یشی و یعود و یقرأون فراء مع الإمام لعدم لا اعتداد بہا لکراہیہا فیما یفصی اول صلاتہ فی حق فراء و اخرہ فی حق تشہید الخ (تویر و شرحہ باب الإمامة ۵۹۶/۱ ط سعید)

پڑھنے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ اب وہ نماز میں سے نکل کر اس طرح وضو کرے اور نماز پوری کرے جو وہ رکعت امام کے ساتھ ادا کر چکا ہے وہ دوبارہ اس کو پڑھنی پڑیں گی یا وضو کرنے کے بعد بقیہ دو رکعت ادا کر لے اور جس جگہ سے یہ مقتدی وضو کے سے جائے اس جگہ دوسرا مقتدی کھڑا ہو سکتا ہے یا وہی مقتدی وضو کر کے صفوں کے اندر گھس کر اپنی جگہ پہنچ کر نماز پوری کرے۔

المستفتی نمبر ۵۱۹ عبد الغنی (دہلی) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۷۶) یہ شخص وضو ٹوٹ جانے کے بعد پیچھے کی صفوں کو شق کرتا ہوا وضو کرنے کے لئے نکل جاتا اور وضو کر لینے کے بعد اس کا امام اگر نماز سے فارغ نہ ہوا ہو تو اس مقتدی پر لازم ہے کہ اپنی جگہ پر آریاقتی ماندہ نماز کو دہرائے بشرطیکہ وضو کی جگہ کے متصل و قریب ہوئی مانع اقتداء کا موجود ہو ورنہ اس کو اختیار ہو گا کہ وضو کی جگہ کے متصل باقی ماندہ نماز کو دہرائے یہ پہلی جگہ پر جائے باقی ماندہ نماز پڑھے۔ (وضو صلوٰۃ تمہ) وہو اولی تقلیلا للمتی (او یعود الی مکانہ) لیستحد مکانہا (کمسرد) فادہ محیر وھذا کلہ (ان فرع حلیفتہ والاعاد الی مکانہ) حتما لو بیسما ما یسع الاقداء (کالمقصدی ادا سقہ الحدث) الخ (تویر الابصار علی ہامس رد المحتار و درمختار) ۱ فقط وائد سم۔ حبیب الرحمن عینی عنہ تاب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ اجوبہ فتح محمد کفایت اللہ ہاں نہ ہے۔

مسبق بقیہ نماز میں قراءت کرے یا نہیں؟

(سوال) نماز جماعت ہو رہی ہے اگر کوئی آدمی بعد نماز پڑھ لے اور اس کو تین رکعت کی یاد ہو میں یاد نہیں کی یا پھر میں ایک رکعت کی تو تیار رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟

المستفتی نمبر ۷۷۹ محمد رفیق سوداگر چرمہ (شیخ میدانی پور) عیمانی حجہ ۱۳۵۴ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۷۷) ہاں مسبوق اپنی نماز کی رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کی ترتیب وہ ہے جو اپنی اپنی نماز کی ہے۔

مسبق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبد القدوس امام مسجد (دہلی)

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۷۸) فوراً کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کرے اور اگر سلام امام کے بعد پھیرے تو مجدد ہو رہا۔



میں "المستفی نمبر ۳۵۱ صفحہ نمبر ۱۸۸ صاحب سوداگر گھڑی و چشمہ چاندنی چوک دہلی

۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(حیرات ۶۸۰) مسبوق جہدہ ہوا اور نہ میں تو امام کی متابعت کر کے یعنی جہدہ ہوا مگر ساتھ  
 کے سر سلام میں متابعت نہ کر کے یعنی مسبوق بغیر سلام پچیسے امام کے ساتھ جہدہ میں چہ جائزہ  
 المسبوق اما يتابع الامام في السهو ای فی سجدة السهو بان سجد هو دون السلام بل بسط  
 الامام حتى يسلم فيسجد فيتابعه في سجود السهو لا فی سلامه ۱

(۲) اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو :-

(الف) اگر قصد سلام پچیسے اب توسل نماز نہ ہوئی۔ وان سلم فان كان عمدا فسد صلوته ۲  
 (ب) اور اگر ہوا سلام پچیسے اب توسل نماز نہ ہوئی وان كان سهوا لا تفسد ۲ اور جہدہ ہوا بھی اپنی  
 نماز کے آخر میں لازم ہوگا۔ ولا سهو عليه لانه قصد وسهو المقصدی باطل انتہی : (هذا كله في

البدائع) ص ۱۷۶ ح ۱

(۳) جب امام نماز ختم کرنے کا سلام پچیسے اس سلام میں بھی مسبوق امام کی متابعت نہ کرے وہ  
 يسلم اذا سلم الامام (ای لخروج عن الصلوة) لان هذا السلام للخروج عن الصلوة وقد نفى  
 عليه ارکان الصلوة ۳

(۴) اگر اس آخری سلام میں مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پچیسے دیا تو :-

(الف) اگر قصد بات یا رکعت ہونے کے لیے یہ نماز باقی ہے سلام پچیسے اب توسل نماز نہ ہو جائے  
 ودا سلم مع الامام فان كان ذا كرا لما عليه من القضاء فسدت صلوته لانه سلام عمدا ۴  
 (ب) اور اگر یہ بات یاد نہ تھی اور ہوا سلام پچیسے دیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ وان لم يكن ذا كرا لله لا تفسد  
 لانه سلام سهو فلم يخرج عن الصلوة ۵ اور یہ سلام جو ہوا پچیسے کیا منسند نماز تو نہیں لیکن یہ سلام  
 امام کے سلام سے پہلے کیا گیا ہے ساتھ ساتھ واقعہ واجب تو مسبوق پر اپنی نماز کے آخر میں اس سو کی وجہ  
 سے بھی جہدہ ہو لازم نہیں ہوگا اور امام کے سلام کے بعد اس نے سلام پچیسے تو اپنی نماز کے آخر میں اس  
 پر اس سو کی وجہ سے جہدہ ہو لازم ہوگا۔ وهل يلزمه سجود السهو لاجل سلامه بظن ان سلم في  
 تسليم الامام او سلما معاً لا يلزمه لان سهو المفقدي وسهو المقصدی تعطل وان سلم بعد

(۱) فصل فی بیان من سجد غلہ سجود سهو ۱ ۱۷۶ ص بعد

(۲) -----

(۳) -----

(۴) -----

(۵) -----

(۶) -----

(۷) -----

سليم الامام لرمه لان سهوه سهو المفرد فيقصي ما فانه ثم يسجد لسهو في اخر صلوته  
يحيى. (هذا كله في البدائع ١ ص ١٧٦ ط ح ١) محمد كفايت الله كان الله له دليلى

سبوق بقیہ نماز پڑھنے کے لئے کب کھڑا ہو؟

(سوال) بحر بعد میں جماعت میں شریک ہوا ایک رکعت امام پڑھ چکا تھا امام جب پہلا سلام پچھلے سے تب  
رکعت پوری کرنے کے لئے اٹھے یا جب دوسرا سلام پچھلے سے اس وقت کھڑا ہو؟

مستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۸۱) دوم سلام امام شروع کر دے تو کھڑا ہو کیونکہ پہلے سلام کے بعد ممکن ہے کہ امام مجدد  
تو کھڑے ہوئے ہوئے دوبارہ ہو کر تیسرے آتا ہوگا، محمد کفايت الله كان الله له دليلى

غرب کی ایک رکعت پانے والی بقیہ رکعتوں میں قرائت کرے

(سوال) مغرب کی آخری رکعت امام کے ساتھ ادا کی۔ بقیہ دور رکعتوں کو پھر اپڑھنا چاہیے یا نہ؟

مستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۸۲) مغرب کی ایک رکعت امام کے ساتھ پانے والی بقیہ دور رکعتیں پھر کی پڑھتے۔

محمد کفايت الله كان الله له دليلى

بیمہ تحریمہ رکوع میں جا کر ختم کی تو نماز نہیں ہوئی

(سوال) اگر کوئی امام نور کوں میں پانے تحریمہ کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے اور تکبیر تحریمہ  
ت رکوع (نہایت قیام) ختم کرے تو یہ ٹینٹس نماز میں شامل ہوگی یا نہیں اور اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

مستفتی نمبر ۲۰۳۹ مولیٰ محمد صاحب کاٹھیاواڑ۔ ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۸۳) اگر تکبیر تحریمہ نہایت قیام ختم نہ ہو تو اس کا نماز میں شامل صحیح نہیں ہوا۔ فلوا درك الامام

کے فکر صحابا لم تصح تحریمتہ (شامی) ؛ (نفلا بالمعنی) محمد کفايت الله كان الله له دليلى

(۱) (فصل فی بیان من یحب علیہ سجود السهو ۱ ۱۷۶ ط سعید)

۱ وبعنی ان یسجد حتی یفهم انه لا سهو علی الامام (درمحرر) ای لا يقوم بعد تسبیحة او سیمتی بل یسجد  
ع امام بعدہ۔ قل فی لحد و پس هد الملازم من المقصود ما یفهم ان لا سهو علی الامام او یوحده ما یقطع  
رمة الصلاة الخ (رد المحتار باب الإمامة ۱ ۵۹۷ ط سعید)

۲ لولا درك رکعة من السجود قصی رکعتی و فصل بقعدة فکون ثبت بعدہ و فر فی کل فصح و سورة سج  
لمگیرية الفصل السابع فی المسبوق واللاحق ۱ ۹۹ ط ماجدیه)

(۱) (الدر المحتار باب صفة الصلاة ۱ ۴۸۰ ط سعید)

مسبق کے تکبیر تحریمہ کہتے ہی امام نے سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ایک مسبوق نے امام و نماز میں ایک حالت میں پیا کہ امام قعدہ اخیرہ میں بیٹھا ہو تھا مسبوق نے اللہ اکبر تکبیر تحریمہ کہا اور امام نے سلام پھیر دیا مسبوق قعدہ میں امام کے ساتھ بیٹھنے نہیں پایا تو مسبوق اسی تکبیر تحریمہ پر اپنی نماز پوری کر لیا یہ صحیح ہے یا غلط؟ تحریمہ تحریمہ ہے۔

المستفتی نمبر ۶۸۷۲۷ نووی شہرہ خاں۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ ۲۷ جون ۱۹۹۳ء

(جواب ۶۸۷) جب مسبوق مقتدی نے امام کے سلام سے پہلے امام کی نماز میں شریک ہونے کی نیت سے تکبیر تحریمہ داکر لی تو وہ امام کی نماز میں داخل ہو گیا صحت قعدہ کے لئے تحریمہ بہ نیت اقتداء سنا کافی ہے قعدہ کی صحت صرف نیت اقتداء کے ساتھ تکبیر تحریمہ سننے سے ہو جاتی ہے۔ بہتہ المؤمنہ الاقتداء (درمختار) ای الاقتداء بالامام او الاقتداء به فی صلاته او التسروع فیها او الدخول فیها الی قوله ووسط الیة ان نکون مقاربة للتحریمة (رد المحتار) ۱، وفي باب ادراك الفريضة وذا كركنا يوي اشروع في صوة الامام تقطع الاولى في ضمن تسروع في صوة الامام (رد المحتار) ۲، پس اگر مقتدی کے بیٹھنے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی اسی تحریمہ سے مسبوق کی طرح نماز کرے۔ محمد کفایت شہرہ خاں رحمہ اللہ۔

جس مقتدی کا امام کے پیچھے رکوع روجاے

سوال: میں نے امام کے رکوع کی تکبیر نہیں کی مگر رکوع فوت ہو گیا پھر رکوع کیا؟ امام نے رکوع میں شریک ہو کر نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۸۵۷۸ عبد الباقی شہرہ خاں پور مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۹۳ء

(جواب ۶۸۵) اگر امام کے رکوع کی تکبیر نہیں کی مگر رکوع امام کے ساتھ نہیں کیا پھر رکوع امام کے ساتھ رکعت میں شریک ہو کر نماز ہوئی؟ محمد کفایت شہرہ خاں رحمہ اللہ۔

دو رکعت پانے والا بقیہ نماز میں قنوکرت

(امعیۃ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۹۳ء)

(سوال) ایک شخص نماز بجماعت میں آخری دو رکعت میں شریک ہوا الباقی دو رکعتیں سورت مذ

(۱) باب الإمامة ۱ ۵۵۰ ط سعید

(۲) (۵۲۲ ط سعید)

(۳) واللاحق من فاتته الركعت كتاب أو بعضها لكن بعد اقتدائه بعذر... من صلا في ركوع وسجود... بقضاء ما فاتته عكس المسبوق ثم يبيع الإمامة (لنوير و شروحة باب الإمامة ۱ ۵۴۹ ط سعید)

پڑھے یا بغیر سورت کے؟

(جواب ۶۸۶) جس شخص کو جماعت میں آخری دو رکعتیں میں اور امام کے سلام کے بعد وہ اپنی دو رکعتیں پوری کرنے کھڑا ہو تو اس کو ان رکعتوں میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھنا چاہیے، محمد کفایت اللہ کان اللہ

جماعت کی ایک رکعت پانے والی بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(المجمعیۃ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۳ء)

(سوال) جماعت میں آخری ایک رکعت تھی۔ اب چھٹی تین رکعت میں سے کونسی رکعت میں فاتحہ پڑھے؟  
(جواب ۶۸۷) چار رکعت والی نماز کی جماعت میں آخری رکعت تھی تو امام کے ساتھ سلام کے بعد تین رکعتوں میں سے پہلی دو رکعتوں میں (جن کے درمیان قعدہ بھی کرے گا) فاتحہ کرے۔ محمد کفایت اللہ

## پیسواں باب قنوت نازلہ

### نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم

(سوال) ایک مسجد میں امام صبح کی نماز میں دومت کے ساتھ قنوت نازلہ پڑھتا ہے اور حنفی ہونے کے باوجود ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے کیا قنوت ہمیشہ پڑھنا جائز ہے کیا حنفی امام کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ کیا بعض مقتدیوں کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ المستطبی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی  
(جواب ۶۸۸) قنوت نازلہ کی سنت معیبت امام کے وقت پڑھی جاتی ہے اور امام کے نزدیک کوئی ایسی معیبت امام باقی ہے تو وہ قنوت نازلہ پڑھ سکتا ہے اور ہاتھ باندھنا لوں ہے تاہم اس سے بھڑا کرنا اچھا نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

### قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) قنوت نازلہ جو حدیث کے مواقع پر پڑھی جاتی ہے اور آج کل بھی اکثر مسجد میں پڑھی جا رہی

۱۔ و مسوق من سجد لادب یا ذی عتہا وہو مشرد حتی شی و سعرد و بشر فیما یقصہ اول صلاۃ فی حق قراءۃ و آخرہا فی حق تشہد الخ (التبوی و شرحہ باب لإمامۃ ۱ ۵۹۶ ط سعید)  
(۲) و یقضى أول صلاته فی حق قراءۃ و آخرہا فی حق تشہد الخ  
۳۔ قال ابو جعفر الصحروی لا یسب عندہ فی صلاۃ الفجر من غیر بیہ فوات وقع فیہ أو ملیۃ فلا بأس بہ فعہ رسول اللہ ﷺ الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی قیرت النارۃ ۱/۲ ط سعید)





صدیقؑ انہ قتل عند محاربة الصحابة مسيلمة و عند محاربة اهل الكتاب وكذلك قتل عمر و كذا على في محاربة معاوية و معاوية في محاربتہ ۱ اور کنال العمال میں ہے۔ عن ابی رافع ان النبی ﷺ وانا مکر و عمر و عثمان و علیا قتلوا بعد الركوع یہ قنوت نازلہ کا بیان ہے اور خلفائے راشدین نے جب حضور اکرم ﷺ کے بعد قنوت نازلہ پڑھی تو ثابت ہوا کہ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہے پس اہل حدیث میں قنوت نازلہ فجر کی نماز میں پڑھنے کا جواز خلفائے راشدین اربعہ اور بہت سے صحابہ کرام سے نقل کیا ہے لہذا یہ جو نسخ اور ثبوت اور قہر میں عمل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) قنوت نازلہ میں بادشاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں

(۲) جواب دیگر

(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ مساجد کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امام سے مروی خلیفہ المسبین ہے جیسے کہ فعل رسول اللہ ﷺ اور عمل خلفائے راشدین سے ثابت ہوتا ہے اور اسی قول کی روایات فقہیہ قنوت امام سے تاکید بھی ہوتی ہے کیونکہ امام کا لفظ مشتہر ہے جس میں تصریح مع حوالہ عمل غیر خلیفہ کی ضرورت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۷۷۵ امام محمد امام مسجد قدس پورا ضلع میانہ ۶ شوال ۱۳۶۲ھ

(جواب ۶۹۰) قنوت امام میں امام سے مروی خلیفہ السلام امیر المؤمنین نہیں ہے بلکہ امام جماعت مرد ہے اس کی دلیل یہ ہے جو شری میں مذکور ہے۔ و طاهر تقیید ہم بالامام انہ لا یقت المنفرد و هل المقتدی مثله ام لا ۲۔ چنانچہ فقہ کی روایات میں قنوت کو امام کے ساتھ اس سے مقید کیا گیا ہے کہ منفرد قنوت نازلہ نہ پڑھے اور آیا مقتدی بھی اس کی طرح چینی منفرد کے مثل ہے یا نہیں؟ دیکھئے فقط امام کو منفرد اور مقتدی کو مقابل سمجھا ہے نہ خلیفہ المسبین کے معنی میں ورنہ یوں کہتے کہ خلیفہ المسبین کے علاوہ کوئی نہ پڑھے اور پھر مقتدی کے سے قنوت پڑھنے کو ترجیح دی ہے جب کہ امام سر پڑھے اور امام جہر سے پڑھے تو مقتدی آمین کہتا رہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(جواب دیگر ۶۹۱) قنوت نازلہ کسی مصیبت کے دفعیہ کے لئے پڑھنا جائز ہے۔ وہ فجر کی نماز میں روع کے بعد کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے مگر اس میں امام و مقتدیوں کو ہاتھ پھوڑے رہنا یہاں تک بہتر ہے نہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنا آمین بالجہر کہنا بہتر نہیں ہے مگر ناجائز بھی نہیں ہے (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ (فتح القدیر باب صلاة التور ۴۳۴۱ ط مصر) (۲)۔ (صوت ۸۳۸ ط مکتب التراث الاسلامی حلب)  
 (۳)۔ (باب التور والوفاء مطلب فی قنوت لازلہ ۱۱۲ ط سعید) (۴)۔ (قن لرحاح و بارلہ الشدیدیہ من شدیدیہ و لا شت و الطاعون من شد لئور و رد سحر باب نور و لوف و مطلب فی قنوت لازلہ ۱۱۲ ط سعید)  
 (۵)۔ (سما لا یقت عند فی صلاة الفجر من غیر ملہ و ردی بطہر سی لہ لمعدی بایع امامہ الا اذ جہر فیوم و نہ یقت بعد الركوع لا فہد الح رد المحجر باب نور و لوف و مطلب فی قنوت لازلہ ۱۱۲ ط سعید)

(۱) قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ

(۲) جواب دیگر

(سوال) آج کل جو روں فرس مصائب مسلمانوں پر آرہے ہیں ان کے دفعیہ کے لئے نماز میں قنوت ناز۔ پڑھتی چڑھتی نہیں؟ اگر چڑھتے تو اس کا طریقہ اور دعائے قنوت بھی تحریر فرمادیں؟

المستفتی محمد عبدالرؤف جگن پوری متعلم مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی۔ ۲۴ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ (حوالہ ۶۹۲) اس وقت کہ دنیوی واحد اسلامی سلطنت کو جڑ سے اکھڑ دینے اور صدیوں کی قائم شدہ اسلامی حکومت اور زمین و روپ سے منادینے کی تجویزیں نورانی ہیں یورپ کی خود غرض اور متعصب مسیحی حکومتیں جنات ماب خدیفہ المسبین سلطان معظم کو مستند خدیفہ (قسطنطنیہ) سے نکال دینے اور خدیفہ اسلام سے منادینے کی کوششیں کر رہی ہیں اسلام اور مسلمانوں کے دشمن مسیحی پادری اور بشارت مند بھی تعصب سے دیوانے ہو کر عیسائی آبادی کو خدیفہ المسبین کے خلاف بھڑکار رہے ہیں انصاف اور انصافیت اور آزادی اور سچائی کا خون نہ پڑے پر آمادہ ہیں تو ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت اور خدیفہ اسلام میں واقع اور اسلام و اہل اسلام کی عزت کا خدا تعالیٰ ہی محافظ ہے۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے شدید ترین مہیبت کا وقت ہے جس میں شمس جس نے میں منصف دل ہے دروں میں ذرہ برابر بھی ایران سے خون کے آنسو راتا ہے عورتیں اور بچے تباہ قرار ہیں نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم کے مسلمانوں میں ایک تلامع برپا ہے اس نے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس موقع کی نزاکت اور اہمیت کو پورے طور سے سمجھیں اور آپس کے بغض اور کینوں، حسد اور منافقوں، غیبتوں اور عیب جوئیوں کو قطع ترک کر دیں باہمی اختلافات کو بھل جائیں اور اپنے فرض کو محسوس کریں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا مندی حاصل کرنے اور اسلام کی مدد کرنے کے لیے تیار ہو جائیں اور حقیقی شہنشاہ رب العالمین احکام الہیہ کی مقتدا بن جائیں۔ پتے کا ہوں سے توبہ واستغفار کریں۔ اور سچے دل سے روبرو کر کے مقدمات مقدمہ اور جزیرہ قاعرب کے غیر مسلموں سے پاک رہنے اور خدیفہ اسلام کے اقتدار اور اسلامی سلطنت کی عزت قائم رہنے کی خاطر ہمیں اجہ کی نمازوں کی آخری رحمت میں رکوع کے بعد قنوت میں قنوت نازلہ پڑھیں، یہ ضرورت قنوت پڑھنے اور مقتدی آیت الہیہ سے جائیں۔ ہاتھ باندھے رکھیں قنوت نازلہ کے الفاظ یہ ہیں ۔

اللهم اهدنا فليس هيب وعافنا فليس عافيت و تولنا فليس توليت و تبارك لنا شهيد  
 اعطيت وفقنا شرم قصيب انك تقضي ولا يقضى عليك وانه لا يدل من واليت ولا يعرض  
 عديت تباركت ربنا و تعاليت وستعورك و تتوب اليك و صلى الله على النبي الكريم اللهم  
 اغفر لنا وللمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات والاف بين قلوبهم واصلح ذات سقم

١ د رفاع بن ربه في الامام في تصدده لحيه وادي بصير في راسه في تصدده لحيه في ربه  
يقب بعد الركوع لافيه (رد المحتار) باب الوتر والنوافل مطب في قوت البازلة ١١٢ ط سعيد



## قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی

(سوال) قنوت نازلہ جو مصائب پیش آنے پر نمازوں میں پڑھی جاتی ہے اس کے متعلق بعض لوگ چند شبہات بیان کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک یہ منسوخ ہے کوئی کہتا ہے کہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہیے کوئی کہتا ہے کہ روت سے پہلے پڑھنی چاہیے کوئی کہتا ہے کہ قنوت پڑھنے کے وقت ہاتھ چھوڑ کر رکھنا چاہیے اور اگر مان مور کے متعلق تحقیقی جو بات مہتمم فرمائیں

(جواب ۶۹۴) قنوت نازلہ مسیبتوں کے وقت فرض نمازوں میں پڑھنا جائز ہے اور اس کا جواز عموم و جہور نماز اور خصوصاً حنفیہ کے نزدیک منسوخ نہیں ہے بلکہ جب کوئی امام مسیبت پیش آنے کو مسیبت کے زمانہ تک قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے وہاں قنوت دوم جو فجر کی نماز میں امام شافعی کے نزدیک منسوخ ہے۔ حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے فقہ حنفی نکتوں میں جہاں قنوت فجر کو منسوخ کہا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ قنوت دوم فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ان روایات حدیث و فقہ سے نہ الحثیثہ ہوتا ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قلت رسول اللہ ﷺ فی صلوۃ العتمة شہراً (الی قولہ) قال ابو ہریرۃ واصبح رسول اللہ ﷺ ذات یوم فسمع یدع لهم فذکرت ذلك له فقال وما تراهم قد قدموا (ابو داؤد) (۴) (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان قیدیوں کی نجات اور کافروں کی ہلاکت کیلئے ایک مہینہ تک عشاء کی نماز میں قنوت پڑھنے (الی قولہ) ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک دن آپ ﷺ ہمیں پڑھتی تھیں تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ یہ تم نے نہیں دیکھا کہ مسلمان قیدی کی چھت بر آئے (ابو داؤد)

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت ﷺ کا ایک مہینہ تک قنوت پڑھ کر چھوڑ دیں قنوت میں نہ مرتبہ نہ رتبہ ہی وجہ سے تھا کہ منسوخ ہونے کی وجہ سے۔

عن انس بن مالک ان السی قال قلت لنبیہا ثم ترکہ (ابو داؤد) ۲ (ترجمہ) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ دعا قنوت پڑھنی پھر چھوڑ دی۔ عن ابن عباس قال قلت رسول اللہ ﷺ شہراً متابعاً فی الطہر والعصر والمغرب والعشاء وصلوۃ الصبح فی دبر کل صلوۃ ادا قال سمع اللہ لس حمدہ من الركعة الاحرة يدعونی احیاء من بی سیمہ عنی رعل و رکوان و عصیة ویوم من حلفہ (ابو داؤد) ۳ (ترجمہ) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متواتر ایک مہینہ تک ظہر عصر مغرب عشاء اور فجر کی نمازوں میں قنوت پڑھنی۔ ہر نماز کے آخر میں جب کہ آخری رعت میں سمع اللہ من حمدہ فرماتے تو سی سیم کے قبیوں رعل و رکوان و عصیہ پر بدو فرماتے اور متتبعی میں آتے رتبہ۔ اوامہ لعدہ وقوع بارلہ

(۱) ایما لا یقت عدل فی صلوۃ الفجر من غیر یلذذ و وقعت فتنۃ و نبیہ لا یس بدعہ رسول اللہ ﷺ صحیح رد المسحور باب الوتر والوافل مطلب فی قنوت البارلہ ۱۱۲ ط سعید

(۲) (باب القنوت فی الصلوۃ) ۱۰۴ ط سعید

(۳) (ایضاً) (۴) (باب القنوت فی الصلوۃ) ۱۰۴ ط سعید

تسدد علی القنوت بعدھا فیکون شرعینہ مستمرہ وهو محمل قنوت من قنوت من الصحابة بعد وقتہ علیہ الصلوۃ والسلام وهو مدهسا و علیہ الجمهور (کبریٰ) ۱ (ترجمہ) یا حضور کا قنوت وچھوڑنا اس وجہ سے ہو کہ کوئی ضرورت بعد کو قنوت پڑھنے کی پیش نہ آئی پس قنوت نازلہ کی مشروعیت مستمر ہے اور جن صحابہ نے حضور آرمسجی کی وفات کے بعد قنوت پڑھی ان کا پڑھنا اسی پر معمول ہے ورنہ ہمارا مذہب ہے اور اسی کے جمہور قائل ہیں۔ قال ابن الہمام فی شرح الہدایۃ ان ہذا یسنی لنا ان القنوت للنازلۃ مستمر لم یسح (الی قولہ) وما ذکرنا من احبار الحلفاء یقید تقررہ لفعلمہم ذلك بعدہ ۲ (فتح القدیر) ۱ (ترجمہ) ان تمام نے فرمایا کہ مذکورہ بیان ہمارے لئے ثابت کرتا ہے کہ قنوت نازلہ کا جواز مستمر ہے منسوخ نہیں ہوا (لی قولہ) اور خلفاء راشدین کی جو روایتیں ہم نے ذکر کی ہیں ان سے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے حضور آرمسجی کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھی ہے۔ ادا طبق علماء ما علی جوار القنوت عند الدلۃ (مرقۃ) ۲ (ترجمہ) مد علی قرنی فرماتے ہیں کہ ہمارے ۷۰ (۷۰ حنفیہ) کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی مصیبت کے وقت قنوت نازلہ پڑھنی جائز ہے۔ روى عن ابی بکر انہ قنوت عند محاربة مسیلمۃ و کذا قنوت عمر و کذا علی و معاویۃ عند تحار بہما (غنیۃ المستملی) ۱ (ترجمہ) حضرت ابو بکر صدیق سے روایت ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب سے جنگ کے زمانے میں دعا کے قنوت پڑھی و اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی پڑھی ہے اور ایسے ہی حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی جنگ کے زمانے میں دعا کے قنوت پڑھی ہے۔

ان روایات سے ثابت ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ حنفیہ اور جمہور کے نزدیک جائز ہے اس کا جواز اور مشروعیت مستمر ہے منسوخ نہیں ہے کیونکہ اگر منسوخ ہوتا تو خلفاء راشدین حضور آرمسجی کی وفات کے بعد کیوں پڑھتے فتح القدیرؒ تبیین الیقینی شرح بدایہ النظارؒ مرقی الخراجؒ در مختارؒ اشبہ و نظائرؒ بحر الرائقؒ غایہ شرح نقایہ مرقۃ شرح مشکوٰۃ زوائدؒ وغیرہ بہت سی کتابوں میں حنفیہ نے قنوت نازلہ کے جواز کی تصریح کی ہے یہی بات کہ حنفیہ کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں ہے یا تین جہری نمازوں میں یا پانچوں نمازوں میں؟ تو اس کے متعلق یہ تنصیل ہے کہ امام حنفیؒ کی عبارت میں صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا ذکر ہے اور اسی کو صاحب شامیؒ نے ترجیح دی ہے لیکن امامہ یثربی نے شرح بدایہ میں صلوٰۃ

(۱) (صلۃ الوتر ص ۴۲۰ ط سہیل)

(۲) (باب صلاۃ الوتر ۱/۴۳۴ ط بیروت البان)

(۳) (باب القنوت ۳/۱۷۸ ط امدادیہ ملتان)

(۴) (صلۃ الوتر ص ۴۲۰ ط سہیل لاہور) (۵) قل ہو جعفرؑ فند بحور ب یكون علی کاد یری القنوت فی صلاۃ الفجر سائر الدھر وقد بحور ان یكون فعل ذلك فی وقت خاص بمعنی لدی کاد فعلہ عمر من احمد لبح (شرح معانی الآثار باب القنوت فی الفجر وغیرہ ۱/۱۷۲ ط سعید) قل ہو جعفرؑ فذهب القنوم الی ائمت القنوت فی صلاۃ الفجر الح (شرح معانی الآثار باب القنوت فی الفجر وغیرہ ۱/۱۶۸ ط سعید)

الجهر لکھا ہے اور اسی طرح بحر الرائق و مراقی الفلاح میں شرح نقایہ سے صلوٰۃ الجهر نقل کیا ہے اور در مختار میں وقیل فی الصلوات کلتھا یحییٰ کہا ہے کہ تمام نمازوں میں پڑھنی جائز ہے اور حدیث میں بھی قنوت کا ذکر مختلف طریقوں سے آیا ہے کسی حدیث میں صرف نماز فجر کا ذکر ہے اور کسی میں نماز عشاء کا اور کسی میں وہ تین نمازوں کا اور کسی میں پانچوں نمازوں کا پس صرف نماز فجر میں پڑھنے کی روایت اور جہری نمازوں میں پڑھنے کی روایت توفیق حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی موجود ہے ان دونوں صورتوں میں توفیق حنفی کی روئے بھی تامل کی گنجائش نہیں رہا پانچوں نمازوں میں پڑھنا تو ایک امر موجب حدیث بن عباسؓ پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ کے جوڑ کے قائل ہیں اور یہی مطلب ہے در مختار کے اس قول کا وقیل الصلوات کلتھا۔ مرآۃ حنفیہ سے پانچوں نمازوں میں پڑھنے کی کوئی فقہی روایت نہیں ہے جہری نمازوں میں پڑھنے کی فقہی روایتیں یہ ہیں۔ ان نول بالمسندین نازلہ قس الامام فی صلوٰۃ الجهر وہ قال الاکرون واحمد الح (عیسیٰ شرح ہدایہ ۲ (ترجمہ) کہ مسلمانوں پر ہونی مسیبت آجائے تو جہری نمازوں میں امام قنوت پڑھے اسی کے کثر عام امام احمد قائل ہیں۔ وفی العایۃ ان نزل بالمسندین نازلہ قس الامام فی صلوٰۃ الجهر وهو قول التوری واحمد الح (مراقی الفلاح) ۲ (ترجمہ) غایہ میں ہے کہ اگر مسلمانوں پر ہونی مسیبت آجائے تو امام جہری نمازوں میں قنوت پڑھے امام ثوری اور امام احمد کا یہی قول ہے۔ اسی طرح بحر الرائق و شامی میں بھی منقول ہے۔

روایت سے پہلے پڑھی جائے یا بعد رکوع؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قنوت نازلہ کو بعد رکوع پڑھنا ہی باعتبار دلیل کے قوی ہے کیونکہ جن روایات حدیث سے قنوت نازلہ کے جوڑ پر حنفیہ نے استدلال کیا ہے اس میں قصہ یہ ہے کہ یہ قنوت حضور اکرم ﷺ نے رکوع کے بعد پڑھی ہے اسی کو شامی نے رد مختار میں ترجیح دی ہے اور اسی کو مراقی الفلاح میں اختیار کیا گیا ہے اور مد علی قاری نے مرقۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ قال البیہقی صحابہ علیہ السلام قبل الركوع لکن رواۃ القنوت بعدہ اکثر واحفظ فہو اولی (مرقاۃ) ۵ (ترجمہ) مد شہقی نے فرمایا کہ حضور ﷺ سے قبل الركوع قنوت پڑھنا بھی ثابت ہے لیکن بعد رکوع قنوت کے روایت کرنے والے زیادہ بھی ہیں اور حافظہ کے بھی قوی ہیں پس یقیناً وہ ہے۔

۱۔ قس الامام فی صلوٰۃ الجهر اندی فی بحر عن نسبی فی شرح نقایہ (مراقی الفلاح باب الوتر ص ۲۲۶ ط مصر)

(۲) (باب صلوٰۃ الوتر ۲ ۵۲۴ ط دار الفکر بیروت لبنان)

(۳) (باب الوتر ص ۲۲۶ ط مصر)

۴۔ وہ یقیناً بعد الركوع لا قبلہ دلیل دھا استدلال بہ الشافعی عنی قنوت الفجر و فیہ التصریح بالقنوت بعد الركوع حمید عماد علی نقیۃ لمارلہ ثم ریت لشر بلانی فی مراقی الفلاح ص (رد المحتار باب الوتر والوتر فی مطلب فی لقنوت للمارلہ ۱۱۲ ط سعید)

(۵) (باب القنوت ۳ ۱۷۸ ط امدادیہ مدینہ)

باتھ باندھ لیں یا پھوڑے رکھیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایسے قیام میں جس میں کوئی ذکر مسنون ہو باتھ باندھنا سنت ہے اور امام محمد کے نزدیک جس قیام میں قرائۃ ہو یعنی قرآن مجید پڑھا جائے اس میں باتھ باندھنا مسنون ہے پس ہر نماز میں مسحاکت اللہ کے ختم تک اور قنوت کے وقت ہر نماز جنازہ میں امام محمد کے نزدیک باتھ پھوڑے رکھنا چاہیے۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان سب مواقع میں باتھ باندھنا چاہیے جیسے کہ تمام حنفیہ کا معمول ہے اور ثناء اور قنوت وتر اور نماز جنازہ میں باتھ باندھتے رہتے ہیں پس قنوت نماز بھی چونکہ ذکر مسنون ہے اس لئے اس کے پڑھنے کے قیام میں بھی باتھ باندھنا ہی حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے مذہب کے موافق مسنون ہوگا لہذا باتھ باندھنا ہی اولیٰ اور راجح ہے۔ مراقی غرائب کے حاشیہ میں علامہ شیخ محمد طحطاوی لکھتے ہیں ویصع فی کل قیام من الصلوة ولو حکما فدخل المقاصد ولا بد فی ذلك الصیام ان یکون فیہ ذکر مسنون وما لا فلا کما فی السراح وغيرہ وقل محمد لا یصع حتی یشرع فی القراءۃ فہو عدھما سۃ قیام فیہ ذکر مشروع و عدھ سۃ للقراءۃ فیرسل عدھ حالۃ الساء والقنوت وفی صلوة الجمارۃ و عدھما یعتمد فی کل الح (طحطاوی علی مراقی الغلاب) (ترجمہ) نماز کے ہر قیام میں باتھ باندھنے اور چہ قیام حکمی ہو تو اس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی داخل ہو گیا مگر یہ شرط طبعی اس قیام میں کوئی ذکر مسنون ہو اور جس میں ذکر مسنون نہ ہو نہ باندھتے جیسا کہ مراقی وغیرہ میں مرقوم ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ جب تک قنوت شروع نہ کرے باتھ نہ باندھتے پس باتھ باندھنا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر ایسے قیام کی سنت ہے جس میں کوئی ذکر مسنون ہے اور امام محمد کے نزدیک قرائۃ کی سنت ہے ہذا امام محمد کے نزدیک حالت ثناء اور قنوت اور نماز جنازہ میں باتھ پھوڑے رکھنے چاہئیں اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان تمام حالتوں (یعنی ثناء قنوت نماز جنازہ) میں باتھ باندھنا چاہیے۔ انتہی

اگر کوئی باتھ نہ پڑھے تو حدیث شریف سے اس کی بھی کنایہ نکلتی ہے اور ایک فقہی روایت امام ابو یوسف سے بھی منقول ہے کہ قنوت وتر انہوں نے باتھ نہ پڑھا تو یہ بھی ہے۔ حدیث شریف یہ ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا رفع رأسہ من صدوۃ الصبح فی الركعة التایۃ یرفع یدہ فیہا فیدعو بهذا الدعاء اللھم اھدنی فیمن ھدیت الح (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں جب رکعت سے سر اٹھاتے تو قنوت میں باتھ نہ پڑھا تو یہ دعا پڑھتے اللھم اھدنی فیمن ھدیت الح (راۃ المعاد) حافظ ابن قیم نے اس حدیث کی تفسیر کی ہے لیکن عالم سے اس کی تصحیح بھی ذریعہ نقل فرمائی ہے اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ باتھ نہ پڑھنے سے کیا مراد ہے آیا



ابتداء میں دعا شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا چاہیے تکیہ تحریمہ یا قنوت وتر کے وقت ٹھکتے ہیں یا تمام ہاتھ پڑھنے اور آخر ختم کرنے تک اٹھائے رکھنا جیسے دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں پھر بھی چونکہ حدیث میں یہ احتمال بھی ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر پڑھنے والوں سے بھی جھگڑنا مناسب نہیں ہے اسی طرح جو لوگ ہاتھ چھوڑ کر پڑھیں ان کے لئے بھی امام محمدؒ کے مذہب کے موافق گنجائش ہے اس لئے ان سے بھی جھگڑنے کا موقع نہیں ہے اگر دعا کے قنوت مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام بھی آہستہ پڑھے اور سب مقتدی بھی آہستہ پڑھیں اور مقتدیوں کو یاد نہ ہو جیسا کہ کثرتی تجربہ اسی کا شاہد ہے تو بہتر یہ ہے کہ امام زور سے پڑھے اور سب مقتدی آہستہ آہستہ امین کہتے رہیں حضرات ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے قنوت ناز کا زور سے پڑھنا روایت کیا ہے۔ (بخاری ۱)

مغرب کی تیسری رکت عشاء کی چوتھی رکت فجر کی دوسری رکت میں رکوع سے بعد فاتحہ من حمد کہہ کر امام دعا کے قنوت پڑھے مقتدی آمین کہتے رہیں۔ دعا سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر بعدے میں جائیں دعا کے قنوت کے الفاظ یہ ہیں۔ اللھم اھدنا فیمن ھدیت الھ

جو شخص تہ نماز پڑھے وہ اپنی نماز میں اور عورتیں اپنی نماز میں قنوت پڑھیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی اجازت یا ممانعت کی قطعاً میں نے نہیں دیکھی جزو فقہائے اس قول کے کہ قنوت امام۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ حکم اعتبار اصل ہے کیونکہ فرض میں اصل یہی ہے کہ وہ بعد رکت سے ۱۰۰ جائیں اور منفرد کے حکم سے سوت سے تا ہم ممانعت کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

الجواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند۔ محمد عزیز علی شرف لہ۔ خاں سردار محمد رشیدی حبیب الرحمن عفی عنہ۔ فقیہ صفحہ حسین حسنی عفی عنہ۔ سندہ نبیاء حق عفی عنہ۔

موجودہ پاس انبیاء حیات میں قنوت ناز۔ ہر مسجد میں سونے چاہیے اس کے مسنون ہونے میں ائمہ اربعہ متفق ہیں پانچوں نمازوں میں جائز ہے مگر جہری نمازوں میں معتاد کثرین سلف ہونا ثابت ہے اور نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور ہاتھ باندھے ہوئے دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ فاتحہ میں دعا کے اھدنا اور آیت ترغیب و ترہیب میں دعا کے من سب دست بستہ منقول ہے قنوت میں امام ابو یوسف سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی منقول ہے من سب ہے کہ ان جزوی مسو میں اس وقت اختلاف نہ ہو۔ دست بستہ دعا کے قنوت جہری نمازوں میں کیا کریں اگر اہل محد پانچوں نمازوں میں باہمی اتفاق سے کریں تو ان پر انکار نہ کریں قرآن پاک میں ہے۔ وما یفعلوا من حیر فلن یکھروہ۔ ولکل وجهة ہو مولیہا فاستبقوا الخیرات فقط حررہ محمد ناظر حسین نعمانی نقشبندی دیوبندی صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

حامد امصیاء۔ قنوت عند المصیبت والحوادث العامہ مشروع ہے جزوی و فرعی اختلاف کی وجہ سے

نزع من رب نہیں۔ فقط کتبہ الاحقر عبد الصیف عندہ مدرس منہج علوم ہمارے پور۔

حمد اور مصیبت و مسل۔ قنوت وقت نازلہ۔ اذکار کے نزدیک جائز ہے اور حمد و روضہ کلمت  
نہایت سے اس کو اختیار فرمایا ہے حنفی۔ نزدیک قنوت نماز میں علیٰ اور محدثات نہیں یہ قنوت جس کی  
بہت سوال ہے اس کے جواز میں پوچھنا چاہئے جواب جو مجیب نے تحریر فرمایا ہے یہ جائز اس سے  
متفق ہے۔ واللہ اعلم۔ احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ۔

جواب شیخ۔ محمد اور یس (کاتب ہلوی) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ محمد شفیع مدرس مدرسہ عبد الرب  
دہلی۔ کریم بخش عفی عنہ مدرس مدرسہ عبد الرب۔ حبیب الرحمن عفی عنہ دہلی۔ محمد عبد الصیف عفی عنہ  
اندھ عنہ مدرس مدرسہ حایہ فتح پوری دہلی۔ محمد عبد الرحمن مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔ سلطان محمود عنہ  
مدرس مدرسہ فتح پوری بندہ احمد سعید غفرلہ واحظا دہوی۔ محمد میاں عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔  
محمد کرامت اللہ حفا اللہ عنہ دہلی۔ محمد عبد الرحیم مستم مدرسہ رحیمیہ دہلی۔

حمد و صلوة کے معلوم ہو کہ وقت سخت مصیبت کے قنوت ناپا کرنا ہمیشہ راجح ہے اور صلیب  
اور خنجر الشہین سے پیدا کیا ہے اور حضرت ابو بکر نے ماریہ مسلمانہ کذاب میں دعا کے قنوت پڑھی ہے و  
حضرت حضرت عمر فاروق اور حضرت علی سے بہت دو اپنا نچہ ماہرین اخبار پر متفق نہیں۔ واللہ اعلم۔ جواب۔  
حررہ اسید ابوالحسن عفی عنہ۔

## قنوت نازلہ پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) محبت نامہ بحوالہ عریضہ حقیر آیا۔

مونا! اپنی تحریر میں آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ ”جیسا کہ میرے سے عامہ بینی و صاحب  
جو مراقی الفلاح کی عبارت دلیل ہے ”انہی غشی شرح ہدایہ میرے پاس موجود نہیں ہے ورنہ اس کو بھی غور  
سے مطالعہ کر کے عرض کرتا۔ صاحب بحر نے اس مسئلے کو شرح القایہ سے لیا ہے اور شرح نقایہ اور صاحب  
مراقی الفلاح نے غایہ سے نقل کیا ہے اور دونوں نے نقل میں غلط صلاۃ لکھا ہے اور صاحب اشبہ نے جو  
غایہ سے نقل کیا ہے اس میں غلط صلاۃ لکھا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غایہ کے محض نسخ میں صلاۃ  
انجیر ہے اور محض دیگر میں صلاۃ لکھا ہے اور عامہ ابو سعید نے مدسین کے حاشیے میں شرح القایہ سے جو  
عبارت نقل کی ہے اس میں غلط صلاۃ لکھا ہے ان کی عبارت عینہ یہ ہے۔ وفي شرح القایة عن العبد  
وان بول بالمسلمين نازلة قست الامام في صلاة الفجر اهـ جس سے یہ معلوم ہوا کہ شرح القایہ  
کے محض نسخ میں صلاۃ لکھا ہے ورنہ محض دیگر میں صلاۃ لکھا ہے ان دونوں میں سے ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے نہ  
کوئی بھی صلاۃ لکھا ہے اس کی صحت کی تہہ تک نہیں آتا نہ شراۃ اس کی صحت کو بیان کرتا ہے خلاف صلاۃ

الفجر والسنہ کے کہ اس کو عدمہ شامی نے صحیح مانا ہے اور اس کی تائید میں عامہ حبلی کی عبارت شرعیہ سے نقل کی پس حقیقت میں تخصیص بالفجر پر غایہ کے یک نسخہ صلاۃ الفجر والے سے مستدلل ہے اور عدمہ حبلی کی عبارت اس نسخہ کی صحت کی مؤید ہے اسی وجہ سے بعد اس کے تصریح کر دی کہ وہو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص لصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية او السرية آ ۱۰ ۱۱ اور اسی طور سے عدمہ طحاوی نے درمختار کے حاشیہ میں پہلے بحر و مراقی الخراج کی عبارت نقل کر کے یہ نص والذی فی ابی السعود عن الشرح المذكور ان نزل بالمسلمین نازلة قنوت الامام فی صلاة الفجر آ ۱۰ جس سے مقصود بیان مخفی غفلت منقول عنہا تھا پھر ان دو نسخوں میں سے صلاۃ الفجر والسنہ کی صحت وترجیح کے لئے عبارت امام طحاوی سے اس کو مقبدر کھراؤوں نسخوں کی موافقت کے لئے یہ تحریر کر دیا کہ والذی یطہر لی ان قوله فی البحر وان نزل بالمسلمین نازلة قنوت الامام فی صلاة الجهر تحریف من النساخ وصوابه الفجر آ ۱۰ اس سے صاف واضح ہو گیا کہ محتمل تحریف نہ ف موافقت نسخ کے لئے ہے نہ یہ کہ احتمال تحریف تخصیص بالفجر پر دلیل بلکہ تحریف محتمل نہیں ہے کیونکہ عدمہ شامی نے بحر کے حاشیہ میں بعد نقل عبارت حبلی یہ نص فرمایا کہ و مقتضى هذا ان القنوت لنزلة خاص بالفجر . اس کے بعد یہ لکھا کہ ویخالفه ما ذكره المؤلف معزیا الى العاية من قوله فی صلاة الجهر و لعله محرف عن الفجر وقد وحدته بهذا اللفظ فی حواشی مسکین و کذا فی الاشباہ و کذا فی شرح الشیخ اسماعیل لکھ عراہ الی غایۃ البیان الخ ۱۰ اور طحاوی نے تخصیص بالفجر پر بطور دلیل کے عدمہ حبلی کی عبارت کو نقل کر کے یہ فرمایا کہ فہذا صریح فی تخصیص القنوت للنوازل بالفجر آ ۱۰ اور آل جناب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ صوات جہر یہ میں قنوت نازلہ کا جواز عدمہ میں نے شرح ہدایہ میں اور سید طحاوی نے مراقی الخراج میں نقل فرمایا ہے ان موافقا ! طحاوی میں مجھے نہیں ملا بلکہ عدمہ طحاوی نے شرح مراقی الخراج میں جو عبارت شرح التقریب کی نقل کی ہے اس میں صلاۃ الفجر لکھا ہے و مراقی الخراج کے قنوں وہو مذہبا و عبہ الجمهور پر یہ تصریح فرمائی ہے ای القنوت للحادثة وان حصصناه بالفجر لفعله ﷺ و عممه الجمهور فی کل الصلوات آ ۱۰ جس سے صاف معلوم ہے کہ احناف کے نزدیک قنوت نازلہ نماز فجر میں مخصوص ہے خاصہ یہ کہ عدمہ طحاوی کی ورشامی نے تائید و ثبات میں عدمہ حبلی کی عبارت کو تحریر فرمایا اور غلط کانہم اش۔ کو صرف احتمال کے طور پر حمل نہیں کیا

(۱) (رد المحتار) باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت لنزلة ۱۱/۲ ط سعید

(۲) (باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳ ط دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت لبنان)

(۳) (باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

(۴) (باب الوتر والنوافل ۲/۴۷ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

(۵) (حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳ ط بیروت)

(۶) (باب الوتر ص ۲۲۷ ط مصر)

بلکہ خود عدمہ صحتی نے شرح منہ صغیری میں یہ تحریر فرمایا ہے ویحور عددا ان وقعت فتنة او بلیة ان یقت فی الفجر قاله الطحاوی پس عبارت بحر مرقی انما جہانہ سے نقل کر کے صلاۃ جہانہ کے قائل ہونے میں سبب اختلاف کے مفید مضمون صلاۃ جہانہ کی نہیں ہوئی تاکہ دلیل ہو سکے جو وہ عبارت قبل ترجیح کے مفید تخصیص بانجھ کو بھی نہیں اور تخصیص بانجھ کے لئے مامحوی کا قول بالاس معارض و مخالف کے دلیل ہے جیسا کہ ان کو صغیری میں کہا کہ الطحاوی و ربہ کی میں اس کی وجہ سے احتمال کے کو ذکر کیا عدوہ زیر آن جناب بھی تخصیص صوت جہانہ کے بہ سبب روایت حنفیہ کے قائل ہیں پس مسلم شریف کی حدیث کا جس میں فقہانہ قیت فی صلاۃ الظہر ہے احناف کی طرف سے یہ جواب ارشاد فرمایا میں نے اس کا انہم الح کا احتمال ہونا تخصیص بانجھ کے لئے مفسر نہیں ہے جیسا کہ آنجناب کے نزدیک تخصیص بصلاۃ جہانہ کے لئے مفسر نہیں ہے وہ ازیر مسم ہے کہ امامہ صحتی نے اس کو بطور احتمال کے بیان کیا ہے مگر امامہ نوح آفندی نے جزبہ و قطعیت کیا ہے جیسا کہ امامہ شامی نے نواشیح میں تحت قوله ولہما انہ مسوخ کے مکتبہ قال العلامة نوح آفندی ھذا علی اطلاقہ مسلم فی غیر الوارل واما عند الوارل فی القنوت فی الفجر فینعی ان یتابعہ عند الكل لان القنوت فیہا عند الوارل لیس بمسوخ علی ما هو التحقیق کما مروا ما فی القنوت فی غیر الفجر عند الوارل کما هو مذهب الشافعی فلا یتابعہ عند الكل فان القنوت فی غیر الفجر منسوخ عندنا اتفاقا ۱۰ والسر

مشتاق احمد عفا عنہ الصمد بقلم خود۔ مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۴۰ھ

مدرسہ دارالعلوم مسجد رنگیان۔ کانپور

(جواب ۶۹۵) بعد سلام مسنون عرض ہے کہ نامہ سہمی کی روز ہوئے کہ موصول ہوا تھا بندہ درست کے طلبہ کے امتحان میں مشغول تھا اس لئے جواب نہ لکھ سکا۔

صاحب بحر نے شرح نقایہ سے اور مرقی انما جہانہ سے صلاۃ الجہر نقل کیا ہے اور امامہ شامی نے نواشیح بحر میں شرح شیخ اکمل کے حوالے سے بنایہ شرح ہدایہ للعبی سے نقل کیا ہے ادا وقعت نارلہ قیت الامام فی الصلوة الجہریۃ وقال الطحاوی لا یقنت عددا فی صلوۃ الفجر فی غیر بلیۃ اما ادا وقعت فلا یاس نہ ۱۰ اور ظاہر ہے کہ بنایہ کی عبارت میں غلط فی الصلاۃ الجہریۃ میں صلاۃ انجھ سے تحریف ہونے کا احتمال نہایت بعید ہے اسی لئے امامہ شامی نے اس کے بعد فرمایا و لعل فی المسئلۃ قولیس فلیراجع ۲ سید محضوی نے حاشیہ مرقی انما جہانہ میں قیت الامام فی صلاۃ الجہر پر لکھا ہے۔ الدی فی البحر عن الشمنی فی شرح النقایۃ معزنا للعیۃ ادا یزل بالمسلمین نارلہ قیت فی صلوۃ الفجر ۱۰ ؛ حالانکہ بحر کے موجودہ مضبوط نسخہ میں لفظ صلوۃ الجہر ہے نہ کہ صلوۃ انجھ

(۱) (منحة الخالق) باب الوتر والوافل ۴۸/۲ ط دار المعرفة للطباعة والبشرای بیروت

(۲) (ایضاً) (۳) (ایضاً) (۴) (باب الوتر ص ۲۲۶ ط مصر)

پس میرا خیال اب تک یہی ہے کہ حنفیہ کے یہاں صلوٰۃ الجہر کی روایت بھی ہے اور صلوٰۃ الجہر کی روایت چونکہ موجود ہے اس لئے اس پر عمل کرنے میں حنفیت کی رو سے بھی مضائقہ نہیں رہا ہے کہ سری نمازوں کے لئے بھی قنوت کی روایتیں حدیث کی موجود ہیں تو میں حنفیت کے حافظان ان پر عمل کی رائے نہیں رکھتا۔ اگرچہ قطعاً اس کو بھی منسوخ نہیں سمجھتا کیونکہ نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور عدائمہ قنوت آندی یا مثل ان کے دیگر متفرقین کی تصریح یا نسخ کو اس اختلاف نقل کی صورت میں کافی سمجھتا ہوں تاوقتیکہ یہ متقدمین سے تہ تیغ نقل نہ فرمائیں۔ اہم طحاوی کی عبارت بھی تخصیص بالجہر میں نہ تن نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

## اکیسواں باب

### قراءت اور تلاوت

فجر اور ظہر میں طوالت مفصل پڑھنا سنت ہے

(سوال) فجر و زہرہ میں سورہ فجر سے سورہ بروج تک اور عصر و عشاء میں سورہ طارق سے سورہ مدینہ الذین تک اور مغرب میں سورہ زلزال سے سورہ ناس تک اور وتروں میں کج اسم ربک سورۃ القدر سورہ ناف و ناسورہ اخلاص (اور آخر میں سورہ اخلاص خاص کر) ان سورتوں کا اس طرح پڑھنا سنت ہے یا مستحب؟  
 کر کوئی اہم مندرجہ بالا سورتوں کے علاوہ کوئی رکوع یا تین چار آیت گیس سے پڑھے تو وہ مستحب یا سنت ہے یا نہیں؟ اور ان سورتوں کے نہ پڑھنے میں نماز کے ثواب میں پتہ کی ہوتی ہے یا نہیں؟  
 (نوٹ) قراءت مندرجہ بالا سورتوں سے ہی نہیں ہوتی۔

(جواب ۶۹۶) ہاں اس ترتیب سے سورتیں نمازوں میں پڑھنا سنت ہے مگر سنت مؤکدہ نہیں بلکہ خلاف دوسرے رکوع پڑھ لینے میں کوئی سبب نہیں ہے ہاں خلاف اولیٰ ہے۔  
 محمد کفایت اللہ کان اللہ اہلی

نماز میں خلاف ترتیب قراءت کا حکم

(سوال) زید نے مغرب کے وقت اول رکعت میں سورہ فلق اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی۔ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ احمد حسین صاحب سلطان پور۔ ۱۶ محرم ۱۳۵۳ھ

(جواب ۶۹۷) قرآن مجید کی ترتیب بدل کر پڑھنا مستحب ہے رابعت قصد پڑھنے کی صورت میں

ے نماز تو ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور بد قصد پڑھیں جائے تو رایت بھی نہیں اور نماز بلا کراہت درست اور صحیح ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

”فمن تبعنی“ کی جگہ ”فمن تبعہ“ پڑھا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) کیا امام نے نماز میں رب انہیں اضلّل کثیرا من الناس فمن تبعنی فہو منی کی جگہ فمن تبعہ فانہ منی پڑھ دیا آیا نماز درست ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶۳ موقوف شہر اللہ کوٹہ ۸ رزی ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۹۸) نماز ہوئی یہوند فتن بعد ن شمیہ منصوب کامرت رب وقر دیا جائے تو معنی بھی صحیح رہتے ہیں اور متاخرین کے اصول کے موافق بدون اس تاویل کے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی (۱) محمد کفایت اللہ

درمیان میں چھوٹی سو رکعت چھوڑنا مکروہ ہے

(سوال) زید نے رکعتوں میں اربع الیدی پڑھی رکعت ثانیہ میں قل یا ایہا الکفروں اور تین آیت یا تین آیت سے کم درمیان میں چھوڑائی یہ جائز یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۸-۹-۱۵ رزی ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۹۹) قصد ایسا کرنا مکروہ ہے اور بد قصد ہو جائے تو مضائقہ نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

”بیرا“ کے وقف پر نون کی پودینا

(سوال) جو امام بیرا پر وقف کرتے ہوئے نون کی پودیتا جو اس کے اس فعل سے نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین (ضلع حصار پنجاب) ۳ جمادی اول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۰۰) جو امام کہ وقف بیرا پر نون کی پودیتا وہ غلطی کرتا ہے مگر اس سے نماز فاسد نہ

ہوگی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ کوٹہ

”لله الصمد“ پڑھنے میں نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) امام اللہ الصمد کی جگہ اللہ صمد پڑھتا ہے کیا اس کے نماز ہوئی کہ نہیں ہوئی؟

۱ وکبرہ الفصل سورہ قصصہ وان یقرأ مکتوب الادا حتم الحج (الدوا المختار) فصل فی القراءۃ ۵۴۶ ۱۰ ط سعید

۲ ومما ذکر کلمۃ مکن کلمۃ عینی وحید لیس ان کتب لکلمہ لیس قرأھا مکن کلمۃ بقرب معاھا وھی فی الثرائ

۳ لیسہ صلاحہ مع عالمکبرہ الفصل الخامس فی ولۃ القاری ۸۰/۱ ط ماجدیہ کوٹہ

۴ وکبرہ الفصل سورہ قصصہ وان یقرأ مکتوب الادا حتم الحج (الدوا المختار) فصل فی القراءۃ ۵۴۶ ۱۰ ط سعید

۵ ولقدی عینی عندہ لیسہ مکن حان وهو قول عدمہ عنما الماحوس (بور) الاصح ص ۸۵ ط سعید کسی

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب (دہلوی)

(جواب ۷۰۱) اللہ اعلم پڑھتا ہے یا حدیث اللہ اعلم پڑھتا ہے اگر اللہ اعلم پڑھے تو نماز نہ ہوگی اور اللہ اعلم پڑھے تو صحیح ہے نماز ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہلی

تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنا

(سوال) تراویح میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا جائز ہے یا ناجائز امام صاحب کیا فرماتے ہیں صاحبین کا کیا مسلک ہے حدیث عائشہ کا کیا جواب ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۹۶ چودھری حاجی شیخ اللہ بخش صاحب (گوالیار)

۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۰۲) امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز میں سورہ کا قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا منسوخ ہے یعنی نماز درست نہیں ہوتی اور صاحبین وغیرہ نے نزدیک نماز درست ہو جاتی ہے اگر یہ شخص جس نے یہ اشتہار دیا ہے اور دیکھ کر قرآن شریف پڑھتا ہے نفی ہے تو اس کا یہ فعل صحیح نہیں اور نفی نہیں ہے تو حنفیوں کو اس سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں حضرت عائشہ کا نام مذکور ہے قرآن مجید دیکھ کر پڑھتا تھا حنفیوں نے یہاں سے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز کی نیت بند ہونے سے پہلے قرآن مجید دیکھ کر پڑھتا تھا تاکہ یہ ہو جائے پھر نماز میں پڑھتا تھا اور آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کوئی تصریح موجود نہیں اس لیے امام ابو حنیفہ نے احتیاط اسی میں سمجھی کہ یاد پر پڑھا جائے۔ (۲) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہلی

پہلی رکعت میں ”سورہ اعلیٰ“ اور دوسری میں ”سورہ غاشیہ“ پڑھنا

(سوال) کثرت نماز میں پہلی سورہ اعلیٰ رکعت اول میں اور سورہ غاشیہ دوسری رکعت میں پڑھتے ہیں موافق ترتیب کی ہے مگر سورہ اعلیٰ چھوٹی سورت ہے اور سورہ غاشیہ بڑی سورت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۱۲ محمد عبد الشکور فیض آبادی ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

(جواب ۷۰۳) یہ دونوں سورتیں ایک نماز میں پڑھنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہلی

۱۔ ی و یحی فی ذلک یفص بعید معنی لفص لقرآن متعیر معنی لفص لقرآن بہ معنی وحشہ فون بحب لا ما سہ بین لمعین صلاۃ صلاۃ یصلح حبس کبر احکام ربہ لقرآن ص ۴۷۶ سہیل کیدمی لاہور  
۲۔ ویفصہ ہا فراء نہ من مصحف عبد بنی حسہ وقلا ”لا یفصہ“ لہ ب حمل المصحف و یقیب لاور فی النظر فہ عمل کثیر وللصلاۃ عبدہ الح (عالمگیریۃ الدب المساع فیما یفسد الصلاۃ ومیکرہ فیہ ۱۰۱ ط ماحدیہ)  
۳۔ روی بہ عبدہ السلام قرأ فی الاولی من الحصحہ سبح اسم ربک الاعلیٰ وفی النبیۃ هل التک حدیث العاشۃ الح (رد المحتار) فصل فی القراءۃ ۱، ۳، ۵ ط سعید

## نماز میں آیتوں کا تکرار

(سوال) ایک امام صاحب فجر مغرب اور عشاء کی فرض نماز میں ایک رکت میں سورۃ پڑھتے ہوئے ایک آیت کو دوبارہ پڑھتے کبھی ایک کلمہ کو دوبارہ پڑھتے ہیں مقتدی دریافت کرتے ہیں کہ امام صاحب آپ فرض نماز میں ایسا کیوں کرتے ہیں تو امام صاحب کہتے ہیں کہ ایسا فرض نماز میں پڑھنے کا حکم ہے کیا یہ سنی ہے؟ المستفتی: فقیہ الدین امیر الدین (امیر، ضلع شرقی خاندیس)

(جواب ۳۰۴) کسی عذر کی وجہ سے فرض نماز میں آیت کو دوبارہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور عذر نہ ہو تو مکروہ ہے مگر امام صاحب سے وجہ دریافت کی جائے اور ان کے بیان کے ساتھ مسئلہ دریافت کیا جائے یہ بھی واضح ہے کہ آیت کی تکرار فرض میں برنامہ مکروہ تحریمی نہیں مکروہ تنزیہی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

## مل کر قرآن خوانی کرنے کا حکم

(سوال) متعلقہ تلاوت اجتماع

(جواب ۷۰۵) جب کئی آدمی مل کر قرآن خوانی کریں تو سب کو ہستہ پڑھنا چاہیے خواہ مسجد میں کریں یا کسی اور جگہ کریں (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

## ننگے سر قرآن کی تلاوت کرنا

(سوال) متعلقہ آداب تلاوت

(جواب ۷۰۶) قرآن خوانی کے وقت نرمی کی وجہ سے ننگے سر ٹٹھنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

## قراءت میں غلطی سے سجدہ ہو واجب نہیں ہوتا

(سوال) متعلقہ سوامام بقراءت

(جواب ۷۰۷) امام اگر بھول جائے یا غلط پڑھے یا رک جائے تو ان باتوں سے سجدہ ہو نہیں آتا (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

۱۔ اگر اند واحدہ مروراً ان کون فی الطوع لندی یصلیہ وحده فدللت غیر مکروہ وین کون فی العریضہ فهو مکروہ وهذا فی حالة الاحبار اما فی حالة العذر واللسان فلا بأس به الح (حلی کبیر) تنمات فیما بکرہ من القراءات ص ۹۴ ط (مہل)

۲۔ ویکرہ لشومہ ان یفروا القراء حمہ لضمہ برك لا سماع والإشبات المأمور بہما للح (عالمگیریۃ الدب الرابع فی الصلاۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن الحج ۳۱۷/۵ ط ماجدیہ)

۳۔ ولا یحب السہو الا سرك واحب او تاخیرہ او تاخیر رگی او تقدیہ الح (عالمگیریۃ الدب الثانی عشر فی سجدہ السہو ۱/۱۲۶ ط ماجدیہ)



بعدِ عیدین اور تراویح میں جہاں قرائت کرنا واجب ہے

سوال ۱۔ بعدِ ورعیدین اور تراویح میں آواز سے قرائت کرنا واجب ہے یا سنت ؟

جواب (۷۰۸) بعدِ اور عیدین میں آواز سے قرائت کرنا واجب ہے۔ لہٰذا رد المحتار فی المسئلات  
و بحیر الامام و حونا فی الفجر و اولی العشاءین اداء و قصاء و جمعة و عیدین و براویح و وتر  
بعدها (کذا فی الدر المختار ص ۳۹۲) ۲

مذکبات مہکان مہکان مہکان مہکان

و سور قس کے درمیان چھوٹی سورت کافی قصد کرنا ضروری ہے

(سوال) امام نے مغرب کی نماز میں پہلی رکت میں سورہ بقرہ پڑھ لی اور دوسری میں سورہ فتح پڑھا ہے کہ  
اس رکت میں چھوٹی سورہ بقرہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی ؟

(جواب ۷۰۹) درمیان میں قصداً ایک چھوٹی سورت پڑھنا ضروری ہے نماز قبول ہوتی ہے مگر اگر  
تعمد سے نہ ہو اور بغیر قصد کی پڑھا جائے تو درست بھی نہیں ہوتی۔ ۲ مذکبات مہکان مہکان

نماز میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے

(سوال) نماز جہری میں سورت کا مکمل پڑھنا افضل ہے یا تین آیت کا پڑھنا افضل ہے ؟

جواب (۷۱۰) سورت سے یہ تین آیتیں پڑھنے والوں جہاں سورت کا مکمل پڑھنا افضل ہے جہاں آیتیں پڑھنے  
میں بھی پختہ مضائقہ نہیں ہے۔ ۲ مذکبات مہکان مہکان

امام و تہجدین

(سوال) ایک امام صاحب نے جمعہ کے دن حتیٰ اذا جاءوا پر سورہ مزمل میں سورہ یوسف کی آیت  
تقرء یا حتیٰ اذا جاءوا اور امام صاحب نے لقمہ لیا بعد نماز امام صاحب نے کہا کہ لقمہ پینے والے  
نماز پڑھ رہے ہوتے ؟

المستفتی نمبر ۳۳۰ (رسائل) ۱۶ رجب ۱۴۳۳ھ جون ۲۰۱۲ء

(۱) (ہدیۃ فصل فی القراءۃ ۱۱۶ طبعہ شرکتہ عممہ ملتان)

(۲) (فصل فی القراءۃ ۵۳۳ طبعہ سعد)

۳ و بقرہ لفصل سورہ قصصہ و زمرہ مکروہا صحیح الدر المختار فصل فی القراءۃ ۵۴۶ طبعہ سعد

۴ و کد بقرہ فی لاولی و سجد سورۃ و من سورہ زلزلہ سورہ فی لایہ من و سجد سورۃ جری و من زلزلہ سورہ  
قصصہ الاصح لا یکرہ لکن الاوی ان لا یصل من غیر ضرورۃ الخ (الدر المختار فصل فی القراءۃ ۵۴۶ طبعہ سعد)

(جواب ۷۱۹) لقمہ دینے والے کی نماز مکروہ نہیں ہوئی، امام صاحب کا یہ فرمان درست نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(۱) ہر رکعت کی ابتداء میں ”بسم اللہ“ پڑھنا

(۲) تیسری رکعت میں ملنے والا شاپڑھے یا نہیں؟

(سوال) (۱) حالت نماز میں ہر رکعت کے شروع میں ”بسم اللہ“ پڑھنی چاہیے؟ نیز سورۃ فاتحہ کے بعد جب دوسری سورت شروع کریں تب بھی ”بسم اللہ“ پڑھیں؟ (۲) اگر جمعہ میں تیسری رکعت میں شاپڑھا ہو، امام خاموشی سے قرأت کر رہا ہے تب اس شروع کی تاخیر اتنی چاہیے یا موٹا کر دو ہائے المستفتی نمبر ۱۶۱۸ اور محمد صاحب (پانی پت ضلع رونا) ۱۲۱۲ ہجری ۱۳۵۶ھ۔

(جواب ۷۱۲) (۱) ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت سے پہلے ”بسم اللہ“ پڑھنی جائز ہے، اگر خفا سے پڑھ لے تو یہ سے نہیں (۲) خاموشی کھڑا ہو جائے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ له

سورہ بقرہ کے بعد درود پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

(الجمعیتہ سورہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ سورہ بقرہ میں لفظ ”بسم اللہ“ کے بعد درود شریف پڑھنا ضروری ہے؟

(جواب ۷۱۳) زید کا قول صحیح نہیں ہے، قراءت میں لفظ ”بسم اللہ“ کے بعد درود نہیں پڑھنا، نہ کسی حدیث سے ثابت ہے نہ زید کا قول بدلیل ہے، تاہم قرآن کے درمیان یہ قرآن و احسن نہیں کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له، مدرستہ مینیہ دہلی

خراج از صلوٰۃ کے لقمہ سے فساد نماز کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء)

(سوال) ماہ رمضان المبارک میں آٹھ ایسا موقع ہوا کرتا ہے کہ جہاں اس حنفی سلفوں کے تراویح پڑھاتے ہوں

۱۔ خلاف غیبی امامہ وہ لا یفسد مطلقاً لیس و حدیثیں صحیح النور و شرحہ باب ما یفسد الصلوٰۃ و ذکرہ فی ۶۲۲ ط سعید

۲۔ و کتب بعد منی حور سورہ بقرہ لیس سورہ فی اذان کتب لیس سورہ و شرحہ فصل فی ما یفسد الصلوٰۃ ۴۹۰ ط سعید

۳۔ و فر کما کر سجدت لیسہ الا لا شرع لا مد فی سورہ سورہ کان مسوق و مدرک و سورہ کتب لیسہ بحیرہ بالقراءۃ او لا یفسد لا یاتی بہ الح (التنویر و شرحہ فصل فی بیان تالیف الصلوٰۃ ۴۸۸/۱ ط سعید)

۴۔ من احکم فی ما یفسد الصلوٰۃ لیس سورہ فی اذان کتب لیس سورہ و شرحہ فصل فی ما یفسد الصلوٰۃ ۴۸۸/۱ ط سعید

۳۷۱/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

دوسرا حفظ سامع نہیں ہوتا اگر ایسی صورت میں کسی مقتدی نے جو غیر حافظ ہے قرآن کھول کر قاری کا سنا اور اس کی غلطی پر ٹوکا اور نماز کی پہلی رکعت میں بوجہ مجبوری نہ پورے شامل نہ ہوا تو جائز ہے یا نہیں؟

العاجز فخریہ م: برزہ موعود کی محمد اریس صاحب۔ ولی وارد حال میر تھ

(جواب ۷۹۴) جو شخص امام کی نماز میں شریک نہیں ہے وہ امام کو قرائت وغیرہ میں اتمہ نہیں دے سکتا۔ اتمہ دے گا اور امام اس کو لے گا تو امام کی اور جماعت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ

پہلی رکعت میں اخلاص اور دوسری رکعت میں فلق پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید نے مغرب میں پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی یہ اتمہ نہیں کیا بلکہ بھول ہوئی مگر نے سلام پھیرنے کے بعد یہ کہ نماز نہیں ہوئی اور آق سے تم امامت سے علیحدہ ہو جاؤ؟

(جواب ۷۹۵) اس صورت میں کہ پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی نماز درست ہوئی نماز نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ

قد افلح کو قد فلع پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید جو ایک مسجد امام جمعہ ہے وہ سورہ اعلیٰ میں قد افلح من فرکی اور سورہ الشمس میں قد افلح من رکھا ہے وہ مقام میں قدن وال کو مفتوح کر کے افلح کی قات ہے۔ اگر ہمزہ کو اس پر پڑھتا ہے جب اس سے کہا گیا تو کہتا ہے کہ دونوں طرح پڑھتا ہے۔ یہ تفسیر مستل و یرمی احاہ

(جواب ۷۹۶) اگرچہ بعض علماء عربیہ نے اس صورت میں حذف ہمزہ کو جائز رکھا ہے مگر قرآن مجید میں جواز کے قاعدے کے ساتھ قرآن پڑھنے کی متعلقہ بھی نہ دے سکتے ہیں۔ اگر قرآن پڑھنا شروع کریں تو یہ قرآن ہو تو پڑھنے میں حرج نہیں ورنہ قرآن پڑھنا اتنا کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) فتح علی غیر امامہ و کذا لا اذ بدکر فلا قبل سہم لفتح الح و فی الثمہ لحد لمصی غیر الامہ  
نصح من فتح عند مقصد انص و حد لامہ لفتح من لیس فی صلاتہ الح باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا  
۶۳۲/۱ ط سعید

(۲) ولوراد کلمہ او بعض کلمہ و بعض حرف و قدمہ و بدہ بحر لہ عند ما یغیر لیسعی لہ سر سجود  
باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۶۳۲، ۱ ط سعید

- (۱) جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم  
 (۲) ہر رکعت کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے  
 (۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا  
 (۴) سورہ فاتحہ قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟  
 (الجمعیتہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) ایک شخص نے نماز فجر اکیس پڑھی اور قراءۃ فجر کی کیا اس کی نماز ہو گئی؟  
 (۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر ایک نماز میں اور ہر رکعت میں بول سکتا ہے یا نہیں؟  
 (۳) ایک شخص نے نماز فرض یہ واجب یا سنت پڑھی ہے تو سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے اور باقی قراءۃ پڑھی  
 اس کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

(۴) سورہ فاتحہ قرآن کی سورۃ ہے یا دعا ہے؟  
 (جواب ۷۱۷) (۱) نماز درست ہو گئی فجر، مغرب اور عشاء کی نماز تہا پڑھنے والا بھی باقی پڑھ سکتا  
 ہے۔

(۲) ہر نماز میں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہیے۔  
 (۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کرینے سے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سہو نہ کرے تو اونا واجب  
 ہے۔

(۴) سورہ فاتحہ قرآن مجید کی سورت ہے اس میں مضمون دعا کا بھی ہے، محمد کفایت اللہ کا اللہ۔

امام بھول جائے تو لقمہ دینا جائز ہے

(الجمعیتہ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) نماز فرض ہو رہی ہو اور امام سے قراءۃ میں سہو ہو جائے اور مامنین آیت پڑھ چکا ہو تو مقتدی لقمہ  
 دے سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۱۸) تین آیتیں پڑھ چکے کے بعد بھی مام کو لقمہ دینا جائز ہے اور لقمہ دینے سے نماز فاسد

(۱) قل فی السور و سورۃ و سورۃ الإمام فی الصلوة و اولی لعشیرۃ اداء و قضاء و بحیر المنفرد فی لحنہ و ہو  
 فضل الخ (باب صفة الصلاة ۱، ۴۳۳ ط سعید)

(۲) و کما نعوذ سبی سراً فی اول کل رکعة الخ، لتوبیر و شرحۃ باب صفة الصلاة ۱، ۴۹۰ ط سعید  
 ۳. فیہ قراءۃ الفاتحة و لسورة اذا ترك الفاتحة فی اولی او احدہما یدرمہ لسنہو عالمگیرۃ باب الثانی عشر فی  
 سجود السہو ۱، ۱۲۶ ط ماحدیہ

۴. قل رسول لدیّ والدی عسی یدہم عرب فی سورۃ ولا فی الانجیل ولا فی الزبور ولا فی الفرقان متنبہا و متنبہا  
 سع من لدی و القرآن العظیم لدی عطیہ ہذا حدیث حسن صحیح، ترمذی فضل فاتحة الکتاب ۲، ۱۱۵ ط سعید





د شاربہ اس کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ مکروہ ہے  
(الجمعیتہ مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید نے پہلی رکعت میں ”سورہ الم تر کیف“ اور دوسری رکعت میں ارایت اندی یعنی درمیان میں ایک سورت چھوڑ کر پڑھی تو نماز ٹھیک ہو گئی یا نہیں؟

(جواب ۷۲۴) درمیان میں یہ چھوٹی سورت چھوڑ کر قصد پڑھنا تو مکروہ ہے، لیکن اگر بلا قصد اتفاق ایسا ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے اور نماز میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

غیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے

(الجمعیتہ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ غیر معنی مجھے اور مطلب مجھے ہونے قرآن پاک کی تلاوت کرنا ثواب موجب و رب ثواب ہے یا زید کا یہ قول درست ہے؟

(جواب ۷۲۵) قرآن مجید نظم جتنی عبارت کی حفاظت بھی ایک مقصود و مرتبہ ہے اس کے ساتھ حق تعالیٰ نے آیۃ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون میں قرآن مجید کے پنی طرف سے نازل فرمانے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ دیا ہے اور عام سبب میں حفاظت کا ذریعہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور ظاہر ہے کہ اس حفاظت کے لئے اس کی عبارت اور نظم کو پڑھنا اور یاد کرنا لازمی تھا اس لئے شریعت مقدسہ نے نفس عبارت کی تلاوت کو بھی موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ آلم ایک حرف قرار دیا جائے بلکہ اس کے تین حرف الف لام میم جدا جدا معتبر ہوں گے اور ہمیں نیکیاں ملیں گی (۲)

کتب ساریہ میں تبدیلی و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسائی کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس خاص تنوع و اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے نظم قرآنی کی تلاوت اور حفظ کے ساتھ واسطہ شغف رکھا اور یقیناً یہ نایہ فعل موجب جزو ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مربوط

(۱) واما اقراءه لفادرا عنہ کما سبھی (ترمذی) وقراءۃ الفاتحۃ والسورۃ او ثلث ایت فہی واجب یصلہ ورد المحتار باب صفة الصلوة فصل فی القراءۃ ۱/ ۴۴۶ ط سعید

(۲) ویکرہ لفصل بسورۃ قصصہ وکیرہ مکون لا اذ حمہ الخ لدر المحتار فصل فی القراءۃ ۱/ ۴۴۶ ط سعید

(۳) (سورۃ الحجر ۹۰)

(۴) (ترمذی) فصل القرآن ۲/ ۱۱۹ ط سعید

ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد اس کی ہدایت پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستنزل نہیں کہ عبارت کی تلاوت موجب اجر نہ ہو یہ جس نے خود ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل کرنا ہی کے خود دوسرے عمل ہے اور موجب اجر ہے اور وہ رائج وفاق بھی ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطلب سمجھ کر پڑھنے اور بکھڑے پڑھنے میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

## بائیسواں باب فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، بسم اللہ بالجہر

(۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے؟

(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم

(۳) مقتدی آمین سر اٹکے یا جہرا؟

(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم

(سوال) (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھے یا ناف پر؟ اور ناف پر ہاتھ رکھنا یا سینے پر؟ حدیثیں کس مسئلے کی صحیح اور قوی ہیں جواب حدیث صحیح سے ہو۔

(۲) امام کے پیچھے مقتدی سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھنا اور ہے؟ جواب حدیث صحیح سے ہو۔

(۳) نماز جہری میں آمین آہستہ کہنی چاہیے یا ازہند؟ آہستہ کہنا اور ہے یا آواز سے۔

(۴) نماز میں رفع یدین قبل الکرع اور بعد الکرع کرنا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی قادر بخش ازبھرت پور

(جواب ۷۲۶) (۱) ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔ اس کے لئے مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ صریح روایت

موجود ہے۔ حدثنا وکیع عن موسیٰ بن عسیر عن عقیمة بن وائل عن حجر عن ابیہ قال رايت

السید یضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ انتھی کذا فی آثار السید، بخاری و مسلم میں نہ سینے

پر ہاتھ باندھنے کی روایت ہے نہ ناف کے نیچے باندھنے کی۔

(۲) امام کے پیچھے کسی نماز میں فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے اس کے لئے یہ صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ عن ابی

موسیٰ قال علمنا رسول اللہ ﷺ قال اذا قمتم الی الصلوة فلیأمرکم احدکم و اذا قرا الا من

فانصتوا رواہ احمد و مسلم (آثار السید) و عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ من کان لہ

(۱) (باب وضع الیدین تحت السرۃ ص ۶۹ ط امدادیہ ملتان)

(۲) (ب فی برك القراءۃ حلف الإمام فی الجہریۃ ص ۸۶ ط مد دید)



امام فقراءۃ الامم له قراءۃ رواہ الحافظ احمد بن مہدی فی مسنده و محمد بن الحسن فی المؤطا والطحاوی والدارقطنی واسناده صحیح (آثار السنن) (۱)

(۳) تین آیتہ کنائوں سے مراد اس کی حدیث صحیح ہے۔ عن وائل بن حجر قال صلی اللہ علیہ وسلم فلا قراءۃ عن المعصوم علیہم ولا الضالین قال آمس واحفی بہا صویرہ الحدیث رواہ احمد والترمذی وابوداؤد الطیالسی والدارقطنی والحاکم وأحرون واسناده صحیح (آثار السنن) (۲)

(۴) رفع یدین رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت نہیں کرنا چاہیے اور اس کے یہ حدیث صحیح ہے۔ عن علقمہ قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ فصلی ولم یرفع یدہ الا فی اول مرۃ رواہ السنہ وهو حدیث صحیح (آثار السنن) (۳) وہی التعلیق فی صحیحہ ابن حرم وقال الترمذی حدیث ابن مسعود حدیث حسن (۴) انتهى واللہ اعلم

بیتہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

### فاتحہ خلف امام کاظم

(سوال) زید کہتا ہے کہ غیر سورہ فاتحہ کے امام نے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے اور استدلال میں عبادہ بن مسعود کی حدیث پیش کرتا ہے بحر کہتا ہے کہ جائز نہیں اور استدلال میں سورہ اعراف والی آیت زید پیش کرتا اس کا دعویٰ حق ہے "المستفتی نمبر ۴۲۵۵ قاضی منیر احسن صاحب مدوہ

۹ شعبان ۱۳۵۳ھ ۸ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۲۷) حنفیہ کے نزدیک مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے حضرت عبادہ بن حدیث امام اور مقتدی کے حق میں ہے مقتدی کے وقت سے من کان لہ امام فقراءۃ الامم لہ قراءۃ وہاں روایت ہے کہ مسہم شریف کی روایت واذا قرأوا فاصتوا کی روایت ہے میں سورہ فاتحہ امام کے پیچھے نہیں پڑھتا نہ اس کا قائل ہوں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (باب فی ترک القراءۃ خلف الإمام فی الصلوات) کتابا ص ۸۸ ط امدادیہ

(۲) (باب ترک التحیر بالناس ص ۹۷ ط امدادیہ)

(۳) (باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتاح ص ۱۰۴ ط امدادیہ)

(۴) (باب رفع الیدین عند الركوع ص ۵۹۱ ط سعید)

(۵) (باب فی ترک القراءۃ خلف الإمام فی الصلوات) کتابا ص ۸۸ ط امدادیہ

(۶) (باب التشهد فی الصلاۃ ص ۱۷۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۱) صحابہ کرامؓ نے رفع یدین اور آمین باجہر کیا یا نہیں؟

(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟

(سوال ۱) (۱) یا حضور اکرم ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے آمین باجہر اور رفع یدین کی تھی؟

(۲) کیا امام کے پیچھے الحمد پڑھنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۶۴ جناب سید عبدالمجید صاحب

قرار آباد (ضلع بدین) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸-۱) (۱) آمین باجہر اور رفع یدین کا مسئلہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے مختلف فیہ ہے حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بعض صحابہ آمین باجہر کرتے تھے اور بعض باخفا اور بعض صحابہ رفع یدین کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے تھے اسی وجہ سے مجتہدین مت میں بھی اختلاف ہوا بعض مجتہدین آمین باجہر کو پسند کرتے ہیں اور بعض آمین باخفا کو امام ابو حنیفہ و امام شافعی باخفا قویں جدید آمین باخفا کو پسند کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ نے ترک رفع یدین کو راجح قرار دیا ہے (۱)

(۲) حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو قرات فاتحہ نہ کرنی چاہیے حنفیوں کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم میں آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث طویل مروی ہے جس میں واذا قرأ فاصتوا موجود ہے یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو اور دوسری حدیث جو موطا امام محمد میں ہے من کان له امام فقرأه الامام له فراءۃ یعنی امام کے پیچھے ہر شخص نماز پڑھے تو امام کی قرات اس کے لئے بھی قرات ہے پس حنفیہ کے مذہب میں امام کے پیچھے مقتدی کو فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

احناف کے نزدیک فاتحہ خلف الامام جائز نہیں

(سوال ۲) فاتحہ خلف امام کا احناف و اہل حدیث کے نزدیک کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۰ میں محمد صدیق صاحب (فیہ وزپور) ۳ ہمدانی اشانی ۱۳۵۹ھ ۱۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۷۲۹) اہل حدیث کے نزدیک مقتدی پر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور حنفیوں کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑا رہنا چاہیے حنفیوں کی دلیل یہ ہے کہ مسلم و شافعی میں حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہیں واذا قرأ فاصتوا یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو اور امام محمد میں روایت ہے

۱۔ عن وائل بن حجر قال قال رسول اللہ ﷺ لا تصمیں فی من رفع بہ صوتہ بار سبب من جہر سبب من ص ۹۳ ط مددہ وعدہ قال اصبی رسول اللہ ﷺ فصار غیر لمعصوب علیہ ولا لصلی فی " آمین " واحفی صوتہ الحدیث ( آثار السنن باب ترک الجہر بالتأمین ص ۹۷ ط امدادیہ)

(۲) باب التشهد فی الصلاة ۱۷۴ ط قدیمی

(۳) باب القراءة فی الصلوات خلف الإمام ص ۹۸ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

(۴) باب التشهد فی الصلاة ۱۷۴ ط قدیمی

میں کال لے امام فقراء الامام لہ قراقہ (انہی بمعادہ) میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا کوئی مام ہو تو اس کی قرات مقتدی کے لئے بھی قرات ہے یعنی امام کے قرات مقتدی کے لئے کافی ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

- (۱) آمین بالجہر کا حکم
- (۲) آمین بالجہر والے کو مسجد سے روکنا
- (۳) کیا آمین بالجہر بدعت ہے
- (۴) آمین بالجہر والے کو موزنی کہن
- (۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہن و ران سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۱) ایک مسجد میں کئی اور اہل حدیث، بہم نماز، جماعت دانتے ہیں لیکن کئی صاحبان آمین بالجہر کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور اہل حدیثوں کو مسجد میں آنے سے روکتے ہیں نیز آمین بالجہر کو باعث ایذا رسائی سمجھتے ہوئے اہل حدیثوں کو موزنی قرادیتے ہیں ورموزنی قرادیکر توالہ در مختار جلد اول ص ۴۸۹ مسجد سے منع ہوتے ہیں۔

اہل حدیث صاحبان آمین بالجہر کو سنت سمجھتے ہیں اور مسجد سے روکنے پر بیت کریمہ و صراطہ ممنوع مساحد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ پڑھتے ہیں اور منع کرنے سے روکتے ہیں لیکن باقی کشیدگی اتنی بڑھی کہ حد تک معامدہ پہنچ گیا اب سوں اس امر کا ہے کہ زور سے آمین نہ نازروں حدیث نہیں ہے؟

(۲) آمین بالجہر کی بنا پر مسجد میں آنے سے روکاں زور قرات حدیث کیسا ہے؟ کیا بیت مذکورہ میں داخل ہے۔

(۳) کیا آمین بالجہر باعث ایذا وفساد ہے؟

(۴) آیا زور سے آمین کہنے والے کو موزنی قرادیکر مسجد میں آنے سے روکاں شرعاً جائز ہے؟

(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہن و ران کے پاس نکلنے بیٹھنے سے روکاں شرعاً کیسا ہے؟

المستطبی نمبر ۲۶۶۸ مہر الفنی (ماہنامہ) یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ ۲۹ مئی ۱۹۴۱ء

(جواب ۷۳۰) آمین بالجہر حنیف وراہ شافعی کے قول جدید کے موافق مسنون ہے اور آمین بالجہر امام شافعی کے قول قدیم اور دیگر ائمہ کے نزدیک مسنون ہے۔ صاحبہ سر میں بھی یہ اختلاف موجود تھا بلکہ یہ

(۱) (باب القراءۃ فی الصلوٰۃ حنفی الامام ص ۹۸ طبر محمد)

(۲) ابن رائل بن حنفیوں کتاب سورۃ الصلوی اللہ علیہ وسلم اذ قراء ولا تصیبن فی امین رفع بھ صوتہ وعلی ہریدون کتاب البیانی اذ قراء من قراء وھم لقرآن رفع صوتہ وعلی من ران المس باب الجہر باسمین ص ۹۳ ۹۴ ط مذہبہ فی غصہ وفدفاں نہ تعالیٰ ادعوا لکم تصرعوا وحملة (حاری ہے



۔ سند حسن یہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان سورۃ من لقرآن ثلاثون آية الى قوله وهى تبارك  
الدى بيده الملك يعنى قرآن مجيد تمس آيتون الى ياب سورۃ ت پھر فرمادے وہ تبارك الذى  
بيده الملك ہے اور تبارك الذى میں اسم اللہ کے مدوہ تمس آیتیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اسم اللہ سورۃ  
کا جزو نہیں ہے۔

ہاں اسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ضرورت جس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے سورۃوں  
کی ابتدا اور ابتدا معلوم ہو جائے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے۔ قال کان  
النبي ﷺ لا يعرف حاتمة السورة حتى نزل بسم الله الرحمن الرحيم فاذا نزل بسم الله  
الرحمن الرحيم عرف ان السورة قد حتمت واستقمت او ابتدئت سورة اخرى (رواه البزار  
باسنادين رجال احدهما رجال الصحيح - كذا فى مجمع الروائد) ، يعنى حضرت ابن عباسؓ  
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورۃوں کی ابتدا نہیں پہچانتے تھے یہاں تک کہ اسم اللہ نازل ہو جب اسم اللہ  
نازل ہوتا تو حضور ﷺ اس بات کو پہچانتے تھے کہ ایسا سورۃ ختم ہوئی اور دوسری شروع ہوئی۔

جہر کی نمازوں میں اسم اللہ بھی جہر پڑھیں۔ یہ مسئلہ بھی ابتدا سے مختلف ہے۔ ہر  
میں صحیح اور قوی یہ ہے کہ جہر سے نہ پڑھیں جائے آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے۔ سند صحیح جہر سے  
پڑھنا ثابت نہیں یعنی سنت اربعہ وائمہ کے طور پر جہر انہیں بلکہ سر پڑھتے تھے۔ اس کی دلیل میں مسلم  
شریفؒ کی یہ روایت ہے عن انس بن مالك انه حدثه قال صليت خلف النبي ﷺ و ابى بكر و  
عمر و عثمان فكانوا يستفتحون بالحمد لله رب العلمين لا يدكروا بسم الله الرحمن الرحيم  
اول قراءة ولا فى آخرها۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ اور ابو بکر و عمر اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی  
یہ سب قرأت الحمد لله رب العلمين سے شروع کرتے تھے۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ نہ ابتدا سے  
قرأت میں پڑھتے تھے نہ آخر میں۔ یعنی فاتحہ کے ختم اور سورۃ کے شروع پر بھی نہیں پڑھتے تھے۔

صحیح مسلمؒ میں حضرت انسؓ کی یہ حدیث بھی ہے۔ صليت مع رسول الله صلى الله عليه  
وسلم و ابى بكر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منهم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم يعنى پھر  
نے حضرت ﷺ اور ابو بکر و عمر و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو ان میں سے کسی کو اسم اللہ الرحمن الرحيم  
پڑھتے میں نے نہیں سنا۔ جب نبیؐ اور وسط میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ  
اسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھتے تھے تو مشرکین بطور ستم اکتے تھے کہ محمد تو یہ اللہ کے خدا (یعنی مسیحا) کا نام

(۱) (باب بسم الله الرحمن الرحيم ۲ ۱۱۹ ط بیروت لبنان)

(۲) (باب حجة من قال "لا يحجر بالبسملة ۱/۱۷۲ ط قدیمی)

(۳) (ایضا)

میتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو رحمن و رحیم کہلاتا تھا پھر جب یہ آیت (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے لوگوں کو یہ امر فرمایا کہ اسے جہر نہ پڑھیں یہ حدیث بھی مجمع انزوئہ میں نقل کر کے مصنف نے کہا ہے۔ ورجالہ موثقون ثانی اس کے روئی معتبر اور قوی ہیں۔

صاحب فتح القدیر ۱۲ نے جہر الی سے حضرت انس کی یہ روایت بھی ذکر کی ہے عن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم واباکر و عمرو و عثمان و علیاً یعنی حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر و عثمان و علی بسم اللہ الرحمن الرحیم انھوں نے جہر پڑھا کرتے تھے مجمع انزوئہ (۲) میں حضرت انس سے یہ روایت جہر الی یہ روایت اس طرح منقول ہے عن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و ابوبکر و عمر اور مصنف نے اس کی سند کے متعلق فرمایا ہے۔ رجالہ موثقون یعنی اس حدیث کے راوی معتبر ہیں اور اس مجمع انزوئہ میں حضرت ابوالفضل سے روایت ہے کہ حضرت علی و عبد اللہ (بن مسعود) بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ باللہ اور آمین جہر سے نہیں پڑھتے تھے ورنہ مذکور میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود صحابی نے اپنے بیٹے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر سے پڑھتے ہوئے سنا تو ان کو سختی سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ بدعت ہے میں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور کسی کو ہم اللہ الرحمن الرحیم جہر پڑھتے نہیں سنا تو یہ تم بھی نہ پڑھا کرو جب نماز پڑھو تو الحمد للہ رب العالمین سے پڑھو زندگی نے یہ بھی لکھا کہ اکثر صحابہ کا مذہب یہی ہے کہ بسم اللہ جہر سے نہ پڑھی جائے چاروں خلف راشدین اسی کے قائل تھے۔ مذکورہ احادیث کے مدوہ اور بھی بہت روایت ہیں جن سے بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا ثابت ہے یہ حدیثیں اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزو نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) مرض وفات میں حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟

(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین جہر اکی یا سراً؟

سوال (۱) رسول اللہ ﷺ نے تحریم حالت میں حضرت ابوبکر کے پیچھے کتنے وقت کی نماز پڑھی؟

(۲) آپ نے حضرت ابوبکر کے پیچھے جب نماز پڑھی تو بعد آواز سے خود رسول اللہ ﷺ نے آمین کی یا

(۱) (باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۱۹/۲ ط بیروت)

(۲) (باب صفة الصلوة ۲۹۲/۱ ط مصر)

(۳) (باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۱۱/۲ ط بیروت)

(۴) (ایضاً)

(۵) (باب ما جاء فی ترک الحہر بسم اللہ ۵۷/۱ ط سعید)

(۶) (والعمل علیہ عند اکثر اہل العلم من صحابہ اسی بسم اللہ ابوبکر و عمر و عثمان و عیسیٰ و غیرہم ومن بعدہم من التابعین)

(باب ما جاء فی ترک الحہر بسم اللہ ۵۷/۱ ط سعید)

نہیں؟ المسئلاتی نمبر ۱۳۷۱ شکی میں حمد (رتلا م) ۱۹۱۹ء کی حجہ ۱۳۵۵ھ ۳ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۳۲) آنحضرت ﷺ نے شدت مرض کے وقت جب کہ حجرہ شریفہ سے مسجد میں تشریف لے کر حاکمیت نہ تھی اپنی جد حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا امر فرمایا تھا اس اثناء میں ایک وقت حضور ﷺ کو تنگی محسوس ہوئی تو حضور ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور صفوں میں سے کثرت سے کثرت سے حجرہ کے پاس جا کر کھڑے ہوئے حضرت ابو بکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا اور حضور ﷺ نے ان کو شرم سے فرمادیا کہ پی جہ سے رہو اور ان کی اقتدا میں نماز شروع کر دوںی مگر حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ کی موجودگی میں نماز نہ پڑھا کرتے اور پیچھے ہٹ گئے اور حضور ﷺ نے اہمیت شروع کر دی (اس واقعہ میں نہیں یہ بات میری نظر سے نہیں گزری کہ حضور ﷺ نے آمین زور سے ہی پو آگے کوئی یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے آمین زور سے ہی کہی تھی اس کا ثبوت اس سے صاحب کتابت اور روایت و کتاب و رہب کا نام تاکہ توس کی تحقیق ہو سکتی ہے۔

محمد غایت لہدکان مدہ۔ توہلی

(۱) غیر مقلدین حنفیوں کی جماعت میں آمین باہر اور رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اہل السنۃ والجماعت کہتے ہیں؟

(۳) غیر مقلدین اہل السنۃ جماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

(۴) سابقہ دور میں آمین باہر اور اخفاء احوں کا کیا معمول تھا؟

(المجموعہ ماوردیہ ۲۴ جولائی ۱۹۳۸ء)

(سوال ۱) (۱) رسولی شخص کسی قوم کے ساتھ شریک جماعت ہو کر نماز میں آمین باہر سے اور رفع یدین سے توس شخص نے آمین باہر اور رفع یدین سے حنفیوں کی نماز میں کوئی خلل آئے گا یا نہیں؟ (۲) اہل سنت و جماعت سے یہ مراد ہے کہ حق سنت سے یہ مراد ہے اور جماعت سے کون سی جماعت مراد ہے؟ (۳) اہل حدیث جن کو غیر مقلد بھی کہاجاتا ہے یہ اہل سنت و جماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟ (۴) زہدہ سفی یعنی صحابہ و مرید مجتہدین کے زمانے میں آتہ آمین ہٹنے والے اور باہر آمین ہٹنے والے ایک ہی مسجد میں شامل نماز پڑھتے تھے یہ تیسرا تیسرا تیسرا اور آج کل مکہ معظمہ وغیرہ میں شریک شریک ہوتے ہیں یہ تیسرا مسجدوں میں؟

(جواب ۷۳۳) (۱) اہل شریک جماعت سے آمین باہر کہنے سے حنفیوں کی نماز میں نقصان نہیں آتا (۲)

اہل سنت و جماعت وہ گروہ ہے جو حضور ﷺ کے زمانے کے طریقے پر پختہ ہے (۳) اہل حدیث

(۱) (بخاری) باب حد المریض ان یشہد الجماعة ۹۱ ط عبدی

۲ لسی اسرائیل یشرق علی سرہ و یحس منہ و یصرف منی علی ثلاث وسبعین منہ کلہ فی سار لا منہ و حدہ و ہو من ہی یارسول اللہ قل ما ہا عنہ و اصحابی الحدیث (ترمذی) باب الفراق هذه الأمة ۹۳ ط سعید

جماعت اہل سنت واجماعت میں داخل ہے، (۴) اس قسم کے فروعی اختلافات سب شریعت  
تو کر نماز و امرتے تھے اور آج کل بھی مماثلت اسلامیہ میں ای طرح نماز و امرتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

اقتباس از تقریر ترمذی

ماخوذ از تقریر ترمذی ضبط کردہ حضرت مفتی اعظم

باب ماجاء فی ترک الحہر بسم اللہ الرحمن الرحیم قوله فقال لی ای سی محدث الحدیث  
عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے باپ نے نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے سن  
یا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے بیٹے یہ نواہید یعنی بدعت ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ ایاک والحدیث  
یعنی تم حدیث یعنی بدعت سے ہمیشہ پتہ رہنا اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور  
ابو بکر و عمر و عثمان کے ساتھ نماز پڑھی اور کسی کو بسم اللہ جہرا کہتے ہوئے نہیں سنا۔

جاننا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بسم اللہ تہتہ کہنا چاہیے اور امام شافعی صاحب جہر کے  
قول ہیں پس یہ حدیث حنفیہ کی حجت امام شافعی پر ہے کہ یہ صرف بدعت کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور  
ابو بکر و عمر و عثمان یہ سب حضرات تہتہ بسم اللہ کہتے تھے سب اس سے زیادہ اور کیا حجت ہوگی کہ عبداللہ بن  
مغفل اس زور شور سے جہر کا انکار کرتے ہیں باقی رہی وہ حدیث جس سے امام شافعی نے جہر پر استدلال کیا ہے  
ہر اس کو ترمذی نے اگلے باب میں بایں غلط نقل کیا ہے۔ عن ابن عباس قال کان النبی ﷺ یفتح  
صلوٰتہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تو اس کی دل تو نہ دینی پہلی حدیث کی طرح قوی نہیں امام ترمذی نے  
خود و لیس اسادہ بذاک فرمایا ہے لیکن اس جو بات سے قطع نظر کر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ اس سے جہر  
ثابت ہی نہیں ہوتا کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نماز شروع کرتے تھے جہر کہاں  
سے معلوم ہوتا ہے ہاں اگر یوں کہا جائے کہ اگر آپ ﷺ کہتے ہوں گے تو ان عباس کو کہاں سے معلوم  
ہو گیا کہ آپ نے نماز شروع کرنے کی قوموں میں تہتہ پڑھنا چاہیے کہ معلوم ہونے کا یہ فیصلہ ایک  
طریقہ ہے کہ جب امام جہر پڑھے جب ہی معلوم ہو کہ امام نے تہتہ سے نماز شروع کی۔ وھذا لیس  
تست والموقوف علیہ بالطریق الاولیٰ کی وجہ سے مستثنیٰ شوائع نے بھی اقرار کیا ہے کہ امام شافعی  
صاحب کا یہ مذہب بلاد میں ہے کوئی حدیث صحیحہ اس بارے میں موجود نہیں پس اب حنفیہ کو جو ب  
ایسے فی کیا بدعت ہے۔ امام

(۱) بین دو تہتہ پڑھنے سے نہیں کہہ سکتے ہیں کہ جہر ہے یا تہتہ۔ (۲) ط (امدادیہ ملتان) (۳) ط (۵۷ ط سعد)  
دارالافتاء دارالعلوم دیوبند ۲۹۱ ط (امدادیہ ملتان) (۴) ط (۵۷ ط سعد)



باب فی افتتاح القراءة بالحمد لله رب العلمین قوله كانوا یفصحون القراءة بالحمد لله رب العلمین اس کے معنی تو یہ ہیں کہ ہم یہ نہیں پڑھتے تھے ہاں یہ معنی ہیں کہ ہم اللہ و جہاں نہیں پڑھتے تھے جہاں فتنہ قراءۃ الحمد للہ سے ہوتا تھا و امام شافعی نے جو اس کی تاویل کی ہے ان معنوں و یہ حدیث ائمہ کے لئے لیکن جب کہ اس کا مطلب بالافتح بن سکتا ہے تو یہ نہ درست ہے کہ اس سے خواہ مخواہ باوجود مخالفت احادیث صحیحہ بسم اللہ کا جہر ثابت کیا جاوے۔

باب ماجاء ان لا صلوة الا بفتح الکتاب قوله لا صلوة من لم یقرأ بفتح الکتاب مولانا فرمایا کہ تمام من مسنوں میں سے جن میں امام ابو حنیفہ و امام شافعی صاحب ہیں خاصہ متلف ہوئے ہیں قبل تحقیق و بحث یہ مسئلہ ہے کیونکہ امام شافعی تو فرماتے ہیں کہ قراءۃ فاتحہ نہ ہونی تو نماز نہیں نہ ہونی و امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر مقتدی امام کے پیچھے قراءۃ لکڑے گا تو اس کی نماز مکروہ و تحریمی ہونی اسی وجہ سے ایک عام تھے وہ بھی مقتدی ہو کر نماز نہ پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ کو امام ابو حنیفہ امام شافعی سے خوف آتا ہے کہ ایک صاحب میری نماز کو مکروہ و تحریمی بتاتے ہیں اور ایک صاحب باقی نماز ہی کا ہمارے فرماتے ہیں ہذا میں ہمیشہ امام بنوں کے ساتھ دونوں کے نزدیک میری نماز نہ جائے اب سب کہ امام شافعی کی حدیث حدیث مذکور ہے اور اس سے دو مسئلے نکلتے ہیں اس کو جو قراءۃ فاتحہ نہ ہے فرضیت امام احمد و امام منفر و مقتدی کوئی ہو سب کے واسطے فرضیت ثابت ہوتی ہے امام ابو حنیفہ ان دونوں مسئلوں میں مختلف ہیں پس امام شافعی نے مسئلہ دل میں بدل غلطی سے کیا کہ اس سے معصوم ہوتا ہے کہ اگر الحمد نہ پڑھی جائے تو نماز ہی نہ ہونی اور یہ شان فرضیت کی ہے نہ کہ وجوب کی پس اس کا جواب حنفیہ نے کسی سور پر دیا ہے اس کو نہ روایت ہے جس میں تارک فاتحہ کی نماز کو حدیث وغیرہ فرمایا ہے جس سے معصوم ہوتا ہے کہ نماز تو ہوئی مگر ناقص ہوئی اور یہی شان وجوب کی ہے ثانیاً یہ کہ الاصلوۃ سے مراد نفی کمال ہے کہ نماز کمال نہیں ہوتی ناقص رہتی ہے اور یہ سیغہ نفی میں مستعمل ہے پس یہاں بھی یہی معنی مراد ہیں قرینہ روایت دیگر کے۔ ورنہ روایت میں کہ جس ورنہ کی نے باب ماجاء فی تحریم الصلوة و تحلیلہا میں روایت سیات یہ زیادتی موجود ہے لیس لم یقرأ بالحمد و سورۃ فی فرضیۃ او غیرہا اور اس روایت میں مسلم میں قراءۃ فصلا حد و غیرہ کی زیادتی ہے اور زیادتی ثبوت کی مقبول ہے تو اب شوافع بتائیں کہ معنی اس حدیث کے کیا ہوئے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ سورت بھی نہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی تو اس سے فرضیت معرۃ نفی زما آتی ہے تو ان باتوں پر اس بعد میں وہ تاویل بنا پڑتی ہے جو حنیفہ نے دونوں جہموں میں ان سے جو حد حنفیہ کے نزدیک قراءۃ الصلوة سے وجوب ثابت ہوتا تھا ان کے نزدیک سورۃ کے بارے میں اس سے کتاب و سیت ثابت ہوتی ہے تو نفی الاصلوۃ کہ جس سے بڑے زور و شور سے فرضیت ثابت کرتے تھے ان کو اتنا کھنکھایا کہ اس سے سیت ثابت کی اور حنیفہ نے تو اب بھی اس کو متغیر نہیں کیا بلکہ فاتحہ و

سورة نزل کا وجوب اسی سے ثابت ہے کہ اب شائع ہوا استدلال فریضیت فاتحہ پر بعد اس وقت سے جو یہ نازل ہوا  
و سورة و لفظ فصاعدا کے نہ رہا۔

اور ابھی حنفیہ نے وجوب فاتحہ عدم فریضیت پر آئیہ فقرات واما تیسرے من القرآن اور حدیث  
اعرابی ثم اقرا ما تیسرے استدلال کیا ہے کہ لفظ "ما" عام ہے فاتحہ وغیرہ شامل ہے اور یہ نازل  
فریضیت ہے پس وجوب ثابت ہو گا نہ کہ فریضیت اور باقی رہا اس میں امام شافعی نے اسی حدیث کے لفظ لمن  
لم یقرأ است استدلال کیا ہے کہ لفظ "من" عام ہے جیسا کہ اصول طہ فین میں میر ہمن ہے پس یہ عمومہ الامم  
مستثنیٰ سب و شامل ہو گا تو امر مقتدی فاتحہ نہ پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی حنفیہ کہتے ہیں کہ اس سے  
مقتدی مخصوص ہے اور یہ قطعیت وجہ روایت دیگر کے مخالف رہتی پڑتی ہے لیونکہ من روایت میں قدر  
و سورة معها و فصاعدا بھی مرہی ہے اور نہ ہے کہ مقتدی کے واسطے سورة پڑھنے کو سب ناجائز کہتے  
ہیں پس وجہ کہ من است سورة کی ہوئی وہی من است فاتحہ کی اور یا یوں کہ جسے کہ قراءۃ مقتدی خلف  
الامم ممنوع ہے چہ آیت قطعہ کے ہے ورواہ اقویٰ القرن فاستمعوا له و اطعوا الحسب کیونکہ یہ منطوق  
اشرفیہ است کرتی ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو خدا اور جہ اپڑھا جائے اور چپ رہو اور نہ ہو  
اور یہ معنی ان کے موافق جنہوں نے آیت کا شان نزول قراءۃ فاتحہ خلف امام و امامیہ روایت ہوا تلفظ ہے  
اور شافعیہ منسبین مثل صاحب مع ما تفریل وغیرہ نے تصدیق ہے کہ شان نزول اس آیت کا قرأت  
مقتدی خلف امام ہے اب لوئی وجہ اس کو خطبہ پر عمل کرنے کی نہیں کرچہ بعضوں نے اس کا شان نزول  
خطبہ کو بھی لیا ہے لیکن اس کو ان کا شان نزول خطبہ ہونا محذوہ ہے یہ آیت سورہ عرف میں ہے اور  
وہا تلقی منسبین ہی سے ورنہ اس کے اس و اس میں سے مستثنیٰ نہیں یا اور اگر یہ بھی معلوم ہے کہ بعد مدینہ  
میں فرض ہونے سے اسن اقوال اور بعضوں نے کہا کہ مدینہ میں فرض ہوا ہے لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ  
آپ ﷺ کے بعد مدینہ میں نوبت مدینہ میں نہیں آئی مدینہ میں بعد پرہا یہاں اس آیت کے نزول کی وجہ کا مافی  
الخطبہ کو من تحب نہیں اگر کسی نے بولت فی الخطبہ کہا تو اس کا مصعب یہ ہو گا کہ یہی حکم جو قراءۃ  
مقتدی میں سے یعنی من است قراءۃ امامیہ میں ہے ورنہ اس کے یہ معنی مدینہ میں منسبین حجاز  
من بعد ہم میں سنت راق ہے کہ لا یحقی علی من لا یحقی علی تفسیر انہم پس جب اس کا شان  
نزل خطبہ ہوا تو وہی قراءۃ فاتحہ خلف امام رہی پس اس کی منعت پر اس سے تصدیق ہے بعض علماء  
نے اس میں کمی دیا ہے کہ یہ قول کفار نقل کرتے ہیں مگر عاقل پر خوب خاص ہے کہ جب کفار منسبین  
مدینہ میں اس کا شان نزول قراءۃ مقتدی کو کہا ہے تو اب اس کو قول کفار پر ہوا میں کفار نقل سے عمل  
کرنا سبب یہ ہے کہ لا صلوة الا بعدہ الکتاب موافق تہارک نے کہ مقتدی  
بھی شامل ہے مگر یہ بتا کہ مقتدی اصوات پر نہیں پڑا ان کی طرف سے کوئی سبب نہ ہے تو بھی کافی  
وجہ کی ارساق اس مراد ہے تو اس کے اوپر یہ دلیل ہے "اور ارساق ثانی مراد ہے قراءۃ خطبہ ثابت

ہے کیونکہ ہم قراءۃ الامام کو مقتدی کے واسطے کافی کہتے ہیں ہر چند کہ ہم کو اس پر دلیل نے کی ضرورت نہیں رہی مگر خیر! زیادتی وضوح کے لئے بیان کرتے ہیں کہ قراءۃ الامام مقتدی کے واسطے کافی ہونے کی دلیل حدیث رسول اللہ ﷺ میں کہ لا امام فقرأ الامام له قراءۃ ہے کہ یہ منطوقہ صاف دلائل میں ہے کہ امام کی قراءۃ مقتدیوں کے واسطے کافی ہے بعض عسین باحدیث یوں کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سے طرق سے مروی ہے بعض ان میں سے ضعیف ہیں اور بعض قوی ہیں پس جب کہ ایک طریقہ سے قویہ ثابت ہوئی اب اس میں کارم کی گنجائش نہیں رہی اور اگر بالفرض اس کا وہی طریقہ قوی نہ ہوتا سب کے سب ضعیف ہوتے تاہم طرق متعددہ سے مروی ہونا حسن فیرہ ہونے کے واسطے کافی تھا جیسا کہ اصول حدیث میں مذکور ہے اور اسی کے مؤید ہے قول رسول اللہ ﷺ کا الامام ضامن کیونکہ یہ بھی بفحوائہ الشریف دلائل سے ثابت ہے اس پر کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز میں ضامن آتی ہے جتنی نماز مقتدی نماز امام کے ضمن میں مستحق ہے اور اس پر قرینہ اولویت امام واستخلاف وغیرہ شاہد ہیں جس کو فہم سلیم ہوں وہ خود سمجھ لے گا پس جب ان دلائل و اشارات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام و مقتدی کی ایک ہی نماز ہے پھر اس میں ایک کی قراءۃ دوسرے کے واسطے کافی نہ ہونے کی کیا وجہ ہے کیونکہ در صورت قراءۃ امام و مقتدی تمرار قراءۃ امام کے لئے اور اس پر آثار صحیحہ بہت سے دال ہیں امام محمد نے معانی میں نقل کئے ہیں پس ترمذی کا اس پر یہ کہنا کہ حضرات ثمر وغیرہ کا یہی مذہب تھا ممنوع ہے کیونکہ حضرت ثمر سے دونوں طرح کی روایتیں مروی ہیں بعض سے اثبات قراءۃ مقتدی اور بعض سے ممانعت ثابت ہوتی ہے پس ان کی تعیین مذہب ایک جانب پر ٹھیک نہیں۔ هذا ما حصلنی من تقریر مولانا الاعظم استاذنا المکرم المولوی محمود حسن السحبت الدیوسدی ادام اللہ ظلہ علی روس الطالبین وقد بسط الکلام فیہ مولانا المقدس۔



تہ نہ کرنا چاہئے تو وہی سنت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ (شیخ غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ منیم پرل ۹۳۶ھ  
(جواب ۷۳۷) اگر ستر چھپ جائے اور اٹھائے نماز میں ستر کھنسنے کا تو اس نہ رہے تو نماز ہو جائے گی۔  
لیکن یہ بیت مشابہت نہ ہوگی وجہ سے مکروہ ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وہوئی یا ستر بھی باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) عورت کی نماز وہوئی یعنی ستر بھی پہن کر جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۳۸) اگر ستر عورت کا مل ہو تو عورت کی نماز ستر بھی پہن کر بھی ہو جاتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہی

مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ ستر عورت مرد کے ناف کے نیچے سے کھنوں کے نیچے تک اور ایسی ہی در المختار شرح الوقایہ احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق فتاویٰ مجموعہ سلطانی فتاویٰ برہنہ اور مفتاح الحجة میں ہے اور اس میں یہ ایک حدیث بھی آئی ہے روایت ہے مروی عن عائشہ کہ فرمایا نبی ﷺ نے ناف کے نیچے سے کھنوں تک ستر ہے روایت کیا اس کو دابر قطنی نے اور بکر کہتا ہے کہ ناف ستر میں داخل ہے پس صحیح مسلم کیا ہے۔

(جواب ۷۳۹) سوال راجع ناف مرد کے ستر عورت کے حکم میں داخل ہے زید کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ستر کا حکم ناف کے نیچے سے شروع ہوتا ہے ہاں کھن پیشاب کے حکم میں داخل ہے بکر کا خیال درست نہیں۔  
واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ اندر امینیہ لاہور

پانچ ماہ کے اندر لنگی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) امیر کوئی مقتدی ونگی بیجا جائے اندر وہاں وغیرہ باندھ کر نماز پڑھے تو ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۰) پاجائے کے اندر لنگی کے نیچے اگر کوئی لنگوٹ باندھ بیجا جائے تو اس سے نماز نہ ہونے کی وجہ نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہی

۱۔ و لربع سر عورہ و و حرمہ عدد و فی لحدود علی الصحیح سور و سر حد باب شروط الصلاۃ ۱ ۵۵ ص  
سعید (۲) و لربع سر عورہ و لحدود جمیع بدنہا حتی شعرة لیل فی لاصح حلا لوجه و کف و لقدم لیل  
(البیور و شرحہ باب شروط الصلاۃ ۱ ۵۵ ط سعید)

۳۔ لحدود من لحدود سر و بدنہا حتی کعبہ و عینہا و لحدود یسین عورہ و لکن بر کبہ عینہ و و حرمہ  
والرکعة عورہ ایضا (جلبی کبیر) لحدود لثالث ص ۲۰۹ ط سہیل اکیدمی لاہور

سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے

(اخبار الجمعۃ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص ننگے سر نماز پڑھتا ہے اور منع کرنے سے باز نہیں آتا، کیا روز نماز کی اس و منع کر رہے تھے کہ چائیک ایک غیر مستند مولوی صاحب آگے انہوں نے فرمایا کہ تمہارے پاس تو ننگے سر نماز پڑھتی جا رہے ہیں، انہوں نے ننگے سر نماز پڑھنے کو منع نہیں فرمایا اور صاحب نے ننگے سر نماز پڑھتی ہی ہے پھر تم اس کو کیوں منع کرتے ہو؟

(جواب ۷۴۱) اگر ننگے سر نماز پڑھنا ہاں پن اور سب پر ہاں کی وجہ سے یہ قاعروہ ہے اور اس کی حقیقت انکسار و تذلل کی نیت سے ہو تو جائز ہے صحابہ کرامؓ نے یا تو تذلل کی نیت سے ننگے سر نماز پڑھتی ہیں یا تو پناہ عمامہ نہ ہونے کی وجہ سے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

گھٹنا ستر میں داخل نہ کیے

(الجمعۃ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) آج کل قریب قریب عام دستور ہوتا جا رہا ہے کہ طبیب مدرسہ وقت نہیں دیکھتے یہ پاجامے استعمال کرتے ہیں جن سے گھٹنے نہیں اٹھتے اور اس کی بہت میں نے سنا تھا کہ گھٹنے ننگے رکھنا ٹھیک نہیں ہے نہ وہ ننگے پاجامے یا معصومینہ عامیہ قرعہ یا باغ و بی و اس کی بات کے حقائق کا جواب غرض یہ دفعہ رسالہ کرتا ہوں آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں (جامعہ مدینہ کا جواب یہاں منقول نہیں)

واصف عقی عنہ

(جواب ۷۴۲) اس بارے میں کہ گھٹنا ستر میں داخل نہ کیے؟ علماء و فقہاء کا اختلاف ہے حصیہ کے نزدیک گھٹنا ستر میں داخل نہ کیے اس لئے اس کو چھپا ہوا رکھنا چاہئے حالانکہ اس کی عادت و عادت نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ وجہ اختلاف فقہاء کے اس میں تعدد اور تنقیہ تھی جس میں مناسب نہیں ہے جیسا کہ درجہ اربعہ میں ہے۔ وحکم العورة فی الركعة احف منه فی الفحد حتی لوری رجل غیرہ مکشوف الركعة بکسر علیہ برفق ولا یزارعه ان لیح وان راہ مکشوف الفحد بکسر علیہ بعف ولا یصوره ان لیح۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) و صلاته حاسراً ای کاشفاً رأسه للتکاسل ولا بأس للتدلل، وأما إباحته بها فکفر الح (التبویر و شرحہ) باب ما یفسد

الصلاة وما یکره فیها ۱/۶ ط سجد

(۲) (باب شروط الصلاة ۱/۶ ط بیروت)

آدھی آستین والی بیان میں نماز

(الجمعیتہ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) گرمی کے موسم میں لوگ نمونہ گنچی پہنا کرتے ہیں اور اسی پر نماز بھی ادا کرتے ہیں اور دونوں کہدیاں کھلی رہتی ہیں ایسی حالت میں نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۳) کرتا ہوتا ہوئے صرف نیم آستین بین پس کر نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز ہو جاتی ہے نماز  
راہت کے ساتھ ( ) محمد کفایت اللہ کان اللہ

عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟

(الجمعیتہ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) عورت کا منہ اور ہاتھ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۴) منہ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے حجاب کا ثبوت احادیث سے جاہز ہے

## چوبیسواں باب متفرقات

تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(سوال) تارک صلوٰۃ جو ہمیشہ نماز چھوڑ دیتا اور سر بھر میں کبھی نہیں پڑھتا اس کے حق میں حضرت رسول اللہ ﷺ اور ائمہ اربعہ کیا فرماتے ہیں؟

(جواب ۷۴۵) تارک صلوٰۃ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت سخت غلاظ فرمائے ہیں حدیث میں ہے کہ جس نے قصد نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا اور امام احمد بن حنبل اس کے کفر کے قائل ہیں اگرچہ فقہائے حنفیہ نے اسے کافر نہیں کہا لیکن وہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے اور جب تک وہ نہ کرے قیل خانے میں رکھا جائے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ ہر تارک اس کا جسم زخمی کر دیا جائے اور امام شافعی اس کو حد ایا کھراقتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وتارکھا مجاہدۃ ای تکاسلا فاسق یعبس حتی یصبی لانه یحبس لحق العبد فحق الحق احق و قیل یصرب حتی یسبل مہ الدم و عند الشافعی یقتل حداً و قبل کفراً انتھی۔ (در مختار) (۳)

(۱) ولو صلی رفاعا کفیه الی السرففس کرہ الح (عالمگیریۃ) باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ۱۰۶ ط (محدثہ)

(۲) و عن ام سلمۃ کانت عند رسول اللہ ﷺ و میمویۃ اذا قتل ابن ام مکتوم دخل علیہ فقتل رسول اللہ ﷺ احتجبت

فقتل یا رسول اللہ! لیس هو اعمی لا یصرہ فقتل رسول اللہ ﷺ افعیب و ان اسما السمتا بصریہ (ترمذی باب

ما جاء فی احتجاب النساء من الرجال ۲ ۱۰۶ ط سعید)

(۳) (کتاب الصلوٰۃ ۱۰۶ ط سعید)

## نماز عصر اور فجر کے بعد امام کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا

(سوال) فجر، عصر کی نماز کے ملازم کچھ سنے کے بعد امام میں جانب دہا میں جانب منہ پھیر کر وہاں تک ہے اور ظہر و مغرب و عشا کی نماز میں بغیر پھر سنے دہا میں بائیں کے قبلہ رو بیٹھے ہونے کا حکم ہے فجر و عصر میں دہا میں بائیں پھر نا اور باقی نمازوں میں قبلہ رو دہا کرنا آیا شرح شریف میں اس کی کوئی سند ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۶) عصر و فجر کے بعد قبلہ رو بیٹھے رہنا مکروہ ہے دہا میں پھر جانا چاہیے یا مقتدریت کی طرف منہ کرے اس کے عدوہ تین نمازوں ظہر، مغرب، عشاء میں کوئی داخل ہوئے کہ دیر تک نہ بیٹھے اور عید ماورہ میں سے کوئی دعا پڑھ کر سنوئل میں مشغول ہو جائے۔ واداء سلم الامام من الظهر والمغرب والعشاء کرہ لہ المکت قاعدا لکھ یقوم الی التطوع وہی صلوة لا تطوع بعدها کالعصر والفجر یکرہ المکت قاعدا فی مکانہ مستقل القلۃ والبی علیہ الصلوۃ والسلام سمي هذا بدعة. انتهى مختصراً. (۱)، (ہندیہ)

## ”من ترك الصلوة متعمداً“ کیا مطلب ہے؟

(سوال) زید فریضت نماز کا قائل ہے مگر نماز ادا نہیں کرتا یہ شخص مشرک ہے یا نہیں؟ اگر مشرک نہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ ”من ترك الصلوة متعمداً فقد کفر“ (۱)

(جواب ۷۴۷) جو شخص فریضت نماز کا قائل ہو لیکن سستی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نماز نہ پڑھتا ہو اس کو مشرک متدرست نہیں ورنہ کوئی شخص ترک نماز سے کافر ہو جاتا ہے والکبیرۃ لا تحوج العد المؤمن من الايمان (عقائد نفسی) ۲ باب: وجہ ارتکاب کبیر وفاسق ہے وتارکھا عمداً محایۃ ای نکاسلاً فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحبس لحق العبد فحق الحق احق و فی یضرب حتی یسبل منه الدم (درمختار) : حدیث من ترك الصلوة الح شدیدہ تغلیظ پر مبنی ہے یہ مطلب یہ ہے کہ یہ کام مسلمانوں جیسے نہیں یہ مطلب نہیں کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے۔

## نابالغ کو نماز روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(سوال) نابالغ بچوں کی نماز، روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۸) نابالغ بچوں کے نماز روزہ کا ثواب وادین کو ملتا ہے ورنہ تمام کے بڑا ایک کر پتے نعوس کو سمجھ کر ادا کرتے کیس تو خود ان کو بھی ثواب ملے گا۔ محمد کفایت اللہ کان لہ۔

(۱) (الفصل الثالث فی منن الصلاۃ ۱/۷۷ ط ماجدیہ)

۲. (الترغیب والترہیب من الحدیث لشریف لہرہب من مریک الصلاۃ معمد ۱/۳۸۱ ۳۸۲ ط احب، لبرائ العربی بیروت، لبنان)

(۳) (ص ۸۲ ط کتب خانہ محیدیہ، بیرون بوہر گیٹ، ملتان)

(۴) (کتاب الصلاۃ ۱/۳۵۲ ط سعید)





## نماز میں امام کا جلسہ استراحت کرنا

(سوال) امام اہل حدیث اور مقتدیین حنفی ہیں امام صاحب جلسہ استراحت کرتے ہیں جس کے باعث مقتدی امام سے پیش قدمی کر جاتے ہیں ایک روز امام صاحب نے کہا کہ پیش قدمی کرنے والوں کی کُروں قیمت کے دن ہاں نہ دے گا کہ ہووے اس امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۱۶ محمد حسین صاحب۔ ۱۰ رجب ۱۳۵۳ھ ۱۳۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۵۲) جلسہ استراحت حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے یہ جلسہ عذر (مرض یا ضعف) کی حالت میں کیا گیا ہے نماز کے اصلی افعال میں نہیں ہے لیکن جلسہ استراحت کرنے والے امام کے پیچھے حنفیہ کی نماز ہو جاتی ہے حنفیہ کو چاہیے کہ وہ جدہ سے اتنی دیر کر کے اٹھیں کہ امام جلسہ استراحت سے فارغ ہو جائے تاکہ امام سے پہلے مقتدیوں کا قیام نہ ہو جائے اور امام کو چاہیے کہ وہ جلسہ استراحت میں زیادہ دیر نہ رہیں بلکہ جتنی امران اسے ادا کر کے جدہ سے ہو جائیں محمد غایت بہکان بدہ

## عید گاہ میں نماز استغفار پڑھنا

(سوال) محض مسلمانوں کا خیال ہے کہ بروز جمعہ نماز استغفار عید گاہ میں پڑھی جائے آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں نماز کے نئے صبح سرت سے کا وقت رکھنے کا خیال ہے؟

المستفتی نمبر ۳۹۰ حاجی عبدالغنی متولی عید گاہ دہلی

۳ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۳) کسی آسمانی حادثہ کے وقوع اور اس کے خوف کے وقت آنحضرت ﷺ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے اور یہ امر مستحسن بھی ہے لیکن اس نماز کی جماعت محمود و متورث نہیں ہے شش بجے نوا قبا، استغفار کرے ورنہ میں نماز پڑھے عید گاہ میں جہاں کی عرض شاید جماعت ہو مگر جماعت مسنون نہیں ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

## بعد نماز صبح مصافحہ کا معمول

(سوال) بعد فراغت نماز صبح تمام مصلیان مسجد امام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں اور آپ میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں روز نہ بعد ختم ہونے کے یہ دستور کر رکھا ہے بعض لوگ اس کو بدعت بتاتے ہیں

المستفتی نمبر ۵۴۰ محمد بشیر حسن (دادہ) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۴) ہاں نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنے کا طریقہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے



(۱) درود میں ”سیدنا“ کا اضافہ

(۲) ”وکن من الساجدین“ سے پہلے تین مرتبہ استغفار پڑھنا

(سوال) (۱) نماز میں تشہد میں جو درود اور تثنیٰ ہے اس میں محمد ﷺ و حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کے برائے پہلے لفظ سیدنا کو لایا گیا ہے نماز میں کوئی خلل ہوتا ہے یا نہیں اور اخیر سیدنا کے نماز میں کیا بولی نقصان ہے یا نہیں؟

(۴) فرض نماز جہر یہ میں مابعد فاتحہ سورہ بقرہ کے تحریروں کی آیت ولقد اتینک سبھا من المستسبح بحسب آیت فسبح بحمد ربك میں پچھنی پڑھنا تو وكن من الساجدين بنجاء واستغفرہ آیت مذکورہ کے پہلے تین بار تکرار کیا جودہ مقتدی سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیا تو سن درود میں یہ نماز مقتدی اس میں قباحت ہوتی یا نہیں مکرر ہو یا نہیں؟ بدہ ہو یا نہ ہو مستحب نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۳ ایم محمد عبدالباقی صاحب (آسام) ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۲ قمر ۱۹۳۶ء (جواب ۷۵۷) قعدہ میں درود شریف کے اندر حضور انور ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام مبارک سے پہلے لفظ سیدنا منجانب اس سے نماز میں کوئی غلطی نہیں ہوتی اور اخیر سیدنا کے بھی نماز میں نقصان نہیں آتا۔ (۲) اس صورت میں نماز بلا کراہت ہوئی جودہ سوال لازم نہیں تھا۔ (۱) محمد کا تین بار نام لانا

ضر اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء پڑھنے کا حکم

(سوال) زید نے فتویٰ دیا ہے کہ تلہ کی چار رکعت سنت و جمعہ کی سنتوں میں ثناء دو دفعہ پڑھنا چاہیے قیہ صحیح ہے یا غلط؟ المستفتی نمبر ۱۲۷۳ عبدالمحیط خاں صاحب کانپور (سندھ)

۱۲ اشوال ۱۳۵۵ھ ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۵۸) تلہ کی چار سنتوں میں در جمعہ کی چار سنتوں میں ثناء ایک مرتبہ پڑھی جائے ورنہ فرض کی چار رکعتوں میں دو مرتبہ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ سے دہلی

نمازی کے سامنے کتنی دور سے گزرا جا سکتا ہے؟

(سوال) جامع مسجد میں نمازی کے سامنے سے کتنی دور ہو کر گزرنا جائز ہے آیا فرض نماز کے بعد وہ دن بعد چھوڑ کر یا کچھ مقدار معین ہے تحریر فرمائیے؟

۱۔ ویدت البیادۃ لاں رودہ لاحرار بالواقع عن سہولک لادب فقیر فقیر من برکاتہ لادب ساجد صلی اللہ علیہ وسلم ۵۱۳ ط سعید ۲۔ ولور ذکیرہ و نقص کمد و نقص حرق و فمدہ و مدد حرق بہ بعد صلاۃ صلی اللہ علیہ وسلم ۵۱۳ ط سعید ۳۔ لادب کمد و مدد فمدہ کمد فی برکاتہ لادب صلی اللہ علیہ وسلم و البعد لادب کل سفع صلاۃ علی حدہ لاصح لادب لاصح و سفع فی سہ الطہر و لاصحہ الح (رد المحتار) باب الوتر والوتر ۱۶۲ ط سعید

المستفتی نمبر ۱۳۳۹ محمد یونس صاحب (متر ۱)۔ ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء  
(جواب ۷۵۹) بڑی مسجد میں درمیدان میں نماز کے سامنے تین دورے کرنا جائز ہے کہ نماز کے آخر  
اپنے سجدہ کی جگہ پر نظر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے، محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم، دہلی

### نجاست لگی ہوئی صف پر نماز کا حکم

(سوال) مسجد کی صف باریک ست کی بنی ہوئی ہو کہ آبرہ کی ہوئی ہے تھیں اس پر بارہ نماز ہو اس کے  
درمیان حصہ میں نجاست مل جائے یا نہ ملے ایک سے یہ بتائی ہو تو اس صف میں سے نجاست کی جگہ پتھر  
رہائی صف پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اسی طرح اگر ٹاٹ کی صف ہو تو اس کے سے یہ حکم ہے؟  
المستفتی حاجی محمد دلاور صاحب (یلماران دہلی)

(جواب ۷۶۰) ناپاک جگہ پر نہ ہونے والے کی نماز تو نہ ہوں باقی صف پر نہ ہونے والوں کی  
نماز ہو جائے کی صف خواہ وہ کی ہو یا نہ کی ہو یہودی، محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم، دہلی

### عدا تارک نماز کا حکم

(سوال) زید کلمہ پڑھتا ہے اور مسلمانوں کے تمام کام کرتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا یعنی تارک فرض ہے  
مندر فرض نہیں جب اس سے کہا جاتا ہے کہ کیوں نماز نہیں پڑھتے تو جواب دیتا ہے کہ پرہیزگاروں کا میں نہ  
نماز نہیں پڑھتا تو بیشک بہت گناہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کے لیے نماز کی ہوجائے یا یہ شخص نہ ہو  
مسلمان کہیں یا کافر؟

المستفتی نمبر ۱۳۶۸ محمد صاحب دہلی۔ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء  
(جواب ۷۶۱) جو شخص نماز کی فرضیت کا اقرار کرتا ہے اور ترک نماز کو گناہ سمجھتا ہے وہ مسلمان ہے اس  
ترک نماز کی بنا پر کافر کہنا نہیں چاہیے، تاہم اگر کسی نے نماز کو واجب سمجھا ہے اور اسے ترک کر دیا ہے تو یہ شخص  
کافر کہہ دیا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم، دہلی

۱۔ وھو در فی الصحراء وفي مسجد کبر موضع سجودہ فی الاصح او وھو در فی بیدہ فی حدیث شریف فی مسجد  
مسجد شریف وہ کہنعد و حدیث شریف سور و سرحدہ وفي بیدہ انہ لدر ما یقع السجود علی السور و صبی ماحسوس  
در ما یقع السجودہ مع باب ما یقع السجودہ و ما یکر فیہا ۱ ۶۳ ط سعید

۲۔ قول فی سور و سرحدہ ہی مسجد شریف بیدہ فی حدیث و حدیث و بیدہ و مکانہ ای موضع قدمہ او احدہما لرفع  
لاخری و موضع سجودہ انشأ فی الاصح الح وفي لشمہ اقولہ و مکانہ فلا تسمع السجود فی صوف ساجد ولو  
صغر فی الاصح باب سر و ط ۱ ۴۰ ط سعید

۳۔ وھو کہنہ حدیثی بکسلا و صبی بیدہ و حدیث حبی بیدہ و حدیث بیدہ و حدیث بیدہ و حدیث بیدہ  
وحدیث حد و حدیث کفر سور و سرحدہ کتاب الصلوٰۃ ۱ ۳۵۳ ط سعید

(۱) صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں؟

(۲) قضاء یا دھونے کی حالت میں وقتی نماز پڑھنا

(سوال) (۱) صاحب ترتیب کون شخص ہو سکتا ہے۔ اس حدیث میں وہ شخص صاحب ترتیب کہلاتا ہے جس نے بالغ ہونے کے بعد ایک بھی نماز قضاء نہ کی ہو یا یہ حالت شیخ نے اگر ایسا نہیں ہے تو کوئی کتاب میں ہے؟

(۲) ایک شخص کی نذر کی نماز قضاء ہوئی اس کے بعد اس نے اپنے وقت میں عصر د کی اور جب وقت مغرب آیا تو مغرب کی نماز بھی پڑھی مگر اس شخص کو جب عصر کی نماز اور مغرب کی نماز پڑھتا تھا تو ظہر کی نماز نماز پڑھتی تھی پھر اس نے ظہر کی نماز مغرب پڑھ کر قضا کر لی کیا اس کی عصر اور مغرب نمازیں ہو گئیں یا نہیں اور وہ شخص امام ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی ۱۵۶۷ مولوی محبت حسین شاہ امام مسجد پنشن۔ پنجاب یکمپ رزمک وزیرستان۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۲) (۱) صاحب ترتیب وہ شخص ہے جس کے ذمے بلوغ سے اب تک چھ نمازیں قضا ہوں (۲) اگر یہ شخص صاحب ترتیب نہیں تو اس کی نماز ظہر، عصر و مغرب ہو گئیں اور اگر صاحب ترتیب ہے تو قیام نہیں، ان میں نماز کا ان کی ظہر پڑھنے سے سب ہو جائیں گی بشرطیکہ درمیان میں وقت شدہ نہ رہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

نماز صبح کے بعد مقتدیوں کے آگے چنے رکھنا

(سوال) ایک مسجد میں صبح کی نماز کے بعد نمازیوں کے آگے مٹھی مٹھی چنے دے سے قبل سلام پھیرنے کے بعد رکھ دیے جاتے ہیں کیا یہ سنت ہے؟ فرض نے کیا وجہ ہے؟ من احدث فی امرنا ھذا ھا لیس صہ فیہورد۔ تین کی حدیث کے مصداق نہیں ہیں۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب۔ دہلی (جواب ۷۶۳) یہ عمل نہ سنت ہے نہ مستحب۔ فرض واجب تو ہونے کی وہی صورت ہی نہیں اور اس پر لازم سمجھا جائے تو بدعت ہے اور لازم بھی نہ سمجھا جائے نہ کسی کو برا کہا جائے جو پڑھے پڑھنے پر ہے؟ اس سے تعرض نہ کیا جائے تو بہت ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

(۱) سقط الترتیب بصیر ورة القوت مت ولی کتاب معرفة کما لو برئ صلاة صحح مثلاً من سنة ایدم وصلی ما یسہل  
سما القوت الح (رد المحتار) باب قضاء القوت ۶۸۲ ط سعید  
۲۰ و قد فسدت الترتیب لا یطیل صل صلاة عبد ابی حمزة و ابی یوسف و عبد محمد صل لا الحرجة عقد  
للعرض الح (رد المحتار) باب قضاء القوت ۷۰۲ ط سعید

بسلام علیکم کہنا

(سوال) اگر ہم سلام پڑھیں اور اللہ کے نام پڑھیں تو اللہ سے سوال کے لئے کیا حکم ہے؟ المفتی مولوی محمد رفیع دہلوی

جواب (۷۶۴) یہ خلاف سنت ہے۔ اس سے نماز میں کراہت آئے گی یہ سب کہ امام تلفظ میں ہی سلام پڑھتے ہیں یہی ایسا کتاب کے خلاف لوگوں کے سننے میں نہیں آتا۔ امام و اسام کتاب کے خلاف امام سننے میں یہ مکر وہ نہیں (۱) محمد کفایت مدکان اللہ لہ دہلی

محمد کی مسجد میں نماز افضل ہے

(سوال) زید کے مکان سے پاس یہ مسجد ہے اور زید کی متولی مسجد سے کسی قسم کی ناواقفیت ہو گئی اور اس ناواقفیت کی وجہ سے مسجد پر چھوڑا گیا اور وہ مسجد اختیار کرے اور وہی زید دے دے کہ جہاں آپ کے مکان سے پاس مسجد ہو نہ ہے یہ ہو آپ کو ہرگز خیال نہ ہو کہ میں تو جواب میں زید بھوٹ کہتے ہیں مسجد کے متول صاحب نے مسجد و ائیں انارک سے خالص میرے لئے اور مجھے منع کر دیا ہے تو ایسے کاموں کا یہ حکم ہے دوسری مسجد میں نماز کی ہو جاتی ہے یہ نہیں "کہہ دیتی ہے تو دونوں کے ثواب میں کوئی فرق نہیں اور زید ایسے کن ہوں کامر تعجب نہ لے کہ ناواقفین کے لئے اس کے بعد میں اس میں توبہ کرتا ہوں۔  
المستفتی نمبر ۳۰۹۳ تا ۳۰۹۹ (برائے) ۳ شعبان ۱۳۵۶ھ تا ۲ ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ  
جواب (۷۶۵) اگر مسجد کے متول نے زید کو مسجد میں آنے سے منع نہیں کیا تو زید کو مناسبت نہیں ہے کہ وہ دوسری مسجد میں نماز کے لئے جائے اور یہ بھی جائز نہیں کہ متولی کو خواہ مخواہ بدنام کرے۔ زید کی نماز "دوسری مسجد میں ہو جاتی ہے" کا وجہ "موتوں محمد کی مسجد چھوڑا دینی مناسبت نہیں ہے" محمد کفایت مدکان اللہ لہ دہلی

خطبہ و نماز کے لئے اڈا پائیدر کا استعمال

(سوال) اس واقعہ مائن کی بری میدانہ میں میدانہ کی منتظمین نے وکوں کی تلاش و بد نظر رہتے ہوئے ہم کے آگے اڈا پائیدر (وکوں کو دور کرنے والے) رکھا جس پر خطبہ کے بعد نماز کی تیاریات ہوئی۔ بعد ازاں اسی وقت بھی امام نے بعد از نماز کے پیر کی وک سے متعلق عرض کرتے ہیں کہ جو نماز پرستی کی بنا پر ہے۔ المستفتی نمبر ۲۰۹۸ مولوی محمد پیدر صاحب (مائن)

۱۔ قول فی البحر "وہو علی وجہ الا کمل ان یقول: "السلام علیکم ورحمة اللہ" مرتین و ان قال السلام علیکم ورحمة اللہ علیکم او علیکم السلام حراہ وکان رک کلسہ رد المحتار فصل فی بیان کیف لصلاة ۱ ۵۲۶ ط سعید (۲) ومسجد حیہ فصل من الجامع والصحيح ان ما الحق بمسجد المدسة ملحق به فی الفصيلة الح (الدور المحتار) ط سعید (۳) فصل الصلاة وما يكره فيها مطلب فی الفصل المساجد ۱ ۶۵۹ ط سعید





بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت حلال یا نجس ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نماز نہیں پڑھتا ہے اس کے ہاتھ کا گوشت حلال یا نجس ہے یا نہیں اور اس کا پیہم \* بعد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۸۰ شیخ محمد قاسم صاحب (بدھ شہ)

۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ ۲۴ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۷۶۸) تارک الصلوة سخت گناہ کار اور فاسق ہے اس کے ہاتھ کا کھانا اور اس کی مٹی کربہ حال طریق سے ہو مسجد میں گناہ راست قوت نہیں اور زجر اس کے ہاتھ کا کھانا نہ صحیح ہے اور اس کے پیہم \* مسجد میں نہ لگایا جائے۔ فتا محمد کفایت اللہ کان اللہ له اولی

بے نمازی کا جنازہ پڑھا جائے

(سوال) ہم مسلمان مسلمانوں کے ہاتھ نماز نہیں پڑھتے کبھی سماں کے بعد بعض مسلمان رمضان شریف میں نماز صوفیوں کے پاس پڑھتے ہیں بعد ازاں پھر چھوڑ دیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ ہوتے ہوئے اور بعد نماز صوفیوں پر پڑھتے ہیں پھر نماز ہو جاتی ہے اور پھر کبھی مسلمان ایسے بھی ہیں جو کہ ارکان نماز سے یہاں ہوں قفل ہیں اور جنہوں نے اپنی حیات میں اپنے سر کو جسد سے نہیں جھکایا ہے اور چہرہ اپنے آپ کو مسلمان بننے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ تارک الصلوة شرعاً کافر ہے یا نہ کار ہے اور تارک الصلوة مر جب شرعاً شریف کے قانون سے اس شخص کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۶۹ زیر التمسین صاحب (الہدوی چھاپی) ۵ صفر ۱۳۵۸ھ ۲۷ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۶۹) تارک نماز نہ پیہم \* اور قریب \* کفر سے بیان جو شخص کہ فریضہ نماز کا منکر نہ ہو نہ ف تارک ہو وہ فاسق اور ائمہ درجہ کا گناہ کار ہے مرہاموں کے احکام میں پر جاری نہیں ہوں کہ بے نمازی کا جنازہ ایک دو مسلمان پڑھ سکیں اور میں اور مسلمان زجر اشریک نہ ہوں تو یہ جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له اولی

قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت

سوال ۱ پانچ وقت نماز کے دل کون کون سی آیت سے معلوم ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۶ ترمذ (۱۵۱) ۲ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۷۰) قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیات ہیں جن میں سے یہ آیت تھی ہے فسبحن اللہ حبیب

---

۱۔ اور کیا عمداً محارہ کی مکہ سے کسی جس جس حتیٰ یصلیٰ لایہ بحسب الحق الحق الحق حتیٰ یسیر و سجدہ کتاب الصلوة ۱ ۳۵۳ ط سعید  
 (۲) و نازکھا عمداً محارہ ای مکہ سلا فاسق بحسب حتیٰ یصلیٰ لایہ بحسب الحق الحق الحق حتیٰ یسیر و سجدہ کتاب الصلوة ۱ ۳۵۳ ط سعید

تمسسون و حين تصبحون (الآية) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

- (۱) مسجد میں بآواز بلند سورہ کھف پڑھنا  
(۲) بعد نماز بلند آواز سے کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) وقت خطبہ مسجد میں جمعہ کے دن سورہ کھف کا دہرہ بآواز بلند ایک ایک رکوع کے پڑھتے ہیں تو وارد مصلیان کی نمازوں میں نقصان آتا ہے بلکہ نماز جمعہ کا اور خطبہ کا تنفیج اوقات ہو جاتا ہے اس طرح پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) جماعت کے ختم ہوتے ہی فوراً کلمہ طیبہ کا دہرہ پڑھ کر تیسرتے ہیں ۳ مرتبہ۔ لا الہ الا اللہ الا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سینہ ق مباحہ ج ۲ - ۲ رجب ثانی ۱۳۵۹ھ

(جواب ۷۷۱) (۱) سورہ کھف آواز بلند سے مسجد میں پڑھنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے ناجائز ہے (۲)

(۲) اسی طرح نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو بلند آواز سے پڑھنے کی رسم بھی درست نہیں اتنی آواز سے کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے سلام کے بعد کلمات ماثورہ کو پڑھنا جائز ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کپڑے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) زید نماز کی حالت میں اپنے منہ کو کپڑے سے چھپا لیتا ہے۔ یہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۷۸ - ۵ صفر ۱۳۶۳ھ

(جواب ۷۷۲) منہ اور ناک کے پاس سے ڈھانک لینا نماز میں مکروہ ہے حدیث شریف میں منہ ڈھانکنے کی ممانعت آئی ہے۔ بھی رسول اللہ ﷺ عن السید فی الصلوة وان يعطى الرجل هذه (مشکوۃ) : مر قاتلہ شرح مشکوۃ میں ہے کانت العرب يتدشون بالعمائم و يجعلون اطرافها تحب اعقابهم فيعطون افواههم كيلا يصيبهم الهواء المحتلط من حرا و برد فيؤرا عنه لا بد يسع حسن

(۱) (سورة الروم - ۱۷)

(۲) جميع لعناء سفا و حلف على استحباب ذكر الجماعة في مسجد و غير هذا الا ان شئ من حذرهم عنى به و فصل و قارى الخ رد المحتار و ما بعد الصلوة و يذكر فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱ ۶۶۰ ص ۶۶۰

(۳) ان يهدوا السرى عنى انفسكم فانكم لا تدعون صم ولا عاب الحديث بحرى و ما قول لا حول ولا قوة الا بالله (۲ ۹۴۸-۹۴۹ ط قديمي)

(۴) (باب المستر ص ۷۳ ط سعيد)

(۵) (باب المستر) بھی عن السید ۲ ۲۳۶ ط امدادیہ مناد



(۱) جیل میں اذان دی جائے یا نہیں؟

(۲) جیل میں یانی نہ ملے تو تیمم کیپ جائے

(۳) جیل میں جماعت کرانا جائز ہے

(۴) احتیاجاً بھوک بڑھتا ہے

(از ہفتہ وار مسلم وہابی مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۲۲ء)

(سوال) (۱) جیل میں اگر ان سے روک دیا جائے تو پھر کیا کرنا چاہیے؟ (۲) جیل میں سرپانی نہ ملے یا جیل والے عمل اپنی نہ مینے دیں تو نماز کی ادائیگی کے لئے کیا کرنا چاہیے؟ (۳) جیل میں اگر وہ جماعت نماز نہ پڑھتے دیں تو کیا صورت ہونی؟ (۴) مقطعہ جو علی بطور احتیاطی بخداف پڑھوں کیا جائز ہے؟

المستعفی دفتر مجلس خلافت پنجاب (لاہور)

(جواب ۷۷۶) (۱) اذان دینے کی کوشش کرنی چاہیے اور جب کہ کسی صبح جہر کا نام جائز نہ ہو تو بجائے

لذاتِ مُذَرِّطِھِ لِي جَائے (۴)

(۲) پہلے میں اگر چہرہ دکھانے سے ہائی نہ ایں اور اس طرح ناپنی، و تیب نہ آویس۔ اے انتہا پر

قدرت نہ ہو تو تقیم سے نذریر میں (۱۲)

(۳) جماعت سے نماز پڑھنے کی جہاز کے لئے و تشیش کی جہاز اور کسی طرح بھی جہاز نہ ملے تو فلاں

فرد انماز پڑھ لی جائے (۳)

(۴) متناہو جو علی اس حد تک کہ ہر کائنات غالب نہ ہو چکے۔ چنانچہ۔ مگر کائنات امتداد میں۔

بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے

(از انجمنیه سه روزه مورخه ۱۸ آستور ۱۹۲۵ء)

سوال: اب نمازی جتنی جس شخص نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی ایسے شخص پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۷۷) تارک الصلوٰۃ انما حنیئہ کے نزدیک فاسق ہے ہاں نہیں۔ اور فاسق — جنازے کی نماز

برائے نقلیہ صورتوں کے بغیر نماز پڑھنے کی روایتیں بھی ہیں جن میں یہ بھی مذکور ہے کہ اگر نماز میں کسی نے کوئی چیز یاد کی تو اسے پڑھنے سے روکنا جائز نہیں ہے۔

۱. در هر سه مکتبه سفره‌ای فی و شهاب و قاضی حاج میرزا ناصر باب ۱ و ۲ ۳۸۵ ص ۳۸۵ در هر سه مکتبه  
مجموعه‌ای سه سفره و شهاب و قاضی حاج میرزا ناصر باب ۱ و ۲ ۳۸۵ ص ۳۸۵ در هر سه مکتبه  
ط ۳۸۵

٢. في حجر علي السجستان سنة ١٠٠٠ هـ في ربيع الثاني سنة ١٠٠٠ هـ  
 ٢٣٦ هـ

(٣) والجماعة سنة مؤكدة للرجل وأقربها الشافعي فمن أو تحب على الرجال العتلاء المبعين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حر حر الح (توضيح الألبان) باب الإمامة ١ ٥٥٢ ت ٥٥٤ ط سعيد

متعد نماز نہ پڑھیں معمولی درجہ کے لوگوں کو کہہ دیں کہ وہ نماز پڑھ کر دفن ہو دیں۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عمر اتار کر نماز فاسق ہے

(الجمعیتہ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) وہ کلمہ و مسنون جس نے نہ بھر نماز نہیں پڑھی اور سیکھی بھی نہیں مگر عقیدۂ نماز و اپنا اثبات اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

(جواب ۷۷۸) اگر وہ شخص توحید و رسالت اور ان چیزوں پر ایمان رکھتا تھا جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے نماز و فرض سمجھتا تھا تو صرف اس وجہ سے کہ اس نے نماز کبھی نہیں پڑھی اور نہ سیکھی کافر نہیں ہو گا بلکہ فاسق نہ رہے مگر اگر حکم اس پر کرنا جائز نہیں البتہ اگر وہ نماز کی فرضیت سے بھی منکر ہو تو بدعت ہے۔  
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز کے بعد مصیے کو الٹ دینا

(الجمعیتہ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) عام وک بعد نماز کے کونہ نماز کا اس دیتے ہیں یا یہ شرعاً ناجائز ہے؟

(جواب ۷۷۹) نماز کا کونہ اس دینے کی کوئی اصل نہیں ہے کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے ورنہ وجہ مشہور ہے کہ شیطان اس پر نماز پڑھتا ہے یہ غیر ثابت اور غیر معقول ہے ہاں فرض حائضت پر نماز و پیرائے میں درست ہے مگر نہ اس دینے میں کوئی حفاظت ہے۔ و مذاہم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں خیالات اور وساوس کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) نماز کے اندر انوار و قسم کے خیالات پیدا ہوجاتے ہیں اور یہ اتنے منتشر رہتے ہیں کہ نماز میں کوئی نقص تو نہیں آتا؟

(جواب ۷۸۰) غیر خفیہ خیالات سے نماز فاسد نہیں ہوتی حتیٰ امکان ان کو دفع کرنا چاہیے۔

(۱) صواعق علی کل بر و فاجر الحدیث (کرب العمال ۶ ۵۴ ط بیروت) وہی فرض غی کی مسلمہ حدیث ہے۔  
قطع الطریق الح (تویر الانصار جلد ۲ ۲۱۰ ط سعید) و کتاب حید مجاہد کی یکساں نسخ جس جس نسخ (البویر) و شرحہ کتاب الصلاۃ ۳۵۳/۱ ط سعید

(۲) و بارکھا عمدا مجاہد ای تکسلا فاسق بحسب حتی یضی لہ بحسب لحق العبد فحق الحق الحق (البویر جلد ۲) کتاب الصلاۃ ۳۵۳/۱ ط سعید ۳ عن بی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ من لم یحضر عن منی عند حدیثہ وہ یضی مالہ تعمل أو شکم بہ الح (مسلم باب بیان تجاوز اللہ عن حدیث النفس ۷۸/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

نماز کب معاف ہوتی ہے

(سوال) نماز کب معاف ہوتی ہے؟

(جواب ۷۸۱) جب انسان مرض کی وجہ سے بالکل ہوش و حواس سے عاری ہو جائے اور اسی حال پر چوتیس گھنٹے سے زیادہ گزر جائیں یا اتنا کمزور ہو جائے کہ سر سے صرف اشارہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو اور اسی حال پر ایک رات دن سے زیادہ ہو جائے تو ان نمازوں کی قضاء بھی اس کے ذمے نہیں ہوتی (۱) محمد کفایت اللہ

”اللہ اکبار“ کہنا مفسد نماز ہے یا نہیں؟

(الجمعیتہ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) اللہ اکبر کی باء کو جو فتح ہے کما حقہ ادا کرتے ہوئے راء کو خفیف سا کھینچ کر ادا کرنے میں نماز میں کیا نقصان ہوگا؟

(جواب ۷۸۲) بکا فتح کھینچنے سے اگر اکبار ہو جائے تو نماز مکروہ ہوگی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں تصور شیخ کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) تصور شیخ جو اکثر مشائخ اپنے مریدوں کو بتاتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو؟

(جواب ۷۸۳) تصور شیخ کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیہ اس کو توحید خیال کے لئے مفید سمجھتے ہیں لیکن نماز کی حالت میں اصول فقہیہ کی رو سے اس کی اجازت دینی مشکل ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نمازی کے سامنے کتنے فاصلے پر گزرنا جائز ہے؟

(الجمعیتہ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) مصلی کے آگے سے کتنے فاصلے کے درمیان سے گزرنا گناہ ہے اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ موضع سجود کے درمیان سے گزرنا منع ہے موضع سجود کے مطالب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سجدہ کرنے

(۱) وإن تعذر الإيماء برأسه وكثرت الفوائت بأن زادت على يوم وليلة سقط القضاء عنه وعليه الفتوى (التنوير و شرحه باب صلاة المريض ۲/ ۹۹ ط سعيدي)

(۲) ”حلیٰ کبیر“ میں اس کو مفسد صلوة کہا ہے: وإن قال الله أكبار لا يصير شارعاً وإن قال في خلال الصلاة تفسد صلاته قبل لأنه اسم من أسماء الشيطان وقيل لأنه جمع كبر بالتحريك وهو الطبل وقيل يصير شارعاً ولا تفسد صلاته لأنه أسماء و الأول أصح (الأول تكبيره الافتاح ص ۲۶۰ ط سهيل)

(۳) وإن المساجد لله فلا تدعو مع الله أحدا الآية (جن: ۱۸) ولو تفكر في صلاة فتذكر حديثاً أو شعراً أو خطبة أو مسئلة يكره (عالمگیریہ باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۹۰۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)



کی جگہ اور مصلیٰ کے قدم کے درمیان سے گزرنا منع ہے اور اس کے باہر سے گزرنا جائز ہے بعض کہتے ہیں کہ مصلیٰ کے آگے جو فرش پر صف بندی کی لکیر بنی ہوئی ہے یہی سترہ کے لئے کافی ہے اور اس خط کے باہر سے بلا ضرورت بھی گزرنا جائز ہے

(جواب ۷۸۴) نماز پڑھنے والے کے آگے سے چھوٹی مسجد یا چھوٹے مکان میں گزرنا جائز ہے جب تک کہ اس کے آگے کوئی آڑ نہ ہو اور بڑی مسجد یا بڑا مکان یا میدان ہو تو اتنے آگے سے گزرنا جائز ہے کہ اگر نمازی اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) انتشار پھیلانے والا گناہ گار ہے

(۲) غیر مقلدین اہل السنۃ والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

(۳) اہل حدیث کے پیچھے نماز عید کا حکم

(۴) عیدین میں عند الاحناف تکبیرات زوائد چھ ہیں

(۵) احناف کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۶) تراویح مع وتر تیس رکعات مسنون ہیں

(۷) گیارہ رکعت تراویح کو سنت کہنا

(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے

(الجمعیتہ مورخہ کیم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہم لوگ جب کہ شرعی صدقہ فطر سے بالکل ناواقف تھے اور چرم قربانی کو بیچ کر اپنے مصرف میں لاتے تھے بلکہ بعض تو چرم قربانی بیچ کر تازی وغیرہ منشی و مسکر چیزیں پی جاتے تھے اس وقت سے آج تک علمائے اہل حدیث کے ساتھ عیدین کی نماز بے تکلف بارہ تکبیروں کے ساتھ پڑھتے رہے اور انہیں علمائے کرام کی بدولت شرعی مسائل سے واقف ہوئے صدقہ فطر نکالتے ہیں اور چرم قربانی کی قیمت مدارس اسلامیہ میں دیتے ہیں جس کو تیس چالیس برس کا عرصہ ہوتا ہے اس عرصے میں بڑے بڑے مشہور علمائے احناف آئے اور آتے رہتے ہیں اور اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرماتے ہیں مگر آج تک کسی عالم نے یہ نہیں کہا کہ علمائے اہل حدیث کے پیچھے تم لوگوں کی نماز نہیں ہوگی اب کے سال چند بریلوی حضرات نے بڑی دھوم مچا رکھی ہے لوگوں کو اور غلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی مندرجہ ذیل

(۱) و مرور مار فی الصحراء او مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح او مرورہ بین یدیه الی حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیرہ فانه کبقعة واحدة مطلقا الخ (التنویر و شرحہ) و فی الشامیہ: "انہ قدر ما یقع بصرہ علی النار لو صلی بخشوع ای رامیا بصرہ الی موضع سجودہ الخ (باب ما یفسدہ الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱/۶۳۶ ط سعید)

سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں۔

(۱) جماعت کا منتشر کرنے والا مجرم ہے یا نہیں؟ (۲) اہل حدیث سنت جماعت میں سے ہیں یا نہیں؟  
(۳) علمائے اہلحدیث کے پیچھے احناف کی عیدین کی نماز ہوگی یا نہیں؟ (۴) عیدین کی نماز بارہ تکبیروں سے افضل ہے یا چھ تکبیروں سے؟ (۵) احناف اپنے کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۶) تراویح کی نماز مع الوتر گیارہ رکعت افضل ہے یا تیس؟ (۷) کوئی شخص تراویح کی نماز سنت سمجھ کر گیارہ رکعت پڑھے تو کیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہوگا؟ (۸) عالم کے موجود ہوتے ہوئے معمولی اردو خواں کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ (۹) حق بات کو چھپانے والا کیسا ہے؟

(جواب ۷۸۵) (۱) تفریق پیدا کرنے والا سخت گناہ گار ہے (۲) ہاں اہل سنت والجماعت میں داخل ہے (۳) ہو جائے گی مگر حنفی مقتدی چھ تکبیریں کہیں (۴) حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیروں سے ہے (۵) اصطلاحی معنی سے نہیں کہہ سکتے (۶) تیس رکعت افضل اور مستنون ہیں (۷) مجرم تو نہ ہوگا مگر تارک افضل و راجح ہوگا (۸) ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی (۹) ضرورت بیان کے موقع پر حق کو چھپانے والا گناہ گار ہے (۸) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز میں کیا تصور کیا جائے؟

(الجمعیتہ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۸ء)

(سوال) جب انسان نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اس کو ہمہ تن خالق دو عالم کی طرف رجوع ہو جانا چاہئے اور دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی قسم کا خیال نہیں گزرنا چاہئے ایسی تصورات میں نماز کی رکعات کا شمار اور رکوع و

(۱) قوله تعالى "واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا" الآية (آل عمران: ۱۰۳) وقوله تعالى: "ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم" (انفال: ۴۶)

(۲) جو غیر مقلدین تقلید کو شرک کہیں ائمہ اربعہ پر طعن اور سب و شتم کریں اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مسائل کا انکار کریں وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔

(۳) جو غیر مقلدین تقلید کو شرک کہیں اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مسائل کا انکار کریں وغیرہ وہ متہدین ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاویٰ باب الإمامة والجماعة ۱/۲۵۳ ط مکبہ دار العلوم کراچی)

(۴) وہی ثلث تکبیرات فی کل رکعة الخ (الدر المختار باب العیدین ۲/۱۷۲ ط سعید)

(۵) وعن یزید بن رومان أنه قال: "كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان بثلاث وعشرين ركعة آثار السنن" باب التراویح بعشرين ركعة ص ۲۰۵ ط امدادیہ

(۶) وہی عشرون ركعة (در مختار) وفي الشامية: "هو قول الجمهور" وعليه عمل الناس شرقاً وغرباً الخ (باب الوتر والنوافل مبحت التراویح ۲/۴۵ ط سعید)

(۷) والأحق بالإمامة تقديماً بل نصيباً الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوةً وتجويداً للقراءة الخ (التنوير وشرح باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید)

(۸) إن الذين يكتمون ما أنزلنا من السنت والهدى من بعد ما بيناه للناس في الكتب أولئك يلعنهم الله و يلعنهم اللعنون (بقرة: ۱۵۹)



ہجود کا خیال رکھنا مشکل ہے اگر نماز کی ترتیب اور شمار رکعات کا خیال رکھے تو اللہ تعالیٰ کا خیال قائم نہیں رہ سکتا۔؟

(جواب ۶ ۷۸) نماز میں صرف اللہ تعالیٰ کا خیال رہنا چاہیے اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازی ہمہ تن اس تصور میں غرق ہو کہ میرا معبود اور مسجود اللہ تعالیٰ ہے اور میں اس کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اگر خیال اتنا قوی ہو جائے کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں تو سبحان اللہ! بہر حال اس خیال اور تصور کے ساتھ قیام رکوع، ہجود اور رکعات کی تعداد کا تصور جمع ہو سکتا ہے اور ارکان کے تصور سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کا جو تصور مطلوب ہے وہ باقی نہ رہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کفایت المفتی جلد سوم ختم ہوئی اس کے بعد جلد چہارم ہے

www.ahlehaq.org

(۱) أن تعبد الله كأنك تراه وإن لم تكن تراه فإنه يراك الحديث (مسلم، کتاب الإيمان ۲۷/۱ ط قدیمی مکتب خانہ کراچی)